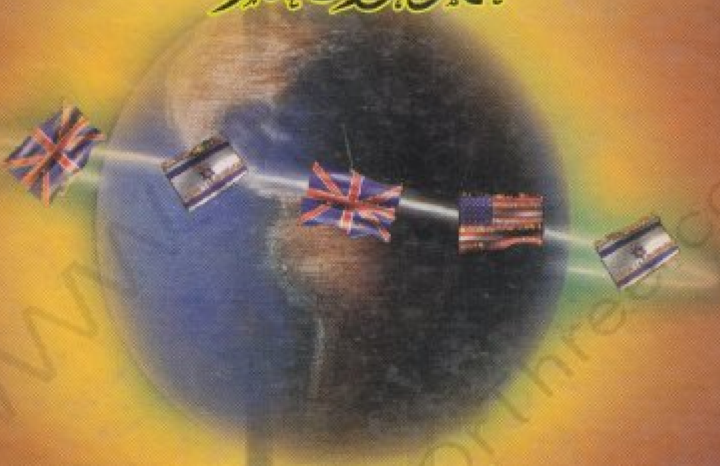
دُنیا عیسائیت کی زد میں

تحقیق و ترتیب

محمد انور بن اختر



- دُنیا میں اسلام کی مقبولیت
- پاکستان میں عیسائیت کے مراکز اور ان کا مشن
- پادریوں کی جنسی زندگی
- دُنیا کے ۵۰ ممالک میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں
- عیسائیت کے اختلافات
- مسلمانوں کو مرتد کرنے کے اسباب و ذرائع
- این جی اوز کے مشن
- عیسائیت کی مقدس کتابیں تحریف کی زد میں

شعبہ تحقیق و تصنیف
مکتبہ ارسلان
اردو بازار کراچی موبائل: 0333-2103655

دُنیا عیسائیت کی زد میں

تحقیق و ترتیب

محمد انور بن اختر

- دُنیا میں اسلام کی مقبولیت
- پادریوں کی جنسی زندگی
- عیسائیت کے اختلافات
- این جی اوز کے مشن
- پاکستان میں عیسائیت کے مراکز اور ان کا مشن
- دُنیا کے ۵۰ ممالک میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں
- مسلمانوں کو مرتد کرنے کے اسباب و ذرائع
- عیسائیت کی مقدس کتابیں تحریف کی زد میں

قیمت: 225

شعبۂ تحقیق و تصنیف
مکتبہ ارسلان
اردو بازار کراچی موبائل: 0333-2103655

نام کتاب: دنیا عیسائیت کی زد میں

مؤلف: انور بن اختر

سن اشاعت: جولائی ۲۰۰۱ء

باہتمام: ارسلان بن اختر

ناشر: مکتبہ ارسلان اسٹوڈنٹ بازار فرسٹ فلور نزد اردو بازار کراچی 0333-2103655

ملنے کا پتہ

کراچی
☆ دارالاشاعت اردو بازار کراچی ☆ قدیمی کتب خانہ نزد آرام باغ
☆ ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی ☆ اسلامی کتب خانہ نزد بنوری ٹاؤن
☆ مکتبہ قاسمیہ نزد بنوری ٹاؤن ☆ اقبال بک ڈپو (اقبال نعمانی صدر)
☆ صدیقی ٹرسٹ نزد لسبیلہ چوک ☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲
☆ علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی ☆ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
☆ مکتبہ ذکریا نزد بنوریہ ٹاؤن ☆ ضیاء القرآن اردو بازار کراچی

حیدر آباد
☆ بیت القرآن نزد چھوٹی گٹی حیدر آباد ☆ حاجی امداد اللہ اکیڈمی مارکیٹ ٹاور

ملتان
☆ ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بیرون گیٹ ☆ مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس

لاہور
☆ مکتبہ رحمانیہ غزنی اسٹریٹ اردو بازار ☆ ادارہ اسلامیات انارکلی بازار لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور ☆ شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور

فیصل آباد
☆ کشمیر بک ڈپو نزد چنیوٹ بازار ☆ مکتبہ عافی جامعہ امدادیہ

گوجرانوالہ
☆ مدینہ کتاب گھر اردو بازار ☆ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار

اسلام آباد
☆ دارالعلم نزد آب پارہ مارکیٹ ☆ جامعہ فریدیہ E-7 اسلام آباد

راولپنڈی
☆ مکتبہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار

پشاور
☆ یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر آباد

سوات
☆ مکتبہ القرآن والحدیث نیو روڈ مینگورہ

کوئٹہ
☆ کتب خانہ رشیدیہ نزد سرکی روڈ

پیش لفظ

محترم قارئین تاریخ شاہد ہے کہ یہود و نصارا نے ہمیشہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی ناپاک جدوجہد کی ہے وہ مسلمانوں کے کبھی بھی دوست نہیں رہے اور نہ اب ان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے وہ اب بھی سیاسی اور مذہبی طور پر اسلام کو اپنے لئے ایک خطرناک قوت سمجھتے ہیں اور اسے ختم کرنے کیلئے ہر ممکن طریقہ اختیار کر رہے ہیں اسلام کا عروج در حقیقت عیسائیت اور یہودیت کا زوال تھا۔

مسلمانوں نے عیسائیت کی بڑی بڑی ہستیوں کا خاتمہ کر کے اسلام کا پرچم لہرایا چونکہ مسلمانوں نے عیسائیوں سے اقتدار چھینا تھا۔ لہٰذا وہ مسلمانوں کو ہی اپنا سب سے بڑا مخالف سمجھتے تھے اور ہیں۔ چنانچہ اسپین سے مسلمانو کا خاتمہ کر کے مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنانا اور پھر صلیبی جنگیں عیسائیوں کے جنون کی حد تک متعصب ہونے کی تاریخی شہادتیں ہیں آج دنیا میں عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں خصوصاً پسماندہ ملکوں میں بہت زور و شور سے جاری ہیں اور تبلیغی مقاصد کیلئے وہ بہت سے طریقے اپنا رہے ہیں اور دنیا میں ریڈیو اور ٹیلیویژن کے اداروں سے باقاعدہ تبلیغی پروگرام نشر ہوتے ہیں۔

عیسائیوں کی اتنی خطرناک تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق ۱۹۷۱ سے ۱۹۷۹ تک صرف بنگلہ دیش میں ایک لاکھ سے زائد افراد کو عیسائی بنالیا گیا ہے آج عیسائی مسلمانوں کی مالی حالت سے فائدہ اٹھا کر انہیں عیسائیت کی طرف راغب کر رہے ہیں روزنامہ جنگ میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ "عالمی پیمانہ پر عیسائیت کی تبلیغ کیلئے ایک ارب ڈالر یعنی ساٹھ ارب روپے کا منصوبہ حال میں قائم شدہ ایک تنظیم نے بتایا" اسوقت تک بائبل کی ۱۱۲ ملین کاپیاں تقسیم کی اور مسلم ممالک میں دس صلیبی مشنری کے ۷۰ ادارے کام کر رہے ہیں اور امریکہ میں اسلام کے خلاف

۲۵ ہزار کتابیں چھپائی گئیں۔ اور اسوقت صلیبی مشن میں انٹرنیٹ بھی عیسائیت کا خاص ہتھیار ہے اسوقت انٹرنیٹ پر ساڑھے چار لاکھ سے زائد مذہبی ویب سائیٹس ہیں ان میں سے کم وبیش دولاکھ صرف عیسائیت کی معلومات اور تبلیغی مشن کیلئے مخصوص ہیں اسلام کے حوالہ سے ویب سائٹس کی تعداد بمشکل چند ہزار ہیں عیسائیت کا ایک اور اہم ہتھیار این۔جی۔اوز۔ ہیں جواب تک لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی کر چکے ہیں اور دنیا بھر میں پانچ لاکھ این۔جی۔اوز اسلام کے خلاف اہم کردار ادا کر رہی ہیں صلیبی اداروں نے دنیا بھر میں ذرائع ابلاغ کا جال بچھایا ہوا ہے لوزائے کمیٹی فارونڈ ایوجنلائزیشن (LCWE) کے مطابق صدی کے اختتام تک پوری دنیا تک عیسائیت کا پیغام پہنچانے کیلئے چار سو سے زائد منصوبوں پر کام ہو رہا ہے اور ۲۰۰۱ء تک تمام دنیا نشریاتی رابطہ کے ذریعے مقدس تعلیمات سُننے کے قابل ہو جائی گی۔

بندے نے اس کتاب کو ترتیب دیتے وقت یہ کوشش کی کہ اس کتاب میں عیسائیت کی اسلام دشمنی عیسائیت کا پوری دنیا میں تبلیغی مشن۔ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے طریقے اور پر فریب جال عیسائیت کے مشن کو پھیلانی والی دنیا بھر کی تنظیمیں اور مشن کی کارگزاریاں اور ایشیاء میں اور پاکستان میں اور خلیج کے ملکوں میں اور افریقہ میں اور یورپ میں عیسائیت کے مشن کے احوال پیش کئے ہیں اور آخر میں عیسائیت کا آپس میں اختلافات۔ اور انجیل اور بائبل کے اندر تحریفات اور عیسائیت کے یہاں انبیاء کی توہین پادریوں کے جنسی اسکینڈل اور پادریوں کا قبول اسلام اور عیسائیت کے زوال کی تفصیل بھی ڈالی، تاکہ اگر کوئی عیسائی اس کتاب کو پڑھے تو اسکی بھی تھوڑی بہت اصلاح ہو سکے اور وہ عیسائیت کے جھوٹے دعوؤں اور اسلام کی حقانیت کو جان سکے۔

بندہ کی اس کتاب کو لکھنے کی وجہ یہی تھی کہ جتنا ہو سکے دنیا میں عیسائیت کے

مشن اور کام کے پھیلاؤ کو جمع کیا جائے تا کہ ہم مسلمانوں کے اندر بھی اسلام کی تبلیغ اور ذمہ داری کا احساس ہو سکے اس لئے بندہ نے ایک اور کتاب ترتیب دی ہے جس کا نام "دنیا بھر میں اسلام کی مقبولیت" ہے اسمیں دنیا بھر کے ۵۰ ملکوں میں اسلام کی مقبولیت نو مسلموں کے حالات اور چرچوں کا مساجدوں میں تبدیل ہونا قابل ذکر ہیں یہ کتاب انشاءاللہ عنقریب شائع ہو جائے گی۔

اور اس ناکارہ کی علماء اکرام سے عاجزانہ درد مندانہ درخواست ہے کہ نبیؐ کے وارث ہونے کی حیثیت سے انکے کاندھوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اختلافات کو اپنی حد تک رکھتے ہوئے پوری یکسوئی اور لگن سے اپنے اپنے محاذ پر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے سرگرم عمل ہو جائیں اور مفلسی اور غربت سے بچنے کیلئے جو لوگ عیسائیت کے فریب کا شکار ہو رہے انہیں راہ راست پر لائیں، ہمارے سرمایہ دار حضرات مفلس اور غریب مسلمانوں کی مدد کریں انہیں راہ راست پر لائیں اور بین الاقوامی سطح پر اسلام کی تبلیغ کیلئے پروگرام ترتیب دیں، کہ کس طریقے سے بھٹکی ہوئی انسانیت کا تعلق اللہ سے جوڑا جائے اور دنیا بھر کے انسانوں کے دل میں ایک اللہ کی عظمت اور واحدانیت کا یقین پیدا کیا جائے۔

مزید یہ کہ یہ ناکارہ ان احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب میں بھرپور تعاون کیا اور اپنی قیمتی تحریوں اور مشوروں سے اس کتاب کی دلکشی میں اضافہ کیا اور بندے کی درخواست ہے جن احباب کو اس کتاب میں مزید بہتری کی کوئی صورت یا تحریر نظر آئے تو وہ مکتبہ ارسلان کو بھیج دیں او اگر اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع کریں یہ آپ کا بندہ پر احسان عظیم ہوگا۔ اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ سے زیادہ تحقیقی کام لے لیں اخلاص اور ایمان کے ساتھ۔

والسلام

محمد انور بن اختر

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

باب نمبر ۵...... (پاکستان میں عیسائیوں کے تبلیغی مشن کا انکشاف) ۷۸

باب نمبر ۶...... (ایشیاء میں عیسائیت کا مشن) ۹۶

باب نمبر ۱۶...... (عیسائیت کی تبلیغ کے امکانات) ۳۷۴

باب نمبر ۲۰ ...... (عیسائی پادریوں کے جنسی اسکینڈل) ۴۳۷

باب نمبر۲۱ ...... (عیسائیت کا زوال) ۳۵۷

باب نمبر۲۲......(۹۰۰/ وی صدی میں پادریوں کے قبول اسلام کے واقعات) ۴۷۶

باب نمبر ۲۳ ...... (عیسائیوں کی مقدس کتاب اور قرآن مجید کا موازنہ) ۵۰۵

باب نمبر ۲۵ ...... (دنیا اسلام سب سے تیز پھیلنے والا مذہب) ۵۳۵

باب نمبر ۱

(دنیا عیسائیت کی زد میں)

مذہب عیسائیت کا بانی کون ہے

دین مسیحیت کو تو اسکے آغاز ہی میں مسیحیت کے مشہور دشمن سینٹ پال پولس نے مسخ کر ڈالا تھا دائرۃ المعارف کا مسیحی مصنف البتانی لکھتا ہے' لوقا نے مسیحیت کو مسیحیت کے بدترین دشمن سینٹ پال سے لیا اور انبیت' کفارہ' شراب' مردار اور خنزیر کی حلت اس نے مسیحیت میں شامل کر کے مسیحیت کو برائیوں کا ایک مجموعہ بنایا۔

(علوم القرآن مؤلفہ علامہ شمس الحق صاحب صفحہ ۱۳۷)

میرے محترم استاد حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی مقدمہ اظہار الحق کے آخر میں لکھتے ہیں۔

''اب ہم اپنے زمانے کے خود عیسائی علماء کے کچھ اقوال پیش کرتے ہیں جن سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پولس کو عیسائیت کا بانی قرار دینے کا نظریہ تنہا ہمارا نہیں ہے بلکہ وہ عیسائی علماء بھی اس کی تائید پر مجبور ہیں جنہوں نے غیر جانبداری کے ساتھ بائبل کا مطالعہ کیا ہے۔

۱۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں پولس کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مصنفین کا ایک مکتب فکر جس میں سے ڈبلوُ ریڈ (W.WREDE) کو بطور مثال ذکر کیا جاسکتا ہے اگرچہ کسی بھی اعتبار سے پولس کا منکر نہیں ہے تاہم وہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ پولس نے عیسائیت کو اس قدر بدل دیا تھا کہ وہ اس کا دوسرا بانی بن گیا وہ درحقیقت اس ''کلیسائی عیسائیت'' کا بانی ہے جو یسوع مسیح کی لائی ہوئی عیسائیت سے بالکل مختلف ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ ''یا تو یسوع کی اتباع کرو یا پولس کی'' ان دونوں پر

بیک وقت عمل نہیں کیا جاسکتا یہ لوگ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ پولس مذہب نے نہ صرف یہ کہ گناہ' کفارہ اور مسیح کے ابدی وجود سے متعلق بعض تو ہم پرستانہ تصورات کو شامل کیا ہے بلکہ یسوع مسیح سے متعلق پولس کی تمام تر متصوفانہ روش جو اسے ذریعہ نجات و کفارہ قرار دیتی ہے خود یسوع مسیح کی ان تعلیمات سے متناقض ہے جو انہوں نے خدا اور انسان کے صحیح رشتے سے متعلق پیش کی ہیں۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا' ص ۳۹۵ ج ۱۷' مقالہ پولس)

۲۔ اور پولس کا ایک مشہور سوانح نگار والٹروون لوئی وینک (Waltervon loo Wondich) لکھتا ہے۔

پال ڈی لاگارڈے کہتا ہے کہ پولس جو واقعی طور پر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھا اور اپنے نظریاتی انقلاب کے بعد بھی ''فریسیوں کا فریسی'' تھا اسے یسوع اور اس کی انجیل کے بارے میں کوئی قابل اعتماد علم مطلق نہیں تھا۔

لہذا یہ بات کسی طرح سننے کے قابل نہیں ہے کہ جو لوگ تاریخی طور پر تعلیم یافتہ ہیں انہیں پولس نام کے اس شخص کو کوئی اہمیت دینی چاہیے آج بھی کلیسا اپنے ''پولسی ورثے'' کی بنا پر شدید مشکلات سے دوچار ہے پولس نے کلیسا میں عہد نامہ قدیم کو داخل کیا اور اس کے تاثرات نے ہر ممکن حد تک انجیل کو تباہ کر دیا یہ پولس ہی تھا جس نے یہودی قربانی کا نظریہ اپنے تمام لوازم کے ساتھ درآمد کیا' اسی نے یہودیوں کا پورا تاریخی نظریہ ہم پر مسلط کر دیا۔

یہ تمام کام اس نے قدیم کلیسا کے لوگوں کی شدید مخالفت کے عین درمیان انجام دیئے جو ہر چند کے یہودی تھے مگر اول تو یہودی انداز میں پولس کی بہ نسبت کم سوچتے تھے دوسرے کم از کم وہ ایک 'ترمیم شدہ اسرائیلی مذہب'' کو خدا کی بھیجی ہوئی انجیل قرار نہ دیتے تھے''

۳۔ لی گارڈے کا یہ اقتباس نقل کر کے لوئی وینک لکھتے ہیں۔

''عصر حاضر میں پولس کے بیشتر مخالفین انہی خطوط پر سوچتے ہیں جو لی

گارڈے نے بیان کئے اب بھی لوگ بہت جلد اس تضاد پر زور دیتے ہیں جو یسوع اور پولس کے درمیان پایا جاتا ہے۔اس شخص کو اس بات کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے کہ اس نے یسوع کی خالص اور اصلی تعلیمات کو مکمل طور پر مسخ کر ڈالا۔"

(Loewenich paul his life and work Trans by G.E Harris London p.

۴۔اگرچہ خود لوئی وینک پولس کے سرگرم حامی ہیں مگر وہ ہوسٹن اسٹیوٹ چیمبرلین کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ:

"اس نے (یعنی پولس) عیسائیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے یہودیت سے الگ ایک شکل عطا کی اس لئے اس کا خالق بن گیا جو یسوع کے نام پر ہے" (IBID (P-6

آگے چل کر استاد محترم آخر میں لکھتے ہیں کہ:

۱۹۵۳ء میں امریکہ سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جو رابرٹ گریوس The Nazoren Gospalrestored Robertgreves کے نام سے اور جواشوا پوڈرو (Joshua Podro) کی مشترک تصنیف ہے مؤخر الذکر ایک مشہور عیسائی bشپ کا لڑکا ہے اس کتاب کے مقدمے میں پولس پر مفصل تنقید کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصل حواری اس سے ناراض تھے۔

(Naserane Gospel Restored cassell 1953 pp 19,21)

ہم نے اوپر مختلف عیسائی علماء کے جو حوالے پیش کئے ہیں ان کی حیثیت "مشتے نمونہ از خروارے" کی ہے ورنہ اگر پولس کے مخالفین اور ناقدین کے اقوال اہتمام کے ساتھ جمع کئے جائیں تو بلا شبہ ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے ان چند اقتباسات کے پیش کرنے کا مقصد صرف یہ دکھلانا تھا کہ خود عیسائی علماء میں سے بھی بے شمار لوگ اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ موجودہ عیسائیت کا اصل بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی اصل تعلیمات سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا' وہ تمام تر پولس کی ایجاد ہے اس بناء پر اس مذہب کا صحیح نام ''عیسائیت'' کے بجائے پولسیت ہے۔

عقیدہ تثلیث (تین خدا کا تصور)

تثلیث دین میسحیت کا ایک بنیادی عقیدہ بن چکا ہے یہ اس قدر پیچیدہ اور مبہم ہے کہ خود مسیحی علماء و فضلاء بھی اسے کبھی نہیں سمجھ سکے وہ اس کو پاک تثلیث کا بھید قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بھید عقل سے بالاتر ہے انسانی عقل کی رسائی اس کے حقائق تک ممکن نہیں۔

عقیدہ تثلیث یہ ہے کہ ''باپ خدا ہے' بیٹا خدا ہے' اور روح القدس خدا ہے اس کے باوجود تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے یہ تینوں ہستیاں ہمیشہ سے ساتھ ساتھ چلی آرہی ہیں تینوں ایک دوسرے کے ہم مرتبہ ہیں تینوں ہی غیر مخلوق اور قادر مطلق ہیں''

اس عقیدے کی تشریح و تعبیر میں عیسائی علماء کے بیانات اس قدر مختلف اور متضاد ہیں کہ یقینی طور سے کوئی ایک بات کہنا مشکل ہے وہ تین اقانیم کون ہیں جن کا مجموعہ ان کے نزدیک خدا ہے' بعض کہتے ہیں کہ خدا' باپ' بیٹے اور روح القدس کے مجموعے کا نام ہے (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا صفحہ ۴۷۹' ج ۲۲' مقالہ Trinity)

اور بعض کا کہنا ہے ''باپ' بیٹا اور کنواری مریم وہ تین اقنوم ہیں جن کا مجموعہ خدا ہے (نوید جاوید ص ۳۵۶ بحوالہ پادری سیل صاحب)

پھر ان تین اقانیم میں سے ہر ایک کی انفرادی حیثیت کیا ہے اور خدائے مجموع (Trinity) سے اس کا کیا رشتہ ہے اس سوال کے جواب میں بھی بہت اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ان تین میں سے ہر ایک بذات خود ویسا ہی خدا ہے جیسا مجموعہ خدا (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ۱۹۵۰ ص ۴۷۹ ج ۲۲ مقالہ Trinity)

دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک الگ الگ خدا تو ہے مگر مجموعہ خدا سے کمتر ہے اور ان پر لفظ خدا کا اطلاق ذرا وسیع معنی میں کر دیا گیا ہے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا صفحہ ۴۷۹ ج ۲۲)

تیسرے گروہ کا کہنا ہے کہ یہ تین الگ الگ خدا نہیں ہیں خدا تو صرف ان کا مجموعہ ہے یہ فرقہ مرقولیہ کا عقیدہ ہے (الخطط للمقریزی ص ۴۰۸ ج ۳ لبنان ۱۹۵۹ء)

یہ اور اس کے علاوہ دیگر گروہ سال ہا سال تک بحثوں میں مصروف رہے مگر کوئی معقول جواب سامنے نہ آسکا۔ دوسری صدی کے اختتام اور تیسری صدی کی ابتداء میں جو حل مختلف فرقوں نے مختلف صورتوں میں پیش کئے ان کا دلچسپ حال پروفیسر مارس ریلٹن نے اپنی کتاب Studies in Christian doctrine میں بیان کیا ہے۔

عقیدہ تثلیث عیسائیت کا بنیادی عقیدہ ہے جس پر مسیحیت کی ساری بنیاد استوار کی گئی ہے اس عقیدہ کی اہمیت کے تحت عیسیٰ علیہ السلام کا فرض اولین یہ تھا کہ وہ اس عقیدے کی تبلیغ سے اپنی رسالت کا آغاز کرتے اور بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو راہ راست پر لانے کے لئے تثلیث کی اہمیت، ضرورت، جزئیات اور کوائف سے آگاہ کرتے مگر آپ کی تعلیم اس عقیدہ کے بالکل برعکس تھی آپ نے اپنے سے پہلے آنے والے تمام انبیاء کی طرح توحید خداوندی کی تعلیم دی اگر آج اصلی انجیل موجود ہوتی تو ہمارے بیان کی صداقت کی شاہد ہوتی موجودہ محرف وجعلی انجیل میں بھی توحید کی تعلیم موجود ہے اور تثلیث کا لفظ تک موجود نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

یسوع شیطان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر (متی ۴:۱۱)

''ایک فقیہ نے یسوع سے پوچھا کہ سب حکموں میں اول حکم کون سا ہے یسوع نے جواب دیا کہ اول حکم یہ ہے اے اسرائیل! سن خداوند ہمارا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور

اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ'' (مرقس ۱۲: ۲۸-۲۹) یہی واقعہ لوقا ۱۵: ۱-۲۵ میں بھی ہے نیز متی باب ۲۲ آیات ۳۷ تا ۴۰ میں بھی انہی الفاظ کا اعادہ موجود ہے۔

عہد قدیم میں بھی توحید الٰہی کے دلائل اور تثلیث کی عدم صحت کے بیانات موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ کی تعلیم کتاب استثناء میں موجود ہے ''آج کے دن تو جان لے کہ اوپر آسمان میں اور نیچے زمین پر خداوند ہی خدا ہے اور کوئی دوسرا نہیں'' (۴: ۳۹)
یسعیاہ نبی کی کتاب میں توحید کا پیغام یوں درج ہے۔

ا۔ رب الافواج فرماتا ہے کہ میں ہی اول ہوں اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں (۴۴: ۶)

ب۔ میں خداوند سب کا خالق ہوں میں ہی اکیلا آسمان کو تاننے اور زمین کو بچھانے والا ہوں کون میرا شریک ہے؟ (۴۴: ۲۴)

ج۔ میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں (۴۵: ۵)

د۔ میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں میں خدا ہوں مجھ سا کوئی نہیں جو ابتداء ہی سے انجام کی خبر دیتا ہے اور ایام قدیم سے وہ باتیں جو اب تک وقوع میں نہیں آئیں بتاتا ہے (۴۶: ۹-۱۰)

عہد قدیم اور جدید کی ان واضح تعلیمات سے ازل سے ابد تک خدا تعالیٰ کا وحدہ لاشریک ہونا ثابت ہے اگرچہ مسیحیت کا بانی پولوس خود بھی خدا کی وحدانیت پر دل کی گہرائیوں سے ایمان رکھتا تھا لیکن غیر اقوام کو پیروکار بنانے اور اپنی سیادت قائم کرنے کی خاطر انہیں ختنے سے نجات دلانے کے لئے تورات' یسوع مسیح اور دیگر انبیاء کی شرائع کو منسوخ قرار دیکر تثلیث جیسے عظیم فتنہ کی بنیاد رکھی۔

انجیل و تورات کی مذکورہ بالا آیات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے' قادر مطلق ہے' ہر جگہ موجود ہے' تمام قوتوں کا مرکز ہے اس کی خدائی میں کوئی بھی شریک نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دیگر انسانوں کی طرح اسی کے محتاج تھے۔ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء نے وحدت الٰہی کا پرچار کیا اور سب سے

آخر میں حضرت محمد ﷺ نے قرآن حکیم کی صورت میں توحید کا مکمل پیغام انسانیت تک پہنچایا۔ آپ کا لایا ہوا دین ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہے اور جس کے بنیادی عقائد میں کسی قسم کا ابہام نہیں سورۂ اخلاص میں توحید کے پیغام کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

اے پیغمبرؑ! اعلان کر دیجئے وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے باقی سب اس کے محتاج ہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کے برابر کا اور ہمسر نہیں (۱۱۲: ۱۔۴)

سبحان اللہ! توحید کا کتنا واضح پیغام ہے۔

ابتداءً پولوس بھی توحید الٰہی کا قائل تھا اور تثلیث کے معمے سے اس کا ذہن آشنا نہیں تھا وہ کرنتھیوں کے نام اپنے پہلے خط میں تحریر کرتا ہے۔

''نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں مگر خداوند ایک ہی ہے اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے''

افسیوں کے نام اپنے خط میں پولوس نے وحدانیت کا یہ پیغام دیا ''ایک ہی خداوند ہے ایک ہی ایمان ایک ہی بپتسمہ اور سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے

موجودہ اناجیل کو ہم ہی محرف، جعلی اور غیر مستند قرار نہیں دیتے بلکہ خود عیسائی علماء میں سے محققین کا بھی یہی نظریہ ہے مشتے نمونہ از خروار کے طور پر چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

غیر بھی حق کہنے پر مجبور ہو گئے:

۱۔ کولرز انسائیکلوپیڈیا ۴: ۱۱۸ میں درج ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقے کی کوئی ایک بھی بائبل مستند نہیں کہلاتی سبھی پروٹسٹنٹ بائبلیں سولہویں صدی کی تحریک احیاء مذہب کے بعد کی ترجمہ شدہ ہیں شاہ جیمز کا ۱۶۱۱ کا ترجمہ جو انگریزی زبان میں پروٹسٹنٹ فرقے کا اہم ترین ترجمہ ہے اسے اینگلی کن چرچ نے کبھی بھی مستند ترجمہ نہیں مانا گو اکثر طور پر اسے مستند ترجمہ کہا جاتا ہے ساری تاریخ میں بائبل کی تعظیم کلام الٰہی کے طور پر

کی جاتی رہی ہے گویا یہ ایسا کلام ہے جو خدا کے منتخب کردہ رسولوں کے الہامی طور پر لکھے جانے کی وجہ سے ہر قسم کی غلطیوں سے مبرا ہے مگر بائبل کی لاتعداد اقسام اور پیچیدگیوں کی بنا پر مسلسل نت نئی تعبیریں کرتے رہنا مذہبی علما کا شیوہ رہا ہے۔

سترھویں اور اٹھارھویں صدیوں میں سائنسی ترقی اور جدید بائبلی مطالعے سے بائبل کی تفسیر میں نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے ماہرین ہیئت' ماہرین طبقات الارض اور ماہرین حیاتیات نے کائنات کا ایسا تصور پیش کیا جو بائبل کے بیان سے بالکل مختلف ہے کئی حکماء نے اس خیال کا اظہار کیا کہ بائبل میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں اور وہ بائبل کی تحریروں اور ان کے مصنفین کے بارے میں شک وشبہ میں پڑ گئے پھر انیسویں اور بیسویں صدی کے شروع میں انسانی تاریخ کی لادینی ترقی کی وجہ سے بائبل کے پیغام کو ناموزوں قرار دیا گیا۔

۲۔ بائبل کی تحریروں کا تنقیدی مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ اصل بائبل کے تمام نسخے گم ہو چکے ہیں اور قدیم ترین نسخے جو میسر آئے ہیں ان کی تحریروں میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے' قدیم اور درمیانی زمانے میں جب تمام نسخوں کو ہاتھ سے تحریر کرنے کی سخت محنت اٹھانا پڑتی تھی تو بائبل کی تحریروں میں بہت سی غلطیاں شامل ہو گئیں الفاظ زائد ہو گئے یا بدل دیئے گئے یا ان کا اعادہ کر دیا گیا یا حذف ہی کر دیا گیا کسی مقام پر تمام کا تمام باب ہی چھوڑ دیا گیا یا دوبارہ ترتیب دیا گیا اس سے اکثر طور پر متن کی معنوی حیثیت ہی بدل گئی (کولرز انسائیکلو پیڈیا ۴: ۱۲۰)

۳۔ مشہور برطانوی مصنف مسٹر لیکی لکھتا ہے ''آخر کار سب سے پہلے سترھویں صدی کے عین وسط یعنی ۱۶۴۹ء میں ایک فرنچ پروٹسٹنٹ پادری نے جرات کر کے یہ دعویٰ کیا کہ یہ تصانیف تمام تر جعلی اور موضوع ہیں'' (تاریخ اخلاق یورپ صفحہ ۱۳۲۰ از لیکی)

۴۔ ۱۸۷۸ء میں برونو بار نے دعویٰ کیا کہ موجودہ اناجیل تاریخی حیثیت سے ناقابل اعتبار ہیں یسوع کی شخصیت مشکوک ہے وہ چند اقوال و مواعظ جن کو عیسائی

اناجیل کی خصوصیت جانتے ہیں مثلاً پہاڑی وعظ دراصل حکماء یونان وروم سے لفظ بہ لفظ سرقہ کیے گئے ہیں (تاریخ صحف سماوی ص ۱۱۷ بحوالہ کرائسٹ بائیوگرافی اینڈ کرسٹس، نواب علی)

۵۔ پروفیسر ہارنک برلن یونیورسٹی تحریر کرتے ہیں ''پہلی تین انجیلیں بھی چوتھی انجیل کی طرح تاریخی حیثیت سے گری ہوئی ہیں یہ اس غرض سے تحریر نہیں ہوئیں کہ واقعات جس طور سے گزرے اسی تسلسل سے تحریر کیے جائیں بلکہ غایت یہ تھی کہ ان کتابوں کے ذریعے دین عیسوی کی بشارت دی جائے۔

What is Christainty (ہارنک ایف واٹ)

۶۔ ٹائم میگزین ۴ فروری ۱۹۶۶ء میں تحریر ہے ''بائبل مغربی تہذیب وثقافت کی تاریخ میں دیومالائی قصوں کا سب سے بڑا مجموعہ ہے۔

۷۔ ایک اینگلی کن پادری لکھتے ہیں ''یہ اناجیل چالاک جعل سازی ہے''

Is the bible really the word of God- p-70

۸۔ چوتھی صدی عیسوی کے ایک عیسائی عالم فاسٹ (Fauste) تحریر کرتے ہیں:

''اناجیل کے نام سے مشہور کتابیں شاگردوں کے عہد سے بہت عرصہ بعد غیر معروف اشخاص نے تحریر کیں جنہوں نے اس خدشہ کے پیش نظر کہ چونکہ ان کی معلومات کا حقائق سے براہ راست کوئی تعلق نہیں اس لئے دنیا انہیں باور کرنے کو تیار نہیں ہوگی اپنی انجیلوں کو رسولوں یعنی حواریوں کے نام سے چھپوایا یہ دستاویزات اتنے متضاد اور احمقانہ خیالات کی حامل ہیں کہ ان میں مطابقت اور باہمی تعلق کی جھلک کلیتہً مفقود ہے''

Quoted by Thoma Paine- the Age Reason .

P-147

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی وعظ خاص اہمیت کا حامل ہے اس کے

متعلق عیسائی عالم کے خیالات ملاحظہ کریں "روئے زمین پر کوئی شخص نہیں جانتا' اور نہ ہی جان سکے گا کہ ہمارے آقا نے پہاڑی وعظ کے کنوئیں پر گفتگو کے دوران نیز شاگردوں کے ساتھ آخری بات چیت میں کیا الفاظ بیان کیے۔

(Washington Gladden - Who Wrote the Bible . P-248)

ان کے برعکس حجتہ الوداع میں نبی اکرم ﷺ نے میدان عرفات میں جو خطبہ دیا تھا اور جس میں اسلامی روح کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے حرف بہ حرف لفظ بہ لفظ اور فقرہ بہ فقرہ تاریخ کے سینے پر من وعن ثبت ہے۔

۱۰۔ عہد نامہ جدید کے مؤلفین نہ صرف زبردست پروپیگنڈا کرنے والے تھے بلکہ مناظر بھی تھے لہذا ہر ایک نے مسیح کے پیغام کی اپنے حسب منشاء توجیہ کی ہے۔ مثلاً سینٹ لوقا نے اپنی انجیل محض اس لیے تحریر کی کہ وہ سینٹ مرقس کی انجیل سے مطمئن نہ تھا۔

(Mary ellan chase - The Bible And the Common Reader 1950 P-279)

تلک عشرة كاملة

ان حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ اناجیل کا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ اصلی انجیل سے کوئی تعلق نہیں نیز اناجیل اربعہ کے مؤلفین میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے حضرت مسیح کی انجیل کی کتابت یا ترتیب وتدوین کی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اصل انجیل کا کیا حشر ہوا؟ اس کا جواب تلاش کرنا چنداں دشوار نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانی دشمن یہودی جنہوں نے انتہائی سنگدلی سے آپ کو تختہ دار پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا آپ پر نازل شدہ انجیل کے بھی شدید مخالف تھے کیونکہ اسی مقدس انجیل کو ان کی تورات اور آسمانی صحائف کی جگہ لینا تھی جو متواتر انسانی تحریف کے باعث اپنی پاکیزگی سے محروم ہو چکے تھے چونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی شدید مخالفت کرتے تھے لہذا انہوں نے اپنی جاہلانہ دشمنی کے باعث ابتداہی میں اس پیغام کا گلا دبانے کی پوری پوری کوشش کی اور حقیقت یہ ہے کہ یہودیت نے اس نوزائیدہ مذہب کو ملیامیٹ کرنے کی ہر ممکن کوشش سے کام لیا اور اس وقت تک چین کا سانس نہ لیا جب تک حضرت مسیح کے غریب اور گنے چنے پیروکاروں کو ان اصول وقواعد ہی سے محروم نہ کر دیا جن پر عیسائیت کی بنیادوں کو استوار ہونا تھا ۔ چنانچہ رفع عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ ہی ان کی انجیل کو بھی تلف کر دیا گیا۔

اس ضمن میں آر ایم گرانٹ کا بیان قابل ذکر ہے۔

''مستند انجیل نہ صرف عہد نامہ عتیق کے متضاد تھی بلکہ یہ پہلے محض زبانی طور پر نازل ہوئی اور بعد میں قلمبند کی گئی نیز یہودیت کے پرجوش حامیوں نے اس میں بری طرح ردوبدل کر دیا مارشین کے خیال میں حضرت عیسیٰ نے کلیتہً ایک انوکھی قسم کی انجیل (یعنی غیر یہودیانہ) پیش کی جسے روایات کے غلام وتابع یہودی پیروکاروں نے تحریف کی نذر کر دیا۔''

باب نمبر ۲

مسیحی دنیا کی اسلامی دشمنی اور اس کا پس منظر

یورپین مورخین کا کہنا ہے کہ ۴۷۶ء میں رومن امپائر کے خاتمہ کے بعد یعنی ہجرت سے ڈیڑھ سو سال پہلے یورپ قرون وسطیٰ کی تاریک کھائی میں گر گیا تھا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ یورپ جو براعظم کا قلب ہے قرون وسطیٰ کے صدیوں پہلے ہی سے قرون وسطیٰ سے زیادہ تاریک اور بدترین گڑھے میں گرا ہوا تھا جہالت و بربریت کے گھنے بادل ہر طرف چھائے ہوئے تھے' وہاں بسنے والی قومیں وحشی و جنگلی تھیں' جن کا کوئی دین تھا نہ مذہب جس کے سایہ تلے یہ جمع ہوتے' جہالت و بربریت کے یہ بادل پورے دس صدی یعنی سولہویں صدی عیسوی کی نئی بیداری کے بعد چھٹتے ہیں' دس صدی کی اس لمبی مدت میں دو اہم واقعات پیش آتے ہیں' جن کو نظر انداز کرنے سے ہم اس حقیقت کا صحیح پتہ نہیں لگا سکتے جس کا جاننا اور اس سے واقفیت ہمارے ہر چھوٹے بڑے مرد عورت اور خاص و عام پر ضروری ہے اس کے بغیر ادراک تو ہو سکتا ہے جس کی ہمیں مدارس و اسکولوں میں تلقین کی گئی' اور اب بھی ہم اپنے بچوں کو تلقین کر رہے ہیں' جو آج ہماری زندگی کی خرابی اور فساد کا سب سے بڑا سبب ہے۔

پہلا عظیم واقعہ وہ صلیبی جنگیں ہیں جو ۱۰۹۶ عیسوی ۴۹۲ھ) یعنی رومن امپائر کے خاتمہ کے چھ سو سال بعد شروع ہوتی ہیں' ان چھ صدیوں کی مدت میں اسلام اپنی تہذیب ثقافت کے ساتھ ادھر حدود چین ہندوستان سے لیکر ادھر مغرب اقصیٰ اندلس وسط افریقہ تک کے اس وسیع و عریض خطہ زمین پر اپنے غلبہ بالادستی کا جھنڈا لہرا دیتا ہے اور نصرانیت کو روئے زمین سے سمیٹ کر اس شمالی خطہ میں محصور کر رہا تھا' جہاں یہ وحشی و جنگلی قومیں بستی تھیں' جسے آج یورپ کے نام سے جانا جاتا ہے اور ایک بہت ہی پائیدار مستحکم اور مکمل تہذیب کی بنیاد پڑتی ہے' پھر مسلسل پانچ صدی تک شمال میں محصور

نصرانیت اور اس کے حدود کو چھونے والے اسلام کے درمیان زبردست آویزش وکشمکش رہتی ہے اس میں اسلام کو زیر کرنے کے لئے پوری نصرانی قوت ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتی ہے' لیکن کوئی قابل ذکر کامیابی نہیں حاصل کر پاتی' آخر کار مذہب نصرانیت کے قائدین کلیسا کے پادری مملکت کے امراء اس صورت حال کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لیتے ہیں تو ان کے اندر خوف وہراس چھا جاتا ہے' ڈرنے لگتے ہیں کہ کہیں نصرانیت جنوبی یورپ سے بھی اسی طرح ختم نہ ہو جائے' جس طرح کہ ماضی قریب میں اندلس میں ہوا' یہ صورت حال دیکھ کر ان کے اندر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شمالی یورپ کا رخ کیا جائے اور وہاں بسنے والی وحشی جنگلی قوم کو نصرانیت کے دائرہ میں داخل کیا جائے جن کا کوئی دین ہے اور نہ مذہب جو انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکتے' پھر انہیں وحشی وجنگلی لوگوں سے ایک بھاری لشکر تیار کر کے اسلامی آبادی اور اس کے پایہ تخت مثلاً مصر وشام پر حملے کئے جائیں' اسی ارادہ وعزم کو لیکر ان کے مذہبی قائدین وپادری نکل پڑتے ہیں' شمالی یورپ کا دورہ کرتے ہیں' تا کہ وہاں کے جنگلیوں کو نصرانیت کے حلقہ میں داخل کر لیا جائے پھر انہیں اچھی طرح تیار کر کے اسلام کے خلاف زبردست معرکہ آرائی کی جائے' اس مہم کے لئے وہ ان جنگلیوں کے سامنے اسلام کو بدتر سے بدتر شکل میں پیش کرتے ہیں ان کو یہ تلقین کی جاتی ہے کہ اسلام کے پیروکار سب بت پرست ہیں اور رسول اکرم (ﷺ) پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں' دروغ گوئی اتہام طرازی' برائی' وشناعت کا ہر حربہ اسلام اور رسول کو گرانے اور نفرت پیدا کرنے کے لئے کرتے ہیں' ساتھ ہی یہ بھی تلقین کی جاتی ہے کہ مذہبی پیشوا اور پادری حضرات جو کچھ بھی بولتے اور کہتے ہیں وہ سراسر حق پر مبنی ہے' اس مقدس طبقہ کے منہ سے حق کے علاوہ کچھ نکل ہی نہیں سکتا' پادریوں کا پیش کردہ یہی تصور ان کے ایمان وعقیدہ کا جز بن جاتا ہے۔

۱۰۹۶ء (۴۹۶ھ) کا زمانہ آتا ہے کلیسا کے پادریوں اور مملکت کے امراء وحکام کی قیادت میں ''نرمندی'' ''صقالبہ'' ''وسکسونی'' جیسے جنگلی قبائل کا زبردست لشکر تیار کیا جاتا ہے اور صلیبی جنگوں کی ابتداء کی جاتی ہے' راستہ میں اپنے ہم مذہب نصرانی پامال

کیئے جاتے ہیں بڑی بے دردی سے ان کا خون بہایا جاتا ہے پھر اسلامی آبادی کے حدود اور پایہ تخت کو پامال کر کے مسلمانوں کا خون بہایا جاتا ہے پورے دو سو سال تک اسی طرح کی غارت گری کی جاتی ہے جس سے نصرانی یورپ میں خوشی کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے لیکن آخر کار یہ مسلح جنگ ۱۲۹۱ء (۶۹۰ھ) میں بڑی ناکامی و ناامیدی پر ختم ہو جاتی ہے جس سے لڑنے والے ان جنگلیوں کے دل میں ایک پر کشش ترقی یافتہ تہذیب سے مسلسل برسر کار رہنے کی وجہ سے ایک طرح کی بیداری پیدا ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ ان کی ان باتوں پر شک وشبہ ہونے لگتا ہے جن کی تلقین ان پادریوں نے جنگ کی تیاری کے مرحلہ میں کی تھی مسلمانوں کی یہ پر کشش تہذیب و ثقافت جنگ سے لوٹنے والوں کے دلوں میں طرح طرح کی بے چینی واضطراب پیدا کر دیتی ہے قوم کے اس اضطراب سے مذہبی قائدین گھبرا جاتے ہیں کہ کہیں شک واضطراب کی یہ وباء پوری قوم میں نہ پھیل جائے اور ان کے مذہبی جوش وخروش نخوت وحمیت کو سرد نہ کر دے اس المناک پہلو کے خیال سے کلیسا کے پادری مختلف علاقوں کے امراء و حکام اور دانشوروں میں حسرت و یاس کی لہر دوڑ جاتی ہے جو چاہتے تھے کہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ان کی تلقین کردہ برائی وشناعت اس پر جوش قوم کے اندر برابر قائم رہے جو جدید نصرانیت کے دفاع کے لئے تیار کی گئی تھی۔

دوسرا اہم واقعہ یہ پیش آتا ہے کہ یہ مسلح جنگ حسرت و یاس کے ساتھ ختم ہو کر رہ جاتی اور ڈیڑھ سو سال تک اسلام و نصرانیت کی کشمش سرد پڑ جاتی ہے اور بات یہ پیش آتی ہے کہ ایشیا میں شمالی شام سے مسیحیت کی کلیسا بیخ کنی کر دی جاتی ہے اور یہاں کی پوری کی پوری مسیحی قوم دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتی ہے اور ۲۰ جمادی الاول ۸۵۷ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء میں مسیحیت کا پایہ تخت قسطنطنیہ انکے ہاتھ سے نکل جاتا ہے ہوتا یہ ہے کہ اچانک ''محمد فاتح'' تکبیر و تہلیل کے ساتھ قسطنطنیہ میں داخل ہوتا ہے اور پورے مشرقی یورپ میں اذانوں کی گونج سنائی دینے لگتی ہے اس عظیم واقعہ سے پوری مسیحی دنیا میں زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ذلت وخواری خوف وگھبراہٹ غیظ وغضب حقد وحسد

سے تھرا جاتی ہے لیکن اسی کے ساتھ اس ذلت وخواری کو مٹانے خوف وہراس کو دور کرنے' اور پوری قوم میں غیض وغضب حقد وحسد کی آگ کو بھڑکانے کے لئے جان توڑ کوشش کی جاتی ہے' وہ بھی اس جوش وجذبہ کے ساتھ کہ ''محمد فاتح'' اور ان کے کامران فتح مند ساتھیوں کے پیدا کردہ ذلت کو کبھی بھی قبول نہیں کریں گے' اور ان کے غلبہ وفتح کے سامنے سپر انداز نہ ہوں گے۔

اسی دن سے یورپ میں ایک عظیم تبدیلی شروع ہوتی ہے' اور اپنی اس تاریک تنگی سے نکلنے کے لئے پادری اور تلامذہ غیر معمولی ہمت وحوصلہ اور انتھک جدوجہد کے ساتھ ایک نئے اور زبردست معرکہ کی تیاری میں لگ جاتے ہیں جو پہلے کے معرکہ سے کہیں زیادہ کامیاب اور سخت ثابت ہوتا ہے' یعنی علم ومعرفت کا وہ معرکہ جس نے مسلمانوں کو غلبہ وکامرانی' فتح مندی وظفریابی کے سارے وسائل وامکانات مہیا کئے تھے' انہیں اب اچھی طرح اندازہ ہوگیا تھا کہ اسلحہ کی یہ جنگ بے سود ہے اس لئے کہ وہ دیکھ رہے تھے' کہ مسلمانوں کا یہ سیل رواں مغربی یورپ یعنی قلب یورپ پر اُمڈتا چلا آرہا ہے اور یورپ کی پوری قوم کو جو کل تک پرجوش نصرانی تھے اور مسلمانوں یا ان کی حسب تلقین بت پرستوں کے خلاف لڑ رہے تھے آج انہیں دائرہ اسلام میں داخل کررہا ہے اور ان کی ساری تلقین وتعلیم بے سود ثابت ہورہی ہیں۔

اسلام کے خلاف عیسائی مشنریوں کی نئی مہم

گزشتہ کچھ دنوں سے فرانس ویورپ کے عیسائی حلقوں میں اس خبر سے بڑی سراسیمگی پھیلی ہوئی ہے کہ پانچ برس سے بھی کم مدت میں پچاس ہزار سے زائد فرانسیسی باشندوں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور ان نومسلموں میں کئی ہزار کی تعداد میں ایسے تعلیم یافتہ لوگ ہیں جن کو اپنی علمی پختگی مطالعہ کی وسعت نیز زبان وقلم کی قوت میں امتیاز حاصل ہے اور اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ ذہنوں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں' یہ لوگ اپنی تمام تر علمی وعملی صلاحیتوں کو دین اسلام کی تعلیمات' اس کی تبلیغ واشاعت' نیز

مسیحیت کی خامیوں وخرابیوں کو اجاگر کرنے میں بروئے کار لا رہے ہیں عیسائیوں کی بوکھلاہٹ کا یہ عالم ہے کہ یورپ کے ایک کثیر الاشاعت رسالہ ''لاکتوالیہ ریلیجور'' نے اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ صورت حال سنجیدگی وفوری اقدام وفکر وعمل کی دعوت دیتی ہے' اسے نظر انداز کرنا ایک بڑے خطرے کو مول لینا ہے' اس وقت فرانس ویورپ کے دینی مفکرین ومذہبی علماء کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور ایسے خیالات کی اشاعت پر روک لگائیں جو تحریر وخطابت کے ذریعہ پھیلائے جا رہے ہیں نئے دین کے دفاع اور وکالت میں جو چند اشخاص کو متاثر نہیں کرتے' بلکہ لوگ ان پر دیوانہ وار ٹوٹ رہے ہیں۔

اس صورتحال کا جائزہ لینے اور اس سلسلہ میں عملی اقدامات پر غور کرنے کے لئے چرچ کی طرف سے لگاتار متعدد مجالس منعقد ہو چکی ہیں' اور ان میں اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ انیسویں صدی عیسوی کی طرح اسلام کی مخالفت پر ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جس میں اس دین کے کمزور پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا ہو اور جس طرح انگلینڈ فرانس وہالینڈ وغیرہ میں وزارت خارجہ ووزارت سامراجی امور جیسی' کچھ مخصوص وزارتوں کو یہ کام سپرد کیا گیا تھا کہ وہ دین اسلام سے مقابلہ کی خاطر ایسے ایجنٹ جمع کریں جن کے ذریعہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جائے اور ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جس میں اس دین کے بعض مخصوص عقائد ونظریات کو ہدف تنقید بنایا گیا ہو۔

بہر حال ان تمام جدید تنظیموں کا غور وخوض اسی نتیجہ پر پہنچا' جہاں اس سے قبل مذکورہ وزارتیں پہنچی تھیں انہوں نے ایک عیسائی پروپیگنڈہ مشنری کے قیام کا فیصلہ کیا جو اسلام کے خلاف نہایت گھناؤنے قسم کے معاندانہ پروپیگنڈے میں ہمہ تن مصروف ہو اور اس مقصد کے لئے ابلاغ عامہ کے تمام تر وسائل وذرائع کو استعمال کیا جائے اس طرح وہ اس خام خیالی کا شکار ہیں کہ وہ اس انداز پر اسلام کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب رحمت کو روک سکیں گے۔

اگر ان تمام جدید تنظیموں کانفرنسوں کے ذمہ داران سوجھ بوجھ سے کام لیں اور

دیانتدارانہ غور وفکر کریں، تو ان کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ انیسویں صدی کے ظالم استعماری دور میں چلائی گئی تمام اسلام مخالف تحریکیں نتیجتاً ناکام و نامراد ہوئی تھیں اور اسلام پر کی گئی تمام افتراء پردازیاں اور بہتان طرازیاں اور کذب بیانیاں خود اسی اغراض پرست ٹولہ کے لئے باعث رسوائی بن گئی تھی۔

اس وقت کے اغراض پسندوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا تھا کہ اسلام ایک بدوی مذہب ہے جو متمدن دور کا ساتھ دینے سے قاصر ہے اس کے مقابلہ میں ایسے لوگ سامنے آئے جنہوں نے پوری قوت وصراحت کے ساتھ مدلل طریقہ سے یہ ثابت کیا کہ اسلام وہ پہلا دین ہے جس کے ذریعہ تین براعظموں کو تہذیب وتمدن علم وثقافت کی روشنی ملی اور اسلامی عطیہ ہی کے نتیجہ میں بغداد میں عباسی، قاہرہ میں فاطمی نیز اندلس میں اموی تہذیبیں وجود میں آئیں اور یہ اس دور کا واقعہ ہے جب کہ پورے یورپ پر جہالت کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں، وہ جہالت کی آگ میں سلگ رہا تھا اور عیسائی ممالک میں جہالت کا سیلاب اس طرح امڈ رہا تھا گویا وہ ان کی تقدیر بن چکا ہے، یورپی سماج کی اخلاقی وعلمی حالت اتنی بدتر تھی کہ لوگ جانوروں کی کھالیں پہنتے تھے اور پانی کے ذریعہ حصول طہارت کو وہ حرام سمجھتے تھے اور تعلیم وتعلم کا دائرہ صرف کتاب مقدس تک محدود تھا اور اس محدود تعلیم کا حصول بھی اہل کنیسہ کی جاگیر اور اس کے علاوہ کے لئے حرام تھا۔

انیسویں صدی کے اس لٹریچر میں یہ افتراپردازی بھی کی گئی تھی کہ اسلام شہوت پرستی اور عیش کوشی کی تعلیم دیتا ہے اور اسی بنیاد پر تعدد زوجات کو اس میں مباح قرار دیا گیا ہے، جس کا لازمی نتیجہ عیاشی و بے حیائی ہے۔

اسی وقت اس کا جواب دیا گیا اور یہ ثابت کیا گیا تھا کہ تعدد زوجات وشہوت پرستی یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں جن کا دور کا بھی رشتہ نہیں، اصحاب علم وفہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ ضرورت شدیدہ اور دواعی کی موجودگی میں تعدد زوجات ایک بہتر چیز ہے، جس کے ذریعہ انسان تمام غیر انسانی اور درندہ صفت افعال سے محفوظ رہتا ہے

اور اس خلاقی پستی سے بچ سکتا ہے' جس میں یورپ گرا ہوا ہے جہاں عشق بازی' زنا کاری فحاشی و بے حیائی اتنی عام ہو چکی ہے کہ سماج کا اکثر طبقہ اس لعنت میں مبتلا ہے اور اس چیز کو معاشرہ میں کوئی قابل اعتراض شئی تصور نہیں کیا جاتا' اسلام نے بے حیائی فحش کاری کی تمام راہوں کو مسدود کیا ہے اور شراب تک کو حرام قرار دے دیا تا کہ انسان حالت نشہ میں نفسانی خواہشات کا شکار نہ ہو اسلام نے بے شمار ایسے اصول وضع کر کے نفسانیت سے ایسی جنگ کی ہے جس سے مسیحیت آج تک نا آشنا ہے۔

ان تمام حقائق کی موجودگی میں یہ کہنا کتنی بڑی جہالت و ناانصافی ہے کہ تعدد زوجات سے لذت پرستی اور طبعی انتشار کو بڑھاوا ملتا ہے ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے ؟

اسی لٹریچر میں یہ غیر حقیقت پسندانہ بات بھی کہی گئی تھی کہ تہذیب و تمدن کے میدان میں مغرب کی بہ نسبت مشرق کی پس ماندگی کا ذمہ دار اسلام ہے حالانکہ واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ انسانی اقدار کے معاملہ میں خود مغرب بے حد پسماندہ ہے' آزادی و مساوات انسانی اخلاق مثلاً اخوت و مروت' صلہ رحمی و ہمدردی وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں مشرق آج بھی گلے لگائے ہوئے ہے مغرب ان سے آشنا تک نہیں ہے۔

جہاں تک صنعت کے میدان میں پچھڑنے کا سوال ہے اسلام پر اس سلسلہ میں کوئی ذمہ داری عائد کرنا ناانصافی و معاندت ہے بلکہ اسلام نے تو آسمان و زمینوں میں پوشیدہ عجائبات و خزانوں کا پتہ لگانے اس میں غور و خوض' فکر و تدبیر نیز عملی جدوجہد کی تعلیم دی ہے یہ دراصل ان تعلیمات پر عمل پیرا نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

اور جہاں تک انسانی اقدار و اخلاق میں مغرب کی پسماندگی کا تعلق ہے تو اس کی واضح دلیل وہ درندہ صفت جنگی کارروائیاں ہیں جن میں لاکھوں بے گناہ امن پسند انسانوں کا خون بے دریغ بہایا گیا' وحشیانہ استعماری کوششیں ہیں جن کے ذریعہ سیکڑوں خاندانوں کو ناحق لوٹا گیا اور اس کے نتیجہ میں بے شمار قبائل اجڑ گئے یہ تمام ایسی کارروائیاں ہیں جن سے درندے بھی شرم محسوس کریں' ان سب کے ہوتے ہوئے

انسانی حقوق کی حمایت اور تہذیب وتمدن کا دعویٰ کس درجہ باطل اور مضحکہ خیز ہے یقیناً اسلام ایسی ظلم وستم سے لبریز تہذیب کا حامی نہیں ہوسکتا۔

پچھلی صدی میں چرچ کی ریشہ دوانیاں کا یہ ہلکا سا نمونہ تھا! لیکن اب حالات بدل چکے ہیں اب وہ باتیں فرسودہ اور بے اثر ہو چکی ہیں۔

خوف زدہ چرچ:

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہیں اور جن سے چرچ سب سے زیادہ خوف زدہ ہے وہ خود یورپی مفکرین ہیں، جنہوں نے بنیادی اصولوں کے ٹھوس مطالعہ اور عیسائیت واسلام کی تعلیمات کے عمیق ودقیق موازنہ کے بعد اس دین کو قبول کیا ہے۔

ماضی میں چرچ کی کامیابی سراسر بے بنیاد اختراعات اور اسلام اور رسول اسلام کے بارے میں معاندانہ بہتان طرازیوں پر مبنی تھی لیکن اس وقت صرف فرانس میں ایسے لوگوں کی ایک بڑی تعداد ہے جنہوں نے اسلام کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اسے قبول کیا ہے اور وہ نہ صرف ان تمام افتراء پردازیوں کو بے نقاب کر سکتے ہیں اور مغربی تہذیب کی کمزوریوں سے واقف ہیں بلکہ عینی مشاہد ہیں، وہ واضح اور روشن دلائل اور مسلم تاریخی حقائق کے ذریعہ ان پر رد کر سکتے ہیں۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ چرچ ان اپنے لوگوں سے جو اس سے باغی ہیں، کیسے نپٹے؟ اگر اصحاب کنیسہ ان سے یہ کہیں کہ حضرت مسیح مقام خداوندی پر فائز ہیں اور محمد ﷺ کو (خود مسلمانوں کے عقائد کے مطابق) یہ درجہ حاصل نہیں تو یہ ایک سعی لاحاصل ہوگی، اس لئے کہ خود ان کا یہ عقیدہ قرآن کریم کے احکام کے مطابق ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت مسیح خدا ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو مریم کو تفویض کیا گیا نیز خود حضرت مسیح بھی اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہنے میں ہرگز کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

اگر ان کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جائے کہ محمد ﷺ نے انسانی

غلامی کا تصور پیش کیا اس میں بھی ناکامی ہی ہوگی چونکہ مخاطب جانتے ہیں کہ غلامی زمانہ جاہلیت ہی سے لوگوں میں خون کی مانند سرایت کیے ہوئے تھی' جب اسلام آیا تو اس نے ان تمام سوتوں کو خشک کیا اور اس کی بنیادوں پر تیشہ چلایا یہاں تک کہ اس کی تمام راہیں مسدود ہوگئیں اور غلامی کا خاتمہ ہوگیا۔

پھر مسیحیت نے غلامی کے مردہ تصور کو دوبارہ زندہ کیا اور افریقہ میں انسانیت کا خون بہانے وعوام کے مال و دولت لوٹنے کا وحشیانہ کارنامہ انجام دیا اور چند لوگوں کی خاطر ہزاروں انسانوں کو غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑا۔

اسی طرح اگر یہ پروپیگنڈہ کیا جائے کہ اسلام ایک صحرائی اور جنگ جو مذہب ہے تو یہ بات بھی ان لوگوں کو متاثر نہیں کر سکتی' چونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اسلامی جنگیں عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے تھیں' اور غلامی سے آزادی دلانے کے لئے تھیں ان کا مقصد سامراجی نہیں تھا جب کہ یورپ نے خالص سامراجی مقاصد کے لئے جنگیں کیں اور مسیحیت نے ان پر کوئی روک نہیں لگائی۔

بہر حال مسیحیت ایک خطرناک موڑ پر کھڑی ہے اور کشمکش کا شکار ہے اس کی عقل مفلوج ہوچکی ہے اس لئے کہ لوگ بیدار ہوچکے ہیں' گردوپیش کے تمام احوال سے خوف واقف ہیں اب انہیں فریب نہیں دیا جاسکتا بہتان طراز الوقتم کے لوگ معاشرہ میں اپنا نشیمن نہیں بنا سکتے۔

بہر حال ان سب حالات کے باوجود اس وقت مفکرین اسلام اور علماء دین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس دشمن اسلام تحریک کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور نہ صرف اپنے بھائیوں کو میدان میں تنہا نہ چھوڑیں' بلکہ ان افتراء پرداز تحریکوں کا گہرائی سے جائزہ لیں اور واضح اور مضبوط دلائل کے ذریعہ ان کا منہ توڑ جواب دیں۔

چونکہ ہم لوگ عالم اسلام میں سکونت پذیر ہیں' اس لئے ہم اسلامی تعلیمات و مسائل کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتے ہیں' جو مغرب یا یورپ کے باشندے ہیں! وسائل کے درجہ میں ہمارے پاس ایسے اساتذہ فن بھی موجود ہیں' جنہیں نشر اسلامی شریعت وعقائد

نیز اجتماعی واقتصادی اور تاریخی مسائل میں دسترس حاصل ہے ضرورت یہ ہے کہ اس بے بنیاد پروپیگنڈہ کا مطالعہ کیا جائے اور اس کا ترجمہ کیا جائے اور دشمن کی زبان میں اس کا مؤثر جواب دیا جائے تا کہ باطل کا باطل ہونا ثابت ہو سکے اور پورے عالم میں ہدایت کی آواز بلند ہو اس کے لئے نشر واشاعت اور بحث وتحقیق کا معقول نظم کرنا ہوگا تا کہ بھولے بھالے لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں اور جو نور خداوندی کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں وہ نا کام ہوں واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

اسلام کے خلاف عیسائیوں کے منصوبے

پاکستان میں عیسائی مبلغین کی سرگرمیوں کو ان کی ہی کتابوں کی روشنی میں دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے یہ کتابیں مشنریوں کی اندرونی و بیرونی پالیسیوں کا بہت کچھ احاطہ کئے ہوئے ہیں ان کتابوں کی بے باکی اور اسلامی دنیا میں مختلف روپ میں سرگرم استعماری ومشنری منصوبے ومقاصد اور ان کے خطرناک وزہریلے اثرات دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے گو یہ کتابیں اس صدی کے ابتدائی حصے میں وجود میں آئیں اور ان میں گزشتہ صدی کے دوسرے نصف سے مشنری تحریک کے وسائل ومقاصد کے مکمل جائزہ کے ساتھ ساتھ آئندہ کے پروگرام وعزائم کے رہنما اصول وضوابطے ہیں تاہم اس قدر طویل زمانہ گزرنے کے باوجود بھی ان کتابوں کی اہمیت کم نہیں ہوئی بلکہ بہت زیادہ اضافہ ہی ہوا ہے کیونکہ ان میں جن جن منصوبوں کا بیان ہے وہ حقیقتاً پورے ہوئے اور جن جن مقاصد کو پیش نظر رکھا گیا تھا وہ فی الواقع حاصل ہو گئے ہیں ان کتابوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ عیسائی سامراج کی تاریخ کس قدر طویل ہے اور آج صدیاں گزر جانے کے باوجود عیسائی کس انداز فکر کو اختیار کئے ہوئے ہیں مشنری بالخصوص اس کو ہلال وصلیب کا معرکہ قرار دیتے ہیں جب کہ دوسرے کچھ افراد اپنے عزائم کو پوشیدہ رکھ کر سیکولرازم کا پرچار کرتے ہیں لیکن جو کچھ کیا جاتا ہے اس کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی جاتی ہے جس کے مطابق عمل ہوتا ہے۔

مغربی سامراج جب توسیع پسندانہ عزائم و مقاصد کے ساتھ اپنے چھوٹے چھوٹے ملکوں سے باہر نکلا تو اس کے ہراول دستہ کے طور پر مشنری بھی سارے عالم میں بکھر گئے اور مقدور بھر شدت وقوت سے لوگوں کے دلوں سے اسلامی اقدار و افکار کو مٹانے اور مغربی ومسیحی تصورات کو ذہنوں پر مرتسم کرنے کی کوششوں میں ہمہ تن مصروف ہو گئے عیسائی مشنریوں کے یہ ''پرامن منصوبے'' صلیبی جنگوں کے بالکل برعکس تھے یہ علم وسائنس مکر وفریب اور تنظیم وتدبیر کے خوشنما وسائل کے سہارے تھے جن کی مدد سے انہوں نے اسلام کی صورت کو مسخ کیا تجدد کی راہیں نکالیں پھر اس مسخ شدہ اسلام کو مسلمانوں کی نسلوں کے دل ودماغ میں اتارنے کے منظم انتظامات کیئے تاکہ مسلمانوں کی آنے والی نسلیں اسلام کی روح تک سے بیگانہ ہو جائیں اور اسے چند رسموں کا ذاتی معاملہ سمجھنے لگیں اور حقیقت یہ ہے کہ مشنریوں نے اسلام کو متزلزل کرنے کے لئے بڑے تدبر اور فراست اور بڑے پرفریب انداز میں جدوجہد کی ہے یہی ان کتابوں کا خلاصہ ہے۔

پہلی کتاب

یہ کتاب فرانس سے نکلنے والے رسالہ ''اسلامی دنیا'' (مسلم ورلڈ) کا خاص نمبر ہے جو اس صدی کے اوائل میں اس غرض سے مرتب کیا گیا تھا کہ عالم اسلام میں پروٹسٹنٹ مشنریوں کی کارگزاری کا جائزہ لیا جائے اور اس کا نام ''اسلامی دنیا کی فتح'' رکھا گیا تھا اس کا مقدمہ رسالہ کے ایڈیٹر ''لوشاتلیہ'' نے تحریر کیا ہے جس میں وہ فرانس کے کیتھولک عیسائیوں کی ہمتیں بڑھاتے ہوئے انہیں جوش اور غیرت دلاتا ہے کہ پروٹیسٹنٹوں نے عالم اسلام میں کس قدر اثر ونفوذ اور کامیابیاں حاصل کرلی ہیں اس کتاب میں بڑی بڑی بین الاقوامی مشنری کانفرنسوں کی مختصر رویداد بھی دی گئی ہے مثلاً ۱۹۰۶ء میں قاہرہ میں ۱۹۱۰ء میں ایڈنبرگ میں اور ۱۹۱۱ء میں لکھنؤ میں جو مشنری کانفرنسیں ہوئی تھیں۔

اس کتاب کے کچھ اقتباسات محمد قطب نے (سید قطب شہید کے بھائی) جو

خود بھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں اپنی ایک کتاب ہل نحن مسلمون (کیا ہم مسلمان ہیں) میں نقل کیے ہیں اس کتاب کا اردو ترجمہ پاکستان سے شائع ہوا ہے میں مذکورہ کتاب کے کچھ اہم اقتباسات نذر قارئین کر رہا ہوں تا کہ انہیں اندازہ ہو سکے کہ پاکستان میں عیسائی سرگرمیوں کا پس منظر کیا ہے۔

شاتلیہ اپنے مقدمہ میں لکھتا ہے۔

''مشرق میں اپنے کام کے لئے فرانسکو عقلی تربیت کے قواعد کو بنیاد بنانا چاہیے یہ مقصد صرف فرانسیسی یونیورسٹیوں میں دی جانے والی تعلیم کے ذریعہ حل ہو سکتا ہے کیونکہ اس تعلیم میں قوت ارادی پر مبنی علمی اور عقلی وسائل موجود ہیں یہی چیز اسلام میں فرنچ یونیورسٹی کی تعلیمات سرایت کر سکے گی''

اس طرح شاتلیہ ہدایت دے رہا ہے کہ اسلام میں فرنچ یونیورسٹیوں کی تعلیمات داخل کی جائیں بیروت کے یسوع کالج کے متعلق وہ بیان کرتا ہے کہ:

''بیروت کا یسوعی اسکول اور مشنری جماعتیں جن کے اوپر زر کثیر صرف ہوتا ہے اور جنھیں بڑی حکمت و تدبیر سے کام کرنا ہوتا ہے اسلامی دنیا میں مغربی افکار کی اشاعت کا عظیم کام انجام دے رہے ہیں''

زبانوں کے بارے میں وہ لکھتا ہے۔

''مغربی زبانوں کی اشاعت کے ذریعہ مغربی افکار سرایت ہوتے ہیں اگر انگریزی، جرمنی، ڈچ اور فرنچ زبانوں کی ترویج کی جائے تو اسلام کا سابقہ مغربی لٹریچر سے پڑے گا اور اس لٹریچر کو ایک مادی اسلام پیش . کرنے کا موقع مل جائے گا اس طرح مشنری اسلامی فکر کو مسمار کرنے کے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ اسلام اپنے وجود اور اپنی قوت کی حفاظت علیحدہ رہ کر کر سکتا ہے''

اسلامی اعتقادات کے خاتمہ اور مغربی تہذیب کے تعلق سے وہ اس طرح اظہار خیال کرتا ہے۔

''مشنریوں کے اعمال کے نتائج میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو مگر

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی اعتقادات کا خاتمہ انہی کوششوں کا نتیجہ ہے جو عیسائیت کے لئے کی گئی ہے اسلامی دنیا کی سیاسی تقسیم نے بھی مغربی تمدن کے لئے راہیں ہموار کردی ہیں کیونکہ جب اسلام سیاسی حیثیت سے کمزور ہو جائے گا تو کچھ وقت گزرنے کے بعد ہر ملک مغربی تہذیب کے جال میں پھنسا ہوا ہوگا''

''اسلامی دنیا میں فتح نامی کتاب کے مقدمہ کے اس قسم کے چند اور اقتباسات لکھنے کے بعد محمد قطب تحریر کرتے ہیں کہ:

''اس کا مقدمہ یہ بتانے کو کافی ہے کہ گزشتہ ایک صدی میں اسلام کو ختم کرنے کے لئے کیا کیا مکروفریب کئے گئے اور یہ سارے فریب اب بھی بدستور موجود ہیں فرق یہ ہے کہ اب فرانس کے پیڈوکی طرح مقاصد کا اظہار نہیں کیا جاتا بلکہ ممکنہ حد تک ان مقاصد پر پردہ ڈالا جاتا ہے' اور اس رازداری کی دو وجوہ ہیں۔

اول: یہ فریب ابھی تک جاری ہے اور اس کے اثرات ابھی تک ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس فریب کی پردہ داری کی جاتی رہے تاکہ لوگ متنبہ نہ ہو جائیں اور ان مقاصد کو سمجھ نہ لیں۔

دوم: سامراج کو ایسے مسلمان مددگار مل گئے ہیں جن کی روح سامراجیت زدہ اور ان کے نفس اس زہر سے مسموم ہو چکے ہیں سامراج نے اب اسلامی عقیدے کی شکست و ریخت کا کام انہیں مسلمانوں کے سپرد کر رکھا ہے اب اسلامی دنیا میں اس کے مسلمان مددگار معاونین' اہل قلم' مفکرین' رہنما' دانشوروں' حریت پسندوں اور ترقی پسندوں کے گروہوں میں ہر جگہ موجود ہیں اب سامراج نے یہ کام انہی کے سپرد کر دیا اور مسلمانوں کی غفلت اور اپنے مکروفریب کی کامیابی پر خوش ہو رہا ہے''

محمد قطب کے اس تبصرہ پر مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں جب کتاب کا مقدمہ اتنا جارحانہ ہو تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خود اصلی کتاب کن خیالات وعزائم کی عکاسی کرتی ہوگی تاہم یہ سب کچھ ہونے کے باوجود یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اتنا بڑا فریب کیا جا رہا ہے اور وہ اپنی آنکھوں سے عالم اسلام میں پیوست کی جانے

والی پر فریب سمیت کے اثرات دیکھ رہے ہیں پھر بھی غفلت یا خوش فہمی سے نام نہاد ترقی پر شاداں و فرحاں قہقہے لگاتے رہے۔

دوسری کتاب:

عالم اسلام میں کام کرنے والے مشنریوں کے طریقوں واصولوں پر مبنی اس کتاب کا نام ''مسلمانوں میں تبلیغی کام کے طریقے'' ہے ۴ اپریل تا ۱۹ اپریل ۱۹۰۶ء پہلی ''مشنری'' کانفرنس قاہرہ میں جو عالم اسلام کے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں جو مقالے پڑھے گئے اور ان پر جو بحث وتمحیص ہوئی ان کو کتابی شکل دیکر صرف مشنریوں اور مشن کے دوستوں کے لئے شائع کیا گیا اس کتاب پر باقاعدہ ''صرف برائے پرائیویٹ سرکولیشن'' درج ہے۔

اس کانفرنس کا خیال سب سے پہلے پادری زویمر نے پیش کیا جو مسلم ورلڈ رسالہ کا ایڈیٹر بھی رہ چکا تھا اور جو عرب دنیا میں گزشتہ صدی کے اواخر اور اس صدی کے اوائل میں مشنری فرائض انجام دے رہا تھا کہا جاتا ہے کہ جب شاہ سعود بانی مملکت سعودیۃ العربیہ بیمار پڑے تو یہی پادری زویمر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ان کا علاج کرتا رہا۔

یہ کانفرنس اس لئے اہم تھی کہ اس میں تمام عالم اسلام میں کام کرنے والے پروٹیسٹنٹ مشنریوں کو مدعو کیا گیا تھا تا کہ وہ آزادانہ طور پر نہ صرف مسلمانوں میں اپنے تبلیغی کام کی دشواریوں کا اظہار کریں بلکہ ان کی روشنی میں آئندہ کے لئے ٹھوس وجامع لائحہ عمل تیار کریں حالانکہ اس سے قبل نجی طور پر مسوری اور مدراس میں دونوں شہر ہندوستان میں ہیں) ہندوستان کے علاقہ کی حد تک کانفرنسیں ہوچکیں تھیں قاہرہ کانفرنس میں پروٹیسٹنٹ عیسائی دنیا کی انتیس مشنری سوسائٹیز کے (۶۲) وفود شریک ہوئے ان کے علاوہ ساٹھ دیگر افراد تھے۔ ان (۱۲۲) افراد میں اکثریت ان مشنریوں کی تھی جو ایشیا افریقہ اور ملائشیا کے ''مسلم علاقوں'' میں کام کرتے تھے داخلہ پر سخت پابندی تھی مندوبین کو شرکت کے لئے خاص کارڈ دیئے گئے تھے۔

اس کانفرنس کے نتائج خود ان کے الفاظ میں نہایت عظیم الشان نکلے۔

(۱) مسلم ممالک میں مصروف عمل مشنریوں کے مسائل کا تفصیلاً علم حاصل ہوا چرچ کو اس ''میدان کی وسعت اور اس کی بار آوری کی اتنی امید پیدا ہوئی کہ اس سے قبل کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا۔

(۲) مختلف مشنری کاموں میں یکسانیت کے طریقے ڈھونڈے گئے بہت سی غلطیاں جو مسلمانوں میں کام کرنے کے تعلق سے لاعلمی اور ناتجربہ کاری پر مبنی تھیں واضح ہوئیں ان کا ازالہ کیا گیا اور زیادہ ہمت و جرات سے کام کرنے کے مواقع سامنے لائے گئے۔

(۳) مسلمانوں کے لئے لٹریچر کی طباعت واشاعت کے بہتر انتظامات کو تیز تر کرنے پر توجہ دی گئی اور عملاً اس سمت میں ''عالمگیر'' طور پر جدوجہد کا آغاز کیا گیا۔

اس کے علاوہ :

(۴) تمام عیسائی کلیساؤں کو بیدار کیا گیا کہ وہ اپنے فرائض کو ''اسلامی دنیا'' میں پہنچائیں اور وہ دیکھیں کہ تمام دنیا کو عیسائیت کے لئے فتح کرنے میں صرف اسلام ہی اکیلا رقیب و دشمن ہے اس لئے تمام مشنری سوسائٹیاں جہاں وہ ہیں معمول کے مطابق کام انجام دینے کے علاوہ مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کو اولیت و فوقیت دیں مرد ہو خواہ عورت جو بھی اس کام کے لئے موزوں ہیں فوری طور پر بلا کسی تاخیر کے مسلمانوں کی سرزمین پر پہنچ جائیں اور اپنی شاطرانہ کوششوں سے مسلمانوں کو یسوع مسیح کا فرماں بردار بنائیں جو تمام دنیا کا نجات دہندہ ہے اس طرح اس مشنری کانفرنس میں مسلمان اور مسلمان نسلوں کے مستقبل کے لئے نہ صرف فیصلے کیے گیے بلکہ تاریخ میں پہلی بار منظم طور پر مسلمانوں کو مختلف حیلوں و بہانوں کے ذریعہ مغلوب کرنے کے پر امن منصوبے عمل لائے گئے جن سے مسلمانوں کے احساس وفکر کے زاویے بدل کر رہ گیے ان کے تہذیبی و تمدنی اقدار متغیر ہوگئے اور ان کے اجتماعی سیاسی، فکری اور روحانی شعور میں بڑی تبدیلی ہوگئی اب مسلمان نسلیں ان خیالات کے ساتھ وجود میں آنے لگیں کہ اسلام صرف اللہ اور بندے کے تعلق کا نام ہے اس کو انسان کی عملی زندگی اور عملی معاشرہ کے

معاملات سے کوئی تعلق نہیں مشنریوں کا یہ خیال کہ مسلمانوں میں کام کا بڑا وسیع میدان ہے اوران کی جدوجہد سے مسلم معاشرہ میں مغربی افکار و خیالات سرایت کر جائیں گے بلآخر صحیح ثابت ہوا اس جگہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ صرف پنجاب کے علاقہ سے تین مشہور پادری بھی اس کانفرنس میں شریک ہوئے تھے بلکہ لاہور کا ایک پادری وائس چیئر مین بھی منتخب ہوا تھا۔

اس کتاب کے چند ابواب کے عنوان حسب ذیل ہیں۔

(۱) غیر تعلیم یافتہ مسلمانوں سے کس طرح رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے اور انہیں کس طرح تعلیم دی جاسکتی ہے۔

(۲) غیر تعلیم یافتہ مسلمانوں میں کس طرح ''کام'' کیا جائے۔

(۳) تعلیم یافتہ مسلمانوں میں کس طرح کام کیا جائے۔

(۴) مسلمانوں کے لئے عیسائی لٹریچر۔

(۵) طبی مشنز۔

(۶) خواتین میں کام۔

(۷) مسلمان نسلوں کو کس طرح عیسائیت کے لئے جیتا جائے۔

(۸) عیسائی عقائد کس طرح پیش کئے جائیں۔

(۹) مسلمانوں میں کام کرنے کے لئے کارکنوں کی تیاری۔

(۱۰) طلبہ تحریک اور اسلام۔ وغیرہ۔

مذکورہ کتاب کے جستہ جستہ اقتباسات پیش کرتا ہوں اگرچہ پوری کتاب ہی مطالعہ کرنے کے قابل ہے جس کا ایک ایک صفحہ اور ایک ایک جملہ ہولناک صلیبی عزائم کا آئینہ دار ہے۔

صفحہ ۳۲ پر تحریر ہے کہ:

''جاہل (غیر تعلیم یافتہ) مسلمانوں میں گھسنے کا بہتر ذریعہ ''اسکول'' ہیں پہلے ان کو تعلیم دی جائے اسکولوں کے ذریعہ مشنری کارکن مسلمانوں کے گھروں میں داخل

ہو سکتے ہیں اور یسوع مسیح کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔''

گویا مشنریوں کے قائم کردہ تعلیمی ادارے مسلمانوں میں عیسائیت کے اثر و نفوذ کا بہترین ذریعہ ہیں ان اداروں کی وساطت سے مسلمانوں کو عیسائیت سکھلائی جاسکتی ہے۔

اس کے دو صفحہ بعد ہی ص ۳۵ پر مشنریوں کو فریب کارانہ طریقے استعمال کرنے کی ہدایت کی گئی ہے کہا گیا ہے کہ:

'' ان میں اپنی بات کی ابتدا مسلمہ سچائیوں سے کرو خدا کے بیٹے اور تثلیث کے نظریہ کے ابتداء اظہار سے مخالفت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے ان میں اپنی بات سنانے کے لئے مسیح کی معجزانہ پیدائش، نبوت اور مسیحائی سے آغاز کرو یہ سچائیاں اسلام میں بھی مانی جاتی ہیں اس کے بعد '' آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر'' ابن خدا یا خدا کا بیٹا کی طرف ان کے خیالات کو موڑ دو''

اس شاطرانہ ہدایت ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ مسلمانوں کے دل موہ لینے کے لئے یہاں تک کہا گیا ہے کہ:

''(حضرت) عیسیٰ کے ساتھ مسلمانوں کی طرح ''حضرت'' کا لفظ استعمال کیا کریں اور قرآن کو ''قرآن شریف'' کہا کریں لوگوں کے سامنے اس کا ادب کیا کریں اسے ایسی جگہ نہ رکھیں جو ناپاک ہو اور جس سے مسلمان برا مان جائیں اور مزید کہ ہر مشنری کو قرآن شریف کی تیس سے پچاس تک کی آیتیں بالکل صحیح تلفظ کے ساتھ معہ اس کی تفسیر کے زبانی یاد کر کے موقعہ محل کے لحاظ سے مسلمان حاضرین کے سامنے پڑھا کریں۔''

ظاہر ہے مشنریوں کے اس طرز عمل سے مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ عیسائی کتنے روادار ہیں یہ دوسرے مذاہب کے شعائر کا کتنا احترام کرتے ہیں یہ کتنے عظیم اور فراخ دل ہیں لیکن اس ظاہر داری کے پیچھے جو سمیت پوشیدہ ہے اس تک ہر نظر نہیں جاسکتی۔

ص ۴۴ پر قرآن شریف کے مطالعہ کی غرض یہ بتلائی گئی ہے۔

''مسیحی کارکنوں کو مسلمانوں کے اختلاف کے اہم نکات پر مہارت ہونی چاہیئے نیز اسلامی عقیدہ کی کمزوری کی جڑوں سے خوب واقف ہونا چاہیئے ان کے علاوہ ان ذہنی دشواریوں اور اعتراضوں کا بھی جن کی وجہ سے مسلمان عیسائیت قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں''

ان رہنما اصول کو اپناتے ہوئے جب ایک مسیحی کارکن تبلیغ کے میدان میں نکلتا ہے تو گویا وہ پوری طرح کیل کانٹوں سے لیس ہوتا ہے جن کا استعمال وہ حسب موقعہ مسلمانوں میں کرتا رہتا ہے اور پھر کچھ ہی عرصہ میں اس کے نتائج نکلنے لگتے ہیں۔

مشنریوں کی تربیت کے اسکولوں میں جو نصاب ہوتا ہے اس میں پہلے سال ہی مسلمانوں کے فرقوں اور اختلافات کا تفصیل سے مطالعہ کرایا جاتا ہے اس ایک سالہ نصاب میں تقریباً اسلامی تاریخ مکمل پڑھائی جاتی ہے اس طرح مسیحی کارکن بالکل آغاز ہی سے مسلمانوں کے اختلافات کو منفی نقطہ نظر سے دیکھنے کا عادی بن جاتا ہے۔

اسی کتاب کے ص ۵۵ پر یہ ہدایت بھی ہے۔

''مسلمانوں سے دوستانہ مراسم قائم کئے جائیں یہ کام نہایت عظیم ہوگا کہ مشنری مسلمانوں کے گھروں پر جایا کریں اور ان سے ''ملنسارانہ میل جول'' قائم کریں اس مقصد کے ساتھ کہ ان سے عیسائیت پر گفتگو کریں اور یہ کام خاتون مشنری کو انجام دینا چاہیئے۔''

ان جملوں کی گہرائی کا اندازہ سطحی طور پر پڑھ کر نہیں کیا جاسکتا ''ملنسارانہ میل جول'' یا سوشل ریلشنز کا مطلب بہت گہرا ہوسکتا ہے خصوصیت سے خاتون مشنری کے ساتھ۔ جیسا کہ میں نے کہیں لکھا ہے کہ صوبہ سرحد کا ۱۹۲۸ء میں پہلا مسلمان پٹھان جو عیسائی ہوا تھا وہ ایک مشنری خاتون نرس کے اثرات کی وجہ سے ہوا تھا اسی سے ملنسارانہ میل جول کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پھر مشنریوں کو تین نہایت اہم نصیحتیں کی گئیں جیسا کہ ص ۵۶ پر ہے کہ

مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کے لئے ان کو گرہ میں باندھ لیا جائے۔

(۱) نہایت فراست وذہانت کے ساتھ تبلیغی تیاری کی ضرورت۔

(۲) ذاتی زندگی میں روحانیت کی ضرورت۔

(۳) ان کو یسوع مسیح کے لئے حاصل کرنے کے لئے مسلسل محنت و جدوجہد کی ضرورت۔

اس مقالہ پر بحث ومباحثہ ہوا جس کے اہم نکات مختصراً حسب ذیل ہیں۔

پادری جارج سورن نے پوچھا تھا کہ غیر تعلیم یافتہ مسلمانوں کے طبقہ سے عیسائی ہونے والوں کی شرح فیصلہ کیا ہے اور کیا عام لوگوں کے لئے بائبل تیار کی گئی؟

ڈاکٹر وہایٹ برشٹ (جو لاہور کا اعلیٰ عہدہ پر فائز پادری تھا) نے کہا ہم شمالی ہندوستان کے دیہاتیوں کے لئے ان کی زبان میں بائبل دے رہے ہیں جیسا کہ بنگال میں کیا گیا۔

پادری جارڈن نے جو تہران (ایران) کا ذمہ دار پادری تھا ایک نکتہ کو بیان کیا کہ ''ہمارے مشنریوں کو 'مشرقی ذہن'' کو سمجھنے کی نفسیات سے واقف ہونا چاہئے جس کی وجہ سے مشرقی ذہن ہماری بات سمجھ سکے۔

ڈاکٹر وہائٹ برشٹ نے اظہار کیا کہ میں نے جن لوگوں کو عیسائی بنا کر بپتسمہ دیا ان میں سے تقریباً نصف غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس پر گولڈسیک نے جو بنگال کا پادری تھا کہا کہ ''عیسائی ہونے والوں کی اکثریت غیر تعلیم یافتہ (جاہل) مسلمانوں کی ہے''

برعظیم پاک وہند میں میکالے نے نظام تعلیم مرتب کیا تھا وہ اپنے قائم کردہ نظام تعلیم پر اتنا پر اعتماد تھا کہ تیس برس کی قلیل مدت میں اس کے حتمی اثرات کا اظہار اپنی ماں کے نام ایک خط میں کیا تھا یہ ۱۸۳۶ء کی بات ہے چنانچہ اس تعلیمی پالیسی کے مطلوبہ نتائج انہیں حاصل ہوئے اور اس کی صدائے بازگشت مصر کی اس مشنری کانفرنس میں بڑی شدومد سے سنائی دی مصر میں برطانیہ کے ۱۸۸۳ء میں تسلط کے بعد پادری فلپ

نے نظام تعلیم رائج کیا تھا اور اس کے اثرات کا اس کانفرنس میں جائزہ لیا گیا۔

''اس قسم کے نوجوانوں کی بڑی تعداد مشکک Sceftical اور دہریہ (نیچرلسٹ) Naturatisties ہوئی جارہی ہے جو بجائے ''عرب کے پیغمبر کے'' اسپنسر کی تقلید کر رہی ہے تمام قومیتوں میں ان کی تعداد (فی الحال) تقریباً ۲ تا ۳ ہزار ہے جو کم نہیں ہے۔''

مصری نوجوان نسل کے روز افزوں ان خیالات کے باوجود ان پر عدم اطمینان ظاہر کیا گیا اور زور دے کر کہا گیا کہ ''اسلامی عقائد میں ازراہ خیال (برل ازم) اس حد تک ابھی نہیں ابھری جس طرح ہندوستان میں'' یہ اشارہ ہندوستان میں سرسید احمد خان کی اصلاحی تحریک کی طرف تھا۔

گویا ان مشنریوں کی چند سالہ جدوجہد کے نتیجہ میں ایسا مکتبہ فکر نہ صرف مصر بلکہ ہندوستان میں بھی پیدا ہو گیا تھا جو اسلامی عقائد و افکار میں بجائے پیغمبر اسلام کے عیسائی فلسفیوں کی تقلید کو ترجیح دینے لگا تھا اور خود اپنے مذہب' مذہب اسلام کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے لگا تھا اور اپنے معاملات زندگی میں مغربی فکر و تہذیب کو پورے خلوص سے داخل کرنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

گریڈنر نے جو خود مصری علاقہ کا پادری تھا اپنی خوشی کو چھپا نہ سکا اور بے پناہ جذبہ مسرت سے اس نے اظہار کیا کہ:

''اس کے باوجود کہ براہ راست تبدیلی مذہب کا کام گوست ہے لیکن یہ کتنی عظیم بات ہے کہ ''ان کی'' اخلاقی' سماجی اور قومی زندگی میں ''عیسائی افکار'' سرایت کر رہے ہیں شادی بیاہ' کثرت ازدواج'' عورتوں کی تعلیم' مذہبی آزادی اور رواداری' قومی اتحاد' باہمی اکرام وعزت کے مواقع ومسائل پر ہم مسلمانوں کی زبانوں سے عیسائی خیالات کو سنتے ہیں اس طرح مسیح کی تعلیمات سے ان کے گھرانے متاثر ہونے کے مواقع حاصل ہو گئے یہ یقیناً بہت بڑا فائدہ ہے جس سے سخت زمین میں شگاف اور دراڑیں پڑ رہی ہیں اب مسلمان کو مدافعت کرنی پڑ رہی ہے جب کہ قبل ازیں وہ مدافعت

کو غیر ضروری خیال کرتا تھا۔''

مسلمانوں کے لئے خاص طور پر لٹریچر تیار کرنے کا فیصلہ بھی اس کانفرنس میں کیا گیا اور مختلف علاقوں کے پادریوں کے تجربوں کی روشنی میں ان میں ایسی تبدیلیوں کی ہدایات کی گئیں جن سے مسلمان نہ صرف یہ کہ دھوکے و مغالطہ میں پڑ جائیں بلکہ اس لٹریچر کے مطالعہ کے بعد ان کے عقائد و افکار میں تزلزل واقع ہو جائے اور وہ پر فریب جالوں میں پھنس جائیں مثال کے طور پر چند اصولی ہدایات ص ۹۲ سے نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) ایسی پر جوش کتابیں اور ٹریکٹس لکھی جائیں جو انسانی ''قلب'' کو کشش کریں جن میں ''گناہ'' اور ''نجات'' کی اہمیت ہو۔

(۲) اسلام سے اچھی چیزیں لی جائیں اور بتایا جائے کہ ان کی تکمیل کس طرح انجیل میں ہوئی۔

(۳) قرآن کے جو اچھے حوالے ہیں لیکر ثابت کیا جائے کہ یہ انجیل کے ذریعہ سے پوری ہوتی ہیں۔

(۴) عیسائی ''دین'' اور ''ایمان'' کا خلاصہ تیار کیا جائے۔

(۵) گناہ کی حقیقت اور کفارہ کی ضرورت۔

(۶) ہمیں ''نجات'' کی اب ضرورت ہے جو صرف انجیل ہی مہیا کرتی ہے انجیل کے ذریعہ ہی گناہ کو فتح کیا جا سکتا ہے اس کے ذریعہ ہی سے ذہنی سکون خدا کی رضامندی حاصل کی جا سکتی ہے اور یہی ''وسیلہ'' ہے۔

(۷) صحیح مذہب کی بنیاد ''عبدیت'' ہو سکتی ہے یا ''فرزندیت''

(۸) انسان ''معاشرتی ہستی'' (سوشل بینگ) ہے تو کیا اس کا خالق سوشل نہیں ہو سکتا اس لئے ایک سوشل خدا تین خداؤں میں ظاہر ہوا۔

(۹) ایک ''زندہ بچانے والا'' نہ کہ ایک ''مردہ پیغمبر''

(۱۰) گناہ اور اس کا علاج۔

(۱۱) توبہ اور ایمان۔

(۱۲) فاتحہ اور لارڈز پریئر کا تقابل ۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس پر لاہور کے پادری وہائٹ برشت نے ان الفاظ میں ص ۹۶ پر ریمارکس دیا۔

مسلمانوں کے لئے لٹریچر کی تیاری و تقسیم سب سے بڑا طاقتور کام ہے ان کے لئے مختلف قسم کا لٹریچر تیار کیا جائے۔ مثلاً

(۱) اختلافی:

اس کو بہت احتیاط سے تیار کیا جائے گا۔

(ا) عیسائیوں کو پرانے لٹریچر کو از سر نو تربیت دیکر جدید زندگی کی ضروریات کے مطابق بنانا چاہئے بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان ہیں جو آکسفورڈ اور برلن کے اثرات وتصورات کو پھیلائیں گے ہمیں اپنے مخالفین سے ان کی اپنی سرزمین پر ملنا چاہئے۔

(ب) اس کے علاوہ ہمیں اختلافات کے ان فوائد کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے جو غیر عیسائیوں کے مذاہب کے علم سے بڑھتے ہیں تقابل ادیان کے مطالعہ سے ہمیں دوسرے مذاہب کو مختلف طریقوں سے دیکھنے کا موقعہ ملے گا۔

ص ۹۔ اس طرح ہم ان کو بتلا سکیں گے کہ وہ ''جاہلانہ عبادت'' کرتے ہیں۔

(ج) صرف اسینکہ پر بحث کریں جو صاف ہو اور ہمارے خلاف نہ جاتا ہو۔

(۲) لٹریچر کے ذریعہ ہم عیسائی عقائد اس طرح پیش کریں کہ اس پر مسلمان کو اپنی بھرپور توجہ دینی پڑے۔ وغیرہ

ان مباحث میں بار بار مسیحی کتب خانہ لاہور ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کی خدمات کو سراہا گیا اور تعریف کی گئی۔

اسپتال تبلیغی مراکز ہیں:

بات ادھوری رہے گی اگر طبی مشن کا مختصر ذکر نہ کیا جائے عام طور پر سادہ لوحی یا لاعلمی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ گوروں کے اسپتال اور ڈسپنسریاں صرف ''خدمت انسانیت'' کے جذبہ پر قائم ہوتی ہیں اور وہاں کام کرنے والا ہر فرد اس جذبہ سے سرشار

ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل مختلف ہے یہ خدمت خلق کے ادارے نہیں ہوتے ہیں بلکہ مریضوں کے ایمان واقدار کو اچک لینے والے مرکز ہیں۔

چنانچہ کتاب مذکور کے ص ۳۱ پر تحریر ہے۔

'' جاہل (لاعلم) اور کٹر مسلمانوں تک پہنچنے کا کوئی بہترین وطاقتور ذریعہ سوائے طبی مشن کے اور کوئی نہیں ہے۔''

ص ۵۴ پر ہے کہ '' عیسائی اسپتال میں تبلیغ عیسائیت بہتر طور پر براہ راست ہوسکتی ہے اسپتال میں داخل شدہ مریض ہمارا مستقل سننے والا ہوتا ہے جس کو ہم ''مناسب ہدایات'' دے سکتے ہیں۔''

'' یہ ذمہ داری طبی مشنری پر عائد ہوتی ہے کہ وہ ہمارے اسپتالوں کے لئے مسلمانوں کی کثیر آبادی کے علاقوں میں سے مریضوں کو'' کھینچے''

اس طرح ہم لوگوں سے بہت قریبی رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔

ان دو تین اقتباسات میں سے پتہ چل جاتا ہے کہ طبی مشنز کے قیام کا اصلی مقصد کیا ہے اور جو مسلمان جسمانی طور پر مریض ہوکر ان اسپتالوں میں جاتے ہیں ان کی ایک تعداد یقیناً روحانی مریض بن کر نکلتی ہے یہ ہم اپنی طرف سے نہیں لکھ رہے ہیں بلکہ اسی کتاب میں ایسے کئی واقعات بیان کئے گئے ہیں جن میں سے ایک دو یہ ہیں کہ '' ایک لڑکی کو اس کے پاؤں کی بیماری کے علاج کے دوران مسیح کی صحت دلانے کی طاقت کے واقعات سنائے گئے تھے وہ اس کے ذہن میں بیٹھ گئے جب صحت یاب ہوکر گئی تو ایک عیسائی اسکول میں داخلہ لیا اسی دوران وہ بڑی ہوگئی اور یسوع مسیح کی سچی فدائی بن گئی اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ایک پختہ ذہن کے فرد کا ہے جو بلآخر بپتسمہ یافتہ ہوگیا۔ ص ۱۰۲، ۱۰۳۔

آگے چل کر مسلمانوں میں طبی مشنریوں کو بھیجنے پر بہت زور دیا گیا کہا گیا کہ ان بہترین مواقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو پھر ص ۱۰۵ پر اس بات پر زور دیا گیا کہ:

''طبی مشنری کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ وہ پہلے ایک

مسیحی مبلغ ہے بعد میں ڈاکٹر اس کا فرض ہے کہ وہ ''سچائی'' کو پیش کرے۔''

ایک پادری نے جو امریکن بپٹسٹ مشنری سوسائٹی سے تعلق رکھتا تھا میڈیکل مشنریوں کی افادیت پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے کہا کہ:

''ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ طبی کام کو تبلیغی ایجنسی کی حیثیت سے استعمال کیا جائے اسپتالوں میں باقاعدہ ''سروسز'' کی جائیں مسیحی لٹریچر تعلیم ہو مریض پر ذاتی محنت ہو اور اچھے ہونے پر ان کے گھروں تک جایا جائے طبی کام کے ذریعہ ہی بلاشبہ لوگوں کے دلوں کو جیتا جاسکتا ہے ہر طبی مشنری کا قطعی مقصد (حضرت) مسیح کی عظمت کا اظہار اور اس کی بادشاہت کی ترقی ہونا چاہیئے یہ کام بہت سے بند دروازوں کو کھولتا ہے حتی کہ عورتوں تک رسائی ہوسکتی ہے وغیرہ وغیرہ'' ص ۱۰۹

ان چند اقتباسات کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خدمت انسانیت کے بارے میں پیدا شدہ غلط فہمی دور ہو اور حقیقی مقصد کا علم ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح پاکستان کے سادہ لوح افراد بھی عیسائی مشنریوں کی کارگزاریوں کو روز بروز وسیع ہوتے دیکھ کر بھی بھولپن سے یہ خیال کرتے ہیں کہ مشنری خدمت انسانیت کے جذبہ سے سرشکار اور صرف انسانیت کے حوالہ سے یہ ہر میدان میں خدمات انجام دے رہے ہیں ان کے ارادے بڑے نیک اور مبارک ہیں یہ اتنے وسیع القلب اور اعلیٰ ظرف ہیں کہ چوڑہوں و چماروں سے لیکر اعلیٰ ذات کے لوگوں کی خدمت یکساں طور پر کرتے ہیں' نہ ان میں تنگ نظری ہوتی ہے اور نہ تعصب ہر کوئی بظاہر ان کے دامن شفقت میں پناہ لے سکتا ہے نہ یہ ملک کی بات کرتے ہیں اور نہ مذہب' نہ افریقی کو برا سمجھتے ہیں اور نہ ایشیائی کو یہ بیماروں کی خدمت لپک کر کرتے ہیں' ضرورت مندوں کے پاس دوڑ کر پہنچتے ہیں قصہ مختصر یہ انسانیت اور صرف انسانیت کے دکھوں کو ختم کرتے ہیں جاہلیت کو دور کرتے ہیں۔ وغیرہ

ان فریب خوردہ تصورات کو مندرجہ بالا صرف دو کتابوں کے چند اقتباسات کی روشنی میں پرکھنے سے جو حقائق منکشف ہوتے ہیں وہ ان تصورات سے قطعی مختلف اور

متضاد ہیں جو مسیحی حضرات انسانی خدمت کے بار بار اظہار سے کرتے ہیں پچھلے اوراق پر عیسائی فرقوں اور مشنز کی کارگزاریوں کا جو مختصر سا جائزہ پیش کیا گیا ہے اس کو ان ہدایات کے پس منظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ مستقبل قریب و بعید میں اس کے کیا اثرات و نتائج نکلیں گے۔

تحریر: ڈاکٹر نادر صدیقی

بحوالہ: صدیقی ٹرسٹ

باب نمبر ۳

انسانی دنیا میں عیسائیت اور اس کے خطرناک مراکز

مسلمانان عالم کے لئے
ایک لمحہ فکریہ

فرنٹیرز ایجنسی

عالمی تبلیغ عیسائیت کی ایجنسیوں میں سے فرنٹیرز نامی ایجنسی ایک بہت بڑی عیسائی ایجنسی ہے جس کا صدر دفتر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست کالی فورنیا California کے شہر باسادنیا میں واقع ہے نیز اس ایجنسی کی امریکہ کی دیگر ریاستوں میں بھی متعدد شاخیں ہیں چنانچہ ملک کینیڈا کے ایک مقام ٹورنٹو Toranto میں اس کی شاخیں ایک مدت سے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

اس ایجنسی کی سب سے اہم اور بنیادی سرگرمی اسلامی دنیا میں جگہ جگہ گرجا گھروں کی تعمیر اور ان سب کی آبادکاری ہے اس کے علاوہ اس کی مزید سرگرمیاں یہ ہیں۔

☆ انسانی دنیا کے ہر ہر مقام پر گرجا گھر تعمیر کرنا اور ان کو آباد رکھنے کے لئے مستقل نظم قائم کرنا۔

☆ ان گرجا گھروں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے عیسائی مقررین اور واعظین کا تقرر کرنا۔

☆ ان گرجا گھروں میں مسلمانوں کو پیش آنے والی ضرورتوں کے موضوع پر کانفرنسیں اور مختلف پروگراموں کا انعقاد کرنا۔

☆عالم اسلام کے مختلف حصوں میں عیسائی مشنریز کی زیر نگرانی واقع گرجا گھروں کا بھرپور تعاون کرنا اوران کی مالی امداد کرنا۔

لیکن ...... اپنی ان مذکورہ سرگرمیوں کا کھل کر مظاہرہ کرنے کی بجائے یہ ایجنسی اپنے اعلانیہ اور نشریہ میں صرف اس چیز پر زور دیتی ہے کہ یہ ایجنسی نئے طرز کی ایک خالص مذہبی ایجنسی ہے جو اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے اپنے عقائد (گرجا گھروں) میں اتحاد واتفاق کی راہ ہموار کرتی ہے اور مقامی گرجا گھروں کے تعاون سے اسلامی دنیا میں جمود سے عاری خالص مذہبی اور تبلیغی گرجا گھروں کی تعمیر کے لئے سرگرم عمل رہتی ہے۔

دائرہ تعصیر الشعوب ویٹیکن

سابقہ فرنٹیئرز نامی ایجنسی سے ملحق اسی مخصوص چیمبر عیسائیت کی تبلیغ اور عیسائی بنانے کے لئے وے ٹی کن Vatican میں قائم کیا گیا ہے جو Vatican کے داخلی شہریوں اور اس میں مقیم خاص خاص افراد کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ اس خصوصی چیمبر کے لئے ایک خاص تجویز کے تحت مستقل محافظ کے عنوان سے ایک پوپ بھی مقرر ہے۔

یہ مخصوص چیمبر ایسی منظم باترتیب اور مفید معلومات فراہم کرتا ہے جو صرف اسی کا حصہ ہیں اور افادیت کے لحاظ سے اسلامی دنیا میں تو کیا انسانی دنیا میں اس جیسا چیمبر ابتک نہ تو قائم ہوا اور نہ ہی مفید علمی معلومات فراہم کرنے میں اپنی کوئی نظیر رکھتا ہے۔ بس ہروقت اپنے مشن (تبلیغ عیسائیت) میں نہایت سرگرمی سے مصروف عمل رہتا ہے اور اسلامی وغیر اسلامی عرب وعجم غرضیکہ دنیا کے تمام ممالک کی جملہ معلومات فراہم کرتا ہے اور پھر ان معلومات کا ایک ریکارڈ تیار کر کے انہیں محفوظ کرتا ہے اور استفادہ میں سہولت کے پیش نظر جغرافیائی اعتبار سے مختلف دفاتر کے ذریعہ تقسیم عمل کرتا ہے گو کہ اس چیمبر کا مرکزی اور بنیادی مقصد پوری دنیا کی غیر عیسائی قوموں کو عیسائی بنانا ہے۔

نیز یہ مخصوص چیمبر بڑے پیمانہ پر لٹریچر، پمفلٹ اور تبلیغ عیسائیت کی سرگرمیوں

سے متعلق ایسی مؤثر رپورٹیں اور حیرت میں ڈالنے والے اعداد وشمار شائع کرتا ہے جس سے ان کی بڑی بڑی عالمی عیسائی سرگرمیوں پر روشنی پڑتی ہے اور ان کی افادیت کا عکس ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے مہذب اور تعلیم یافتہ طبقہ کی ایک معتد بہ تعداد ان رپورٹوں کی بنیاد پر اس مخصوص چمبر کی گرویدہ ہو جاتی ہے اور پھر یہ افراد اسی کے گن گانے لگتے ہیں اور ذہنی اعتبار سے عیسائیت کے علمبردا ہو جاتے ہیں۔

اس مخصوص عیسائی چمبر کے زیر اہتمام شائع ہونے والی سالانہ عیسائی رپورٹ (اس میں عیسائیت کی تمام تر سرگرمیوں کا مفصل حال مذکور ہوتا ہے) عموماً سن عیسوی کے آخری ماہ دسمبر میں شائع ہوتی ہے جو بہت بڑے پیمانہ پر نہایت منصوبہ بند طریقہ سے تمام عالمی عیسائی مشنریز کے ذمہ داران انسانی دنیا میں واقع اکیڈمیز اور تبلیغ عیسائیت کے مراکز اور عیسائی اداروں کو مفت ارسال کی جاتی ہے۔

ان سرگرمیوں کے علاوہ اس چمبر نے تمام قوموں کو عیسائی بنانے کے لئے دنیا کے مختلف حصوں میں اپنی شاخیں بھی قائم کر رکھی ہیں جو (برائے نام شاخ اور حقیقتاً مستقل عیسائی مرکز کی حیثیت رکھتی ہیں) نہایت پرکشش انداز میں مذہبی تعلیمات فراہم کرنے کے عنوان سے دوسرے لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے ہر وقت سرگرم عمل رہتی ہیں چنانچہ بطور مثال اس کی ایک شاخ جمعیۃ المقدسۃ (کتنا اچھا نام ہے) جو صرف غیر عیسائی اقوام کو عیسائی بنانے کے لئے ہر وقت جدوجہد کرتی رہتی ہے اور جس کی دیکھ بھال وہ پوپ کرتا ہے جسے اسلامی ممالک میں متعین اور مقرر شدہ پوپوں کی ایک جماعت نہایت غور وخوض کے بعد منتخب کرتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو عیسائی بنا سکیں۔

معہد زویمر برائے دراسات اسلامیہ

یہ ادارہ ایک بہت بڑے عیسائی پادری اور مذہب عیسائیت کے زبردست عالم اور عیسائی بنانے والے اراکین میں سے بہت ہی سرگرم اور فعال رکن قیس زویمر کے نام سے منسوب ہے جسے عیسائیوں نے پورے عالم عرب کو عیسائی بنانے کی ذمہ داری

سونپی تھی نیز ماضی میں عیسائی بنانے والے تمام اداروں مرکزوں تحریکوں اور تنظیموں کا جو سابق صدر اور سرپرست بھی رہ چکا ہے جس نے مستقل عیسائیت کی تبلیغ کو مقصد زندگی بنا کر گزشتہ ۴/اپریل ۱۹۰۶ء قاہرہ میں ایک بہت بڑی کانفرنس بھی منعقد کر کے جس میں ایسی تمام تنظیموں کو جمع کیا جا چکا ہے جو پروٹسٹنٹ عیسائی بنانے کا کام انجام دیتی تھیں اور کانفرنس میں صرف عیسائی بنانے کے لئے مسلسل کئی روز کے غور وخوض کے بعد طے پایا تھا کہ کسی بھی طرح مسلمانوں میں انجیل کی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے اور اس عظیم مقصد (تمام انسانوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً زیادہ سے زیادہ عیسائی بنانا اور اس کے لئے ابتدائی کوشش کے طور پر) انجیل کی تعلیم کو مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ عام اور اس کی تلاوت پر مجبور کرنے کے لئے اس پادری زویمر کو اس کانفرنس میں صدر مقرر کیا گیا تھا۔

اس کے علاوہ اس موقع پر...... اسی زویمر کی زبانی یہ اقتباس بھی ملحوظ نظر ہے کہ ایک مرتبہ تمام عیسائی مبلغین اور پادریوں کا ایک عظیم اجتماع منعقد ہوا جس میں یہ طے کیا گیا کہ سینکڑوں سال کی مسلسل پے در پے ریشہ دوانیوں کے بعد یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ مسلمان کو اسلام کس قدر عزیز ہے اور مسلمانوں کا (خواہ وہ مالی اقتصادی اور گھریلو مشکلات کے اعتبار سے کیسے ہی ہوں) اسلام کو چھوڑ دینا محال ہے لہذا ایک نیا منصوبہ ہمہ گیر پیمانہ پر یہ طے پایا کہ اب ہم (مسیحی عیسائی مبلغین) مسلمانوں کے مابین ذہنوں کے راستہ آئیں اور مسلمانوں کی زندگیوں کو اسلامی اثرات اور اخلاقی کردار وروایات سے دور کر دیں اور مسلمانوں کو ایک ایسی قابل رحم حالت میں چھوڑ دیں کہ نہ تو وہ اپنے کو مسلمان کہلا سکیں اور نہ ہی غیر مسلم تو میں انہیں غیر مسلم سمجھیں بلکہ وہ اسلام سے کوسوں دور ہوں لیکن نام کے اعتبار سے وہ مسلمان ضرور جانے جائیں چنانچہ اپنے اس نئے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے مشرق وسطی اور شمالی امریکہ میں مسیحی تبلیغ کے اثرات کا جائزہ لینے کے لئے ایک کانفرنس بلائی گئی اس موقع پر موجود تمام ذمہ دار مسیحی پادریوں اور زویمر نامی پادری کے مابین ایک مکالمہ ہوا جو تاریخ میں بہت مشہور ہے کہ

عیسائی تبلیغی مشن کے سرپرست زویمر پر ایک بہت بڑے دوسرے عیسائی ذمہ دار نے بڑی سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ بے شمار روپیہ خرچ کرنے اور ہر ممکن تدبیر بروئے کار لانے کے باوجود اس پوری مدت (ایک سال) میں ایک شخص بھی عیسائی نہ بن سکا اور ساری کوششیں ایک مسلمان کو بھی اس کے عقیدے سے پھیرنے میں بارآور نہ ہوسکیں لہذا اس کا جواب زویمر کے پاس کیا ہے؟ کیا یہ سب کچھ زویمر کی ناکامی پر دلالت نہیں کرتیں اور کیا یہ سب چیزیں ناکامی کا بین ثبوت نہیں ہیں؟ اس موقع پر اس زویمر نامی پادری نے جو جواب دیا وہی ہمارا اصل استشہاد ہے اور اصل منصوبہ کا حصہ بھی ہیں اس نے جواب دیا:

''مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہمارے پروگرام میں شامل نہیں ہے اور ہم ایسا کر بھی نہیں سکتے ہیں ہمارا تو اولین مقصد مسلمانوں کو اسلام اور اس کی تعلیمات سے دور کر دینا ہے اور یہی ہمارے لئے بہت ہے چاہے وہ ہمارے دین میں شامل نہ ہوں''

(الغزو الفکری اھدافہ ووسائلہ ص ۱۱)

اس پادری عالم زویمر کے نام سے منسوب ادارہ کا موجودہ صدر دفتر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست کالی فورنیا California میں واقع ہے جو انسانی دنیا میں واقع عیسائی بنانے والے تمام مرکزوں میں ایک عظیم مرکز کے طور پر جانا جاتا ہے اور اپنی خطرناک عیسائی سرگرمیوں، مؤثر ترین کارکردگی، افادیت اور مسیحی تبلیغی خدمات میں اہم کردار ادا کرنے کے اعتبار سے اس معہد کو بہت ہی ممتاز مقام حاصل ہے۔

معہد ادب عربی

اس ادارہ کا صدر دفتر تونس میں واقع ہے اور یہ ادارہ سفید فام کیتھولک نامی تنظیم کی زیر نگرانی تبلیغ عیسائیت کے لئے سرگرم عمل ہے اور خالص علمی و تحقیقی بنیاد پر عالم اسلام کے لئے تہذیبی موضوعات سمیت مشکل معلومات بہم پہنچانے کے لئے اپنی گراں قدر خدمات انجام دیتا ہے۔

ادارہ کا بنیادی مقصد ایسے محقق اور متخصص رجال کار اور علماء کی جماعت تیار کرنا

جو عربی زبان اور ادب پر قادر الکلام ہونے اور مکمل عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلامیات کے بھی ماہر ہوں۔ ایسے تمام علماء کا ہر ممکن تعاون کرنا خصوصاً عالم عربی و اسلامی کو مغربی تہذیب کے لحاظ سے پیش آنے والی تمام ضروریات کو پورا کرنا اور اس کے لئے امداد بہم پہنچانا ہے۔

اپنے اس مقصد کے لئے ادارہ نے چند ممتاز ماہر اسلامیات پروفیسروں کے علاوہ قسیس (عیسائی علماء) کی خدمات بھی حاصل کی ہیں، جو ہر وقت ہمہ تن گوش ہو کر عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اس مرکز میں مقیم رہتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس مرکز میں دو بڑی بڑی عظیم لائبریریاں بھی ہیں جس میں اسلام اور عیسائیت سے متعلق وافر مقدار میں کتابیں ہر وقت موجود رہتی ہیں جس سے تعلیم یافتہ طبقہ کے علاوہ علماء، عوام الناس اور مختلف یونیورسٹیز و کالجز میں تعلیم پانے والے طلبہ ہر وقت فیض یاب ہوتے رہتے ہیں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے قائم اس مرکز نے سہولت کے پیش نظر عیسائی مذہب کی زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچانے کے لئے ان دونوں لائبریریوں کو دو الگ الگ طبقوں کے لئے خاص کر دیا ہے۔ جس میں سے پہلی بڑی اور مرکزی لائبریری کو یونیورسٹیز میں اعلیٰ تعلیم پانے والے طلبہ اور ان جیسی ذہنیت رکھنے والے افراد کے لئے خاص کر دیا گیا ہے۔ جس میں اس وقت پچیس ہزار سے زائد کتابیں موجود ہیں جب کہ دوسری لائبریری کو اس سے نیچے کی سطح والے ایسے بچوں کے لئے جو مدرسوں، کالجوں اور پرائمری اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں کے لئے مختص کی گئی ہے۔

ان تمام سہولیات کے علاوہ مزید یہ کہ ادارہ اپنے اس مرکز عیسائیت سے عیسائی تعلیمات پر مشتمل عیسائی بنانے والی اور اس کی طرف راغب کرنے والی بہت سی کتابیں اور پمفلٹ شائع کر کے پورے بلاد افریقہ میں مفت تقسیم کرتا ہے۔ جس کے مطالعہ کی روشنی میں بہت سے ناواقف حضرات عیسائی مذہب قبول کر لیتے ہیں اور بہت سے دیگر افراد جو اگرچہ اپنا اسلامی مذہب تبدیل نہیں کرتے لیکن ان کتابوں کے مطالعہ

کے نتیجہ میں عیسائیت سے قریب ہوکر اس کے لئے نرم گوشہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

عالمی کیتھولک ثقافتی تحریک برائے دانشوران

اس عالمی تحریک کی بنیاد اکتوبر ۱۹۸۶ء میں نائیجیریا نامی اسلامی ملک میں رکھی گئی اور جس کا پہلا باقاعدہ اجتماع نائیجیریا کے شہر ابادان میں منعقد ہوا جس میں اس تحریک نے نائیجیریا میں مقیم مسلمان باشندوں کے مابین اپنی تحریکی سرگرمیوں کا بڑے پیمانہ پر مظاہرہ کرکے اپنی عیسائی بنانے والی تحریک کی طرف بہت سوں کو راغب کرنے کا ایک کامیاب تجربہ کیا اور اس کے بعد ہی متصلا نہایت وسیع پیمانہ پر نظم وضبط کے متعلق تہذیبی معلومات فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا جس کے نتیجہ میں ۱۹۹۰ء کی دہائیوں کے اوائل میں اس تحریک کو زبردست شہرت حاصل ہوئی نیز اسے اپنے مشن میں سب سے زیادہ فائدہ یہ ہوا کہ افریقی ممالک میں سے بہت سے افریقی مسلم دانشور اس تحریک سے وابستہ ہوکر اس کے پروگراموں میں سرگرمی سے حصہ لینے لگے اور تحریک عیسائیت کی راہ بہت جلد ہموار ہوگئی۔

مجلس تحقیقات اسلام

یہ مجلس تحقیقات اسلام نامی مرکز عیسائیت جسے استعماری تنظیمیں اپنے پیچھے افریقہ میں چھوڑ گئی تھیں اس وقت انسانی دنیا میں عیسائیت کی تبلیغ اور عیسائی بنانے والی چند بڑی مشنریز میں سے ایک............بہت بڑے عیسائی مرکز کے طور پر مشہور ومعروف ہے جس کا صدر دفتر کینیا کی راجدھانی نیروبی میں واقع ہے یہ عیسائی مرکز عیسائی گرجا گھروں میں کام کرنے والے چند منتخب افراد کے توسل سے ۱۹۵۸ء میں قائم کیا گیا تھا جس کے بعد سے اب تک تبلیغ عیسائیت کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

یہ مرکز ایسے عیسائی مبلغین تیار کرتا ہے جو افریقہ میں موجود اسلامی حلقوں اور اسلامی معاشرے کے لئے بڑے بڑے علماء کو اپنے ساتھ رکھ کر افہام وتفہیم کے ذریعہ انہیں عیسائی تعلیمات سے متاثر کرکے افریقی عوام کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر آمادہ

کرا سکیں۔

مجلس نے اپنے اس عظیم مقصد کی خاطر فولانی زبان میں ادیس بابا میں واقع صوت البشارۃ نامی ریڈیو اسٹیشن (جو ۱۹۶۶ء میں قائم کیا گیا تھا) کے ذریعہ ذرائع ابلاغ کی خدمات بھی حاصل کرلی ہیں تاکہ ریڈیو کے شائق اور اس سے دلچسپی لینے والے مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف زیادہ سے زیادہ مائل کرسکیں۔

برطانوی تنظیم برائے تبلیغ عیسائیت

یہ عیسائی تنظیم برطانیہ کے شہر لندن میں ۱۷۹۹ء میں وجود میں آئی اور اس وقت نظم وترتیب، ربط وضبط اور حسن کارکردگی کے لحاظ سے عیسائی بنانے والی بڑی بڑی تنظیموں میں سب سے بڑی تنظیم کے طور پر شمار کی جاتی ہے اور برطانیہ میں واقع عالمی گرجا گھروں سے اس کا براہ راست ربط وتعلق ہے جسے برطانیہ کے شاہی خاندان اور کانٹربری کے سرکاری گرجا گھروں کے بڑے بڑے پادریوں کی نگرانی اور سرپرستی حاصل ہے اور اس عیسائی بنانے والی سب سے بڑی تنظیم کی صدارت کے لئے عام طور سے ایسے ممتاز اور باکمال اشخاص کو منتخب کیا جاتا ہے جو برطانوی حکومت میں اپنا کام پورا کرکے ریٹائر ہوگئے ہوں اور اب صرف عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اپنے کو وقف کرچکے ہوں۔

اس تنظیم نے دریاؤں کی دوسری جانب بھی اپنے عیسائی مذہب کی تبلیغ اور توسیع واشاعت کے لئے برطانوی سیاست میں ایک اہم اور فعال کردار ادا کیا ہے اور یہ اس کی اپنی محنت کا ہی نتیجہ ہے کہ شہر مقدس کو ۱۸۸۷ء سے ایک بڑے عیسائی گرجا گھر کے طور پر جانا جاتا ہے۔

تنظیم کے خاص اور اہم کارنامے جن کی سب کی نظروں میں ایک خاص اہمیت ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ اس عیسائی مرکز میں دستاویزات کا ایک خاص شعبہ ہے جسکا صدر دفتر لندن کے اندر بوترلو میں واقع ہے۔

☆ یہ شعبہ تمام عالمی واقعات اور حادثات جو انسانی دنیا خصوصاً ایشیاء، عرب، افریقہ اور اس کے طول و عرض میں واقع ممالک میں پیش آتے ہیں ان سب کا ایک زبردست ریکارڈ تیار کر کے اسے ایک مکمل دستاویز کی حیثیت سے ترتیب دیتا ہے اور خصوصی اہمیت کے لحاظ سے ہر ہر خطہ کا الگ الگ شعبہ قائم ہے جس میں عہد ماضی سے لیکر عہد حاضر تک ایک طویل تاریخی دستاویز جمع کی جاتی ہے اور اس کا ایک بڑا ریکارڈ خصوصی طور پر محفوظ کیا جاتا ہے اور اس تاریخی ریکارڈ سے استفادہ کے لئے علیحدہ سے نظم قائم کر کے لوگوں کو مزید سہولت بھی دی جاتی ہے تاکہ اس تاریخی ریکارڈ کے حوالہ سے لوگ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر اس کے توسل سے مذہب عیسائیت کو قبول کر سکیں اس کے علاوہ اس تاریخی مرکز میں ایک بہت زبردست لائبریری کا بھی نظم کیا گیا ہے جس میں نادر و نایاب کتابوں کا ایک معتد بہ ذخیرہ محفوظ ہے نیز اس لائبریری میں عیسائی تعلیمات پر مشتمل ایسا جامع تحریری مواد بھی تیار کیا گیا ہے جو لوگوں کو مذہب عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کر سکے یا کم از کم ذہن کو اس سے قریب کر دے یہ ہر مطالعہ کرنے والے کو اس لائبریری کی جانب سے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

باب نمبر ۴

۲۰۲۵ تک کے لئے

عیسائیت کے فروغ کا منصوبہ

۱۹۷۸ء میں شمالی امریکہ میں لوازن کے مقام پر معاصر عیسائیت کی تبلیغ کے سلسلہ میں ایک تاریخی اور اہم کانفرنس ہوئی جس میں دنیا بھر سے ڈیڑھ سو کے لگ بھگ صف اول کے عیسائی علماء اور ماہرین شریک ہوئے جو مختلف کلیساؤں' عیسائی مشنری اداروں اور تنظیموں کے نمائندوں پر مشتمل تھے اس موقع پر تمام شرکاء کانفرنس نے اپنے تجربات' علم و دانش اور فہم و بصیرت کی روشنی میں عیسائیت کی ترویج اور بالخصوص مسلمانوں میں اس کی تبلیغ کے لئے عملی تجاویز دیں کانفرنس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ اگر فوری طور پر عیسائیت مسلمانوں میں نفوذ نہیں ہو سکتی تو کم از کم مسلمانوں میں اخلاقی اور دینی کمزوری اور انصراف پیدا کرنے کے لئے ان کو اپنے دین سے دور کر دیا جائے کانفرنس کے شرکاء نے اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے قیام کا بھی فیصلہ کیا جو بعد میں مشہور اور متعصب عیسائی مبلغ سموئیل زویمر کے نام سے موسوم ہوا۔

اس دن کلیسا کے علمبرداروں نے عیسائیت کی تبلیغ اور اشاعت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی بھرپور انداز سے مسلمانوں کو بے راہ روی میں مبتلا کر کے' ان کے نوجوانوں کو فحاشی اور اباحیت کی طرف بلا کر اسلام کے قلعے کو اندر سے کھوکھلا کرنے کی مہم چلائی گئی اور اس حرکت پر کسی قسم کی معذرت یا ندامت کا احساس کرنے کے بجائے فخر و مباہات کا اظہار کیا گیا مختلف رپورٹوں کی شکل میں اپنی کارکردگی اور کامیابیوں کو اعلانیہ طور پر منظر عام پر لایا جانے لگا اور اس طرح اب یہ کوئی سربستہ راز نہیں رہا۔

زیر نظر معلومات بھی بین الاقوامی عیسائی مشنریز کی تیرہویں سالانہ رپورٹ پر مشتمل ہیں جو انٹرنیشنل بلٹن برائے تحقیق وترویج عیسائیت میں شائع ہوئی ہم یہ تفصیلات کویتی جریدہ ''المجتمع'' شمارہ نمبر ۱۲۸۰، ۱۶ دسمبر ۱۹۹۷ء کے شکریہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ان تفصیلات سے عیسائی مشنریز کی ماضی کی کارکردگی کے ساتھ ساتھ مستقبل کے عزائم کی بھی عکاسی ہوتی ہے کہ آئندہ ربع صدی میں ان کے کیا کیا منصوبے ہیں اس سلسلے میں کیا ٹارگٹ مقرر کیے گئے ہیں' کتنا سرمایہ اس راہ میں کھپانے کا پروگرام ہے' کتنے عیسائی مبلغ اور مشنریز اس مہم میں حصہ لیں گے اور اس کے کیا نتائج مرتب ہو سکتے ہیں؟

ورجینا (امریکہ) کی ایک یونیورسٹی میں عیسائی مشنریز کے ریسرچ پروفیسر ڈیوڈ بیریٹ ان اعداد وشمار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''یہ دنیا پر عیسائیت کے واضح اور بھاری بھر کم اثرات کی غمازی کرتے ہیں ایک سرگرمی کو ہی دیکھئے کہ صرف ۱۹۹۶ء میں انجیل کے ۱۸ ارب نسخے پوری دنیا میں تقسیم کئے گئے اور یہ بات معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ گزشتہ سال تک دنیا کے کتب خانوں میں حضرت مسیحؑ کے حوالے سے موجود کتب کی تعداد ۱۷۵۶۵ تک پہنچ گئی جن میں سے ۵۳۰۹۴ کتب کے سرورق پر حضرت مسیحؑ کا نام جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔

ان اعداد وشمار میں دنیا کے وہ علاقے بھی مذکور ہیں جہاں پر عیسائی دعوت نہیں پہنچی ہے اور غیر مسیحی دنیا کو الف اور ب دو طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے الف سے مراد وہ علاقے ہیں جو عیسائیت کی دعوت سے بالکل نابلد ہیں۔جبکہ ب سے مراد وہ علاقے ہیں جو عیسائی علاقوں سے متصل ہیں اور اس غیر عیسائی دنیا کے بارے میں جغرافیائی اور زبانوں کے حوالے سے اور علاقائی عادات ورسوم وغیرہ کے متعلق مکمل تفاصیل فراہم کی جا چکی ہیں۔

اس وقت غیر عیسائی دنیا کی آبادی ۳۰ء۱ ارب افراد پر مشتمل ہے اور اس آبادی میں اوسطاً ۴۷ ملین سالانہ اضافہ ہو رہا ہے گویا ۱۲۹۰۰۰ افراد روزانہ کے حساب سے بڑھ

رہے ہیں جب کہ ۱۹۰۰ء میں یہ اضافہ صرف ایک ملین تھا توقع ہے کہ ۲۰۰۰ء تک غیر عیسائی آبادی ۴ ارب سے تجاوز کر جائے گی اور ۲۰۲۵ میں ۲،۵ ارب تک پہنچ جائے گی۔

دنیا کی ۸۱ فیصد آبادی کسی نہ کسی دین سے تعلق رکھتی ہے جب کہ ملحد اور بے دینوں کی تعداد ۱۱۱۰ ملین تک ہے اس وقت دنیا میں ۱۵ ہزار سے زیادہ ادیان و مذاہب موجود ہیں جب کہ روزانہ دو تین کا مزید اضافہ ہو جاتا ہے یہ اضافہ اور تنوع بھی عیسائیت کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے تاہم عیسائی مشنریز کی کارکردگی، کلیساؤں کی کامیابیاں اور دیگر اداروں کی پیش رفت کو مسلسل سامنے لانے کی ضرورت ہے۔

اس وقت دنیا بھر میں ۳۴ ملین ٹائٹلز پر مشتمل کتب کا خزانہ موجود ہے جو ۳۶۰ زبانوں پر مشتمل ہے اور تقریباً ۹ لاکھ نئی کتب ہر سال چھپتی ہیں اس طرح حضرت مسیح سے متعلق ۶۵۵۷۱ کتب، تمام کتب کا ۲،۰ فیصد ہیں نیز عیسائی دنیا کے ۷۳ فیصد افراد ان نوجوانوں اور بچوں پر مشتمل ہیں جو کہ پڑھنا جانتے ہیں جب کہ مزید ۱۵ فیصد وہ ہیں جو پڑھنے کی استعداد رکھتے ہیں لیکن ان کو حضرت مسیح سے متعلقہ ۲،۰ فیصد کتب پڑھنے کا موقعہ ہی نہیں ملا ہے۔"

۲۰ ویں اور ۲۱ ویں صدی میں عیسائیت کے فروغ کا تفصیلی چارٹ / منصوبہ

دنیا کی آبادی	۱۹۰۰	۱۹۷۰	۱۹۹۷	۲۰۰۰	۲۰۲۵
۱۔ کل آبادی	۱٬۶۱۹٬۸۸۶٬۸۰۰	۳٬۶۹۷٬۱۴۱٬۰۰۰	۵٬۸۹۲٬۴۸۰٬۰۰۰	۶٬۱۵۸٬۰۵۱٬۰۰۰	۸٬۲۹۴٬۳۳۱٬۰۰۰
۲۔ شہری آبادی	۲۳۲٬۶۹۴٬۹۰۰	۱٬۳۵۲٬۷۸۴٬۰۰۰	۲٬۷۱۶٬۸۰۶٬۰۰۰	۲٬۹۲۶٬۳۰۶٬۰۰۰	۵٬۰۶۰٬۲۵۴٬۰۰۰
۳۔ دیہی آبادی	۱٬۳۸۷٬۱۹۱٬۰۰۰	۲٬۳۴۴٬۳۵۷٬۰۰۰	۳٬۱۷۵٬۶۷۴٬۰۰۰	۳٬۲۳۱٬۷۴۵٬۰۰۰	۳٬۲۲۸٬۹۸۷٬۰۰۰
۴۔ بالغ افراد (۱۵ سال سے اوپر)	۱٬۰۲۵٬۹۳۸٬۰۰۰	۲٬۳۱۰٬۷۱۳٬۰۰۰	۳٬۰۵۹٬۸۰۱٬۰۰۰	۴٬۲۲۲٬۸۹۷٬۰۰۰	۶٬۲۲۹٬۰۵۰٬۰۰۰
۵۔ خواندہ	۲۸۶٬۷۰۵٬۰۰۰	۱٬۴۷۹٬۶۹۷٬۰۰۰	۲٬۶۸۰٬۳۱٬۰۰۰	۳٬۰۰۳٬۹۷۱٬۰۰۰	۵٬۰۹۳٬۳۹۴٬۰۰۰
۶۔ ناخواندہ	۷۳۹٬۲۳۳٬۰۰۰	۸۳۱٬۰۱۶٬۰۰۰	۱٬۴۷۲٬۷۷۰٬۰۰۰	۱٬۲۲۸٬۹۲۶٬۰۰۰	۱٬۱۳۵٬۵۵۶٬۰۰۰

شہری آبادی کی توسیع

۷۔ شہری آبادی (ایک لاکھ سے اوپر)	۳۰۰	۲۴۰۰	۳۹۶۰	۴۲۰۰
	۶۸۰۰			
۸۔ بڑی شہری آبادیاں (دس لاکھ سے اوپر	۲۰	۱۶۱	۴۰۰	۴۳۳	۶۵۰
۹۔شہری آبادی کے نادار	۱۰۰ملین	۵۶۰ملین	۱۷۸۲ملین	۲۰۰۰ملین
	۳۰۵۰ملین			
۱۰۔گنجان محلوں کی آبادیاں	۲۰ملین	۲۶۰ ملین	۱۰۴۳ملین	۱۳۰۰ملین
	۲۱۰۰ملین			

ادیان کے لحاظ سے دنیا کی آبادی

۱۱۔تمام گروہوں کے عیسائی (ج گروپ)	۵۵۸۰۵۶۳۰۰	۱'۲۳۵'۹۳۳'۰۰۰	۱۹۹۵'۰۲۶'۰۰۰	۲'۱۱۹'۳۳۴'۰۰۰	۳'۰۵۸'۴۲۹'۰۰۰
۱۲۔مسلمان	۲۰۰'۱۰۲'۲۰۰	۵۶۴'۲۱۴'۰۰۰	۱'۱۵۴'۳۰۴'۰۰۰	۱'۳۳۰'۲۵۸'۰۰۰	۱'۹۵۷'۰۱۹'۰۰۰
۱۳۔لادین	۲'۹۲۳'۳۰۰	۵۵۶'۱۹۹'۰۰۰	۸۸۶'۱۰۳'۰۰۰	۹۱۵'۷۱۳'۰۰۰	۱'۱۱۴'۱۹۱'۰۰۰
۱۴۔ ہندو	۲۱۳'۰۳۳'۳۰۰	۴۷۷'۰۴۳'۰۰۰	۸۰۴'۰۹۹'۰۰۰	۸۱۶'۳۶۷'۰۰۰	۱'۱۱۸'۴۷۷'۰۰
۱۵۔بدھ مت	۱۲۷'۱۵۹'۰۰	۲۲۷'۲۹۴'۰۰۰	۳۲۸'۲۲۳'۰۰۰	۳۳۳'۸۵۴'۰۰۰	۳۸۰'۸۱۸'۰۰۰
۱۶۔مجد	۲'۳۵'۶۰۰	۱۹۹'۴۷۷'۰۰۰	۲۲۳'۳۸۹'۰۰۰	۲۳۱'۵۱۵'۰۰۰	۳۰۰'۸۷۸'۰۰۰
۱۷۔ نئے ادیان	۵'۹۱۰'۰۰۰	۷۸'۰۸۸'۰۰۰	۱۲۳'۸۳۵'۰۰۰	۱۳۰'۳۵۴'۰۰۰	۱۳۸'۲۹۶'۰۰۰
۱۸۔قبائلی ادیان	۱۰۶'۳۳۹'۶۰۰	۹۰'۳۰۳'۰۰۰	۱۰۰'۱۳۷'۰۰۰	۱۰۰'۸۹۴'۰۰۰	۴۷'۳۳۷'۰۰۰

۱۹۔ [illegible]	۲٬۹۶۰٬۶۰۰	۱۰٬۸۱۸٬۰۰۰	۲۰٬۱۵۹٬۹۹۹	۳۱٬۷۷۳٬۰۰۰	۴۷٬۳۳۷٬۰۰۰
۲۰۔ یہودی	۱۲٬۲۶۹٬۸۰۰	۱۳٬۶۰۵٬۰۰۰	۱۳٬۱۸۰٬۰۰۰	۱۵٬۱۹۳٬۰۰۰	۱۷٬۱۵۸٬۰۰۰
۲۱۔ غیر عیسائی (گروپ الف اور ب)	۱۰۶۱٬۸۳۵٬۰۰	۲٬۳۵۱٬۲۰۷٬۰۰۰	۳٬۸۹۷٬۲۵۳٬۰۰	۴٬۰۳۸٬۷۰۹٬۰۰۰	۵٬۲۲۴٬۱۱۳٬۰۰۰

عالمی عیسائیت

۲۲۔ دنیا میں عیسائی تناسب	۳۴٬۴فیصد	۳۳٬۷فیصد	۳۳٬۹فیصد	۳۴٬۳فیصد	۳۲٬۹فیصد
۲۳۔ چرچ سے منسوب	۵۲۱٬۵۶۳٬۲۰۰	۱٬۱۵۹٬۱۱۹٬۰۰	۱٬۸۰۸٬۲۷۸٬۰۰۰	۱٬۸۸۸٬۴۷۰٬۰۰۰	۲٬۵۸۹٬۲۰۶٬۰۰۰
۲۴۔ عملی عیسائی	۳۶۹٬۲۵۹٬۸۰۰	۹۰۵٬۳۵۲٬۰۰۰	۱٬۳۱۵٬۶۹۳٬۰۰۰	۱٬۳۵۶٬۵۱۳٬۰۰۰	۲٬۲۸۰٬۰۰۰٬۰۰۰
۲۵۔ عوام میں مؤثر افراد	۳٬۷۰۰٬۰۰۰	۷۴٬۳۵۲٬۰۰۰	۳۹۷٬۴۳۳٬۰۰۰	۵۵۳٬۱۵۷٬۰۰۰	۱٬۱۳۰٬۰۰۰٬۰۰۰
۲۶۔ کام کرنے والے	۵۰ ملین	۳۰۰ملین	۷۵۹٬۲۷۵٬۰۰	۸۵۹٬۹۸۰٬۰۰۰	۳٬۱۶۶٬۵۰۰٬۰۰۰
۲۷۔ جاں نثار	۳۵٬۶۰۰	۲۳۰٬۰۰۰	۱۶۰٬۰۰۰	۱۶۵٬۰۰۰	۳۰۰٬۰۰۰
۲۸۔ مقامی	۱٬۰۵۰٬۰۰۰	۲٬۳۵۰٬۰۰۰	۳٬۷۴۸٬۰۰۰	۵٬۱۰۱٬۰۰۰	۶٬۵۰۰٬۰۰۰
۲۹۔ غیر مقامی	۶۲٬۰۰۰	۲۴۰٬۰۰۰	۳۰۳٬۰۰۰	۳۴۰٬۰۰۰	۵۵۰٬۰۰۰

مالیات (امریکی ڈالر)

۳۰۔ کلیسا کے مقاصد کیلئے	۸بلین	۷۰بلین	۲۰۰بلین	۲۲۰بلین	۸۷۰بلین

۳۱۔ کلیساؤں کی

آمدن ۷ بلین	۵۰ بلین	۹۵ بلین	۱۰۰ بلین	۳۰۰ بلین

۳۲۔ کلیساؤں کے متوازی دیگر اداروں کی

آمدن ۔۔ بلین	۲۰ بلین	۱۰۵ بلین	۱۲۰ بلین	۵۷۰ بلین

۳۳۔ بین الاقوامی وفود/تنظیموں کی

آمدنی ۲۰۰ بلین	۳ بلین	۱۰۹ بلین	۱۲ بلین	۶۰ بلین

۳۴۔ عیسائیوں کے زیر استعمال

کمپیوٹر ۔۔۔	۱۰۰۰	۳۱۵'۰۰۰'۰۰۰	۳۰۰'۰۰۰'۰۰۰	۲'۵۰۰'۰۰۰'۰۰۰

عیسائی مطبوعات

۳۵۔ ہر سال کی نئی

کتب ۲۲۰۰	۱۷'۱۰۰	۲۲'۳۰۰	۲۵'۰۰۰	۷۰'۰۰۰
۳۶۔ عیسائی میگزین ۳۵۰۰	۲۳'۰۰۰	۳۵'۰۰۰	۱۰۰'۰۰۰	

۳۷۔ نئی کتب/عیسائی

مقالات ۵۰۰	۳'۱۰۰	۱۳'۱۰۰	۱۶'۰۰۰	۸۰'۰۰۰

کتاب مقدس کی تقسیم

۳۸۔ عہد قدیم و

جدید ۵'۴۵۲'۶۰۰	۲۵'۰۰۰'۰۰۰	۹۳'۰۹۳۰'۰۰۰	۷۰'۰۰۰'۰۰۰	۱۸۰'۰۰۰'۰۰۰

۳۹۔ عہد

جدید ۷'۳۰۰'۰۰۰	۳۵'۰۰۰'۰۰۰	۹۹'۳۸۵'۰۰۰	۱۰۰'۰۰۰'۰۰۰	۳۵۰'۰۰۰'۰۰۰

۴۰۔ کتاب مقدس اناجیل و دیگر منتخب

اجزاء ۲۰ ملین	۲۸۱ ملین	۱۸۳۲ ملین	۲۰۵۰ ملین	۳۰۰۰ ملین

نشریات

۴۱۔ ٹی وی/ریڈیو

انکشن ۱۲۳۰   ۳٬۴۰۰   ۴٬۰۰۰   ۱۰٬۰۰۰

۴۲۔ ناہموار سامعین وناظرین کا

تخمینہ ۷۵۰٬۰۰۰٬۰۰۰   ۱٬۸۹۲٬۷۶٬۰۰۰   ۲٬۱۵۰٬۰۰۰٬۰۰۰   ۳٬۸۰۰٬۰۰۰٬۰۰۰

۴۳۔ عیسائی چینل کے سامعین،

ناظرین   ۱۵۰٬۰۰۰٬۰۰۰   ۵۵۳٬۱۳۹٬۰۰۰   ۶۰۰٬۰۰۰٬۰۰۰   ۱٬۳۰۰٬۰۰۰٬۰۰۰

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا منصوبہ

گڈ نیوز ''اچھی خبر'' عیسائیوں کی ایک مخصوص اصطلاح ہے جو انہوں نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے وضع کی ہے اور عیسائی رہنماؤں کے ایک نمائندہ اجلاس منعقدہ جنوری ۸۹ء سنگاپور میں یہ طے کیا گیا تھا کہ اس صدی کے اختتام ۲۰۰۰ء تک دنیا کی اکثر آبادی کو عیسائی بنایا جائے گا زیر نظر مضمون میں ان کی کوششوں اور پالیسیوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

انگلینڈ میں یا کہیں بھی بہت کم مسلمان باخبر ہیں کہ وہ اب جس دور سے گزر رہے ہیں اسے ''انجیلیت کا عشرہ'' نام دیا گیا ہے ایک عشرہ جسے ترویج انجیل جو کہ خوش خبری یا گڈ نیوز کے عنوان سے جانی جاتی ہے کے لئے مختص کیا گیا ہے جنوری ۸۹ء میں تقریباً ۵۰ ممالک کے مختلف گرجاؤں سے ۳۰۰ پادریوں نے سنگاپور میں ملاقات کی اور اپنے اس عقیدے کی تجدید کی کہ یہ ممکن ہے کہ ۲۰۰۰ء تک کم از کم دنیا کے نصف لوگ یسوع مسیح کی اطاعت کریں گے چرچ کے متعصب اعداد و شمار کے مطابق دنیا کی مکمل آبادی ۵٬۱۰۰٬۰۰۰٬۰۰۰ میں سے ۶۶۵٬۰۰۰٬۰۰۰ عیسائی ہیں اور باقی کے ۳۳۳۵٬۰۰۰٬۰۰۰ کو عیسائی بننا ہے یا بنانا ہے عیسائیت کے پیشوا اب اشاعت عیسائیت کی تاریخ کے نئے دور میں داخل ہونے کے لئے ایک اہم اقدام کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ پاپائے روم پوپ جان پال دوئم نے ان مذہبی پیشواؤں اور عام عیسائیوں کو اس عشرے کے شروع میں ہدایت کی تھی، عیسائیت کی اس مہم کا آغاز مورخہ ۶ جنوری ۱۹۹۱ء میتھن میں ایک مذہبی

تہوار کے موقع پر ہوا جو کہ تین بادشاہوں کی آمد کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے جو کہ مسیح کی پیدائش کے موقعہ پر آئے تھے لیکن برطانیہ کے مسلمانوں نے جب یہ خبر سنی جو روزنامہ ٹائمز ۱۱ نومبر کے شمارہ میں شائع ہوئی کہ محترم جناب مائیکل مارشل اور کینن گرین اشاعت عیسائیت کے تجربات جو کہ بحراوقیانوس کے علاقے کے تجربات انگلینڈ میں عیسائیت کی ترویج کے لئے استعمال کریں گے رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ بشپ مارشل کی کتاب دی گاسپل کونیکشن جس میں وہ کہتا ہے کہ کارروائی میں اسلام کے خلاف مہم بھی شامل ہے اور یہ عشرہ اسلام اور اسلام کی مخالفت کا دور ہوگا ایک مقامی مسلم رہنما نے جو لندن میں مقیم ہیں نے اس بات کو نظر انداز نہیں کیا اور واضح کیا کہ اس طرح کے بیانات باہمی روابط جو گزشتہ برسوں میں باہمی اعتماد کی بناء پر پیدا ہوئے تھے کے سخت خلاف ہیں انہوں نے کنٹر بری چرچ کے پادری ڈاکٹر جارج کیری کو لکھا ہے کہ انہوں نے یقین دلایا تھا کہ یہ مہم عیسائیت کے بھٹکتے ہوئے لوگوں کو دوبارہ اپنے مذہب کی طرف راغب کرنے کے لئے ہوگی نہ کہ دوسرے مذاہب کے خلاف۔ انہوں نے اس بات کا بھی مطالبہ کیا کہ وہ اس بات کا جواب اور یقین دہانی کرائیں کہ یہ رپورٹ جو کہ مسلم کمیونٹی کے غم وغصہ کا باعث بنی ہے غلط ہے اس بات کا جواب ڈاکٹر ہیری نے بڑی سرعت کے ساتھ دیا اور کہا کہ اول تو ان کی سیکریٹری نے پہلے ہی روزنامہ ٹائمز کے رپورٹر سے شکایت کی ہے کہ اس طرح کی خبر شائع نہیں کرنی چاہئے تھی دوئم انہوں نے اپنے اخباری بیان کا حوالہ دیا جس کا اس معاملہ میں دور کا بھی تعلق نہیں ہے اس بیان کے مطابق دونوں پادری بھٹکے ہوئے عیسائیوں کے لئے بہت کچھ کرسکیں گے سوئم: ڈاکٹر ہیری نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کے معاملات عیسائیوں اور مسلمانوں کے تعلقات خراب کردیں گے اور یقین دلایا کہ ان سے جو کچھ ہوسکا وہ کریں گے۔

محترم پادری صاحب جو کہ کوئی عام پادری نہیں ہیں بلکہ مذہبی پیشواؤں میں اپنے عہدے کی بناء پر ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وہ دونوں مذاہب کے درمیان اعتماد کی فضا قائم کرنے کی پوری کوشش کریں گے

لیکن نہ وہ کہہ سکتے تھے اور نہ انہوں نے کہا کہ کوئی بھی عام فہم رکھنے والے مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف راغب نہیں کرے گا ۲۲/نومبر کو انہوں نے رواداری پر لیکچر دیا جس کو غیر قدامت پسندوں نے تضحیک کا نشانہ بنایا ہے چونکہ اس مورل لیکچر میں شیطانی آیات کے متعلق بھی ردعمل کا اظہار کیا گیا ہے (ص ۳) ڈاکٹر ہیری نے غیر مبہم انداز میں کہا کہ انجیل (عیسائیت) پر ایمان لانا ہر شخص کا فریضہ ہے جو کہ انجیل کو سچا سمجھتا ہے۔ وہ پر اعتماد تھے کہ انہیں ہر قسم کے میڈیا کی مدد بھی حاصل ہوگی۔ لیکن یہ ایک دوسرا رخ ہے پاپائے روم نے مذہبی رہنماؤں کو تاکید کی کہ اس وقت اشاعت عیسائیت بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے کیونکہ بہت سے عیسائیوں کا عقیدہ کمزور ہو گیا ہے لیکن ہم ان لوگوں کو جو کہ انسانیت کے نجات دہندہ سے واقف نہیں انجیل یا ''گڈ نیوز'' سے آگاہ کرنے کی مہم کو ختم نہیں کریں گے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا برطانیہ یا مغرب میں مقیم مسلمان اس مسئلہ سے دوچار نہیں ہوں گے؟ یا انہیں اس تحریک کے اثر سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا جیسا کہ یہودی آبادی ایک بند جماعت کی طرح کام کر رہی ہے اس کا نسلی تعصب اپنے جوبن پر ہے اور کوئی دوسری نسل کا شخص اس کی رکنیت حاصل نہیں کر سکتا جیسا کہ رابی شمویل آرکش نے (ISIAH) بائبل کے حوالہ سے کہا کہ ''یہودی تمام قوموں کے لئے رہنمائی حیثیت رکھتے ہیں'' اور کوئی بھی انہیں دین کے بارے میں رہنمائی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود راہنما ہیں'' یہودی فرقہ میں تبلیغ کی سخت ممانعت کی جاتی ہے اور اگر کوئی قابل ذکر بھی ہو تو ان کے رہنما اس کی سخت مذمت کرتے ہیں اس کام کے لئے سب سے بڑی جماعت رابی ارکش ہیڈز آپریشن جوڈازم)

یہ بات برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کے لئے نئی بات ہو لیکن اس عشرے کے آغاز سے پہلے کافی تبلیغی کام ہو چکا ہے اور ہوتا رہا ہے مختلف تربیت یافتہ لوگ اس مقصد کے لئے کام کرتے رہے ہیں (''اشاعت عیسائیت کی تنظیمیں'' میں ملاحظہ ہو) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ برطانوی مسلمان اس چیلنج کا سامنا کیسے کریں گے ایک بات تو یقینی ہے کہ وہ غیر حقیقت پسندانہ رویہ اختیار نہیں کریں گے اب تک جو اشاعت عیسائیت کا کام ہوا

ہے اس کے اعداد و شمار یکطرفہ بنیاد پر لئے گئے ہیں اور اتنے اہم نہیں ہیں لیکن وہ اس طرز کا کام ہے خواہ ایک مسلم مرتد ہو یا دو یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ مسلم آبادی جہالت کا شکار ہے لوگ مادہ پرستی اور رومانویت سے زیادہ واقف ہیں بہ نسبت اسلام کے۔ اس پر طرہ یہ کہ بہت کم مسلم خاندانوں کو پتہ چلتا ہے کہ کسی نے اپنا دین بدل لیا ہے صرف ایک واقعہ کا لوگوں کو پتہ چلا جب ایک بنگلہ دیشی باپ نے اپنی بیٹی کو قتل کر دیا تھا اور بعد میں اسے عمر قید کی سزا ہو گئی تھی لڑکی نے یہودیت کو اپنا لیا تھا لیکن اس کے باپ عبدالمالک کے مطابق معاملہ مرتد ہونے کا نہیں تھا بلکہ اسے غصہ لڑکی کے غیر اخلاقی رویہ کی وجہ سے آیا تھا لہٰذا یہ مختلف معاملہ ہوا۔

عیسائیوں کا مسلمانوں کے لئے فریب

(میں آپ کے لئے خوشخبری لایا ہوں)

۱۹۸۰ء میں عیسائی تنظیم نے ایک لسٹ شائع کی جس میں ۷ لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے جنہوں نے اسلام سے منہ موڑ لیا ہے یہ کہانیاں درست بھی ہو سکتی ہیں اور بالکل جھوٹ کا پلندہ بھی۔ اصل میں انفرادی طور پر کچھ واقعات رونما ہوئے ہیں لیکن یہ بھی وہ لوگ ہیں جو اپنی تعلیمی کمزوری' نفسیاتی' ذہنی کمزوری اور موقع پرستی کی وجہ سے اس تنظیم کا شکار بنتے ہیں ایک بات تو درست ہے کہ مسلمان زیادہ عرصے تک اپنے حال سے خود ہی خوش رہ کر اس فہم سے نہیں بچ سکتے اور ایسا انڈونیشیا' بنگلہ دیش' پاکستان اردن اور نائیجیریا میں ہو چکا ہے جب کہ یہ صرف وہ علاقہ ہے جہاں قابل ذکر کام کیا گیا ہے جب کہ برطانوی مسلمانوں سے ان ملکوں کے مسلمانوں سے بہتر نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی بہرحال مسلمان انجیلیت کے اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے منفی سوچ نہیں رکھ سکتے اگر کوئی شخص ان کے دروازے پر دستک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ کے لئے "خوش خبری" لایا ہوں تو صرف دروازہ بند کر لینے سے معاملہ کی پیچیدگی کو حل نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں چاہئے کہ اپنے اس خیر خواہ کو بتائیں کہ دین کی دعوت دینے کا صحیح طریقہ علی

الاعلان اور ایمانداری سے کام کرنے کا نام ہے نہ کہ دلفریبی کا یا کوئی اور ناجائز ذرائع کا استعمال ۔ اس طریقہ سے شاید وہ ایک بگڑی ہوئی قوم پیدا کرنے میں کامیاب ہوجائیں مگر خدا نے جو انعام کا وعدہ کیا ہے وہ حاصل نہ کرسکیں گے لیکن پھر بھی اگر وہ یہ کام کرنا چاہیں تو ایک اچھے مکالمہ کی صورت میں کیا جاسکتا ہے کچھ اتفاق کریں گے اور کچھ اختلاف لیکن آخری فیصلہ ذرائع پر جہاں سے دین کی بات لی گئی ہے یعنی جو اخلاقی درس دیا جارہا ہے وہ کہاں سے لیا گیا ہے اس سلسلہ میں مسلمان ایک تعمیری اقدام کرسکتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو تیار کریں ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اہل کتاب کو جو باتیں دونوں مکتبہ افکار میں مشترک ہیں ان کی طرف بلائیں اور کہیں کہ ’ہم آپ کو ایک خدا کی طرف بلاتے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں کیونکہ یہی تمام انبیاء کرام سے عیسیٰ اور آخری نبی محمد ﷺ کا پیغام تھا۔‘‘

صرف یہی ایک مذہبی دعوت نہیں جس کا مسلمانوں نے مقابلہ کرنا ہے بلکہ بہت سی اور طاغوتی قوتیں ہیں جو نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ معاشرہ کا سماجی اخلاقی‘ معاشی اور سیاسی نظام درہم برہم کرنے پر تلی ہوئی ہیں کیا مسلمانوں کے پاس اس ڈوبتی کشتی جس میں مسلم‘ عیسائی‘ یہودی‘ بت پرست بھی سوار ہیں کے لئے کوئی پیغام ہے اگر نہیں تو کیا مسلمان دوسرے پیغامات سنتے رہنا پسند کریں گے خواہ اچھے ہوں یا برے؟

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا عالمی منصوبہ

عیسائیوں کو داڑھی رکھنے اور مسلمانوں جیسا لباس پہننے کی ہدایت

آج سے تقریباً تین سال قبل جنوری ۱۹۸۹ء میں سنگاپور میں پادریوں کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی تھی‘ جس میں پچاس سے زائد ملکوں کے تقریباً ۳۰۰ پادری شریک ہوئے تھے اس میٹنگ میں اس یقین کا اظہار کیا گیا تھا کہ پوری دنیا میں جس

طرح عیسائیت اور یچی تعلیم کو فروغ حاصل ہو رہا ہے اس کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۲۰۰۰ء تک ساری دنیا کے لوگوں تک انجیلی تعلیم پہنچ جائے گی اس میٹنگ میں کئی اہم فیصلے بھی کیے گئے اور اس خیال کا بھی اظہار کیا گیا کہ اس وقت دنیا کی مجموعی آبادی ۵۱۰۰٬۰۰۰٬۰۰۰ ہے جس میں عیسائی مذہب کے ماننے والوں کی تعداد ۱۶۶۵٬۰۰۰٬۰۰۰ ہے اس طرح اب صرف ۳۴'۳۵٬۰۰۰٬۰۰۰ لوگوں تک ہی انجیلی تعلیم یا مسیحیت کو پہنچانا ہے اپنے اس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے گزشتہ ۶ جنوری ۱۹۹۱ء سے باقاعدہ انجیلی تعلیمی سال کا آغاز کیا گیا اس سلسلے میں باقاعدہ ایک مینی فیسٹو بھی جاری کیا گیا تھا' جس میں مسلمانوں کو سرفہرست رکھا گیا تھا یعنی اب ''انجیلی تعلیم'' کا اصل نشانہ مسلمان ہوں گے درحقیقت جس طرح اسلام مغربی ممالک میں تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے اور لوگ داخل اسلام ہو رہے ہیں' اس سے یہ لوگ حد درجہ خائف ہیں انہیں خدشہ ہے کہ جس طرح سرعت سے ان ممالک میں اسلام کو فروغ حاصل ہو رہا ہے' اس سے عنقریب عیسائیت کو خطرہ لاحق ہو جائے گا اور اسی لئے پیش بندی کے طور پر انجیلی تعلیمی سال کا آغاز کر کے اس میں مسلمانوں کو سرفہرست رکھا گیا' ساتھ ہی یہ خطرناک اور ہیجان انگیز نعرہ بھی دیا گیا ہے کہ مسیح کے لئے اسلام کو فتح کرو یعنی مسلمانوں کو کسی بھی طرح ورغلا کر عیسائیت میں داخل کرو۔

ان عزائم کی تکمیل کے لئے ایک تین نکاتی فارمولہ بھی تیار کیا گیا' جس میں پہلا نکتہ ہے فطری ریسرچ کا' دوسرا مذاکراتی اپروچ کا اور تیسرا مخلوط تہذیبی اپروچ کا۔ فطری اپروچ کے تحت اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے مسلمانوں جیسا سلوک نہیں بلکہ ایک انسان جیسا سلوک ہونا چاہئے مذاکراتی اپروچ کے سلسلے میں عیسائی مشنریوں سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ قرآن عظیم اور نبی کریم ﷺ پر کسی قسم کی تنقید نہ کریں مسلمانوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ ہم ان کے عقائد و نظریات پر سنجیدگی سے غور کرتے ہیں ساتھ ہی انہیں یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ وہ مسیح کو خدا کے بیٹے کے بجائے ''خدا'' کے لفظ کے ساتھ پیش کریں (معاذ اللہ) انہیں ایک سخت ہدایت یہ بھی ہے کہ وہ خود کو اسرائیل کا

حامی قطعی نہ ظاہر کریں' بلکہ خود کو عربوں کا سچا ہمدرد بنا کر پیش کریں۔ اس طرح مسلمان ان کے زیادہ قریب ہوں گے مخلوط تہذیبی اپروچ کے تحت اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے تعلقات تو بڑھائے جائیں' مگر عیسائی مذہب کے ماننے والے طالب علموں کو اسلامی لٹریچر سے دور رکھا جائے' انہیں راسخ العقیدہ مسلم طالب علموں کے زیادہ قریب نہ آنے دیا جائے' کیونکہ یہ چیز ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے' البتہ جو مسلم طلباء سیاسی قسم کے ہوں ان سے روابط قائم کرنا مفید ثابت ہوگا مسلمانوں میں انجیلی تعلیم' پہنچانے کے لئے ان عیسائی مشنریوں سے کہا گیا کہ وہ گفت وشنید کے وقت نرم رویہ اختیار کریں محبت سے پیش آئیں اور خود کو ان کی تہذیب سے مماثل بنا کر پیش کریں مرد داڑھی رکھیں اور مسلمانوں کی طرح لباس پہنیں اور جب عورتیں دیہی علاقوں میں اپروچ یا مذاکرہ کے لئے جائیں' تو پردہ کا خاص خیال رکھیں اس سلسلے میں ایک خاص ہدایت یہ بھی ہے کہ جو لوگ عیسائیت کو قبول کریں' ان کے نام نہ تبدیل کئے جائیں' بلکہ انہیں ان کے پرانے نام سے ہی پکارا جائے اس ضمن میں خاصی تعداد میں نئے لٹریچر اور کتابیں شائع کی جا رہی ہیں حال ہی میں جو نئی کتابیں شائع کی گئی ہیں' ان میں ''شان المسیح'' اور ''مسلمانوں میں انجیلی تعلیم کے نئے راستے'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں حال ہی میں پاکستان سے ایک پادری کو بھی انگلینڈ بلوایا گیا ہے' جسے مخلوط تہذیبی اپروچ کے سلسلے میں لٹریچر تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

مسلمانوں میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لئے طرح طرح کی ریشہ دوانیاں بھی کی جا رہی ہیں گزشتہ دنوں ''کیس ہسٹری آف ایکس مسلم'' کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے' جس میں چند ایسے اشخاص کی تفصیل دی گئی ہے' جو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت میں داخل ہو چکے ہیں اس کتاب کے سلسلے میں ایک عام خیال یہ ہے کہ یہ فرضی ہے اور مسلمانوں کے دل و دماغ پر عیسائیت کا نفسیاتی اثر ڈالنے کے لئے لکھی گئی ہے مثال کے طور پر اس کتاب میں ایک ۵۶ سالہ بنگلہ دیشی شہری عبدالملک کا حوالہ دیا گیا ہے' اس نے اپنی ۱۶ سالہ بیٹی پروین کو اس لئے مار ڈالا' کیونکہ اس نے عیسائیت قبول کر لی

تھی، جب کہ حقیقت کچھ اور ہے اور خود عبدالملک کا کہنا ہے کہ معاملہ تبدیلی مذہب کا قطعی نہیں ہے انہوں نے اپنی بیٹی کو اس لئے مار ڈالا کہ وہ بے راہ رو ہو گئی تھی اسی طرح ایک اور بنگلہ دیشی طالب علم شمیم حسین کا ذکر اس کتاب میں ہے، جو عیسائیت کے جال میں اس لئے پھنس گیا کہ اس کے گھر والوں نے اخراجات بھیجنے بند کر دیئے تھے اب وہ برمنگھم بائبل انسٹی ٹیوٹ سے وابستہ ہے اس کتاب میں مدھیہ پردیش کے ایک شیعہ خاندان کے نوجوان صفت حسن کی فرضی کہانی بھی موجود ہے، جس کے متعلق کتاب میں لکھا گیا ہے کہ وہ خودکشی کا ارادہ کر چکا تھا کہ کچھ عیسائی دوست اس سے آ ملے، جن کے ساتھ وہ مونکا دیٹی گیا اور وہیں اس نے عیسائیت میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا اسی طرح کچھ اور لوگوں کا تذکرہ بھی کتاب میں موجود ہے اس پوری کتاب میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ''انجیلی تعلیم'' کا ایک خاص اثر لوگوں پر ہوتا ہے، جس سے بہرہ ور ہونے کے بعد وہ عیسائیت اختیار کر لیتے ہیں۔

ایک معتبر اطلاع کے مطابق انگلینڈ میں یونیورسٹیوں اور کالجوں میں عیسائی مشنری نے مسلم طالب علموں میں ''انجیلی تعلیم'' پہنچانے کا کام انتہائی تیزی سے شروع کر دیا ہے عرب طالب علموں کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے اور شراب کے عادی ہوتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ وہ قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں بلکہ پوری طرح ان سے آشنا بھی نہیں ہیں اس طرح انہیں انجیلی تعلیم سے بڑی حد تک متاثر کیا جا سکتا ہے ملیشیائی طالب علموں کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ بنیادی طور پر مذہبی ہوتے ہیں تاہم انہیں ''انجیلی تعلیم'' پہنچانا چاہیے جب کہ پاکستانیوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ روایت پسند نہیں ہوتے ہیں اور موروثی تہذیب پر اعتماد نہیں رکھتے اس کے برعکس وہ مغربیت کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں، جنہیں آسانی سے گمراہ کیا جا سکتا ہے مشنریوں نے لندن میں اسی مقصد سے ایک دارالتعارف بھی قائم کیا ہے جو بظاہر تو مسلم طالب علموں کی انگریزی سیکھنے میں مدد کرتا ہے یہاں طالب علموں کو ان لڑکیوں کے ذریعے کافی پیشکش کی جاتی ہے، جو پوری طرح اسلامی لباس میں ہوتی ہیں انجیلی

لٹریچر بھی یہاں دستیاب ہوتا ہے انگلینڈ میں ان دنوں جو عیسائی مشنریاں سرگرم ہیں ان میں "جیسو فار عرب" "منسٹری فار عرب" "ایڈی مشن" اور "مڈل ایسٹ کرسچین آؤٹ ریچ" خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں حال ہی میں امریکہ کی ایک "دی انٹرنیشنل ٹیم" نامی تنظیم نے مسلمانوں میں کام کرنے کے لئے باقاعدہ تربیت یافتہ خصوصی مشنریوں کو تیار کیا ہے اس ٹیم نے سب سے پہلے انگلینڈ میں آباد ۲۵ ہزار بنگالی مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنایا۔ ہے اس طرح مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی بین الاقوامی سطح پر ایک منظم اور مذموم سازش کی ابتداء ہو چکی ہے۔

احیائے اسلام کی بڑھتی ہوئی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے

عیسائی مبلغین کی منصوبہ بندی

انگلیکن عیسائیوں کے آرچ بشپ ڈونلڈ کوگن کی تقریر

انگلیکن عیسائیوں کے رہنما آرچ بشپ ڈونلڈ کوگن نے تمام دنیا کے انگلیکن عیسائیوں سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ خدا کی مرضی کے نفاذ کے لئے دعا کریں اور کیتھولک چرچ کی بقا کے لئے جدوجہد کریں آرچ بشپ سینٹ پال کیتھیڈرل لندن میں تقریر کر رہے تھے جہاں انگلیکن مجلس مشاورت کا اجلاس ہو رہا تھا آرچ بشپ نے اپنی تقریر میں تین باتوں پر زور دیا اول یہ کہ قدیم اور جدید خیالات رکھنے والے عیسائیوں کا باہمی تصادم دوسرے یہ کہ اپنے عقیدے پر سختی سے قائم رہنا خصوصاً اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کے مقابلے میں اور یہ کہ نئے نئے جنم لینے والے فرقوں اور عقیدوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا نیز چرچ کے لئے فعال اور پر عزم قیادت کو وجود میں لانا انہوں نے مزید کہا کہ روایت اور تاریخ کو ہم نے اپنے دور عروج میں نظر انداز کیا باوجودیکہ تاریخ و روایات میں ہمارا مقدس ورثہ موجود تھا اور ہے جس کی ہمیں حفاظت کرنی چاہئے چرچ کے مقاصد کے بارے میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے سوال کیا

کہ کیا ہم نے اپنی نئی نسل کو ایسی تربیت اور تعلیم دی کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق ہو جائیں نیز اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات اور عیسائیت پر اس کے اعتراضات کا مؤثر جواب دے سکیں ہمیں ایسے قابل مقرروں کی ضرورت ہے جو عیسائیت کے مقاصد کی تبلیغ مثبت اور معتبر انداز میں کر سکیں اور پرزور انداز میں عیسائیت کو روشناس کرا سکیں۔

تعلیم کے بارے میں انہوں نے کہا کہ آج کل نئے نئے فرقے پیدا ہو رہے ہیں نئے نئے عقائد جنم لے رہے ہیں جو کہ نہ صرف احمقانہ و جاہلانہ ہیں بلکہ دیوانگی پر مبنی ہیں انہوں نے کہا کہ اس میں بھی قصور خود ہمارا اپنا ہے کیونکہ ہم نے اپنے بچوں کو نہ مناسب تعلیم دی نہ ان کی تربیت کی کہ وہ مذہب کی تقدیس سے آگاہ ہوتے اور عقیدے کی پختگی ان میں پیدا ہوتی۔ ایک شخص کوڑے پر سے چیزیں اٹھا کر اپنے لئے غذا تیار کرنا ہرگز پسند نہیں کر سکتا آرچ بشپ نے کہا کہ آج کے چرچ کو سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے بشپ خدا پرست ہوں متقی و پرہیزگار ہوں۔ صاحب نظر ہوں، کشادہ دل اور کشادہ دماغ ہوں اور محض دنیا ان کے پیش نظر نہ ہو بلکہ روحانیت پر ان کا بھرپور اعتماد ہو وہ پرجوش اور مخلص کارکن ہوں۔

انگلیکن کی میٹنگ کو بشپ جان ہاوے نے جو اس تنظیم کے سیکریٹری جنرل بھی ہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ انگلیکن چرچ عالمی چرچ تنظیم ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی ایک مرکزی سیکریٹریٹ ہو جو اندرونی و بین الاقوامی ضرورتوں اور حالات کے مطابق اقدامات کرے انہوں نے کہا کہ اس مرکزی سیکریٹریٹ کا بنیادی مقصد یہ ہوگا کہ انگلیکن تنظیم کو منظم کیا جائے اور عیسائیت کا جو نظریہ انگلیکن پیش کرتے ہیں اسے عالم عیسائیت میں مقبول بنایا جائے انہوں نے تنظیم کے مختلف شعبوں اور ان کے باہمی تعلق اور اطلاعات پر سیر حاصل بحث کی انہوں نے کہا کہ اگر ہم منظم نہ ہوئے تو انتشار کا شکار ہو جائیں گے اور یہ چیز نہ صرف نقصان دہ ہوگی بلکہ اس طرح وقت بھی ضائع ہوگا انگلیکن کی کمیٹی جس کا اجلاس آئندہ نومبر میں منعقد ہونے والا ہے اس میں انگلیکن کے مقاصد اور طریقہ کار طے کیا جائے گا اور اجلاس میں جو تجاویز منظور ہوں گی

ان کے نفاذ کا بندوبست کیا جائے گا انگلیکن کی تنظیم ۱۹۶۸ء میں لمبتھ کانفرنس میں قائم کی گئی تھی عیسائیت کا اتحاد اور اس کا استحکام اس تنظیم کے مقاصد میں اولین حیثیت کا حامل ہے نیز خواتین کو پادری بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ ابھی تک امریکی چرچ نے اس بارے میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کیا ہے لہذا خواتین کے بارے میں ایسا فیصلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کینیڈا میں منعقد ہونے والی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں تین نکات پیش کئے گئے اول یہ کہ قدامت پسند اور جدت پسند عیسائیوں کے مابین تعاون و اشتراک اور متحدہ قیادت کی فراہمی اس کے لئے ضروری ہوگا کہ یہ محسوس کیا جائے کہ عالم عیسائیت صدیوں سے روحانیت کا علمبردار ہے اور ہم اپنی اس روایت کے لئے خدا کے شکر گزار ہیں اس سے ہمیں ہدایت و رہنمائی حاصل ہوتی ہے چرچ کے مبلغوں کی تربیت کی اشد اور فوری ضرورت ہے کیونکہ مختلف محاذوں پر اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات اور مسلمانوں کے عقائد کا عیسائیوں پر اثر انداز ہونا عالم عیسائیت کے لئے انتہائی خطرناک ہے انہوں نے سوال کیا کہ کیا انگلیکن برادری اس کے لئے تیار ہے کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا کامیابی سے مقابلہ کر سکے اور عیسائی تعلیمات کو جائز ثابت کر سکے نیز مسلمانوں سے اس سلسلے میں بامقصد مباحثہ کر سکے اور اسلام کے اصولوں کو دلائل سے غلط ثابت کر سکے دوسری اہم بات یہ ہے کہ نئے نئے عقائد اور نئے فرقے تیزی سے جنم لے رہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں انتشار اور بداخلاقی پھیلا رہے ہیں اس سے ہماری نوجوان نسل خصوصاً متاثر ہو رہی ہے کیونکہ یہ لوگ اپنے مذہب کی ابتدائی تعلیم و تربیت سے بھی ناآشنا ہیں انہوں نے کہا کہ اس کے لئے بھی عیسائی خود ہی ذمہ دار ہیں اس لئے وقت کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ عیسائیت کی تعلیمات سے لوگوں کو پوری طرح آراستہ کیا جائے انہوں نے قیادت کے مسئلے پر کہا کہ چرچ کی مشنری ایسی ہونی چاہئے کہ مرد اور عورتیں صحیح معنوں میں تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو کر سامنے آئیں انہوں نے کہا کہ اس کام میں سخت مشکلات ہیں لہذا انہیں دور کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے برادری کے کام پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا

کہ بہت سے شعبے اس کام میں مصروف ہیں مگر انہیں باہم مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔

عیسائیت کی خوبیوں اور اسلام کی خرابیوں سے آگاہ کیا جائے

مصدقہ اطلاعات کے مطابق چرچ اور انگلیکن برادری اس کوشش میں مصروف ہے کہ عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے بچنے کے لئے جدید سائنٹفک بنیادوں پر تبلیغ اور پروپیگنڈے کی مہم پورے زور و شور سے شروع کی جائے ان کوششوں کو باہم مربوط و منظم کیا جائے اور اسے محض شخصی جدوجہد پر نہ چھوڑا جائے آئندہ پانچ سال کے لئے انگلیکن کونسل نے طے کیا ہے کہ عیسائیت کے لئے نہایت سنجیدگی اور جانفشانی سے کام کیا جائے اس کے لئے ہر قسم کے ذرائع سے بھرپور کام لیا جائے بڑے پیمانے پر رابطہ عوام کی مہمیں شروع کی جائیں عیسائیت کی خوبیوں اور اسلام کی خرابیوں سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور دوسری عیسائی تنظیموں سے اشتراک کیا جائے عیسائی مشنری کا سب سے اہم کام یہ ہوگا کہ اسلام کے احیاء کی بڑھتی ہوئی تحریکوں نے جو خطرہ عیسائیت کے لئے پیدا کر دیا ہے دنیا کے مختلف عیسائی ممالک میں اس کا دباؤ اور اثر بھی مختلف ہے لہذا یہ بات نہایت اہم ہے کہ عیسائیوں کو اسلام سے بچانے کے لئے مذہبی تعلیم عام کی جائے کیونکہ اسلام عالم عیسائیت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے جن ممالک یا علاقوں سے عیسائی مبلغین اور پادریوں کو نکال دیا گیا ہے وہاں پھر سے تبلیغ شروع کرانے کے لئے مہم کا آغاز کیا جائے اور اس کام کے لئے بہت سی تجاویز منظور ہوئیں اور منصوبے بنائے جا رہے ہیں تاکہ مشرق اوسط اور افریقہ میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کو جس طرح بھی ممکن ہو روکا جائے یہ بھی کہا گیا کہ ایک زمانے تک عیسائی دنیا کو یہی غلط فہمی تھی کہ اسلامی تعلیمات سے کوئی متاثر نہیں ہو رہا ہے اور اسلام عیسائیت کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے مگر اسلامی تحریکوں کی طاقت کا اندازہ ایران میں انقلاب اور مسلمانوں میں اپنے عقائد سے والہانہ وابستگی سے ہوتا ہے نیز یہ کہ اسلام بنیادی انسانی حقوق کا جتنا بڑا علم بردار ہے اس سے عیسائی نوجوان نسل بری طرح متاثر ہو رہی ہے اس خطرے کا ہر قیمت پر سد باب کرنا ہے ورنہ اگر موجودہ صورت حال

برقرار رہی تو پھر اس پر قابو پانا دشوار ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا اور مزے کی بات یہ ہے کہ انگلیکن مشاورتی کونسل کے ایجنڈے پر اسلام کی شق موجود نہیں تھی پھر بھی سب سے زیادہ زہر افشانی اسلام کے بارے میں کی گئی۔

دوسرے موضوعات میں انگلیکن اور رومن کیتھولک کا باہمی اتحاد عورتوں کو پادری بنانا وغیرہ بحث آئے عورتوں کو پادری بنانے پر بعض حلقوں کی طرف سے اعتراضات کے جواب میں کہا گیا کہ ایسے لوگ عورت کے معاملے میں اسلامی اثرات کے زیر اثر معلوم ہوتے ہیں نیز یہ کہ وہ چرچ جو اسلامی ممالک میں واقع ہیں ان کی بھی رہنمائی کی جائے تیسری دنیا کے ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ اور دوسرے مذاہب خصوصاً اسلام کے استیصال کے لئے منصوبہ بندی کی گئی چین میں عیسائیت کے فروغ کے لئے پروگرام بنائے گئے۔

مسلمانوں کو بزور طاقت عیسائی بنانے کا منصوبہ

۱۹۲۴ء میں رامون لل (Ramon lull) نے پوپ سلتین پنجم سے ملاقات کے دوران انہیں دو کتابیں پیش کیں، جن میں مسلمانوں میں تبلیغ کا منصوبہ پیش کیا گیا تھا' رامون لل کے منصوبہ کی دو کڑیاں تھیں، پہلی یہ کہ چرچ، علم اور اسکولوں کو تبلیغ کا ذریعہ بنائے اور دوسری یہ کہ اگر پرامن کوششیں کامیاب نہ ہوں تو مسلمانوں کو بزور قوت عیسائی بنالیا جائے۔

تبلیغ عیسائیت مشن سن ۲۰۰۰ء

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے عیسائی مشنریوں کا عالمی تبلیغ پروگرام

مشرقی یورپ اور سابق سوویت یونین میں سوشلزم اور کمیونزم کی ناکامی اور آپریشن ''ڈیزرٹ سٹارم'' میں اتحادیوں کے مقابلے میں عراق کی جنگی کوششوں کی بری طرح ناکامی کے بعد ۱۹۹۱ء کے اواخر میں عیسائی مشنری حلقوں کی طرف سے سن ۲۰۰۰ء

تک پوری دنیا تک انجیل کا پیغام پہنچانے اور ایک زیادہ بھرپور مسیحی دنیا کی شکل میں یسوع مسیح کو اس کی دو ہزارویں برسی کے موقع پر ایک گراں قدر تحفہ پیش کرنے سے متعلق توقعات میں نئی جان پڑ گئی اسلام کے نام پر عراقی صدر صدام حسین کی طرف سے اتحادیوں کے خلاف مسلمان ممالک اور عوام کی تائید حاصل کرنے میں ناکامی سے عیسائی مشنری تنظیموں کے ''دنیا برائے مسیح'' کے خواب کی تکمیل کی کوششوں میں زبردست جوش وخروش پیدا ہوا تبشیری حلقوں میں اسے ''عیسائی دنیا'' کی فتح سے تعبیر کیا گیا۔ ان کے خیال میں عراق کی شکست اس بات کا ثبوت تھی کہ خدائی حمایت ''اسلام کے شیدائیوں'' کو حاصل نہیں ہے اس سلسلے میں ایک مشنری جریدے (Prophecy Today) میں ''اسلام کی قوت میں خم آگیا ہے'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ ''مسلمان معاشروں میں ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے جو'' زندہ نجات دہندہ'' (حضرت عیسیٰ) کی تلاش میں ہیں اور وہ یقیناً اسے پالیں گے چنانچہ فصل کاٹ لی جائے گی چاہے حالات اس کے لئے پوری طرح سازگار نہ بھی ہوں'' مضمون نگار نے مزید لکھا'' یہ کٹائی کا موسم ہے اسلام کے پیغام کو دھچکہ لگ چکا ہے اور وقت آگیا ہے کہ اب عیسائیت کا واضح اور کھلا پیغام منصۂ شہود پر نمودار ہو۔''

عالمی تناظر

۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے زوال کے بعد آزاد ہونے والی وسط ایشیائی ریاستوں میں عیسائی مشنری سرگرمیوں کی یلغار پر توجہ مرکوز کرنے سے قبل ہم ۹۰ء کی دہائی کی آمد پر بین الاقوامی عیسائی تبشیری حلقوں میں پوری دنیا اور خاص کر مسلم دنیا کو عیسائی بنانے کے لیے ترتیب دیے جانے والے مختلف پروگراموں ان کی تکمیل کے لئے اختیار کردہ حکمت عملیوں اور اہداف کا ایک خاکہ پیش کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ خطے میں روز افزوں عیسائی مشنری سرگرمیوں کے نتیجے میں ان نو آزاد مسلم معاشروں کو درپیش خطرات کا ادراک اس کے صحیح تناظر میں ممکن ہو سکے۔

اگرچہ ۹۰ء کی دہائی کو عیسائی مشنری تنظیموں کی طرف سے بین الاقوامی طور پر

''عشرہ تبشیر'' قرار دینے سے متعلق پروگراموں کی تشکیل کی ابتداء ۸۰ء کی دہائی کے وسط سے ہی شروع ہوگئی تھی تاہم اتحادیوں کے مقابلے میں عراق کی شکست کے باعث ''اسلام کی قوت میں خم آنے'' اور عیسائیت کے لئے ''کٹائی کے موسم کی آمد'' کے نتیجے میں دنیا بھر کے عیسائی تبشیری حلقوں میں ایک نیا جوش وخروش پیدا ہوا ستر سالہ کمیونسٹ دور الحاد سے آزادی پانے والے دینی لحاظ سے کمزور مسلمان وسط ایشیائی معاشروں کی شکل میں ایک آسان شکار کی دستیابی نے جلتی پر تیل کا کام کیا چنانچہ دنیا کی تقریبا تمام تبشیری تنظیموں میں عالم اسلام کو عیسائی بنانے کے لئے اشتراک کار اور موثر تعاون پر زور دینے کے لئے کانفرنسوں اور اجتماعات کا ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا اور نتیجتاً عالم اسلام کے علاقوں میں عیسائی مشنری سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

۹۰ء کی دہائی کی ابتداء سے عالمی عیسائی تبشیری حلقوں میں ابھرنے والے اس نئے جوش وخروش کے نتیجے میں انتہائی جارحانہ انداز میں اسلام اور اسلامی عقائد پر حملوں کا ایک نیا عنصر منظر عام پر آیا نائیجیریا کے ایک عیسائی جی موشے نے (Who is this Allah?) (یہ اللہ کون ہے؟) کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی اس کتاب کا مرکزی خیال یہ تھا کہ ''اللہ (نعوذ باللہ) درحقیقت شیطان ہے جس نے تمام اسلامی ملکوں کو جھوٹے مذہب اور آسیبی اثرات کا اسیر بنا رکھا ہے'' مزید یہ کہ ''جس روح نے محمد (ﷺ) کو القاء کیا تھا وہ (نعوذ باللہ) ہٹلر پر مسلط تھی''

دوسری طرف پوپ جان پال دوم کی اپیل پر ''تبلیغ عیسائیت سن ۲۰۰۰ء'' کے نام سے ایک پروگرام تشکیل دیا گیا اور اس سلسلے میں سن ۲۰۰۰ء تک ایک بھرپور عیسائی دنیا کی تشکیل کے ہدف کے حصول کے لئے ذرائع اور تعاون پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی مرکز کے قیام کا اعلان کیا گیا اس مرکز کو ہر جگہ کیتھولک چرچ کو سرگرم عمل کرنے کے لئے پروگراموں اور منصوبوں کی تشکیل کا ذمہ دار بنایا گیا پوپ کی اپیل پر قائم کئے جانے والے اس مرکز کے مقاصد میں ایسے افراد کی تیاری شامل تھی جو یسوع کے حقیقی وفادار بن کر عیسائی عقیدے کے مطابق زندگی گزاریں اور اس کے مطابق خدا

کی عبادت کریں اور مسیحی عقیدے کے جذبے سے ایک دوسرے کی خدمت کریں'' تبلیغ عیسائیت کے اس دس سالہ پروگرام کے مختلف منصوبوں میں سے ایک یہ قرار پایا کہ دنیا بھر میں پادریوں تک رسائی حاصل کی جائے۔ چنانچہ ''تبلیغ کے لئے بلاوا'' کے عنوان سے دنیا کے مختلف حصوں میں ''مشنری تحریکی اعتکافات'' کا اہتمام کیا گیا جن میں ہزاروں پادریوں اور بشپوں نے شرکت کی دریں اثناء دنیا بھر میں بہت تیزی سے تبلیغ کے اسکول کھلنے شروع ہو گئے ۱۹۹۱ء میں صرف ایشیا اور جزائر بحرالکاہل میں ایسے اسکولوں کی تعداد ۴۰ سے زائد تھی شادی شدہ جوڑوں کے ساتھ ساتھ کلیسائی حلقوں اور جغرافیائی ہمسایہ گروپوں کو بھی تبلیغ عیسائیت کی تربیت دی جانے لگی تبلیغ مسیحیت کے بارے میں بیداری عام کرنے کے لئے عالمی سطح کے ایک مجلّے میں نیوز سروس کا آغاز کیا گیا یہ مجلّہ سات زبانوں میں شائع ہونے لگا اور اسکے مضامین اکثر دوسری ایشیائی زبانوں میں بھی شائع کئے جانے لگے۔ ''ایونجلائزیشن (اشاعت مسیحیت) ۲۰۰۰ء'' کے نام سے کیتھولک چرچ کی طرف سے رواں صدی کے گزرتے ہوئے عشرے کو بطور ''عشرۂ تبشیر'' منانے کی ایک بین الاقوامی اور عالمگیر کوشش کا آغاز ہوا اس پروگرام کے دائرہ کار میں یورپ' افریقہ' ایشیا' سابق مشرقی بلاک کے ممالک اور سوویت یونین سے آزاد ہونے والی ریاستوں کے علاقے' جنہیں ماضی میں ''سر بند'' ممالک کہا جاتا تھا' شامل کئے گئے ''ایونجلائزیشن ۲۰۰۰ء'' پروگرام کی تشکیل کا سہرا پادری ٹام فوریسٹ اور ان کے رفقائے کار کے سر ہے مذکورہ پادری نے پوپ جان پال دوم کے ''پاپائی فرمان بابت مشن'' کی تیاری میں پرجوش حصہ لیا تھا۔ ''ایونجلائزیشن ۲۰۰۰ء'' چار انداز کی سرگرمیوں کے ذریعے حصول مقصد کے لئے کوشاں ہے۔

☆ اولاً یہ کہ تنظیم' اپنی ایک دوسری رفیق تنظیم کے تعاون سے تبشیری اسکول قائم کرتی ہے ان اسکولوں کا مقصد یہ ہے کہ عام کیتھولک آبادی کو اس انداز سے تیار کیا جائے کہ وہ چرچ آنے والوں اور چرچ نہ آنے والوں دونوں طرح کے لوگوں کے سامنے مسیحیت کا پیغام مؤثر طور پر پیش کر سکے۔

☆ ثانیاً یہ تنظیم ایک عالمگیر مہم کی سرپرستی کر رہی ہے جس کے تحت لوگوں کو آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ شعوری طور پر عالمگیر اشاعت مسیحیت کے لئے دعا مانگا کریں اور مشن کی مالی امداد میں بھرپور حصہ لیں۔

☆ ثالثاً یہ تنظیم عالمی طور پر پادریوں کے لئے ایسے تربیتی کورسوں کا اہتمام کرتی ہے جو انہیں نیا جذبہ اور حوصلہ دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں واپس جا کر زیادہ ارتکاز مقصد کے ساتھ کام کر سکیں۔ ۱۹۹۰ء میں ''ایونجلائزیشن ۲۰۰۰ء'' کے تحت اسی قسم کے ایک کورس میں ۱۳۰ ممالک، جن کا تعلق تمام براعظموں سے تھا، کے پانچ ہزار پادریوں نے شرکت کی۔

☆ رابعاً یہ تنظیم اب پانچ مختلف زبانوں میں جرائد شائع کرتی ہے تاکہ کیتھولک چرچ کے تمام حلقے اشاعت مسیحیت کی سرگرمیوں سے باخبر رہ سکیں اور ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے زیادہ مؤثر انداز میں تبلیغ مسیحیت کر سکیں اور سن ۲۰۰۰ء تک ایک بھرپور عیسائی دنیا کی تشکیل کے خواب کی تکمیل کو ممکن بنا سکیں۔

عالمی مشنری سرگرمیوں اور خاص کر پوری دنیا میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی ان زبردست کوششوں کے حوالے سے ''انٹرنیشنل بلیٹن آف مشنری ریسرچ'' نے ۱۹۹۱ء کے وسط میں ڈیوڈ بیرٹ کی ایک رپورٹ شائع کی جس میں عالمی تبشیری مشن کے بارے میں تازہ ترین اعداد و شمار دیئے گئے۔ اس رپورٹ میں عیسائی مشن کے فروغ کے حوالے سے ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۱ء کے تقابلی اعداد و شمار اس طرح سے پیش کئے گئے۔

عیسائیت کے مشن کے فروغ کے اعداد و شمار

	۱۹۸۹ء	۱۹۹۰ء	۱۹۹۱ء
عیسائی آبادی	۱۷۲۱۶۵۵۷۰۰	۱۷۵۸۷۷۹۰۰	۱۷۹۵۹۰۰۰۰۰
مسلم آبادی	۹۰۸۲۶۱۰۰۰	۹۳۳۸۴۲۰۰۰	۹۶۱۴۳۳۴۸۰
عالمی آبادی میں عیسائیوں کا تناسب	۳۳،۱	۳۳،۲ فیصد	۳۳،۳ فیصد

عیسائی تنظیمیں اور خدماتی ایجنسیاں	۲۰۷۰۰	۲۱۰۰۰	۲۱۳۰۰
غیر ملکی مشن بھیجنے والی ایجنسیاں	۳۸۰۰	۳۹۷۰	۴۰۵۰
مشنری ادارے	۹۸۷۰۰	۹۹۲۰۰	۹۹۵۸۰
چرچ ممبروں کی ذاتی سالانہ آمدنی (امریکی ڈالروں میں)	۸۵۷۶	۸۹۵۰	۹۳۲۰
عیسائی مقاصد کیلئے دی گئی رقوم	۱۵۱ارب	۱۵۷ارب	۱۶۳ارب
عالمگیر غیر ملکی مشنوں کی آمدنی	۱۸ارب ۳۰ کروڑ	۱۸ارب ۶۰ کروڑ	۱۸ارب ۹۰ کروڑ
مشنریوں کے استعمال میں کمپیوٹر	۳۵۵۰۰۰۰	۵۴۰۰۰۰۰	۸۲۶۰۰۰۰
عیسائی جرائد	۲۴۷۰۰	۲۳۸۰۰	۲۳۹۰۰
تبلیغ کے موضوع پر سالانہ نئی کتابیں/مقالات	۱۰۵۰۰	۱۱۰۰۰	۱۱۵۰۰
بائبل کی سالانہ تقسیم	۴۹۵۵۱۰۰۰	۵۱۴۱۰۰۰۰	۵۳۲۶۹۰۰۰

اس طرح کی رپورٹیں بعد میں بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں، ہمارا مقصد ان کا احاطہ کرنا نہیں ہے بلکہ مشنری سرگرمیوں کے حجم کا اندازہ لگانے کے لئے بطور مثال پیش کرنا ہے۔

۱۹۹۱ء کے اوائل میں بائبل کے بارہ تقسیم کنندگان اور مترجم ایجنسیوں نے اس بات پر زور دیا کہ بائبل کے کام پر زیادہ توجہ دی جائے ان ایجنسیوں نے اپنے پہلے

مشترکہ اجلاس میں تمام مشنری تنظیموں سے مطالبہ کیا کہ وہ نقالی اور لا حاصل مقابلے سے بچنے کی کوشش کریں ایک مشترکہ بیان میں شرکاء نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ بہت سی مشنریاں ایجنسیاں بائبل کی تقسیم کو اپنے مشن کا جزو لازم بنائے بغیر کام کر رہی ہیں اس طرح وہ اپنے آپ کو ''امن کے اس ہتھیار'' سے لیس کرنے سے لاپروائی برت رہی ہیں جو ان کے چرچ کے لئے انتہائی فیصلہ کن اہمیت رکھتا ہے۔

اس سے قبل ۵ سے ۸ جنوری ۱۹۸۹ء کو سنگاپور میں دنیا کے پچاس ممالک کے ۳۰۰ سے زائد پادریوں اور عیسائی زعماء نے سن ۲۰۰۰ء تک پوری دنیا کی آبادی تک انجیل مقدس پہنچانے کا عہد کیا تھا۔ پادریوں کے اس اجتماع میں ایک ''گریٹ کمیشن منیفسٹو'' منظور کیا گیا جس میں کہا گیا ''ہم از سر نو یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر عظیم مشن کی تکمیل مقصود ہے تو (عالمی تبشیری مشنوں میں) تعاون اور شراکت کار کو بنیادی ضرورت کے طور پر تسلیم کیا جانا ضروری ہے'' نتیجتاً پوری دنیا میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچوں نے ۹۰ کی دہائی میں ''ماس ایونجلزم'' یعنی لوگوں کو گروہ در گروہ عیسائی بنانے کے خواب کی تکمیل کے لئے اپنی کوششوں کو مربوط کرنے کے لئے حکمت عملیاں وضع کرنی شروع کر دیں دنیا کی چار بڑی پروٹسٹنٹ ویڈیو کمپنیوں نے پوری دنیا تک انجیل کا پیغام اور ''یسوع مسیح'' (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی ''بشارت'' پہنچانے کی مہم میں اشتراک کر لیا کیتھولک چرچ نے بھی ریڈیو براڈکاسٹنگ اور خصوصی اسکولوں کے قیام پر توجہ مرکوز کرنا شروع کر دی'' تاکہ مسیح کو اس کی دو ہزارویں برسی کے موقع پر ایک بھرپور عیسائی دنیا کا تحفہ پیش کیا جا سکے'' گوسپل ریڈیو'' اور ''ٹیلی ایونجلزم'' کے ساتھ ساتھ لوگوں کے اندر گھس کر اور ان سے گھل مل کر انہیں عیسائیت کی طرف راغب کرنے کی اہمیت پر زور دیا جانے لگا تاکہ صرف انجیل کے پیغام کی لوگوں تک رسائی پر انحصار نہ ہو بلکہ انہیں عملاً اس پیغام کو قبول کرنے پر آمادہ کی جا سکے متعدد عیسائی مشنری تنظیموں کے مشترکہ مشن ریڈیو'' ٹرانس ورلڈ ریڈیو'' نے اپنے پروگراموں کے دائرہ کار میں مزید توسیع کا فیصلہ کیا واضح رہے کہ ٹرانس ورلڈ ریڈیو کے اسٹیشن ۱۹۹۱ء میں ہر ہفتے ۸۰ سے زائد زبانوں میں ایک

ہزار گھنٹے سے زیادہ دورانیے پر محیط عیسائی تبلیغی پروگرام دنیا بھر میں نشر کر رہے ہیں۔

''لوازنہ کمیٹی برائے عالمی تبلیغ عیسائیت'' کے انٹرنیشنل ڈائریکٹر ریورنڈ نام ہوسٹن نے ۱۹۹۲ء میں کہا تھا کہ ''نامساعد حالات کے باوجود ان (مسلمان) علاقوں میں چرچوں نے بہت زیادہ جدوجہد کی ہے اور اس کے نتیجے میں حیران کن حد تک ترقی کی ہے نیز ترقی جاری رہے گی ...... کیونکہ ناگفتہ بہ حالات میں امید کا واحد عنصر چرچ ہیں'' ریورنڈ ہوسٹن نے صدی کے اختتام تک مسلمان ممالک اور علاقوں میں چار کروڑ ستر لاکھ سے زائد مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا ہدف پورا ہونے کی توقع کا بھی اظہار کیا۔

''لوزانے کمیٹی فار ورلڈ ایونجلائزیشن'' (LCWE) کے مطابق صدی کے اختتام تک پوری دنیا تک عیسائیت کا پیغام پہنچانے کے لئے چار سو سے زائد منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ LCWE کے علاوہ ان منصوبوں کی تکمیل میں جو دوسرے مشنری ادارے سرگرم عمل ہیں ان میں ''ورلڈ وژن' ایونجلیکل چرچز آف ویسٹ افریقہ' ساودرن بپٹسٹ فارن مشن بورڈ' کیمپس کروسیڈ فار کرسٹ' پارٹنرز انٹرنیشنل اور یو ایس سینٹر فار ورلڈ مشن'' شامل ہیں۔ LCWE کے منتظمین اور محققین کے تجزیہ کے مطابق'' اس سے قبل دنیا کو عیسائی بنانے کی کوششیں اس لئے ناکامی سے دوچار ہوئیں کہ یہ بد انتظامی کے علاوہ رابطے کے فقدان اور مشنوں کی طرف سے ایک دوسرے سے مسابقت جیسی برائیوں کا شکار تھیں''

تبلیغ عیسائیت سے متعلق ایک دوسری پیش رفت کے مطابق توقع کی جا رہی ہے کہ ۲۰۰۰ء تک تمام دنیا نشریاتی رابطے کے ذریعے مقدس تعلیمات سننے کے قابل ہو جائے گی نشریاتی کام میں مشغول اہم عیسائی اداروں نے ۱۹۸۵ء میں اپنے لئے یہ ہدف مقرر کیا تھا۔

نومبر 1991ء میں ممباسا (کینیا) میں آل افریقہ کانفرنس آف چرچز کا ایک سمپوزیم منعقد ہوا تھا اس میں ڈاکٹر مینکر اسایاس نے اپنے مقالے میں کہا تھا'' ذمہ داری کا تقاضہ یہ ہے کہ کرہ ارض کے ہر مرد عورت اور بچے کو یہ موقع فراہم کیا جائے کہ وہ

اپنے ریڈیو سے اس زبان میں جسے وہ سمجھ سکتا ہے یسوع مسیح کی تعلیمات سنے تا کہ وہ مسیح کا پیروکار اور اس کے چرچ کا ذمہ دار رکن بن سکے۔'' مذکورہ ڈاکٹر مینکر پہلے لوتھرن ورلڈ فیڈریشن'' جنیوا سے وابستہ تھے اور اب نیروبی میں قائم ''افریقہ چرچ انفارمیشن سروس'' سے بطور ایگزیکٹو ڈائریکٹر منسلک ہیں توقع ہے کہ دنیا کی تمام آبادی کو ریڈیائی امواج کے ذریعے عیسائی مشنری اور تبلیغی سرگرمیاں سننے کے قابل بنانے کا یہ منصوبہ سن ۲۰۰۰ء میں مکمل ہو جائے گا۔

عیسائیوں کے ۴ بڑے اقدامات

ڈاکٹر اسایاس نے چار بڑے اقدامات کا ذکر کیا جن کے ذریعے یہ منصوبہ روبہ تکمیل ہوگا۔

☆ دنیا میں عیسائیت پھیلانے کے لئے پنٹ فرقے کے لوگوں کی حکمت عملی، جسے انہوں نے The Blod Mission Thrust (مشن کی جرات مند پیش قدمی) کا نام دیا ہے۔

☆ برکتوں سے بھرے اقدامات۔

☆ کیتھولک چرچ کی عالمی نشریاتی مہم ''تبلیغ عیسائیت ۲۰۰۰ء'' جو سن ۲۰۰۰ء کو کرسمس کے روز اپنے نقطہ عروج پر ہوگی۔

☆ ''مشن ۲۰۰۰ء جس کا تعلق امریکہ میں قائم تنظیم ''مرکز برائے عالمی مشن'' سے ہے۔

مسلم دنیا میں تبلیغ عیسائیت کے لئے جو مختلف مشن سرگرم عمل ہیں ان میں سے ایک ''ریڈسی مشن ٹیم (Red Sea Mission Team) ہے۔ اس تبلیغی و تبشیری ادارے کے بانی ڈاکٹر لیونل گرنی ہیں جنہیں مشرق وسطی کے مسلم معاشرے میں تبلیغ عیسائیت کا وسیع تجربہ حاصل ہے ڈاکٹر گرنی ''ریڈسی مشن ٹیم'' کے دفتر واقع کینیڈا کے ذمہ دار ہیں جب کہ ادارے کی سربراہی جرمنی کے ''ولف گینگ سٹیمف'' کے ہاتھ میں ہے ادارے کا مرکزی دفتر موزلے (برمنگھم برطانیہ) میں واقع ہے۔

ریڈی مشن ٹیم نے تبشیری کام کے لئے مسلم دنیا کو چنا ہے مگر مسلم دنیا میں آباد غیر مسیحی اقلیتیں بھی اس کا ہدف ہیں مسلم دنیا کے حوالے سے اس کا ماٹو (Islam Shall Hear) (یعنی اسلام کے ماننے والے لازماً پیغام عیسائیت سنیں گے) ہے ٹیم کے کارکن اگرچہ صحت' طب' زراعت اور تعلیم کے میدانوں میں کام کرتے ہیں اور ان میدانوں میں انہیں خصوصی مہارت حاصل ہوتی ہے تاہم وہ محض طبیب' زرعی ماہرین اور حساب اور الجبرا پڑھانے والے اساتذہ ہی نہیں ہوتے بلکہ انہیں اسلام کے بارے میں تمام بنیادی معلومات حاصل ہوتی ہیں جن آبادیوں میں وہ کام کرتے ہیں ان کی تاریخ وثقافت اور زبان وادب سے پورے طور پر آگاہ ہوتے ہیں اور تبشیری نفسیات کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں ٹیم نے اپنے کارکنوں کے لئے مطالعہ اسلام پر متعدد کتابچے اور مضامین شائع کئے ہیں جیک بڈ Jack Budd کے قلم سے How to studies in Islam اور witness to Islam (مسلمانوں کے سامنے عیسائیت کی تبلیغ کیسے پیش کی جائے؟) شائع ہو چکی ہیں۔

ٹیم کی جانب سے مختلف ممالک میں اپنی سرگرمیوں کے بارے میں مختصر رپورٹیں بھی شائع ہوتی رہی ہیں یہ رپورٹیں مسلمانوں کو پیش نظر رکھ کر نہیں لکھی جاتیں بلکہ ان کے مخاطب ٹیم کے کارکن ہوتے ہیں یا وہ افراد اور ادارے جو ٹیم کے ہمدرد ہیں اور اسے مالی و افرادی امداد فراہم کرتے ہیں بالعموم یہ رپورٹیں مسلم افراد کے طلب کرنے پر بھی انہیں مہیا نہیں کی جاتیں۔

ٹیم کسی ایک فرقے سے منسلک نہیں یہ اپنے آپ کو بین الاقوامی بین الفرقی' انجیلی اور تبشیری قرار دیتا ہے ٹیم نے ایک پمفلٹ Pakistan's Open Doors شائع کیا ہے جس میں پاکستان میں ٹیم کی تبشیری سرگرمیوں اور اس کی کامیابیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔"

"بھرپور عیسائی دنیا" کی تشکیل کیلئے اختیار کردہ حکمت عملی

اب تک ہم نے پوری دنیا کو عیسائی بنانے کے لئے مشنری سرگرمیوں اور اس

سے متعلقہ مختلف مشنری اداروں کا وسیع تناظر میں جائزہ لینے کی کوشش کی ہے آیئے اب دیکھیں کہ کرہ ارض کو مسیحیت میں رنگنے کے ان عیسائی مشنری منصوبوں کی تکمیل کے لئے ان کی حکمت عملی کیا ہے عیسائی مشنری اداروں کی طرف سے ان مشنری منصوبوں کے ساتھ ساتھ عالم اسلام میں اس وقت وسیع پیمانے پر جو تحریک احیائے اسلام برپا ہے اس کے تناظر میں خود پوپ اور دیگر عیسائی لیڈروں کی طرف سے ''مکالمہ بین المذاہب'' پر زور دیا جارہا ہے مگر مکالمہ بین المذاہب کی اس پاپائی دعوت میں کونسا جذبہ کارفرما ہے اس کا تجزیہ کیا جانا ضروری ہے۔

پوپ جان پال دوم کے گشتی فرمان مجریہ ۱۹۹۱ء کا ایک حصہ ''دوسرے مذاہب کے اپنے بھائیوں اور بہنوں سے مکالمے'' سے متعلق ہے لیکن اس ''بین المذاہب مکالمے'' سے متعلق خود اسی فرمان میں پوپ کی وضاحتیں اس بات کا ثبوت پیش کرتی ہیں کہ وہ ''بین المذاہب مکالمے'' کا ذکر'' کلیسیا کے تبشیری کام'' کے طور پر کرتے ہیں ان کے اپنے الفاظ ہیں کہ'' مکالمے سے تبشیر یا تبلیغ عیسائیت کا فرض ساقط نہیں ہو جاتا مکالمے میں اس لگن کے ساتھ حصہ لیا جاتا ہے کہ کلیسیا نجات کا عام ذریعہ ہے اور صرف کلیسیا ہی ذریعہ نجات کی اعلیٰ ترین خصوصیات کا حامل ہے'' دوسرے الفاظ میں ''مکالمہ بین المذاہب'' کی اصطلاح عیسائی مشنریوں کے لئے دوسرے مذاہب کو عیسائیت میں جذب کرنے کا دوسرا نام ہے مسلمانوں کو بھی مکالمہ بین المذاہب کی اس بظاہر سادہ اور بے ضرر اصطلاح سے دھوکے میں نہیں آنا چاہئیے۔

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے ۱۰ نکاتی فارمولا

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے ایک دس نکاتی فارمولا جو ایک نو عیسائی (سابق مسلمان) ڈاکٹر تو کون بوج آدیمی نے ۱۹۸۷ء میں پیش کیا' کچھ یوں ہے۔

☆ لفظ خدا (God) کو استعمال کریں مسلمان مقدس الہامی کتابوں کا بے حد احترام کرتے ہیں تورات' انجیل اور قرآن سب ان کے لئے مقدس ہیں۔ مسلمانوں کے ان جذبات سے فائدہ اٹھائیں اور انہیں انجیلی تعلیمات پیش کریں۔

☆ متواتر عبادات اور دعا میں مشغول رہیں زہد وتقویٰ اختیار کرتے ہوئے کلام الٰہی) کو(انجیل) پیش کریں۔

☆ حقیقی دوست بننے کی کوشش کریں صرف ''ہیلو'' کہنا کافی نہیں ہے مسلمانوں کو اپنے گھروں پر مدعو کریں انہیں وقت دیں اور ان کی مشکلات حل کرنے کی عملی کوششیں کریں۔

☆ قوت تخیل کو بیدار کرنے والے سوالات کریں مسلمانوں سے پوچھیں کہ کیا وہ حقیقتاً جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ان سے پوچھیں کہ کیا انہیں یقین ہے کہ خدا انہیں مسلمان کی حیثیت سے قبول کرلے گا؟ ان سے معافی اور بخشش کے بارے میں قرآنی نظریہ دریافت کرنے کے بعد ان سے درخواست کریں کہ آپ ان کے سامنے بخشش اور معافی سے متعلق بائبل کی تعلیمات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

☆ پورے انہماک سے مسلمانوں کی باتوں کو سنیں بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں آپ حیران ہوں گے کہ اس طرح آپ مسلمانوں (کی کمزوریوں سے متعلق کتنا کچھ) جان لیں گے۔

☆ اپنا عقیدہ صاف طور پر اور غیر معذرت خواہانہ انداز میں پیش کریں۔ کتاب مقدس سے اپنے عقیدہ کے لئے شواہد پیش کریں اور یوں مسیحی عقائد کی صحت و درستگی کی بنیاد کلام الٰہی پر رکھیں جس کی مسلمان بہت عزت وتوقیر کرتے ہیں۔

☆ بحث ومباحثہ اور تکرار سے احتراز کریں۔ اس سے فائدہ کے بجائے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہے بحث مباحثہ سے مخاطب یک دم آپ سے متنفر ہوسکتا ہے اور یوں ایک کھلا ذہن بند ہوسکتا ہے۔

☆ قرآن مجید اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کے کبھی بھی مرتکب نہ ہوں یہ مسلمانوں کے نزدیک ایسا ہی جرم ہے جس طرح ہم عیسائیوں کے لئے مسیح اور بائبل کی توہین جرم ہے۔

☆ مسلمانوں کی اقدار اور ان سے متعلق ان کی حساسیت کے بھرپور احترام کا

اظہار کریں۔ مسلمانوں کے سامنے بائبل کو فرش پر مت رکھیں، جنس مخالف سے آزادانہ میل جول سے احتراز کریں مہمانداری کی پیش کش کو رد نہ کریں۔ مسلمانوں کی عبادتوں، روزہ نماز وغیرہ کا مذاق اڑانے سے مکمل پرہیز کریں۔

☆ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں بائبل کی تعلیمات پیش کرنے کے بعد مسلمانوں کو فکری کشمکش سے دوچار کرنے کے بعد انہیں سوچنے اور بار بار سوچنے کا موقع فراہم کریں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ کلام الٰہی اپنا کام مناسب اور بہترین وقت پر انجام دے گا۔

عیسائیت کی تبلیغ کا ہدف بنائے جانے والے مسلمان معاشروں کے ساتھ ثقافتی مماثلت کو مسیحی تبشیری مشنوں کی طرف سے بہت زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے اور اس وقت مشنری اداروں کی توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ متعلقہ مسلمان علاقوں میں ایسے مشنریوں کو بھیجا جائے جو وہاں کی زبان اور ثقافت کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہوں تاکہ مقامی آبادی میں ان مشنریوں کی بیگانگی کے تاثر کو زائل کیا جا سکے اور انہیں عیسائیت قبول کرنے کے بہتر مواقع فراہم کیے جائیں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ مسلمان علاقوں میں مقامی چرچوں کو خالصتاً مقامی طور طریقوں کو اپنانا ہوگا' کیونکہ صرف اسی راہ سے خدا کے ساتھ تعلق کی مقدس علامت اور کلی نجات کے داعی کے طور پر مقامی چرچ غیر عیسائی دنیا تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں اور اسے سمجھ سکتے ہیں۔

جنوبی افریقہ کے مسلمان مناظر احمد دیدات اور پادری انیس شروش کے درمیان مناظروں کے حوالوں سے ''کارنیگی یار شدی'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے ایک مضمون میں ایک مشنری مضمون نگار نے مناظروں اور مباحثوں کے ذریعہ مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کے تجربہ کو یکسر ناکام قرار دیتے ہوئے کہا ہے۔

''اس حکمت عملی میں ثمرات کے امکانات موجود ہیں لیکن زیادہ تر یہ ایک منفی تجربہ ثابت ہوا ہے ایسے موقعوں پر مسلمان دوسرے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور ان کی تعداد موقع پر موجود عیسائیوں سے بہت زیادہ ہو جاتی ہیں اس طرح کے

مباحثوں کو باکسنگ میچ کی طرح لیا جاتا ہے اور دیکھا یہ جاتا ہے کہ کون جیتتا ہے کچھ مباحثوں کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ مسلمانوں نے انہیں ویڈیو ٹیپوں پر اتارا اور پھر اپنے نقطہ نظر سے انہیں مرتب کر کے اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کے لئے ایک ذریعے کے طور پر دنیا بھر کے مسلم حلقوں میں پھیلا دیا'' مضمون نگار کہتا ہے کہ ''اسلام کے عقائد پر حملہ کئے بغیر عیسائیت کی مثبت تعلیمات (منفی نہیں) اجاگر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے مخالفانہ حملوں سے میرا خیال نہیں ہے کہ کچھ حاصل کیا جا سکے۔''

باب نمبر ۵

پاکستان میں عیسائیوں کے تبلیغی مشن کا انکشاف

عیسائیوں کا ورلڈ آپریشن

پاکستان عیسائیت کے فروغ کے لئے موزوں ترین ملک ہے

عیسائی مبلغین کی رپورٹ

فیبا ریڈیو کی نشریات پاکستان کے نامعلوم مقام سے عیسائی نشر کرتے ہیں

عیسائی تنظیموں کی جانب سے شفائیہ عبادات کا پاکستان بھر میں انعقاد

عالمی عیسائی مبلغین نے ۱۹۹۷ء میں اپنی ایک خفیہ رپورٹ میں پاکستان کو عیسائیت کے فروغ کے لئے موزوں ترین ملک قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ:

Pakistan is one of the most open muslim lands for the gospel. despite Islamization, pakistanis are proud of their record of religious freedom and tolerance. Commonwealth citizens are free to live in pakistan and serve the lord, but few have taken up the opportunity, Many missions are asking for workers. Pray that the door May remain open. Islamic fundamentalism or communist plottings from Afghanistan could limit the present Freedom.

مذکورہ رپورٹ کے بعد عیسائی مبلغوں مشنری اداروں نے بعض این جی اوز کے تعاون سے پاکستان میں اپنی سرگرمیاں انتہائی منظم انداز میں شروع کر دیں اور ان

دنوں یہ سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں۔

اکتوبر کے دوسرے عشرے میں لاہور سے شائع ہونے والے ایک بڑے اردو اخبار کے پہلے صفحہ پر ''شفائیہ اجتماع'' کے عنوان سے چوتھائی صفحے کا ایک اشتہار شائع ہوا مذکورہ اشتہار کے ذریعے قارئین کو پیغام دیا گیا کہ ''کوریا سے آئے ہوئے ایک عیسائی روحانی پیشوا ریورنڈ ڈاکٹر جے راک لی ناقابل علاج روحانی اور جسمانی امراض میں مبتلا مریضوں کے لئے پیغام شفا ہیں۔ ڈاکٹر جے راک لی اٹھارہ، انیس اور بیس اکتوبر کو لاہور ریلوے اسٹیڈیم گڑھی شاہو میں سیمینار منعقد کریں گے''

عیسائی مبلغین نے اس اشتہار کے ذریعے مسلمانوں کو بھی اس شفائیہ اجتماع میں وطن کی خوشحالی اور امن وسلامتی کے لئے دعا میں شرکت کے نام پر دعوت دی لاہور میں عیسائیوں کی ان شفائیہ عبادات کا اہتمام یونائیٹڈ ہولی نیس چرچ ان پاکستان اور ایگزیکٹو کمیٹی ۲۰۰۰، پاکستان چرچ آف سیمینار اینڈ ہیلنگ کروسیڈ نے مشترکہ طور پر کیا تھا اس سیمینار کے شرکاء کو کورین چرچ کوائر کی آڈیو کیسٹیں، پاکستان مسیحی گیت، اردو زبان میں انجیل مقدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک وڈیو فلم اور آڈیو کیسٹ انعام کے طور پر دینے کا اعلان بھی کیا گیا تھا۔

اس سے قبل ان عیسائی مبلغین نے صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں بھی اسی قسم کی ''شفائیہ عبادات'' منعقد کیں۔ صوبہ سرحد کے دار الحکومت پشاور میں شفائیہ عبادات منعقد کرنے سے قبل شہر بھر میں جگہ جگہ بینر آویزاں کئے گئے تھے اور ایک اخبار میں شائع شدہ اشتہار میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ ''صدر میں واقع گرجا گھر میں جب شفائیہ اجتماع میں عیسائی پادری دعا کرتے ہیں تو اندھے دیکھنے لگتے ہیں، لنگڑے چلنے لگتے ہیں، گونگے بولنے لگتے ہیں اپاہج اور سرطان میں مبتلا افراد مکمل شفاء پاتے ہیں۔''

مختلف عیسائی تنظیموں کی جانب سے ملک کے مختلف علاقوں میں ایک زبردست مہم کی طرز پر شفائیہ عبادات منعقد کی جارہی ہیں ان اجتماعات وعبادات کے سروے کے دوران یہ انتہائی تلخ حقیقت سامنے آئی کہ ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کی بڑی

تعداد بھی ان اجتماعات میں شریک ہو رہی ہے۔

سول لائن میانوالی میں واقع یو پی چرچ میں دو نومبر سے پانچ نومبر تک شفائیہ اجتماع منعقد ہوا جس میں مبشر پاسٹر پطرس مسیح فیتھ گاسپل مشن گوجرانوالہ نے شفاء کے نام سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے عیسائیت کا پرچار کیا شہر بھر میں ۳۳ ویں سالانہ مسیحی کنونشن کی آڑ میں ان ''عبادات'' کی تشہیر کے لئے تقسیم کئے گئے اشتہار میں پطرس مسیح کے بارے میں بتایا گیا کہ:

''مبشر انجیل پاسٹر پطرس مسیح فیتھ گاسپل مشن کے صدر ہیں خدا نے آپ کو تمام گرجا گھروں میں انجیل سنانے کی رویا دی ہے اور یسوع المسیح نے آپ کو اپنے کلام کے بھیدوں کی سمجھ اور حکمت کے ساتھ ملک پاکستان کے مختلف شہروں میں آج تک ۱۲۰ کنونشنوں اور سیمیناروں میں روح القدس کے مسح کے ساتھ اور اپنی معجزانہ قدرت کے ساتھ استعمال کیا اور آپ کی خدمت میں ہزاروں لوگوں نے یسوع مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا ہر طرح کی بیماریوں اور ہر طرح کی بدروح گرفتہ لوگوں نے یسوع مسیح میں رہائی پائی' کیا آپ کی بیماریوں کو ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا ہے' کیا آپ کو بد روحوں اور جادوگروں کا خوف ہے' کیا آپ گھریلو پریشانیوں سے دوچار ہیں' کیا آپ بانجھ پن کی وجہ سے پریشان ہیں؟ تو آئیں دیکھیں یسوع المسیح کے بڑے بڑے عجیب معجزات اس اجتماع میں فیصل آباد کے پادری منور آرتھر بھٹی' ڈیرہ اسماعیل خان کے پادری سیمین عمانوایل' گوجرانوالہ کے پاسٹر فخر جاوید نے خصوصی طور پر شرکت کی جب کہ پاکستان سکرپچر یونین لاہور کے مسٹر مختار مسیح و مسٹر ابی سلوم نے بچوں کو' فیتھ گاسپل مشن گوجرانوالہ کے مبشر انجیل کامران جان نے لڑکوں کو' ارشاد اور نازیہ نے لڑکیوں کو' ڈی آئی خان کے مشنری مشن ہاوس کی مس آریہ نے خواتین کو جب کہ پاسٹر فخر جاوید نے مردوں کو بائبل کا درس دیا ان اجتماعات میں بہت سے کمزور عقیدہ مسلمان بھی شریک ہوئے پاسٹر پطرس مسیح نے اس موقع پر کہا کہ ''خداوند یسوع مسیح نے مجھے اس کام کے لئے منتخب کیا ہے زندہ خدا آسمان کو چھوڑ کر زمین پر آجاتا ہے مجھے حکم ملا ہے کہ میں بیمار لوگوں

کے لئے دعا کروں' تمام بیمار آنکھیں بند کر کے اپنے مرض کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے رہیں'' بعد میں اس نے دعا کروائی اس کے بعد ایک خاتون نے اسٹیج پر آ کر کہا کہ میرے سر کا درد ختم ہو گیا ہے' ایک مسلمان بچے نے کہا کہ مجھ پر کالے علم کا اثر تھا اب یسوع نے مجھے شفاء دے دی۔ اس اجتماع میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ ڈیرہ اسماعیل خان کی ایک ہندو عورت اور کنڈیاں کی ایک مسلمان خاتون وہیل چیئر پر بیٹھ کر آئیں اور اپنے قدموں سے چل کر واپس گئیں۔

عیسائی مبلغوں نے ۸ سے ۱۲ نومبر تک پینٹو گراؤنڈ وارث شاہ فیصل آباد میں بھی اسی قسم کے اجتماعات منعقد کئے اور اس کی تشہیر کے لئے اخبارات میں اشتہارات بھی دیئے گئے یہاں یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ لاہور سے شائع ہونے والے نظریہ پاکستان کی علمبرداری کا دعویٰ کرنے والے اخبار میں بھی یہ اشتہار شائع ہوئے۔

عیسائی مبلغین کے یہ اجتماعات ملک بھر میں حکومت پاکستان کی اجازت سے منعقد ہو رہے ہیں حکومت کے ساتھ ساتھ دینی جماعتوں اور علمائے کرام نے بھی ان اجتماعات سے چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے۔

پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنا کر اسے ایک عیسائی ریاست میں تبدیل کرنے کا عیسائی منصوبہ اب کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا موجودہ حکومت میں این جی اوز کے عمل دخل کی وجہ سے عیسائی مشنریوں کو پاکستان میں کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا ہے مسلمان ممالک کے خلاف عیسائی مشنریوں کی سازش کے حوالے سے اسلامی ممالک کی مشترکہ سیکرٹ سروس کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ'' البانیہ یورپ کا غریب ترین اسلامی ملک ہے' جسے اشتراکیوں کے پنجے سے رہائی ملنے کے بعد عیسائیوں کے قبضے میں دینے کی سازشوں کا منصوبہ سامنے آیا'' بوسنیائی مسلمانوں کے خلاف عیسائی قوتوں کی وحشیانہ کارروائیوں کے بعد دنیا نے عیسائیوں کے مقاصد دیکھ لئے ہیں اس وقت پاکستان اور ایران امریکی اور یورپی عیسائی قوتوں کا سب سے بڑا لیکن مشکل ترین ٹارگٹ ہیں ایران کو وہ براہ راست سیکرٹ سروس اور جنگی حکمت عملی کے ذریعے تباہ کرنا چاہتے ہیں جب کہ پاکستان

کو سیکولر اسٹیٹ بنا کر اسے مکمل عیسائی ریاست بنانے کے منصوبے پر انتہائی منظم اور خفیہ طریقہ سے عمل ہو رہا ہے اس سلسلہ میں برطانیہ ان عیسائی تنظیموں کے رابطہ کا اہم مرکز ہے یہ وہی برطانوی سامراج ہے جس نے اپنی اسلام دشمنی کی تسکین کے لئے مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کو جنم دیا جس طرح روسی سامراج نے خلیج میں بہائی مسلک کی بنیاد ڈالی اسی طرح برطانوی سامراج نے برصغیر میں قادیانی مذہب کی بنیاد رکھی اور سوڈان میں مہدیت کا فتنہ کھڑا کیا اور اب پاکستان میں بالواسطہ اور بلاواسطہ مذہبیت کو ختم کر کے پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے اور پاکستان کی نئی نسل کو عسیائیت میں داخل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے تاکہ مستقبل میں اس اسلامی ریاست میں عسیائیت کی تعلیم و تبلیغ کے لئے میدان ہموار ہو جائے اور ورلڈ آپریشن کا سب سے بڑا ٹارگٹ حاصل کر لیا جائے۔

افغانستان میں روس کی ذلت آمیز شکست اور کمیونزم کی بربادی کے بعد اسلامی بلاک کی تشکیل کا خوف اور جہادی تنظیموں کی جدوجہد سے عیسائی خطرہ محسوس کرنے لگے افغان جہاد میں روس کی شکست کے بعد بین الاقوامی عیسائی قوتوں نے ذیل میں مذکورہ چار نکاتی ایجنڈا کی تکمیل کے لئے ''ورلڈ آپریشن'' شروع کیا ہوا ہے اور اس آپریشن کے لئے مغربی ممالک اور عیسائی تنظیموں نے اربوں ڈالر کے فنڈز مختص کر دیئے ہیں ان کا چار نکاتی ایجنڈا یہ ہے:

(۱) اٹھو اور دنیا پر غلبہ حاصل کر لو۔

(۲) مسیح کے لئے اسلام کو فتح کرو۔

(۳) مسلمانوں کو سیکولر بنا کر عیسائیت میں داخل کرو۔

(۴) مسلمانوں میں باہمی تفرقہ ڈال کر ''لارنس آف عربیہ'' جیسے کردار پیدا کئے جائیں۔

پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ

ایک رپورٹ کے مطابق ۸۶-۱۹۸۵ء میں امریکی، برطانوی اور سنگاپور کے

عیسائی ماہرین پر مشتمل وفد نے پاکستان کا دورہ کر کے پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کے لئے فضا اور حالات کا جائزہ لیا بعد ازاں برطانیہ، سنگاپور، امریکہ اور دنیا بھر میں کرسچن ورلڈ کے دفاتر کو آگاہ کیا گیا کہ مسلمان ممالک میں سے پاکستان عیسائیت کے لئے موزوں ترین ملک ہے۔

پاکستان کا دورہ کرنے والے عیسائی ماہرین نے اس وقت پاکستان کی آبادی ۹ کروڑ ۹۲ لاکھ اور پاکستان میں شیعہ مسلک کو کل آبادی کا ۲٪ فیصد ظاہر کیا رپورٹ میں پاکستان میں عیسائی آبادی آٹھ لاکھ اور اتنے ہی افراد کو مختلف صورتوں میں عیسائیت سے وابستہ بتایا گیا۔

اس وقت پاکستان میں عیسائی مشنری ادارے انتہائی منظم انداز میں مصروف عمل ہیں پاکستان یونین آف سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹس، سالویشن آرمی، عیسائی ممالک کی امداد سے چلنے والی این جی اوز، پاکستان میں یورپ کے نمائندے، پادری، بشپ، سالویشن آرمی کے ریٹائرڈ افراد، خفیہ براڈ کاسٹنگ سینٹرز، سکرپچر یونین اور بائبل سوسائٹی "ورلڈ آپریشن"، کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہیں آج سے تین سال قبل یہ اطلاعات بھی منظر عام پر آئی تھیں کہ انٹرنیشنل کرسچن تنظیمیں پاکستان یونین آف سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹس کو کروڑوں ڈالر کی امداد دے رہی ہیں پاکستان میں اس کا ہیڈ کوارٹر ٹھوکر نیاز بیگ سے ملتان روڈ پر سولہویں کلومیٹر پر واقع ہے۔ Pakistan union of seventh-day Adventists کے وسیع و عریض احاطے پر مشتمل ہیڈ کوارٹر کو ایڈونٹ پورہ Advent Pura کا نام دیا گیا یہاں مسلمانوں کا داخلہ تو در کنار عام عیسائیوں کا داخلہ بھی ممنوع ہے یہاں پر عیسائیت کے فروغ کے لئے آنے والی امداد، آڈیو ویڈیو کیسٹیں پورے ملک میں تقسیم کی جاتی ہیں بعض مصدقہ ذرائع یہ انکشاف بھی کرتے ہیں کہ یہاں پر موبائل براڈ کاسٹنگ سسٹم بھی موجود ہے جہاں سے ریڈیو کی مخصوص فریکوئنسی پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ اور عیسائیت کی تبلیغ کے لئے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں ایک اور رپورٹ کے مطابق پاکستان ریڈیو پر اکثر اوقات فیبا ریڈیو کی

نشریات سنی جاتی ہیں رپورٹ میں فیبا ریڈیو کے لئے کام کرنے والے بریگیڈیئر ریٹائرڈ ڈبی کے مسیح کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ مذکورہ ریڈیو راولپنڈی کے علاوہ پاکستان کے ایک اور نامعلوم مقام سے بھی عیسائیت کو فروغ دینے کے لئے سرگرم عمل ہے۔

پاکستان میں مسلمانوں کو مرتد کر کے عیسائی بنانے کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے چند سال پہلے اعجاز زیدی نامی ایک بزرگ (جو کافی عرصہ میانوالی میں مقیم رہے) عیسائیت قبول کر کے اپنے آپ کو عیسائیت کے فروغ کے مشن کے لئے وقف کر چکے ہیں عیسائی مشنریوں نے امریکی سی آئی اے کی سرپرستی میں ایران سے تعلق رکھنے والے ان افراد کو بڑی تعداد میں عیسائی بنایا ہے جو ایران میں شاہ کے حامی تھے اور انقلاب ایران کے بعد ہجرت کر کے بڑی تعداد میں پاکستان سمیت مختلف ممالک میں آباد ہو گئے تھے پاکستان میں ڈومینیکن سینٹر Dominican Centre کی جانب سے لاہور کے نیو گارڈن ٹاؤن میں بھی عیسائیت کے فروغ کے لئے ایک ادارہ کام کر رہا ہے اس ادارے کا نعرہ ہے کہ اٹھو اور دنیا پر غلبہ حاصل کر لو اس ادارے کی سربراہی پاکستان میں پوپ کے نمائندے کے پاس ہے۔

پاکستان کے ساتھ ساتھ دیگر اسلامی ممالک میں بھی عیسائی مشنری ادارے سرگرم عمل ہیں اس سلسلہ میں عراقی کردستان، وسطی ایشیائی مسلم ریاستیں، البانیہ، بنگلہ دیش اور افغانستان ان کے خصوصی اہداف میں شامل ہیں اطلاعات یہ بھی ہیں پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کی حکومت ان چالیس تعلیمی اداروں کو عیسائی مشنریوں کے حوالے کرنے پر رضامند ہو گئی تھی جو ۱۹۷۰ء میں علماء اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے مطالبے پر قومی تحویل میں لئے گئے تھے پاکستان کی نظریاتی اساس پر عیسائیوں کا حملہ شروع ہو چکا ہے عیسائی مشنریوں کو برطانیہ اور امریکی سی آئی اے کی بھرپور سرپرستی اور اعانت حاصل ہے بدقسمتی سے یہ سرگرمیاں ان ''مسلح افواج'' کی حکومت میں عروج پر ہیں جو ہماری جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی یکساں محافظ ہیں اور جن کا ماٹو ہے ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ۔

ملک کے طول وعرض خصوصاً پنجاب بھر میں شفائیہ اجتماع کے نام پر مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کھلم کھلا سرگرمیوں کے خلاف مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی محمد جمیل، مولانا دین محمد، قاری فیاض الرحمٰن، مولانا سعید شیر کوٹی، نے اہم کردار ادا کیا۔

اسلامی ممالک میں عیسائیت کے فروغ کے لئے مل جل کر کام کر رہے ہیں

پاکستان میں بہت سے عیسائی فرقے تبلیغی جدوجہد میں مصروف ہیں ان میں سے اکثر فرقوں نے اپنے اپنے علاقے ''دوستانہ مراسم'' کے تحت بانٹ رکھے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں کہ باوجود عقائد اور مسلک کے اختلاف کے ان جغرافیائی حدود میں دخل اندازی نہیں کرتے پاکستان میں جو عیسائی فرقہ رومن کیتھولک ہے جس کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اس کلیسا یا فرقہ کو ہر زمانہ کے تمام لوگوں کو عیسائی تعلیمات سکھانے پر مامور کیا ہے اس کے اعلیٰ مذہبی پیشواء کو پوپ کہتے ہیں جو ویٹیکن سٹی (اٹلی) میں قیام پذیر ہے یہ خود کو حضرت عیسیٰ کا نائب تصور کرتے ہیں اس طرح موجودہ پوپ جان پال دوئم دوسو ۲۶۶ ویں پوپ ہیں ان کی ہولی سٹی کے نام سے علیحدہ ریاست ہے جو اپنے سفیر دنیا کی مختلف حکومتوں میں مقرر کرتی ہے۔

یہ فرقہ بھی تثلیث، الوہیت مسیح، موروثی گناہ کا قائل ہے اور بائبل کی ۷۲ کتابوں کو الہامی تصور کرتا ہے جب کہ دوسرے فرقے بائبل کی ۶۶ کتابوں کو الہامی اور باقی کو جعلی سمجھتے ہیں۔

رومن کیتھولک فرقہ نے ۱۸۴۲ء میں صوبہ سندھ میں اپنی تبلیغی جدوجہد کا آغاز کیا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ انگریز حکومت نے سندھ کو بزور شمشیر فتح کر لیا تھا ان کوششوں کے نتیجہ میں ۱۸۶۰ء میں سندھ کے کچھ افراد نے عیسائیت قبول کر لی۔ ۱۸۵۳ء میں یہ پنجاب کی طرف بڑھا اور لاہور میں اپنا پہلا مرکز قائم کیا ۱۸۸۰ء تک رومن

کیتھولک لاہور میں ایک مشنری اسٹیشن اورلڑکیوں کا یتیم خانہ قائم کر چکے تھے اسی طرح سیالکوٹ میں ۱۸۸۹ء میں ان کی چھ مشنریاں کام کرنے لگیں۔

۱۸۹۲ء میں انہوں نے چناب کینال کالونی کے علاقہ میں ایک سو ۵۷ ایکڑ پر "مریم آباد" نامی ایک بستی آباد کی جو بعد میں سات سو ایکڑ پر پھیل گئی ا سال ان کا تبلیغی کام پنجاب کے نچلے طبقے کے افراد میں تیزی سے پھیلنے لگا۔ ۱۸۸۳ء میں عیسائی مشنریاں کوئٹہ تک پہنچ گئیں اور کوئٹہ میں ۱۹۳۵ء کے زلزلہ سے قبل ان کے دو اسکول کام کر رہے تھے انہوں نے ۱۹۳۸ء میں فورٹ سینڈیمن کے علاوہ سبی، چمن، مچھ، لورالائی اور پشین تک رسائی حاصل کر لی تھی۔

اس فرقہ نے بھی دوسرے عیسائی فرقوں کی طرح اپنی تمام تر توجہ پست اقوام اور مفلس خاندانوں اور قبیلوں کی طرف مبذول رکھی ۱۹۳۵ء میں ایک ہزار سے زائد افراد جو کہ پنجاب سے آئے تھے اور جن کا تعلق پست اقوام سے تھا کراچی کے علاقہ لیاری میں آباد ہو گئے تھے انہیں عیسائی بنایا گیا اسی طرح حیدر آباد میں بھی ۱۹۵ افراد کو بپتسمہ دیا گیا۔

۱۹۳۶ء میں عیسائی مشنریوں نے نواب شاہ کے بھیلوں میں اپنا کام شروع کیا اور اس شہر میں ایک اسکول اور ایک چرچ قائم کیا اس کے علاوہ ایک زرعی فارم اور ایک فیئر پرائس شاپ بھی قائم کی اس طرح عیسائیت کے دائرے کو وسیع کیا اس کے بعد یہ مشنریاں سانگھڑ کی طرف متوجہ ہوئیں اور وہاں اپنا اثر و رسوخ قائم کیا عیسائی مشنریاں زیادہ تر مفلس خاندانوں اور نچلے طبقہ کے افراد اور دیہاتوں میں سماجی اور فلاحی کاموں کے سہارے عیسائیت کو پھیلاتی رہی ہیں۔

۱۹۴۴ء میں ماتلی کے کولیوں کو عیسائی بنایا گیا اور تین برس کے اندر اندر یہ کام انجام دیا۔

پاکستان عیسائیت کے لئے کھلا میدان

اسلامی جمہوریہ پاکستان، مسیحی مبلغوں کے لئے لقمہ تر ثابت ہوا ہے یہاں ان

کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی کھلی اجازت ہے اتنی آزادی ان کو بھارت میں بھی نہیں ''سیکولر بھارت'' میں تو ان کی کوششوں کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی۔

بھارت میں مشنریوں کی سرگرمیاں جب حد سے بڑھیں اور رائے عامہ نے ان کے خلاف احتجاج کیا تو ایک تحقیقی کمیٹی کا قیام عمل میں آیا اس نے ۷۷ عیسائی مراکز کا معائنہ کیا اور گیارہ ہزار تین سو ساٹھ افراد سے رابطہ کیا اس کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مشنری یہاں کے باشندوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کے لئے حسب ذیل طریقے استعمال کرتے ہیں۔

''اپنے مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو مفت تعلیم کے ساتھ عیسائی لڑکیوں سے شادی کراتے ہیں اور دوسری سہولتیں دیتے ہیں' ادھار دیتے ہیں' اسپتالوں میں مسیحی لٹریچر تقسیم کرتے ہیں اور وہاں پر داخل شدہ مریضوں کے سامنے عبادت کرتے ہیں گھریلو معاملات میں دخل اندازی اور مقدمہ بازی میں مدد کرتے ہیں چھوٹے بچوں اور عورتوں کا اغوا ان کا وطیرہ ہے مزدوروں کی بھرتی عیسائی عقیدہ کے پراپیگنڈہ کے لئے کرتے ہیں''

(تحقیقاتی رپورٹ عیسائی مشنری سرگرمیوں کے بارے میں' حکومت مدھیہ پردیش' ناگ پور بھارت' ۱۹۵۶ء' ص۔۱)

تاہم پاکستان میں انہیں کسی قسم کی پابندی کا سامنا نہیں ہے ڈاکٹر گلین ریڈ'' سوڈان میں یونائیٹڈ پریسبائرین مشنری تھا' وہ پاکستان آیا تو یہاں مشنریوں کی آزادانہ اور بلا روک ٹوک تبلیغ دیکھ کر پکار اٹھا'' اس نے کبھی ایسی مملکت نہیں دیکھی جہاں عیسائی تبلیغ عیسائیت میں اتنے آزاد ہوں جتنے پاکستان میں ہیں''

(Un- printed report of the secretry of pakistan mission dated 30-3-1955)

مشہور مسلم دشمن امریکی مشنری گلوراپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''کسی بھی دوسرے ملک میں عیسائی مشنری اتنی آزادی سے عیسائیت کا کام

نہیں کرسکتا جتنا پاکستان میں۔ کھلے بندوں تبلیغ عیسائیت ایک عام بات ہے اور مجمع جمع کرلینا دشوار نہیں بہت سے مشن اسپتالوں کے وارڈوں کے اندر تبلیغ عیسائیت باقاعدہ پروگرام کے تحت ہوتی ہے بیرونی مریضوں کے درمیان بھی بلاناغہ تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں مسلمانوں میں انجیل اوراس کی تعلیمات کو پھیلانے کی کوششیں تیزتر ہورہی ہیں''

(Glover Robet haall the progress of World wide Missions New york 1960 P 89-93)

انجلیکن چرچ لاہور کی خادمہ دین (John dickerson) نے اپنے ہیڈکوارٹر کو پاکستان میں عیسائیت کے فروغ کے بارے میں یہ رپورٹ دی:

''بڑے گرجے میں نہایت کامیاب سروسز (عبادتی اجتماعات) ہوتے ہیں خاص طور پر کرمس کے وقت' مسیحیت کی ترقی کی اور بہت سی علامات ہیں لیکن مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو یہ کم ہیں میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ اڑکر پہنچوں اور آپ کو رپورٹ دوں کہ کس قسم کی زندگی پاکستان میں پسند کی جاتی ہے۔اور بغیر کسی رکاوٹ کے اس مسلمان ملک میں اور کتنے بڑے مواقع ہم کو پیش کئے جاتے ہیں اگر آپ واقعی طور پر سمجھیں تو آپ یقیناً ہماری مقدور بھر مدد کی کوشش کریں گے''

(S.R.G Review of the years work 1958-59 P34)

صرف ۱۹۵۷ء میں آٹھ ہزار پاکستانی مسلمانوں کو بپتسمہ دیکر عیسائی بنایا گیا ہے۔

انجلیکن چرچ کی تبلیغ عیسائیت میں تیز رفتاری

یہ فرقہ پوپ اور انگلستان کے بادشاہ ہنری ہشتم (۱۴۹۱۔۱۵۴۷) کے درمیان کشمکش کے نتیجہ میں قائم ہوا ہنری نے پوپ کے اختیارات کو چیلنج کرتے ہوئے خود کو انگلستان کے چرچ کا سربراہ اقرار دیا تھا ہنری چاہتا تھا اپنی بیوی کیتھرائن کو طلاق دیدے مگر پوپ کی اجازت کے بغیر طلاق نہیں ہوسکتی تھی اور پوپ نے اس کی اجازت نہیں دی نتیجہ یہ ہوا کہ ہنری نے اپنے ملک کو پوپ کی بالادستی سے علیحدہ قرار دیکر نئے فرقہ یا کلیسا

کی بنیاد رکھی ایڈورڈ ششم اور الزبتھ کے زمانہ حکومت میں اس فرقہ کی عبادات وتعلیمات میں مزید تبدیلیاں ہوتی گئیں انہوں نے صرف بائبل کو عقائد کا سرچشمہ قرار دیا عشائے ربانی میں حضرت عیسیٰ مسیح کی حقیقی موجودگی سے انکار کیا مقدس مریم اور دیگر ولیوں سے دعائیں مانگنے کو بت پرستی قرار دیا اس فرقہ کے بعد میں کئی فرقے بنے۔ مثلاً ابو نجیلیکل، اپس کوپل متھوڈسٹ وغیرہ اور پھر یہ فرقے بھی کئی اور ذیلی فرقوں میں تقسیم ہوئے انگلستان میں کئی سالوں تک یہ ہوتا رہا کہ اگر کوئی رومن کیتھولک حکمران برسراقتدار آتا تو وہ پروٹیسٹنٹوں پر مظالم کے پہاڑ توڑتا اور جب کوئی پروٹیسٹنٹ حکومت کی باگ ڈور سنبھالتا تو رومن کیتھولکوں کو نا قابل بیان جور وتعدی کا نشانہ بناتا۔

اس فرقہ نے پاکستان میں کراچی سے ۱۸۵۰ء میں اپنے کام کا آغاز کیا جو ۱۸۵۴ء میں پشاور تک وسیع ہو گیا ملتان وحیدر آباد میں ۱۸۵۶ء نارروال میں ۱۸۵۹ء سکھر میں ۱۸۶۷ء کلارک آباد میں ۱۸۷۳ء اور کوئٹہ میں ۱۸۸۶ء تک اس کی مساعی پھیل گئی اس وقت تک کے تمام مشنوں سے زیادہ تیزی وسرعت سے تمام ملک میں اس نے اپنے اسٹیشن قائم کر لئے۔

اولین پینتیس برسوں یعنی ۱۸۸۵ء تک اس فرقہ کی تبلیغی کوششوں کی دو خصوصیات رہیں (۱) شہری علاقوں میں انجیل اور اس کے اجزا کی تقسیم اور (۲) عیسائی اداروں کا کثرت سے قیام اسکول واسپتال تقریباً ہر بڑے مشن اسٹیشن پر قائم کئے اس طرح تبلیغ انجیل کی کوششوں کو نوجوانوں، تعلیم یافتوں اور اونچی ذات کے لوگوں پر مرتکز کیا کیونکہ یہ لوگ ہی ان کے اسکولوں میں داخلہ لے سکتے تھے اور ان کے تقسیم کردہ لٹریچر کا مطالعہ کر کے متاثر ہو سکتے تھے اسٹاک بیان کرتا ہے کہ مشن کے کرتا دھرتا اس بات کے قائل ہو گئے تھے کہ پورے ہندوستان کو یسوع مسیح کے قریب لانے کے لئے ان چند تعلیم یافتہ لوگوں کو جیتنے کی ضرورت ہے جو فطری طور پر اس ملک کے لیڈر بن سکتے تھے اس لئے ضروری ہے کہ پہلے ان کے پرانے مذہبی عقائد کو ہمارے تعلیمی اداروں کے ذریعہ بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا جائے۔

رابرٹ کلارک نے بڑے واضح انداز میں ان اسکولوں کے قیام کے مقصد کو چرچ مشنری سوسائٹی کی ''لاگ بک'' حیدرآباد میں مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۸۳ء کو ان الفاظ میں لکھا:

''ہمارے بڑے مرکزی مشن اسکولوں کو ہر جگہ بڑی قابلیت وقوت کے ساتھ قائم کرنا چاہیئے سچائی کے قطروں کے مسلسل بہاؤ سے تعصب اور غلطی کے پتھر آخرکار بہہ جائیں گے اور ہندوازم محمڈنزم کا مکمل ڈھانچہ بلآخر ریزہ ریزہ ہوجائے گا''

پادری کلارک کو پنجاب میں ۱۸۴۹ء میں چرچ مشنری سوسائٹی کی طرف سے اس علاقہ کے لئے پہلا مشنری مقرر کیا گیا تھا اس کا استقبال (لندن سے آمد کے موقعہ پر) خود برطانوی حکومت کے اعلیٰ افسروں ہنری لارنس اور جان لارنس نے کیا تھا اس نے اسکردو' لداخ' تبت وغیرہ تک انجیلیں اور لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے دورہ کیا اس کے بعد اسے خاص طور پر پشاور بھیجا گیا' جہاں اس نے اس عزم کے ساتھ مشن قائم کیا کہ:

''یہ مشن صرف مدافعت کے لئے ہی نہیں بلکہ حملہ کے لئے بھی ہوگا اور اس مشن سے عیسائی تعلیمات ایران اور وسطی ایشیا تک پہنچائی جائے گی''

انجلیکن چرچ نے اعلیٰ ذاتوں کے لوگوں پر محنت کے ساتھ ساتھ ۱۸۸۵ء سے چوڑھوں پر بھی توجہ کی یہ وہ زمانہ تھا کہ دوسرے فرقے یونائیٹڈ پریس بائی میٹرین کی چوڑہ مہم زوروں پر تھی اور کئی ہزار چوڑھوں کو عیسائی بنالیا گیا تھا انہیں گرجا میں داخلہ کی اجازت دی گئی لیکن شرائط عائد کردی گئیں تھیں کہ وہ مردار اور دوسروں کا جھوٹا نہ کھائیں اور غیر عیسائی چوڑھوں میں شادی نہ کریں ایک مشن کانفرنس میں اس کے مشنری گورڈن (جس کے نام پر مشہور گورڈن کالج ہے) پر اعتراض بھی کیا گیا تھا کہ اس اجازت سے اونچی ذات کے ہندو کلیسا میں نہیں آئیں گے لیکن پادری برکت اللہ لکھتا ہے کہ بعد میں عملی طور پر یہ اعتراض غلط ثابت ہوں۔

اس فرقہ نے ۱۹۱۱ء تک صرف پنجاب میں (۲۲۹۲۴) افراد کو اپنا ہم عقیدہ بنالیا تھا اس سے قبل نیو کینل کالونیوں کو بسانے کی مہم شروع ہوچکی تھی چنانچہ لاہور کے

نزدیک کلارک آباد نام کی بستی قائم کی گئی اسی طرح عیسائی بستیاں جھنگ وغیرہ کے علاقوں میں منٹگمری والا عیسیٰ نگری (بیٹ مین آباد) کے نام سے آباد کی گئیں۔

چوڑھوں کے علاوہ انجلیکن چرچ نے پست کردہ اقوام کو بھی گلے سے لگایا چنانچہ سندھ کے علاقہ کے سات قبیلوں نے ان کی تعلیمات کو قبول کرلیا۔ ۱۹۲۵ء میں میر پور بٹارو میں ایک اسکول اور ایک گرجا تعمیر کیا گیا اس طرح کرائیسٹ چرچ کراچی نے چینسر گوٹ (کراچی) میں رہنے والے وگاری قوم کے (۱۲۶) افراد کو بپتسمہ دیا کچی کوہلی قبیلہ کے سردار بجاں نے اپنے خاندان سمیت ماتلی میں عیسائیت قبول کرلی۔ ۱۹۵۲ء میں ویسٹ پاکستان کرسچین کونسل نے تعاون کے طور پر ایک مہینہ کے لئے مختلف فرقوں کے سولہ مشنریوں اور اٹھارہ پاکستانی کارکنوں کو کچی کوہلی قبیلہ میں تبلیغ عیسائیت کی اجتماعی مہم کے لئے اس فرقہ کے دیسی بشپ چندورائے کے حوالہ کیا باوجودکہ انمیں سے کوئی بھی کچی کوہلیوں کی نہ عادات کو اور نہ ثقافت کو اچھی طرح جانتا تھا حتی کہ ان کی زبان بھی صحیح طور پر نہیں سمجھتا تھا اس پر بھی اس مہینہ کی مہم میں چودہ گاؤں نے بپتسمہ کی درخواست کی تھی کچی کوہلی کے بعد میواسی کوہلی، بھیل، پارکری کوہلی، تھاراوری کوہلی قبائل میں عیسائیت کا پرچار کیا میر پور خاص، بدین، ٹنڈو محمد خان، عمر کوٹ کے علاقوں میں سینکڑوں کو بپتسمہ دیا۔ ۱۹۶۸ء میں یعنی اس فرقہ کے کام کے آغاز کے ایک سو اٹھارہ برس میں اس کے ممبروں کی تعداد ایک لاکھ گیارہ ہزار ہوگئی تھی۔

کیا پاکستان، عیسائی ریاست ہے؟

''کراچی (کامرس رپورٹر) نومسلم خاتون ناصرہ شریف نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ میرے بچوں کو عیسائیوں کے منفی عزائم سے بچایا اور بچوں کو تحفظ فراہم کیا جائے وہ کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کررہی تھیں ناصرہ شریف نے کہا کہ عیسائی مجھے ۲۳ سال قبل اسلام قبول کرنے کی سزا دے رہے ہیں اب انہوں نے میری دو بیٹیوں کو عیسائی بنا کر ان کی شادی عیسائی نوجوانوں سے کردی ہے انہوں نے کہا کہ عیسائی مشنری فلاحی اداروں کے نام پر کھلے عام تبلیغ کررہے ہیں اور مسلمان ان

کے عزائم سے بے خبر باہم الجھے ہوئے ہیں مسز ناصرہ نے کہا کہ میں نے بے شمار جاننے والے مسلمانوں کو اپنے واقعات سنائے لیکن مسلمان بھائیوں نے میری مدد کرنے کے بجائے مجھے عیسائی مشنریوں کی طاقت سے ڈرانا شروع کر دیا ہے انہوں نے کہا کہ اس شہر اور ملک میں میری کوئی مدد کرنے والا نہیں شوہر نے مجھے چھوڑ دیا ہے میرا گھر لٹ گیا ہے انہوں نے تمام مسلمان بھائیوں سے اپیل کی کہ وہ اللہ کے نام پر میری مدد کریں۔''

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶/ دسمبر ۱۹۹۴ء)

حساس اور درد مند مسلمانوں کو یہ فریاد یاد ہوگی جو تقریباً چار ماہ قبل شائع ہو چکی ہے اس نومسلم خاتون کی فریاد ہم سب کے لئے بہت فکر انگیز ہے' حالیہ چند برسوں سے وطن عزیز میں عیسائی مشنریوں اور تنظیموں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں اور ملک گیر پیمانے پر انکے احتجاج و مظاہرے اور ناموس رسالت آرڈیننس کے بارے میں ان کے شر انگیز بیانات ہم سب کے لئے بہت ہی فکر مندی کی بات ہے' ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ حالیہ برسوں میں توہین رسالت کے کئی شرمناک واقعات پیش آئے' مگر تادم تحریر کوئی ملزم کیفر کردار کو نہیں پہنچا۔

ناقص و فرسودہ عدالتی نظام اور مغرب زدہ مسلمانوں کے شور و غوغا اور مغربی ممالک کے سفارتی ہتھکنڈے ہر بار توہین رسالت کے مجرم کو سزا سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں' اس تمام صورت حال میں ہماری حکومت کا کردار بہت افسوسناک رہا ہے اس بارے میں تازہ واقعہ سلامت مسیح اور رحمت مسیح کا ہے' جن کو لاہور ہائی کورٹ نے چند دنوں کی سماعت کے بعد بری کر دیا اور یہ دونوں مجرم ملک سے فرار ہو کر جرمنی پہنچ گئے باشعور مسلمانوں سے ہماری پر زور گزارش ہے کہ وہ عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں سے غفلت نہ برتیں کہ مسلم قوم نے غفلت و سادہ لوحی کی وجہ سے ماضی میں بہت نقصانات اٹھائے ہیں۔

ہمارے ملک میں یہ عیسائی تنظیمیں کیا گل کھلا رہی ہیں اور مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے میں کس سرگرمی سے مصروف ہیں یہ ایک مستقل کتاب کا موضوع

ہے اگر اللہ نے چاہا تو بہت جلد ایک کتاب باعنوان ''پاکستان میں عیسائی مشنریوں کے عزائم'' منظر عام پر آئے گی۔

مسلم قوم کی بقاوفلاح اور کامیابی وکامرانی دوراندیشی' اتحادواتفاق اور دینی تعلیمات پر عمل میں مضمر ہے' ان اصولوں پر ہماری کامیابی کی راہیں کھولتا ہے' اور ان سے فرار نقصان وبربادی کا سبب بنتا ہے' جیسا کہ مسلمانوں کی تاریخ سے واضح ہے''

ایک کلمہ گو کا اپنی ذاتی زندگی اور فکر معاش میں منہمک ہوکر اجتماعی زندگی سے یکسر غافل ہوجانا نامناسب وناپسندیدہ روش ہے ساتھ ہی کلمہ حق کی سربلندی اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت ہر باعمل مسلمان کی پہچان وامتیازی نشان رہی ہے۔

یہودونصاری ہمارے ازلی دشمن ہیں' ان کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام سے شدید نفرت وبغض ہے' صلیبی جنگیں اس کا واضح ثبوت ہیں اور آج کے یہودونصاری کا اسلام سے بغض ونفرت دریدہ دھن اور گستاخ رسول ملعون سلمان رشید اور تسلیمہ نسرین کی پشت پناہی کی صورت میں صاف جھلکتا ہے دین حق کی سربلندی اور کفر واہل کفر کی پستی کے لئے جہاد فرض کیا گیا ہے' ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اس جذبہ جہاد کو پروان چڑھائیں' دین حق کی ہر کوشش میں بقدر ہمت شریک ہوں اور بطور خاص اپنے ملک پاکستان میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے مقدور بھر جدوجہد کریں۔

اس ملک میں جو صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا' اسلام دشمن عناصر اپنے مکروہ ومذموم ارادوں میں مصروف عمل ہیں مگر ہم ہیں کہ غافل وبے خبر اپنی دنیا سنوارنے سے ہی فرصت نہیں۔

کراچی میں عیسائیوں کی سرگرمیاں

کراچی سے شائع ہونے والے معاصر ''ہفت روزہ تکبیر'' میں تفصیلی رپورٹ جو مسلسل تین شماروں میں شائع ہوئی ہے چند جملے درج ذیل ہیں۔

(۱) کراچی پر عیسائیت کی یلغار' نوجوان مسلم لڑکیاں خصوصی ہدف ہیں۔

(۲) ۱۵ مشنری اداروں کی زیر نگرانی کراچی شہر میں ۱۵۰ مراکز کام کررہے

ہیں۔

(۳) ترک منشیات کے اداروں میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ نشہ بازوں اور ان کے اہل خانہ کو عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

(۴) کراچی میں عیسائی مشنری کا اہم ہدف لیاری کے بلوچ ہیں کینیڈا کا ایک شہری لیاری یونٹ کا انچارج ہے بظاہر یہ شخص پادریوں کو تربیت دینے والے کالج کا پروفیسر ہے' مگر اب تک ۱۷ افراد کو عیسائی بنا چکا ہے۔

(۵) برطانوی شہریت کی حامل ایک خاتون بظاہر ٹرینٹی گرلز اسکول کی سینئر ٹیچر ہے مگر اس کا اصل کام خواتین میں عیسائیت کی تبلیغ کی ذمہ داری ہے' یہ اب تک اپنی کوششوں سے درجنوں غریب لڑکیوں کو عیسائی بنا چکی ہے

(۶) صرف دسمبر ۱۹۹۲ء میں کراچی کے ۵۰ سے زائد مسلمانوں نے عیسائیت قبول کی جب کہ پورے سال ۹۲ء میں عیسائیت قبول کرنے والے افراد کی تعداد ۶۰۰ ہے۔

(۷) کراچی میں عیسائیت کی تبلیغ کے درجنوں خفیہ مراکز قائم ہیں' یہ مراکز بظاہر کسی دوسرے کام کی غرض سے قائم ہیں اور اکثر فلاحی اداروں کے روپ میں کام کر رہے ہیں پس پردہ عیسائیت کی تبلیغ ہے۔

(۸) کراچی میں ایمپریس مارکیٹ میں ۸۷ این ون فریئر اسٹریٹ ای ایل ایس کے نام سے کرسچین کتابوں کی دوکان ہے جو پوری دنیا میں عیسائی لٹریچر تقسیم کرنے والے ایک بڑے نیٹ ورک کا حصہ ہے' جس کا دفتر لندن میں ہے۔

(ہفت روزہ ''تکبیر'' ۲۸ جنوری و ۴ جنوری ۱۹۹۳ء)

درج بالا رپورٹ میں ممکن ہے کہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہو یا یہ کہ اعداد و شمار میں عیسائیوں نے اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے غلط رپورٹنگ کی ہو مگر اتنی بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ عیسائی مشنریز عیسائیت کی مردہ لاش کو جس تندہی سے اٹھائے اٹھائے پھر رہے ہیں' ہم مسلمان ان کے مقابلہ میں ایک زندہ جاوید مذہب اسلام کی

اشاعت میں اپنی کس قدر ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔

لہذا احساس و فکر مند مسلمانوں کو ہماری دعوت ہے کہ رد عیسائیت کے اہم کام میں تعاون و عملی جدوجہد کے واسطے درج ذیل پتے پر رجوع فرمائیں۔

مسیحی آبادی میں اضافہ دوران ۱۹۵۱_۱۹۸۱

۸ ۷۶ ۳۳۶

۲۰۲ فیصد

مسیحی آبادی اور اضافہ کا تناسب

صوبہ وار

صوبہ	۱۹۵۱ آبادی	۱۹۶۱ آبادی	اضافہ ۱۹۶۱_۵۱	۱۹۷۲ آبادی	اضافہ ۱۹۷۲_۶۱	۱۹۸۱ آبادی	اضافہ ۱۹۸۱_۹۲	اضافہ فیصد ۱۹۸۱_۵۱
پنجاب	۳۰۲۶۱۷	۵۲۲۷۳۰	۳۰فیصد	۷۸۶۳۹۳	۵۰فیصد	۱۰۶۱۰۳۷	۳۵فیصد	۹۶۳
سندھ	۲۲۶۰۱	۴۶۹۲۳	۱۰۸فیصد	۹۵۷۷۷	۱۰۳فیصد	۱۷۶۸۹۸	۸۴فیصد	۶۸۴
سرحد	۳۵۵۱	۷۴۶۳	۱۱۰فیصد	۱۲۳۷۰	۶۶فیصد	۳۸۵۸۳	۲۱۰ فیصد	۹۸۶
بلوچستان	۳۹۳۷	۴۶۶۴	۱۸فیصد	۹۶۳۰	۱۰۶فیصد	۲۰۱۳۱	۱۰۸فیصد	۴۱۱
اسلام آباد/ فاٹا و دیگر	۱۲۹۳	۲۰۹۶	۶۳فیصد	۳۵۸۰	۷۰فیصد	۱۳۷۷۷	۲۸۵فیصد	۹۶۵

باب نمبر ۶

ایشیاء میں عیسائیت کا مشن

وسط ایشیا میں عیسائیت کا فروغ

ہفت روزہ المسلمون کی ایک رپورٹ کے مطابق سابقہ سوویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والے ملکوں کی اکثر آبادی یوں تو مسلمانوں پر مشتمل ہے مگر تعجب خیز امر یہ ہے کہ وہاں پوری تیز رفتاری کے ساتھ عیسائیت کو فروغ دیا جا رہا ہے چونکہ ان ممالک میں آباد لوگوں نے ایک طویل عرصہ دین اور مذہب سے لاتعلق ہو کر گزارا جس کی وجہ سے یہ لوگ روحانی طور پر اپنے اندر ایک خلا محسوس کر رہے تھے آزادی کے فوری بعد اسی خلاء کو پر کرنے کی غرض سے مغربی ملکوں کی کئی ایک عیسائی تنظیمیں ان ملکوں میں سرگرم عمل ہو چکی ہیں عیسائیت کے علاوہ یہاں بدھ مت اور ہندو مت کے مبلغین بھی پہنچ چکے ہیں اور مسلمان مبلغین بھی موجود ہیں مگر ان کا کوئی شمار نہیں چونکہ عیسائی تنظیمیں نہایت منظم انداز میں اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ان علاقوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں آباد ہیں سرگرمی کے ساتھ عیسائیت کو پھیلانے میں مصروف ہیں اس سلسلے میں مقامی زبانوں میں بائبل کے علاوہ مختلف کتابیں اور لٹریچر مفت تقسیم کئے جا رہے ہیں اور اب حالات اس مرحلے پر پہنچ چکے ہیں کہ مقامی سادہ لوح مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد عیسائیت کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر عیسائی مذہب قبول کر چکی ہے عیسائی تنظیمیں ان نئے عیسائیوں کے ساتھ گروپ کی شکل میں مختلف شہروں اور دیہات کا دورہ کر رہی ہیں جہاں ویڈیو فلمیں، مذاکرات اور مختصر اجتماعات کے ذریعے لوگوں کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ عیسائیت ہی حق پرست جماعت ہے نیز وسط ایشیاء کے ان ملکوں میں کئی ایک نئے گرجا کھولے جا چکے ہیں خصوصاً قازقستان اور تاشقند کے ان

علاقوں میں جہاں مسلمان، اکثریت میں آباد ہیں آئے دن نئے گرجاؤں کا افتتاح عمل میں لایا جارہا ہے۔

سوویت یونین کی ان ریاستوں میں عیسائیت کی بڑھتی ہوئی لہر پر مبصرین کا کہنا ہے کہ مقامی جدید حکومتیں اپنے تخت کو بچانے کی فکر میں اسلام اور اسلامی دعوت سے خوفزدہ ہیں چنانچہ ان ملکوں میں اسلامی دعوت اور تبلیغ کا کام کرنے والوں کو مشکوک سمجھا جاتا ہے ان کی ہر طریقہ سے حوصلہ شکنی کی جارہی ہے بلکہ بعض اوقات انقلاب اور بغاوت کے الزام میں انکو قید بھی کیا جاتا رہا ہے اور دوسری جانب یہی حکومتیں عیسائی تنظیموں کو تبلیغ کی کھلی چھوٹ دے رہی ہیں بلکہ ان کو حکومت کی جانب سے مختلف سہولتیں بھی پہنچائی جارہی ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ گزشتہ پانچ سال میں اب تک ان ملکوں میں دو عظیم بین الاقوامی عیسائی کانفرنسیں منعقد کی جاچکی ہیں اور اب تک مقامی لکھی جانے والی ۱۶۰ زبانوں میں بھی عیسائی تنظیموں کی جانب سے مبلغین کی جماعت تیار کی جارہی ہے جوان ملکوں کے دیہاتی علاقوں میں عیسائیت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

ایشیا

ملائشیا: ملک کی ''نسلی اقلیت'' نشانے کی زد میں

ذیل میں گیری برمبلیو کی وہ رپورٹ درج کی جاتی ہے جو پلس کے حالیہ شمارے میں شائع ہوئی۔

ملائشیا کی ''اسمبلیز آف گاڈ (Assamblies of God) اس ملک کا سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا چرچ ہے لیکن دنیا بھر کے ایونجلیکوں کی طرح اس کی تمام تر کامیابیوں اقلیتی لوگوں میں پائی جاتی ہیں اسمبلیز آف گاڈ کے سابق جنرل سیکریٹری اور تیلو کنتان میں تامل بائیبل کالج کے انتظامی پرنسپل جریاہ ابیل کا کہنا ہے کہ ملائی نسل کی اکثریت تمام کی تمام مسلمان ہے اور ان میں عیسائیت کی تبلیغ پر پابندی عائد ہے۔ ابیل اس بات کی توثیق کرتا ہے کہ ملائیوں میں کچھ کام ہورہا ہے لیکن اس کے

ساتھ ہی بہت سے مسائل جنم لے رہے ہیں'' اکتوبر ۱۹۸۷ء میں ملائشیا کے اندرونی حفاظتی ایکٹ کے تحت کم از کم ۱۰۶ عیسائیوں کو گرفتار کرلیا گیا یہ ایکٹ کسی شخص کو'' ملائشیا کی سلامتی کے خلاف کسی بھی انداز میں کام کرنے'' سے منع کرتا ہے گرفتار ہونے والوں میں مبلغ یشوا جمال الدین بھی شامل تھے جن پر'' ملائیوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے پروگرام میں ملوث ہونے'' کا الزام لگایا گیا یہ سب لوگ اب رہا ہو چکے ہیں ابیل کہتا ہے'' ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ بہت سے ملائی خفیہ طور پر عبادت کرتے ہیں لیکن اسمبلیاں اور اسٹیٹ کونسلیں ایسے قوانین منظور کر رہی ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم ملائیوں کا مذہب تبدیل نہیں کر سکتے'' مذہبی رکاوٹ کے علاوہ سماجی پہلو بھی ملائیوں میں تبلیغ کی راہ میں رکاوٹ ہیں ملائیوں کی ترجیحی حیثیت کو کینیڈا کے قدیم باشندوں سے تشبیہ دیتے ہوئے ابیل کہتا ہے کہ'' حکومتی اور تعلیمی اسامیوں پر خصوصی مراعات سے صرف ملائی فیض یاب ہو رہے ہیں'' جس کے نتیجے میں ۱۹۶۹ء میں نسلی مسائل نے جنم لیا آج بھی قانون کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت کثیر النسلی ہو۔ جب کہ اس کے برعکس سیاست کی ریڑھ کی ہڈی ابھی تک ملائی ہی ہیں۔ ملائی نسل ملکی آبادی کا ۵۹ فیصد ہیں چینی لوگ ۳۲ فیصد جب کہ شمالی انڈین یا انڈو ملائی لوگوں کی تعداد ۹ فیصد ہے۔

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی راہ میں حائل مشکلات میں اس وقت شدت پیدا ہوگئی جب حکومت نے ملائی بائبل پر پابندی عائد کردی ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حکام نے ترجمے پر قدغن لگادی کیونکہ اس میں گاڈ (GOD) کے لئے اللہ کا لفظ اپنایا گیا تھا۔ جسے مسلمان بلا شرکت غیرے اپنے لئے برتنے کا دعویٰ کرتے ہیں اب بائبل کا ملائی ترجمہ صرف چرچوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور صرف بائبل سوسائٹیاں ہی انہیں بیچ سکتیں ہیں ان رکاوٹوں کے باوجود آبیل کو یقین ہے کہ مسلمانوں میں کچھ نہ کچھ کام جاری رہے گا۔

اس نے بتایا'' اس کے لئے قربانیاں دینی پڑیں گی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے گا'' اس کے خیال میں'' دوسروں تک تبلیغ کا سب سے مؤثر ترین ذریعہ'' نو عیسائی

مسلمان' ہیں۔ لیکن انہیں بہت ہی محتاط رہنا ہوگا' گزشتہ سال ملائشیا کی پاہنگ اسٹیٹ اسمبلی نے ایک قانون پاس کر کے مرتد ہو جانے یا دیگر مذاہب کی تبلیغ کرنے والے مسلمانوں کے لئے جبری کوڑوں کی سزاؤں کو جائز ٹھہرادیا ہے۔ مجرموں کو ۵ ہزار ملائیشی ڈالر جرمانہ یا ایک سال تک قید یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں جو مسلمان اپنے مذہب سے مرتد ہوں انہیں تین سال تک جیل کی سزا ہو سکتی ہے ملائشیا کے غیر ملائیوں میں اسمبلیز آف گاڈ کے ۲۳۱ چرچ ہیں اگرچہ اے او جی کے سب سے مضبوط چرچ انگریزی ہیں لیکن ملائشیا کی دوسری سرکردہ اقلیتوں تامل بولنے والے انڈو ملائیوں جو ہندو ہیں اور چینی بدھوں کی مادری زبانوں میں نئے پادریوں کو تربیت دی جارہی ہے آئیل کا کہنا ہے کہ ان زبانوں میں پادریوں کی تربیت پر جو زور دیا جارہا ہے وہ قیادت تیار کرنے کے حالیہ پروگرام میں ایک نیا اضافہ ہے۔ جس کا اے او جی نے بڑے عرصے سے وعدہ کر رکھا تھا۔

آئیل نے یاد دلاتے ہوئے بتایا کہ ۷۰ء کے اوائل میں جب مشنریوں کے ویزوں پر پابندیاں شروع ہوئیں تو اے او جی نے احساس کرلیا کہ قیادت قوی ہونی چاہئے اور اس نے قیادت کی تربیت پر پہلے سے کہیں زیادہ زور دینا شروع کر دیا اس کے کچھ عرصے بعد تک مشنری دس سال تک قیام کی اجازت حاصل کر سکتے تھے لیکن آج کل مشنری ویزا تو تقریباً جاری ہی نہیں کیا جاتا۔

انہوں نے بتایا کہ اے او جی کی کامیابی کا راز بائبل کالج ٹریننگ کا آغاز اور مقامی لوگوں کو ہراول چرچوں کے پاس بھیجنا ہے ہمارے پاس غیر ملکیوں کے جاری کردہ دو بائبل کالج اور تین چرچ ہیں جب کہ مقامی لوگوں کے شروع کردہ مزید ۲۰۳ چرچ ہیں مسلمانوں کی تبلیغ کے برعکس شہروں میں عیسائی مشنریوں کا کام زیادہ پھلا پھولا ہے اے او جی نے چرچ پیسہ اور حکمت عملی کے تحت ملائشیا کے شہروں کو اپنا ہدف بنایا ہے اور انہیں پر ہجوم گلیوں میں حوصلہ افزا ردعمل دیکھنے کو ملا ہے۔ اس نے بتایا" ہمارے ہاں بہارو' لا کارو اور کوالا لمپور جیسے بڑے شہر ہیں۔ ہم سب سے پہلے بڑے شہروں میں جاتے ہیں اس کے بعد چھوٹوں کا رخ کرتے ہیں شہروں میں خدا کی آزادانہ نقل و حرکت محسوس ہوتی ہے

ہمارے ہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو پراسرار عقائد رکھتے ہیں تعلیمات سے مبرا جاہل لوگ ہیں چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے لئے بائبل کی ٹھوس تعلیمات کا انتظام کیا جائے"

انڈونیشیا میں عیسائیت کی سرگرمیاں

جاکرتا میں عیسائیت پر سیمینار

گزشتہ دنوں انڈونیشیا کے مرکزی شہر جاکرتا میں عیسائی مشنریوں کے اثرات پر ایک سیمینار منعقد ہوا۔ اس کے منتظم اور روح رواں الحاج عبدالرشید تھے' سیمینار کی غرض وغایت اور ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا' انڈونیشیا میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں' یہاں تک کہ جاکرتا کے مسلمانوں پر بھی اس کے اثرات پڑنے لگے ہیں' اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس موضوع پر ایک سیمینار منعقد کیا جائے' اہل دانش اور اہل درد کو جمع کیا جائے اور اس کی روک تھام کے لئے مؤثر جدوجہد کی جائے۔ انہوں نے بتایا کہ مشنری کی جانب سے بکثرت یتیم خانے کھولے گئے ہیں جہاں مسلمان یتیم اور لاوارث بچے داخل ہو رہے ہیں یہ یقینی بات ہے کہ یہ مشنری یتیم خانوں سے پرورش و پرداخت اور تعلیم پا کر نکلیں گے تو وہ مسلمان نہ رہ جائیں گے' ہم مسلمانوں کے لئے یہ بڑے عار و شرم کی بات ہے کہ اس صورت حال پر ہمارا دل نہ کڑھے اور اس پر چوٹ نہ لگے اور اس کے تدارک کے لئے ہم فکر مند نہ ہوں۔

ایک دوسرے ممتاز عالم الحاج عمر حسین نے اپنے مقالہ میں مشنری سرگرمیوں کے دائرہ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ان کا کام کسی ایک میدان تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ حسب ذیل میدانوں میں کام کر رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو موہ رہے ہیں۔

۱۔ تعلیمی ادارے قائم کرتے ہیں' سرپرستوں کو ترغیب دلا کر ان کے بچوں کو اپنے اسکولوں میں داخل کرتے ہیں۔

۲۔ شفاخانے کھولتے ہیں' مریضوں کا علاج کرتے ہیں' ہمدردی کے ساتھ ان

کی تیمارداری کرتے ہیں۔

۳۔ مکانات تعمیر کرتے ہیں اور بے گھر لوگوں کو فراہم کرتے ہیں۔

۴۔ بے روزگار لوگوں کے واسطے ذرائع معاش کا بندوبست کرتے ہیں' مثلاً قابل کاشت زمین خرید کر بے زمین کاشتکاروں کو دیتے ہیں یا چھوٹا موٹا کاروبار کرا دیتے ہیں۔

۵۔ ضرورت مند افراد کے لئے خوراک' لباس اور دیگر ضروری سامان مہیا کرتے ہیں' اور سب سے بڑی بات یہ کہ لوگوں کے ساتھ ان کا رویہ دلوں کو موہ لینے والا ہوتا ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ انسانی ہمدردی اور عبادت کے جذبہ سے کر رہے ہیں۔

استاذ صالح اسکندر نے اپنی اختتامی تقریر میں دعوت اور ارشاد کے کام کے ضمن میں بعض رہبر اصول بیان کیے ہیں۔ انہوں نے کہا:

۱۔ دعوت و ارشاد کا کام کرنے والوں کو اسوۂ رسول (ﷺ) کو اپنا رہبر بنانا چاہئیے' اپنی دعوت کو اپنے کردار سے مزین کرنا چاہئیے' معاملات کی صفائی اور اخلاق کی پاکیزگی میں آج بھی دلوں کو موہ لینے کی صلاحیت ہے۔

۲۔ دعوت کا کام ایک میدان تک محدود نہ رہے' دعوتی سرگرمیاں ہمہ جہت ہوں' زبان سے بھی' قلم سے بھی اور سماجی خدمات کے ذریعہ بھی۔

۳۔ دعوت کا کام صرف شہری حدود تک محدود نہ رہے' دور دراز علاقے جہاں مواصلات کی سہولتیں نہیں ہیں وہاں بھی جانے اور کام کرنے کی ضرورت ہے۔

انڈونیشیا کے مسلمانوں پر عیسائی مشنریوں کی یلغار

دنیا میں امریکہ کے قدم جہاں بھی مضبوط ہوں گے وہیں ان مشنری اداروں کو بھی اچھی طرح قدم جمانے کا موقع مل جاتا ہے حکومت لاکھ اسلام اسلام کا ورد کرے عملاً مسلمانوں کی کثیر تعداد ہر سال عیسائیت اپنانے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس کی تائید مشنری اداروں کے شائع ہونے والے اعداد و شمار سے بھی بخوبی ہوتی رہتی ہے۔

لیکن سب سے بھیانک مثال انڈونیشیا کی ہے جہاں سوئیکارنو مرحوم کو معزول کرا کے امریکہ نے سہارتو اجیم کو دوام بخشا۔

انڈونیشیا میں مسلمانوں کے ارتداد کی جانب راغب ہونے کے بارے میں سب سے پہلے مفتی محمود مرحوم نے پاکستانی مسلمانوں کو امریکہ کی مشنری یلغار سے انتباہ کی صورت میں آگاہ کیا تھا کہ انڈونیشیا میں کتنے مسلمان عیسائیت قبول کر چکے ہیں اور دنیا میں سب سے بڑی مسلم آبادی والا یہ ملک اگر یہی صورت کارفرما رہی تو بہت جلد عیسائی ریاست بن جائے گا۔ دوبائی (متحدہ عرب امارات) سے طبع ہونے والے عربی ماہوا جریدے ''الاصلاح'' کے حالیہ شمارے میں مفتی محمود مرحوم کی پہلے کہی ہوئی بات کی تائید ہوتی ہے۔

انڈونیشیا ستمبر ۱۹۶۵ء سے پیشتر امریکی سامراج کے خلاف ایک بہت بڑا اڈا تھا اس میں جہاں صدر سوئیکارنو کی عملی جدوجہد کا حصہ تھا وہیں انڈونیشیا کے مسلم عوام کے مزاج کو بھی دخل تھا جو مسلمان ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا جس نے انہیں سامراج دشمن بنا دیا تھا امریکہ کے تحقیقاتی اداروں نے ریسرچ کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ سوئیکارنو کے ہوتے ہوئے اس کے ہراول دستے (مشنری ادارے) انڈونیشیا میں دلجمعی سے نہ کام کر سکتے ہیں نہ انہیں اس کام کی اجازت مل سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کو اسلام سے ارتداد اختیار کرنے کی ترغیب دیں چنانچہ سوئیکارنو کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں جہاں لاکھوں افراد کو قتل کیا گیا اور جیلوں میں بند کیا گیا وہیں ایسی حکومت بن گئی جس نے ان عیسائی مشنری اداروں کو کھل کر ارتداد پھیلانے کے مواقع خوشی سے فراہم کئے چنانچہ ''الاصلاح'' کی رپورٹ کے مطابق اس وقت انڈونیشیا کے تیرہ ہزار جزیروں پر مشتمل ملک میں ۲۱۳۱۹ چرچ اور عیسائی مشنری ادارے ہیں جن میں ۶۵۲۷ پادری صاحبان اور ۲۰۸۹۷ ہمہ وقتی اور جز وقتی عیائی مبلغین دن رات مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہیں۔

ان دو مشنری گروپوں کے علاوہ کئی دوسرے عیسائیت کے تبلیغی ادارے،

تنظیمیں اور انجمنیں کثیر تعداد میں کام کر رہی ہیں ان میں سے بیس کا تعلق امریکہ سے ہے جب کہ چالیس مشنری اور عیسائیت پھیلانے والی تنظیموں کا تعلق یورپی ممالک سے ہے یہ تنظیمیں عالمی کونسل برائے چرچز (ریپبلکن) سی آئی (امریکہ) کی سرپرستی میں آگے بڑھ رہی ہیں۔

ستمبر ۱۹۶۵ء میں جب امریکہ کی سرپرستی میں انڈونیشیا میں قتل وغارت کا بازار گرم کیا گیا تو ہر شہر اور ہر محلہ میں ان اداروں نے امدادی کیمپوں کی شاخیں قائم کر دیں جو انڈونیشی بھاگ کر کسی طرح کسی کیمپ میں پہنچ جاتا وہ قتل سے بچ جاتا نہ اسے فوج کچھ کہہ سکتی تھی نہ پولیس اور نہ ہی لوگوں کی یلغار اسے کچھ کہنے کی جرات کر سکتی تھی ۔ گویا مذہب تبدیل کرنے سے انڈونیشیا کی نئی سرکار کے لگائے گئے الزامات سے وہ بری الذمہ قرار دیا جاتا اس کے بعد ان امدادی اور پناہ گزینوں کے کیمپوں کیبعد ان اداروں نے یتیم خانے' اسکول' کالج' پیشہ ورانہ تربیتی مراکز' اسپتال' ڈسپنسریاں' امدادی پناہ گزین کیمپس قرضوں کی اسکیمیں بنا کر اپنے جال کے پھندوں کو اور بھی مضبوط بنا دیا۔ انڈونیشیا کی فوج کے قتل وغارت کے نتیجہ میں جو خاندان لاوارث' بچے یتیم اور بے گھر ہو گئے تھے ان کی آباد کاری کے لئے دل کھول کر یورپی اقوام نے سرمایہ فراہم کیا امریکی سی آئی اے نے انڈونیشیا کی نئی حکومت کو فہرستیں فراہم کی تھیں کہ فلاں فلاں آدمی کمیونسٹ ہو گیا ہے اسے قتل کر دیا جائے ۔ اگر وہی شخص مشنریوں کی کسی پناہ گاہ میں داخل ہو جاتا تو وہ اس کے لئے دارالامان بن جاتا۔

اب یہ تنظیمیں پورے اطمینان قلب سے اور بغیر کسی خطرے کے انڈونیشیا کی مسلم آبادی کو مرتد بنانے میں مصروف ہیں الاصلاح لکھتا ہے کہ عیسائی مشنری اداروں نے قدم جما لینے کے بعد وہاں کی سیاسی اور معاشی زندگی کو بھی متاثر کیا ہے چنانچہ حکومت کے کئی اعلیٰ عہدے دار وہ عیسائی مقرر کرائے گئے ہیں جو ستمبر ۱۹۶۵ء سے پیشتر مسلمان تھے جنرل موروانی انڈونیشیا کی فوج کے سربراہ رہ چکے ہیں اور اب وزارت دفاع کا قلمدان ان کے سپرد ہے حکومت کے ہم نوا پنج شیلا پروگرام کے مدعی یہی لوگ ہیں۔

یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں میں مشنری اداروں کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے ان کی سرپرستی میں پروان چڑھنے والی نسل قابض ہے۔ نشرواشاعت اور کتب سازی کے ادارے بھی ان کے ہاتھ میں ہیں جن میں ان منصوبوں اور افکار کی تشہیر ہوتی ہے جن کی مشنری ادارے تشکیل کرتے ہیں۔

مختلف جزائر میں جو ترقیاتی کام ہو رہا ہے اس میں ترجیحات کا فیصلہ بھی مقامی مشنری ادارے کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر جگہ مشنری اداروں کی شاخیں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے میں کامیاب ہیں جس کے اثر سے مقامی آبادی کو متاثر کرنے میں مدد مل سکتی ہے یہ مشنری ادارے یورپی اور امریکی سرمایہ سے اس قدر امیر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے انڈونیشیا کے مختلف جزیروں میں تمیں ہوائی اڈے قائم کئے ہیں اور ان کے پاس مختلف ساخت کے پچاس ہوائی جہاز ہیں جو ٹرانسپورٹ کے مقاصد کو پورا کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ امریکہ کی مشہور تنظیم ''کرچین لٹریچر کروسیڈ'' کے مجلہ ''فلڈ لائٹ'' (نور کا سیلاب) نے حال ہی میں لکھا ہے کہ دنیا میں انڈونیشیا وہ واحد ملک ہے جہاں کی کثیر آبادی عیسائیت کی جانب راغب ہوئی ہے۔

عیسائیت کے لئے کام کرنے والی تنظیموں کی سرگرمیوں کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مشنری ادارے کا سالانہ بجٹ ایک ارب (ایک ہزار ملین) ڈالر ہے اس میں سے یہ ادارہ انڈونیشیا میں تبلیغ کے لئے دس کروڑ ڈالر خرچ کرتا ہے۔

۵۰ سال کے اندر عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ نہیں تو ان کے برابر تو ضرور ہونی چاہیے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے عیسائی چرچ انڈونیشیا کے مندرجہ ذیل پروگراموں کے متعلق یہاں کی عیسائی آبادی کے ایک ایک فرد کو پوری پوری آگہی ہونی چاہیے پروگرام مندرجہ ذیل ہیں۔

برتھ کنٹرول ایک مؤثر ترین پروگرامی منصوبہ ہے۔ جس کے ذریعے سے ہم اپنی آبادی میں اضافہ اور مسلمانوں کی آبادی میں کمی کے ٹارگٹ کو حاصل کر سکتے ہیں وہ اس طرح سے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر مسلمانوں کو عمل پیرا ہونے پر ان کی ہر طرح سے

حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے اور عیسائی امہ کو اس منصوبہ بندی پر عمل کرنے سے مکمل طور پر روکا جائے۔ عیسائیوں کو اس پروپیگنڈا کے ذریعے عمل کرنے سے رکا جائے گا اور انہیں باور کرایا جائے گا کہ یہ کام بہت بڑا گناہ ہے اور خداوند خدا یسوع مسیح کی برہمی اور ناراضگی کا باعث ہے اور یہ عمل چرچ انڈونیشیا کے خلاف بھی سمجھا جائے گا کیونکہ برتھ کنٹرول ایک قسم کا قتل عمد ہے اور یہ جرم ناقابل معافی ہے اگر طبعی نقطہ نظر سے اس کی ضرورت ناگزیر ہوگی تو چرچ کی رضامندی کے تحت ڈاکٹر سے رجوع کیا جائے گا۔

مسلمانوں نے اس نہج اور طریقے سے خاندانی منصوبہ بندی پر حوصلہ افزائی پہلے سے کہیں زیادہ ہوگی مؤثر طور پر اور سہل انداز میں اس کے اندر اس کا پروپیگنڈا جاری وساری رہے گا اس لئے انڈونیشیا کے ہر صوبہ میں مسلمانوں کو منصوبہ بندی کی طرف حسب دستور راغب کیا جاتا رہے گا۔ پلے کارڈز کے ذریعے بھی ترغیب دی جاتی رہے گی یہ پروگرام سہل اور آسان اس صورت میں ہو سکے گا جب کہ ہر اسپتال میں ڈاکٹرز اور عیسائی نرسز کی تعداد ۷۵ فیصد سے زیادہ ہوگی اور انہیں ہر طرح سے مسلمانوں سے منصوبہ بندی پر عمل کرانے کا اختیار ہوگا اور مؤثر طور پر متعلقہ ادویات فراہم کرنے کے ذمہ دار بنایا جائے گا۔

اس ضمن میں عیسائیوں پر یہ ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے کہ وہ بلا روک ٹوک اور ڈر خوف کے پہلے کی طرح بھرپور طور پر بچے پیدا کریں اس میں غریب غربا پر زیادہ توجہ دینی پڑے گی اور انہیں ہر طرح سے مالی معاشی اور سیاسی امداد مہیا ہوگی اور ان کے لئے نوکریوں کے حصول کے لئے بہت آسانیاں میسر ہوں گی اس کے برعکس مسلمانوں کے لئے ہر قسم کی آسانیاں ناپید ہوں گی۔

اسپتالوں میں تعینات اسپتال کے عملہ کو جو کہ عیسائیوں کی کثرت پر مبنی ہوگا واقف کر دیا جائے کہ عیسائی مریضوں پر خصوصی نگہداشت رکھیں گے کہ وہ کسی طور پر بھی خاندانی منصوبہ بندی پر عمل پیرا نہ ہو سکیں مسلمان مریضوں سے سب اسپتالوں میں ادویہ کی قیمت زیادہ سے زیادہ چارج کی جائے گی یہ عمل منصوبہ بندی کے علاوہ امراض میں کیا

جائے گا۔

عیسائی ڈاکٹرز اور نرسیں زیادہ سے زیادہ اسپتال کھولنے کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

انڈونیشی چرچ اس کا پابند ہوگا کہ عیسائی امہ کے بڑے بڑے زمیندار، مالدار، تاجروں سے اس ہدایت پر سختی سے عمل کروائے کہ وہ کسی حالت میں بھی مسلمانوں کے ہاتھ اپنے مکان، بلڈنگز، عمارتیں، اسٹورز، دکانیں وغیرہ ہرگز فروخت نہ کریں اور نہ ہی ان کو کرایہ پر دیں۔ جو کوئی ایسا کرنے کا مرتکب ہوگا اسے یسوع مسیح ہرگز معاف نہ کرے گا وہ برکات سے تاحیات محروم رہے گا مزید برآں کسی مسلمان کو اپنے مکان میں مکین نہ ہونے دیں گے۔

اگر ان پروگراموں اور ہدایات پر اخلاص سے عمل کیا جائے گا تو یقیناً آبادی کا فرق بہت جلد مٹ جائے گا۔

ہمیں ایک دوسرے کی مدد مالی طور پر ہر لحاظ سے کرنے کی اشد ضرورت ہے زمین کی الاٹمنٹ اور لون و قرضہ سے بے گھر عیسائیوں کی مدد کرنی چاہیے۔ کھاتے پیتے عیسائیوں کا فرض بنتا ہے کہ کونسل آف چرچ کو مالی فنڈز مہیا کریں جو کہ عیسائی امہ کی معاشرتی درستی کے لئے درکار ہیں اگرچہ پہلے ہی سے عیسائیوں کو ساٹھ فیصدی انتظامی امور میں دسترس حاصل ہے جسے کسی صورت میں کم نہیں ہونا چاہیے دوسرا پہلو چینیوں سے ہمارے سلوک کا پہلو ہے ہمارے تعلقات چینی افراد سے بہتر سے بہتر ہونے لازمی ہیں کیونکہ اس حربے سے ان کو عیسائیت کی طرف راغب کرنا اور عیسائی بنا لینا نسبتاً آسان ہو جائے گا۔ عیسائی عہدے داروں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ چینیوں کی ہر لحاظ سے تجارت و صنعت و حرفت میں مدد کرنا ضروری ہے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور عیسائیت کے لئے ان کے دل میں ہمدردانہ طور پر عیسائیوں کے لئے نرمی اور رحم دلی پیدا ہوگی اور وہ آسانی سے عیسائی بن سکیں گے مسلمان ہرگز ایسے رویے کے مستحق نہیں ہیں۔

چرچ کا تعلیمی معیار ہر حالت میں روز بروز بہتر سے بہتر ہونا چاہیے کیونکہ

مسلمانوں نے بھی تعلیم کے شعبہ کی طرف توجہ دینا شروع کردی ہے اور مساجد اور مذہبی اسکولوں کی تنظیم کے ذریعے تعلیم کا معیار عیسائی چرچ کے اسکولوں کے معیار سے ہم آہنگ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے ہماری توجہ اس امر کی طرف خصوصی طور پر ہونی چاہیئے ہمارے اساتذہ انسٹرکٹر آرمی اسکول میڈیکل اور انجینئر تعلیمی شعبہ جات میں پروفیسرز کی تعداد بصورت مجموعی کم سے کم ۷۵ فیصد سے کسی طرح بھی کم نہ ہونے پائے۔ ہماری توجہ اس کے علاوہ بھی پرائمری سطح سے لیکر یونیورسٹی کی سطح تک ہونی چاہیئے اور اس کا انتظامی کنٹرول عیسائی اساتذہ کے ہاتھ میں ہونا لازمی ہے اور عیسائی طلبہ اور طالبات کو ہر قسم کی سہولت بہم پہنچنی چاہیئے اور مسلمان طلبہ و طالبات کو ہر تعلیمی سہولت سے محروم رکھا جانا چاہیئے اور ان کی تعداد میں ۵.۳ کی نسبت ہونی چاہیئے یعنی مسلمان طلبہ اور طالبات کی تعداد ہو تو عیسائیوں کی تعداد اس کے مقابلے میں ۵ ہو یعنی کل تعداد ۵.۳ کی نسبت سے ہونی چاہیئے یاد رکھنا چاہیئے مسلمان اساتذہ کی تعداد بتدریج کم ہوتی جائے اور مسلمان اچھے دماغ کے اساتذہ کی کسی صورت میں حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیئے۔

عیسائی امہ کے ہر فرد کو اس روز روشن کی طرح عیاں حقیقت سے آگاہ رہنا لازمی ہے کہ انڈونیشی حکومت کی پالیسی مغرب زدہ پالیسی ہے اور خصوصی طور پر امریکہ کے زیر نگین گولکر Golkar سیاسی پارٹی انڈونیشیا میں سب سے بڑی پارٹی ہے صدر سویکارنو کے بعد سے اس کی باگ ڈور تقریباً عیسائیوں کے ہاتھوں میں ہے اس لئے ہر عیسائی فرد کو اس پارٹی کا لازمی ممبر ہونا چاہیئے اور ہر انتخاب میں اس پارٹی کو کامیاب کرانا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ صدر سوہارتو موجودہ صدر انڈونیشیا میں اس پارٹی کے سربراہ ہیں اور صدر سوہارتو امریکہ کی منشا کے تحت پالیسی مرتب کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ سویکارنو کے بعد سے لگا تار اسی ملک کے صدر ہیں اور ہر مرتبہ ہم اسے کامیاب کراتے ہیں۔

- مواصلاتی نظام کسی ملک کا نہایت ہی اہم رول ادا کرتا ہے عوام کے ذہنوں کو تبدیل کرنے کے لئے اس کا نظام تقریباً عیسائیت کے کنٹرول میں ہے پھر بھی ابھی تک

یہ کوشش جاری وساری ہے کہ اس شعبہ میں بھی عیسائی عہدہ داران اور عملے کی تعداد ۷۵ فیصدی تک پہنچ جانی چاہیے اس کے ذریعہ مسلمانوں کے ذہن بدلے جاسکتے ہیں اران کو عیسائی بننے میں آسائشیں سہولتیں اور مواقع اسی شعبہ کے ذریعے فراہم کیے جاسکتے ہیں۔ اس طرح سے ان کی آبادی میں کمی کی جاسکتی ہے ہم روزمرہ کے معاملات زندگی میں مسلمانوں کو بے حد پیچھے دھکیل دیتے ہیں ہمیں دیکھنا چاہیے کہ انڈونیشیا میں اخبارات' ریڈیو ٹیلی ویژن اپنے کثیر عیسائی عملے کی بدولت واقعات کو توڑ موڑ کر اس طرح ظاہر کیا جانا چاہیے کہ مسلمان گھٹیا غیر مہذب اور گری ہوئی قوم ہے اور عیسائی مہذب ترقی یافتہ ہرلحاظ سے ان سے اعلیٰ اور افضل اور قابل بھروسہ قوم ہے مسلمانوں کو متحد نہ ہونے دینا کی پالیسی پر گامزن رہنا چاہیے مختلف فرقوں میں تقسیم کرنے ان کو آپس میں دست و گریبان رکھنا ہمارا طرہ امتیاز ہے اور ہم اس مقولے پر عمل پیرا ہو کر ان پر حکومت کریں یعنی ''تقسیم کرو اور حکومت کرو'' اور یہی پالیسی ہمیشہ عیسائی امہ کے لئے کامیاب رہی ہے۔

تعمیراتی اور ترقی کے سارے کام تقریباً مشرقی صوبہ جات میں ہی کئے جانے چاہئیں اور کئے جارہے ہیں کیونکہ ان صوبہ جات کی آبادی کلیتاً عیسائی آبادی ہے اس پالیسی کے تحت عیسائی امہ کے بڑے بڑے عہدیداران آرمی سے بہت جلد ریٹائرڈ کرالئے جاتے ہیں تاکہ ان افسران کو اعلیٰ ترین صوبائی عہدہ داران کے طور پر بھرتی کرلیا جائے۔ مثلاً صوبائی گورنر وغیرہ جہاں وہ ہماری منصوبہ بندی کے تحت بہت مؤثر اور کارآمد ثابت ہوتے ہیں مزید برآں ان ریٹائرڈ اور سول سروس میں از سرنو منتخب کئے گئے لوگوں کے نام مسلمانوں کے ناموں پر رکھے جاتے ہیں اور بعض ناموں کے آگے الحاج جی کے القاب بھی استعمال کئے جاتے ہیں وہ اس لئے کہ مسلمانوں کو دھوکے میں رکھنے کے لئے ایسا کرنا ناگزیر ہوتا ہے۔

اس بہانہ سے کہ ملک وقوم کا زندگی کا معیار اونچا کیا جارہا ہے بہت کچھ منصوبہ بندی کے پروگرام کے تحت کیا جارہا ہے اب جوڈیشری میں عیسائی ججوں'

پراسیکیوٹروں ماتحت عملے کی تعداد ٹارگٹ تک پہنچ چکی ہے جن سے حکماً از عیسائی چرچ یہ کام لیا جاتا ہے کہ وہ عیسائیت کو ہر معاملہ کے فیصلے میں اونچا رکھیں اور مذہب اسلام کو نیچا رکھیں اس طرح سے اگر مسلمان مدعی اگر حق پر بھی ہو تو ناحق پر ثابت کریں اور عیسائی اگر حق پر نہ بھی ہو یعنی مجرم ملزم بھی ہو تو اسے سچا ثابت کریں۔ اس معاملہ میں سرکار انڈونیشیا ان کے تحفظ کا ہر ممکن انتظام کرا رہی ہے تاکہ مسلمان ایسی ناانصافی پر فیصلے کیے گئے واقعوں پر ملیشیا میں آ کر انہیں کوئی نقصان یا گزند نہ پہنچا سکیں۔

اس ادارہ کی تخلیق صدر سویکارنو کے ہاتھوں کرائی جارہی ہے جس کا جنرل بنی مرڈانی ہوگا اس کی وجہ سے ہمیں بے حد اختیارات حاصل ہوں گے اور انتظامی معاملات میں ہر جگہ ہماری دسترس ہوگی:۔

(۱) حکومت کو لازم ہوگا کہ Bishop بشاپ کے وقار Status کا خیال کرتے ہوئے حکومت کے تمام عہدہ داروں تک بلا روک و دشواری ان کی پہنچ ہوگی اور عہدہ دار اس کی بات سننے اور اس پر اس کی منشا کے مطابق عمل پیرا ہونے کا پابند ہوگا۔

(۲) حکومت وزارتوں میں عیسائیت کا مطلوبہ حد تک دخل ہوگا۔

(۳) عیسائی نوجوان آرمی سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں بھرتی کیے جائیں گے۔

(۴) ہر محکمہ میں ریٹائرڈ عیسائی آرمی آفیسر تعینات ہوں گے بحیثیت محکمہ کا اعلیٰ عہدہ دار۔

(۵) ہر محکمہ کا ہیڈ عیسائی ہوگا صوبہ کا گورنر عیسائی۔

(۶) Bishop بشاپ کا حکم ہر محکمہ کے عہدے دار، وزیر، گورنر، جنرل، فوج کے سپاہی ماننے کے پابند ہوں گے۔

(۷) عیسائی امہ کا ریڈیو ٹرانسمیٹر اپنا ہوگا جس کے ذریعہ حسب الطلب پراپیگنڈہ کیا جاتا رہے گا جس پر پابندی نہ ہوگی۔

(۸) انڈونیشیا کے جن جن صوبہ جات میں مسلمان امہ کی کثرت ہے ان

علاقوں میں آزادانہ طور پر اعلیٰ عہدے داران اور دوسرے عیسائی عملے کو متواتر اور استمرار کے طور پر تعینات کیا جاتا رہے گا کیونکہ اس منصوبے کے ذریعے سے مسلمانوں کی کثرت کو قلت میں تبدیل کیا جانا سہل ترین ہوگا۔

عیسائیوں کا جھوٹا پروپیگنڈا

افغانستان: ''افغان اسلام اور کمیونزم دونوں سے تنگ آچکے ہیں اور عیسائیت قبول کر رہے ہیں'' ایک مشنری کا بیان

(ایک مشنری امدادی کارکن مائیک میکلینڈ (اصلی نام نہیں) کا انٹرویو پلس (Pulse) کے ایک حالیہ شمارے میں شائع ہوا۔ مائیک نے برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے درمیان گیارہ سال کام کیا ہے اس کا انٹرویو ہم من وعن یہاں شائع کر رہے ہیں)

س۔ اس وقت افغان پناہ گزینوں کی صورت حال کیا ہے؟

ج۔ اس وقت پاکستان میں تقریباً ۴۰ لاکھ پناہ گزین ہیں اور مزید ۵ لاکھ ایران میں مقیم ہیں جنگ سے بچ کر نکلنے آنے والوں اور پناہ گزینوں کے بیرون ملک رہائش پذیر ہو جانے نیز بچوں کی پیدائش کی وجہ سے ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے یہ بات واضح ہے کہ پناہ گزینوں کا فوری طور پر گھر واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے روسیوں کی چھوڑی ہوئی بارودی سرنگوں کے باعث ہر سال تقریباً ۲۰ ہزار افغان معذور ہو جاتے ہیں۔ اندرون ملک جنگ ابھی تک جاری ہے ان کے لئے واپس جانے میں بہت کم کشش موجود ہے۔

س۔ افغانستان میں مقیم لوگوں کی صورت حال کیا ہے؟

ج۔ افغان عوام بالخصوص کابل میں رہنے والوں کے لئے زندگی بہت مشکل اور خطرناک ہے مارچ سے نومبر ۱۹۹۰ء تک شہر پر مسلسل گولہ باری ہوتی رہی راکٹوں سے ہر روز ۳۰ افراد بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ہلاک ہوئے اور ظاہر ہے ہلاک

شدگان میں زیادہ تر عام شہری تھے لوگوں کی اکثریت بہت ہی غریب ہے انہیں ہر ماہ ۱۵ ڈالر کے مساوی تنخواہ اور کوپن ملتے ہیں جو اشیائے خوردونوش کی خریداری کے لئے ناکافی ہیں شہری ضروریات کا تمام تر انحصار' بالخصوص موسم سرما میں روس کی بھیجی ہوئی اشیاء پر ہوتا ہے لوگ خوف کی حالت میں رہ رہے ہیں' کے جی بی کے طرز پر قائم افغان تنظیم کے افراد ہر جگہ موجود ہیں اور پروپیگنڈہ زوروں پر ہے اس صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ لوگ اپنے عقیدے کے بارے میں کچھ زیادہ ہی سوچنے اور سوالات پوچھنے لگے ہیں عیسائی' لوگوں تک مقدس تعلیمات پہنچا رہے ہیں تاہم کابل سے حال ہی میں لوٹنے والے ایک مغربی باشندے نے بتایا ہے کہ ملک میں اس قانون کو دوبارہ نافذ کردیا گیا ہے جس کی رو سے عیسائی بننا یا اسلام سے منحرف ہونا غیر قانونی ہے اس طرح اسلام ایکبار پھر افغانستان کا مذہب بن چکا ہے عیسائیوں کو خدشہ ہے کہ یہ قاون نئے اہل ایمان کے لئے مزید تکلیفوں کا باعث بن سکتا ہے۔

س۔ مقدس تعلیمات کے متعلق افغانوں کا ردعمل کیا ہے؟

ج۔ کچھ افغان سنجیدگی سے خدا کو تلاش کرنے کی کوشش کررہے ہیں ان کی اکثریت مسلمان ہے' اس لئے نہیں کہ وہ ذاتی طور پر یقین رکھتے ہیں بلکہ اس بناء پر کہ ان پر زبردست سماجی اور ثقافتی دباؤ ہے۔ حقیقت میں بہت سے افغان باشندوں نے مجھے بتایا کہ وہ افغانستان میں بنیاد پرست نہیں تھے لیکن جب وہ پناہ گزین کی حیثیت سے پاکستان آئے تو انہیں اسلام کی سخت گیر صورت سے مطابقت اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا تاہم بہت سے افغان اسلام اور کمیونزم دونوں سے تنگ آچکے ہیں اور وہ خداوند یسوع مسیح کی طرف رجوع کررہے ہیں سچ یہ ہے کہ گزشتہ دس برسوں میں جتنے افغان باشندوں نے خداوند یسوع مسیح کی طرف رجوع کیا ہے اس سے پہلے کے ہزار سال میں اسکا عشر عشیر بھی متوجہ نہ ہوا تھا۔

س۔ مذہب تبدیل کرنے والوں کو کس قسم کے دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

ج۔ ایسے لوگ بے پناہ مصائب برداشت کرتے ہیں ان پر تشدد کیا جاتا ہے' انہیں قیدو

بند میں ڈالا جاتا ہے حتی کہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے ان میں سے بہت سے دوسرے شہروں بلکہ ملکوں میں فرار ہونے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ ایسے افغان جو عیسائی نہیں ہیں لیکن اتنے متشدد بھی نہیں ہیں کہ وہ بنیاد پرستوں کو مطمئن کر سکیں، انہیں گرفتار کر لیا جاتا ہے اور وہ سرے سے غائب ہو جاتے ہیں چنانچہ لوگ خوف، بے اعتباری اور شکوک و شبہات کی فضا میں رہ رہے ہیں جب کوئی ایمان لاتا ہے تو اسے ان مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کس پر اعتماد کرے۔

س۔ یورپ اور امریکہ کے بعض امدادی کارکنوں کو دھمکیاں دی گئی ہیں بلکہ ان میں سے بعض اغواء بھی کیے گئے ہیں۔ وہ مغربی باشندے کس حال میں ہیں جو افغان عوام تک رسائی کی کوشش کرتے ہیں؟

ج۔ افغانستان میں کارکنوں کو دھمکایا گیا ہے اور کئی تنظیموں کا ساز و سامان لوٹا اور تباہ کر دیا گیا ہے پشاور میں حفاظتی اقدامات بہت سخت ہیں اور صورت حال کشیدہ ہے ایک دوست نے حال ہی میں اس پر یوں تبصرہ کیا ہے کہ پشاور میں رہنا ہر روز اپنی زندگی سے جوا کھیلنے کے مترادف ہے صورت حال اس وقت سے خراب ہونے لگی جب ایک امدادی کارکن جان ٹارزوپل کو ایک سال قبل اغواء کر لیا گیا تھا تب سے متعدد لوگوں کو بنیاد پرست گروہوں کی جانب سے جان سے مار دینے کی دھمکیاں موصول ہوئی ہیں دباؤ بہت زیادہ ہے ڈاک کھولی جاتی ہے فون ٹیپ کیے جاتے ہیں اور گھروں کی مسلسل نگرانی کی جاتی ہے بنیاد پرست گروہوں کے پاس اپنی پولیس اور حفاظتی انتظام ہے جو حالات پر نظر رکھے ہوئے ہے جب کوئی غیر ملکی کسی افغان سے ملاقات کرتا ہے اس بات کا امکان ہے کہ اس افغان کو بعد میں ان گروہوں میں سے کسی ایک کی جانب سے طلب کیا جائے اور اس پر الزام لگایا جائے کہ وہ جاسوس ہے یا مذہب تبدیل کرنے کی کوشش کر رہا ہے (کچھ امدادی کارکن خلیجی جنگ شروع ہونے کے بعد پشاور چھوڑ کر چلے گئے)

س۔ بنیاد پرست جماعتیں ان افراد پر حملے کیوں کرنا چاہیں گی جو افغانوں کی مدد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

ج۔ اکثر مسلمانوں کی طرح افغان بنیاد پرست جماعتیں عیسائیوں کے برعکس مذہب کو چھوٹے چھوٹے خانوں میں تقسیم نہیں کرتیں یہاں سیاست، کلچر اور مذہب سب کچھ یک جا ہے مثال کے طور پر اگر آپ ان کی خواتین کو تعلیم دینا چاہیں تو وہ یہ خیال کریں گے کہ آپ ان میں عیسائیت پھیلانا چاہتے ہیں چونکہ وہ سیاست کو مذہب سے علیحدہ خیال نہیں کرتے اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ سیاسی ایجنڈا بھی عیسائی امدادی رضا کاروں کے پیش نظر ہے مزید برآں گزشتہ دس سال سے پشاور کے جی بی اور سی آئی اے کا مرکز بنا ہوا ہے جو ایک دوسرے کے خلاف جاسوسی کرتی ہیں یہاں بموں کے دھماکے بھی وقفوں کے ساتھ تواتر کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں مزید یہ کہ روسی فوجوں کے افغانستان سے رخصت ہونے کے بعد جنگ بنیاد پرستوں کی توقع کے مطابق نہیں چل رہی اس سے ان میں جو مایوسی اور ذہنی انتشار پیدا ہو رہا ہے' اسے وہ مغربی امدادی اداروں پر اتارتے ہیں اگرچہ مغربی گروپوں کے خلاف مدہم مخالفت کی فضا روز اول سے موجود رہی ہے۔

س۔ پشاور اور افغانستان میں عیسائی رضا کار گزشتہ سال کی کشیدگی سے کیسے نبرد آزما ہو رہے ہیں؟

س۔ خطرے کے باوجود عیسائیوں کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے عقیدے سے وفادار رہیں اور اپنے عمل سے مسیح کی بھرپور محبت کا اظہار جاری رکھیں لوگ ان کے ساتھ مقدس تعلیمات میں شریک ہو رہے ہیں اور نئے اہل ایمان کی تعداد میں اضافہ کرنے میں ان کی مدد کر رہے ہیں لیکن وہ بہت محتاط ہیں تاہم وہاں مواقع موجود ہیں اور دروازہ کھلا ہوا ہے۔

افغانوں پر مشنریوں کی محنت اور جھوٹا پروپیگنڈہ

موجودہ افغانی حکومت کے نمائندے قاضی محمد امین کے ایک بیان کے مطابق پشاور میں افغان مہاجرین کی بستیوں میں تقریباً ۲۴۰ عیسائی تنظیمیں ریلیف کا کام کر رہی ہیں' ان تنظیموں کی نگرانی میں وہاں تقریباً ۴۰۰ چھوٹے بڑے مدارس بھی کھلے ہوئے ہیں' ان تنظیموں کو کمیونسٹ افغان جماعتوں کا مکمل تعاون حاصل ہے ریلیف کے

کام کی آڑ میں اب تک ان عیسائیوں نے ہزاروں افغانی مسلمانوں کو عیسائی بنادیا ہے' افغانی مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے یہ لوگ تعلیم یافتہ مغربی انداز سے متاثر افغانی لڑکیوں کو استعمال کرتے ہیں جو گھر گھر جا کر عیسائیت پر مبنی مقامی زبان میں مختلف لٹریچر اور بائبل تقسیم کر رہی ہیں نیز انہیں مادی لحاظ سے تعاون کا بھی یقین دلاتی ہیں فرنٹیر پوسٹ پشاور کی ایک مستند رپورٹ کے مطابق گزشتہ سات سالوں میں عیسائیت قبول کرنے والے افغانی مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی تجاوز کر چکی ہے ان میں سے ۴۰ ہزار اشخاص نے اقوام متحدہ کے تحت ریلیف کا کام کرنے والی تنظیموں SNI اور Serve کی نگرانی میں عیسائیت قبول کی ہے' عیسائی بننے والوں میں اکثریت کمیونسٹ افغانیوں کی بتلائی جاتی ہے۔

بیروت میں مسلمان بچوں کو عیسائی بنانے کے لئے اسکولوں کا کردار

مشنریوں نے لڑکیوں کے اسکول کھولنے میں تاخیر نہ کی سلطنت عثمانیہ میں لڑکیوں کا پہلا اسکول' مشنریوں نے ۱۸۳۰ء میں بیروت میں کھولا۔

انہوں نے لڑکیوں کے لئے بہت سے دوسرے اسکول' مصر' سوڈان' شام' ہندوستان اور افغانستان میں کھولے۔

مشنری لڑکیوں کے بورڈنگ اسکولوں میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے ان کے بقول لڑکیوں کے اقامتی اسکولوں میں تبلیغ زیادہ مضبوط بنیادوں پر ہوتی ہے' کیونکہ یہاں بہتر ماحول اور مناسب موقع ملتا ہے اقامتی اسکول کو عام اسکول پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ اقامتی اسکول میں طالبات سے مضبوط تعلق اور محکم رابطہ قائم ہوتا ہے وہ غیر مسیحی گھریلو ماحول کے اثرات سے بچی رہتی ہیں۔

مشنریوں کے اقامتی اسکولوں میں اگر بڑے بڑے خاندانوں کی بچیاں پڑھتی ہوں تو یہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے اس طرح ان (مشنریوں) کا اثر و رسوخ ان بچیوں کے اہل خانہ تک بڑھ جاتا ہے ایک مشنری خاتون انا میلیگان کہتی ہیں "قاہرہ کے گرلز کالج میں ایسی لڑکیاں پڑھتی ہیں' جن کے باپ' پاشا یا بڑے بڑے فوجی افسر ہیں

اس کے علاوہ شہر میں کوئی دوسرا ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں اتنی بڑی تعداد میں مسلمان لڑکیاں مسیحی اثرات قبول کر رہی ہوں اس کالج کے سوا اسلام کے قلعہ تک پہنچنے کا دوسرا مختصر ترین راستہ ممکن نہیں ہے۔''

امریکی مشنریوں نے ۱۸۷۰ء میں بیروت میں لڑکیوں کے ایک اسکول کے لئے ۳۰ ہزار ڈالر کی رقم کا مطالبہ کیا انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ گھریلو زندگی میں عورت کا اہم مقام ہے انہیں امید ہے کہ ان کا یہ اسکول مستقبل میں شام کو عیسائی بنانے میں مدد کرے گا۔

مشنری مسلمان طلبہ کو بگاڑنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ایک مشنری نکلے کہتا ہے۔

''ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکول بنانے کی ترغیب دیں خاص طور پر مغربی تعلیم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کریں بہت سے مسلمانوں نے انگریزی زبان سیکھ لی تو انکے اعتقادات متزلزل ہو گئے مغربی تدریسی کتابیں پڑھنے کے بعد مشرقی مقدس کتاب پر عقیدہ قائم رکھنا بہت مشکل بات ہے۔''

لیکن مشنری' جتنا مسلمانوں کو بگاڑنا چاہتے تھے' اتنا نہیں بگاڑ سکے لہذا مجبور ہو کر انہوں نے اس پر ہی اکتفا کر لیا کہ مسلمان طلبہ پر عیسائیت کا اتنا رنگ چڑھائیں کہ وہ اپنے اسلامی عقیدہ سے کچھ نہ کچھ دور ہو جائیں پھر وہ انہیں عیسائیت کے قریب لے آئیں۔

اس میں شک نہیں کہ مشرقی طلبہ یورپ اور امریکہ جا کر مغربی اسلوب حیات اپنا لیتے ہیں' کچھ مغربی انداز فکر کے بھی عادی ہو جاتے ہیں' ان کا رنگ ڈھنگ مغربی ہو جاتا ہے اس میں اچھے اور برے دونوں پہلو موجود ہیں مشرقی طلبہ جب بیرونی ملکوں میں حصول علم کے لئے جاتے ہیں تو مشنری اس سے کچھ اور ہی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ان کی کوشش ہوتی ہے ان طلبہ کو یا تو عیسائی بنالیں یا ان کو گمراہ کر دیں۔

فلسطین میں اسکولوں میں عیسائیت گل مستی!

مشنریوں کے نزدیک تعلیم کی ایک ہی غرض ہے اور وہ ہے اسکولوں میں آنے

والے طلبہ کو عیسائی بنانا' القدس کے انگلش کالج میں مسلمان' یہودی اور عیسائی طلبہ تھے اور کالج کی پالیسی یہ تھی کہ سب میں تبلیغ کی جائے لیکن تبلیغ کا اصل ہدف مسلمان طلبہ ہی تھے' کیونکہ اسلامی ممالک میں' مشنری کام کی تاریخ' بڑی حد تک' مشنری تعلیم کی تاریخ ہے۔

مشنریوں نے تعلیم کو استعمال کیا کیونکہ تعلیم ایک مؤثر ذریعہ ہے بلکہ مشن کا سب سے مضبوط ترین ذریعہ ہے اسی بنیاد پر مشنریوں نے اپنے اسکول کھولنے شروع کئے' انہوں نے عثمانی سلطنت میں لڑکیوں کے لئے اپنا پہلا اسکول ۱۸۳۰ء میں' بیروت میں کھولا۔ مشنریوں کی رائے میں' مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا سب سے مفید ذریعہ' ان کے چھوٹے بچوں کو تعلیم دینا ہے۔

سعودی عرب میں عیسائیوں کی تعداد

مئی ۱۹۸۰ء میں کیلی فورنیا (امریکہ) میں منعقد ہونے والی چھٹی سالانہ مشنری کانفرنس میں ''خیمہ ساز'' مبلغین کے موضوع کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی۔

وین شاباز Wayni Shabay نے حاضرین کے سامنے شرح وبسط سے بیان کیا کہ مسیحیت کی تبلیغ کے لئے عالم اسلام کے دروازے چوپٹ کھلے ہیں ان دروازوں کو ایسے مہذب امریکی عیسائیوں کی ضرورت ہے جو کاروبار یا حصول روزگار کے سلسلے میں باہر نکلے ہوں مثال کے طور پر اس وقت تقریباً پچاس ہزار امریکی' سعودی عرب میں مختلف فنی اور پیشہ ورانہ کام کر رہے ہیں' جب کہ یہ علاقہ سرکاری طور پر عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ممنوعہ علاقہ ہے۔

تیسرے میلنیم میں ایشیا کو عیسائی بنایا جائے گا' پوپ

اپنے دورہ بھارت کے دوران نئی دہلی کے جواہر لعل اسٹیڈیم میں پچاس ہزار افراد کے دعائیہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عیسائیوں کے روحانی رہنما پوپ جان پال نے کہا ہے کہ مسیحی تاریخ کے پہلے ہزار سالہ دور میں عیسائیوں نے یورپ میں اپنی جڑیں مضبوط کیں جب کہ دوسرے ہزار سالہ دور میں انہوں نے امریکہ اور افریقہ کو فتح

کیا پوپ نے کہا کہ تیسرے ہزار سالہ دور میں اب ہمارا ہدف ایشیا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ ایشیا میں پیدا ہوئے تھے' اس لئے عیسائیوں کا فرض ہے کہ وہ ان کا پیغام ایشیائی باشندوں تک پہنچائیں۔

بنگلہ دیش پر عیسائیت کی یلغار

امپیکٹ انٹرنیشنل لندن کی چشم کشا رپورٹ

بنگلہ دیش نے این جی اوز سے ہار مان لی!

اگست ۱۹۹۲ء میں ڈھاکہ کے کئی بنگالی اخبارات کی شہ سرخیاں تھیں۔

''حکومت نے بدطینت اور بدعنوان این جی اوز (NGOs) سے ہار مان لی''

''ہماری آزادی پر نقب لگانے کا منصوبہ''

''ایسٹ انڈیا کمپنی کا طرز عمل۔''

اور ''حکومت این جی اوز کو لگام ڈالنے میں ناکام ہوگئی۔'' وغیرہ وغیرہ

این جی او کے معنی ہیں نان گورنمنٹل آرگنائزیشن' یعنی غیر سرکاری تنظیم ان تنظیموں کے متعلق' جن میں سے اکثر کا تعلق مغرب کے ترقی یافتہ ممالک سے ہے' یہ فرض کیا جاتا ہے کہ یہ ایشیاء اور افریقہ کے نام نہاد ترقی پذیر ممالک میں رضا کارانہ مدد اور فلاح و بہبود کے کام میں مصروف ہیں مذکورہ اخباری شہ سرخیاں بنگلہ دیشی حکومت کی جانب سے مغربی سفیروں کا دباؤ قبول کرتے ہوئے اپنے ہی کیے گئے فیصلے کو واپس لینے کے حوالے سے اخبارات کی زینت بنی تھیں جو ''ادب'' ADAB یعنی ایسوی ایشنز آف ڈویلپمنٹ انجینئران بنگلہ دیش اور ''سیبا SEBA'' یعنی سوسائٹی فار اکنامک اینڈ بیسک ایڈمنسٹریشن کی رجسٹریشن منسوخ کرنے کے بارے میں تھا۔

بنگلہ دیش میں ۱۶ ہزار این جی اوز کی یلغار

ایسے قابل موازنہ اعداد و شمار موجود نہیں ہیں جن کی رو سے پتہ چل سکے کہ دنیا کی دیگر ''غریب'' اقوام میں آبادی کے لحاظ سے این جی اوز کی کتنی بھرمار ہے' لیکن جہاں تک بنگلہ دیش کا تعلق ہے یہ ان درجن بھر ملکوں میں سرفہرست ہے جہاں غیر ملکی این جی اوز کا فی مربع میل میں ارتکاز سب سے زیادہ ہے ملک بھر میں بکھری ہوئی سولہ ہزار غیر ملکی فلاحی آرگنائزیشنوں اور ان کی ذیلی تنظیموں کے منظر نامے کو دیکھا جائے تو بنگلہ دیش میں ۳،۵ غیر ملکی این جی اوز فی مربع میل میں پائی جاتی ہیں بھارت' بنگلہ دیش سے ۲۳ گنا بڑا ہے اور یہاں فقط ۱۰۵۹۵ این جی اوز ہیں' یعنی ایک این جی او فی ۲۰۵،۶ مربع میل۔

ان این جی اوز کا اپنے بارے میں پھیلایا ہوا امیج یہ ہے کہ وہ ''ڈویلپمنٹ پارٹنرز'' ہیں جو دنیا کے غریب اور ترقی پذیر ملکوں میں غربت مٹانے اور تعلیم و ترقی لانے کے لئے کام کرتے ہیں' تاہم بنگلہ دیش کے چوٹی کے ماہرین معاشیات کے مطابق ان کے ملک میں متمول اور باوسائل مغربی ''پارٹنروں'' کی فراوانی کے باوجود ملکی ترقی میں ان این جی اوز کا حصہ نہ صرف حقیر ہے' بلکہ سماجی لحاظ سے منفی بھی ہے۔

۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۱ء کی درمیانی مدت میں یہاں عیسائی مذہب قبول کرنے والوں کی تعداد ۲ لاکھ سے بڑھ کر ۴ لاکھ ہو چکی ہے اس بارے میں عیسائی ذرائع اعداد و شمار کو کم ظاہر کرتے ہیں لیکن معلوم ہوا کہ اگلے بیس برسوں میں ان تنظیموں کا ہدف عیسائی آبادی کو ۱۰ سے ۱۲ ملین تک پہنچانا ہے۔

تاہم جب مشرقی پاکستان' بنگلہ دیش بنا تو علاقہ میں عیسائیوں کی تعداد ۴۰۰ فیصد تک بڑھ چکی تھی یعنی ۱۹۴۷ء میں ۵۰،۰۰۰ سے ۱۹۷۱ء میں ۲۰۰،۰۰۰ تک!

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ این جی اوز کس مقصد کے لئے کوشاں ہیں؟ ایک سیاسی اور سماجی انقلاب برپا کر کے ''روشنی اور تہذیب'' لانا (اس معاملے پر ڈالی گئی ان کی اپنی ''روشنی کے مطابق'') اور ''تاریک اور شب گرفتہ'' مسلم بنگال کی دھرتی پر تعمیر و

ترقی کی چکاچوند کرنا!

ان این جی اوز کی بڑی تعداد عیسائی واقع ہوئی ہے اگرچہ بالعموم ان کے ناموں سے یہ حقیقت آشکار انہیں ہوتی ان میں سے کچھ تو علانیہ کہتی ہیں کہ وہ انجیلی ہیں جب کہ اکثریت کی مثال خیمے کی ''کھونٹیوں'' جیسی ہے یہ ''کھونٹیاں'' اپنے طریقہ وارادات میں بے حد عیار اور چالاک ہیں یہ اپنی تبلیغی دلچسپیوں کا اظہار نہیں کرتیں ان کا کام یہ ہے کہ نو اعتقادوں (عیسائیت اختیار کرنے والوں) کو دنیاوی آسائشات بہم پہنچائیں۔

بنگال کی سرزمین پر عیسائیت کی تبلیغ کے لئے فعال قسم کی دلچسپی کا آغاز دو صدیاں قبل ہوا ۱۷۵۷ء میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوجوں نے بنگال کے مسلم حکمران نواب سراج الدولہ کو جنگ پلاسی میں شکست دی اور ۱۷۷۳ء میں مشہور برطانوی مبلغ ولیم کیرے کلکتہ پہنچا' پھر بائبل اور دوسرے تبلیغی مواد کے بنگالی زبان میں ترجمہ کرنے کا آغاز ہوا اور بنگال بھر میں مشنری اسکول قائم کرنے کا کام شروع کر دیا گیا اس کے ساتھ ہی بنگالی زبان سے عربی' فارسی اور اسلامی اصلاحات اور الفاظ کو نکالنے کی بھی دانستہ کوشش کی گئی تا کہ یہ ہندو زبان سنسکرت بن کر رہ جائے بنگال کے ۱۹۰ سالہ نو آبادیاتی راج کے دوران صرف ایک لاکھ گیارہ ہزار چار سو چھبیس لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا (یعنی آج کے بنگلہ دیش میں تقریباً پچاس ہزار) لیکن آنے والے وقتوں کے لئے اس تبلیغی کام کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔

عیسائی تنظیموں کا ہدف

۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۱ء کی درمیانی مدت میں بنگلہ دیش میں عیسائی مذہب قبول کرنے والوں کی تعداد ۲ لاکھ سے بڑھ کر ۴ لاکھ ہو چکی ہے اس بارے میں عیسائی ذرائع اعداد و شمار کو کم ظاہر کرتے ہیں لیکن معلوم ہوا کہ اگلے بیس برسوں میں ان تنظیموں کا ہدف عیسائی آبادی کو ۱۰ سے ۱۲ ملین تک پہنچانا ہے شمالی بنگال میں گیرو کی پہاڑیاں اور چٹا گانگ کے پہاڑی خطے جیسے سرحدی علاقوں میں لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے

خصوصی توجہ دی گئی ہے ڈھاکہ کا ''اسد ایونیو'' زیادہ تر نئے عیسائیوں کی ملکیت ہے اور میر پور ''گرجوں کا شہر'' بن چکا ہے تشویشناک امر یہ ہے کہ نہ صرف ہندو اور بدھ قبائل عیسائیت اختیار کر رہے ہیں بلکہ مسلمان بھی عیسائی بن رہے ہیں قبل ازیں انڈونیشیا کی طرح اب بنگلہ دیش بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ رائے اب بعید از حقیقت ہے کہ ایک مسلمان' کیتھولک یا پروٹسٹنٹ عیسائی نہیں بن سکتا ایک متزلزل ''مسلمان'' کو اب پہلے سے کہیں زیادہ آسانی کے ساتھ متزلزل عیسائی بننے کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔

۱۹۹۱ء کے سمندری طوفان کے دوران چٹا گانگ میں ایک این جی او کے دفتر پر لوگوں نے حملہ کر دیا کیونکہ امدادی سامان مانگنے پر کہا گیا تھا کہ اپنا عقیدہ چھوڑ کر عیسائی بن جاؤ مسلمانوں کو سامان سے حقیر سا حصہ دیا گیا چرچ آف بنگلہ دیش نے اس کی توجیہ یہ پیش کی کہ یہ اشیاء ''عیسائی'' ممالک سے آئی تھیں۔

این جی اوز براہ راست عیسائی بنانے میں مصروف ہیں

حکومت کے این جی اوز بیورو نے ایسی ۵۲ این جی اوز کی نشاندہی کی ہے جو براہ راست لوگوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہیں فرقہ چاہے کوئی بھی ہو مذہبی اور سیکولر این جی اوز میں فرق ظاہری وضع کا ہے' مقاصد کا نہیں ایک این جی او مذہبی لحاظ سے غیر جانبدارانہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور ساتھ ہی معاشرے کی روح اور اقدار کو بگاڑنے میں معاونت بھی کرتی ہے جب کہ دیگر این جی اوز تباہ حال روحوں کی پکی فصل کاٹنے کی کوشش کرتی ہیں بنگلہ دیش کے ۶۰ ہزار سے زائد دیہات جو کہ ملک کی دیہی آبادی کا نصف ہیں' کسی ایک یا دوسری این جی او نے سنبھال رکھے ہیں' ان سب کا طریقہ واردات عام نوعیت کا ہے کرپشن' ترغیب پھر عقیدے کی تبدیلی!

این جی اوز بیورو رپورٹ نے ان طریقوں کی ایک دلچسپ اندرونی تصویر پیش کی ہے مذہب کی تبدیلی اور عیسائی بنانے کے لئے کمزوری کا انتخاب کیا جاتا ہے یعنی عورتیں' بچے' ان پڑھ یا بے یار و مددگار اور غربت کے شکنجے میں جکڑے ہوئے بے بس اور محروم لوگ! کچھ این جی اوز اپنے عملے' بشمول مسلمانوں' کے لئے بائبل پڑھنا لازمی

قرار دیتی ہیں ایک بڑی مشنری این جی او نے اپنے قائم کردہ اسکولوں میں صرف عیسائی اساتذہ مقرر کئے ہیں اور ہوسٹل میں رہنے کے خواہش مند طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عیسائی ہوں کسی بھی سرکاری یا دوسرے پرائیویٹ اسکول میں طالب علم کو اس کے اپنے مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے جب کہ اکثر مشنری اسکولوں میں طالب علموں کو عیسائیت پڑھنا لازمی ہے ایسے ہی ایک کیس میں جب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نے اس بے ضابطگی کی طرف توجہ دلائی تو اسے جواب ملا: ''ہمیں آپ کی حکومت فنڈز دیتی ہے نہ ہم اس کے سامنے جواب دہ ہیں'' ایک بڑی فلاحی تنظیم تقریباً ۱۸۵ اسکولوں کو چلاتی ہے جن میں سے زیادہ تر پرائمری اسکول ہیں، لیکن اسی خیراتی ادارے کے ثانوی اور ووکیشنل اسکولوں میں صرف انہی طلبہ کو داخلہ ملتا ہے جو عیسائی نو اعتقاد ہو۔

اکثر عیسائی این جی اوز کی پالیسی ہے کہ ''مسلمانوں کو آخر میں ملازمت دو اور نئے عیسائیوں کی دستگیری کرو'' اس پالیسی کا مقصد معاشی اور تعلیمی لحاظ سے مؤثر نو اعتقادوں کا معاشرہ قائم کرنا ہے جو افریقہ کے بہت سے خطوں کی طرح آگے چل کر یہاں بھی طاقت کے کلیدی سیکٹروں پر کنٹرول حاصل کر سکیں گے جیسے تعلیم، معیشت، بیرو کریسی، فوج اور سماجی پالیسی وغیرہ۔

خواتین میں تبلیغی کام ''پروگرام برائے سماجی بیداری' کا نقاب اوڑھ کر کیا جاتا ہے سماجی بیداری کا یہ پروگرام خواتین سے اسلامی ثقافت اور خاندانی اقدار چھڑا کر انہیں ''آزادی نسواں'' اور ضبط تولید کی آزاد اور ڈھیلی ڈھالی اخلاقیات سے متعارف کرواتا ہے ایک این جی او کا فیلڈ ورکر جس کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ وہ آوارہ اور لاوارث بچوں کی نگہداشت کرتا ہے، وہ مبینہ طور پر چھ بچوں کو ان کے والدین کی اجازت کے بغیر لے گیا چھوٹے بچوں کو خریدنے کا ایک کاروبار ہے کہ خاموشی سے جاری وساری ہے ان بچوں کو عیسائی بنا کر مقامی طور پر ان کی پرورش کی جاتی ہے یا انہیں باہر بھیج دیا جاتا ہے اگر کوئی مسلمان کسی مشنری طبی مرکز پر جاتا ہے تو اسے کم تر درجے کی دوائی دی جاتی ہے جب یہ دوائی اپنا اثر نہیں دکھاتی تو اچھی قسم کی دوا دیکر کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ

وہ بعض مدد طلب کرو اچھی دوائی سے مریض اچھا ہو جاتا ہے جو ایک ثبوت ہے کہ عیسائیت اسلام سے بہتر مذہب ہے۔

مثال کے طور پر امریکہ مطالبہ کرتا ہے کہ ''فوڈ فار ورک پروگرام'' کی نگران فلاحی تنظیم "Care" ہوگی جو کہ عیسائی تنظیم ہے' تاہم اس پروگرام کے بلین ڈالرز کہاں جاتے ہیں؟ ان کا کوئی حساب نہیں۔

این جی اوز کا خرچہ

این جی اوز کے فنڈز اور وسائل کا تقریباً ۷۰ فیصد حصہ غیر ملکی رضا کاروں' ماہرین اور مشیران کی تنخواہوں' سفرخرچ اور دیگر اللوں تللوں پر خرچ کیا جاتا ہے' ۱۵ فیصد حصہ بنگلہ دیشی اسٹاف پر' ۱۰ فیصد دفتر اور انتظام و انصرام پر جب کہ فقط ۵ فیصد ٹارگٹ گروپوں پر خرچ کیا جاتا ہے جن کے بارے میں یہ تنظیمیں اتنا واویلا کرتی ہیں۔ ایک ایسے ملک میں جہاں کم از کم ماہانہ اجرت ایک ہزار ٹکا (۲۵ امریکی ڈالر) سے مشکل ہی سے بڑھ پاتی ہے' وہاں کچھ این جی اوز کے سربراہان ایک لاکھ سے تین لاکھ ٹکا (۲۵۰۰ سے ۷۵۰۰ امریکی ڈالر تک) تنخواہ وصول کرتے ہیں کچھ این جی اوز اپنے سربراہوں کی تنخواہوں کی ادائیگی تو ان کے اپنے وطن میں غیر ملکی کرنسی میں کرتی ہیں جب کہ بنگلہ دیش میں قیام کا رہائشی الاؤنس بھی دیتی ہیں ایسی ہی ایک برطانوی تنظیم نے اپنے پروگراموں کے افسر اعلیٰ کو بیرون ملک تنخواہ کی ادائیگی کے علاوہ ایک لاکھ ٹکا ''ماہانہ الاؤنس'' بھی دیا اخراجات کی مد میں یہ رقوم ظاہر کرتی ہیں کہ اکثر این جی اوز اپنے فنڈز اپنے اعلان کردہ منصوبوں سے ہٹ کر دیگر مدوں میں منتقل کرتی ہیں۔

ڈاکٹر شیخ مقصود علی کی رائے میں این جی اوز کے ترقیاتی بجٹ کا تقریباً ۸۰ فیصد ٹارگٹ گروپوں کے بجائے ''درمیان والوں'' کی مٹھی گرم کرنے میں خرچ ہوتا ہے پلاننگ کمیشن میں پیش کیے گئے این جی اوز کے منصوبے درست نہیں ہوتے اور اکثر ان میں غلط اور زیادہ اعداد و شمار پیش کیے گئے ہوتے ہیں اور رسل و رسائل' زمین اور وہیکلز کی مدوں میں اخراجات کا تخمینہ اصل سے کہیں زیادہ ظاہر کیا گیا ہوتا ہے۔

گزشتہ برس این جی اوز بیورو انکوائری رپورٹ وزیر اعظم خالدہ ضیاء کو پیش کی گئی رپورٹ کے مطابق این جی اوز کے بجٹ کا ۶۰ فیصد اپنے ماہرین اور عملے کی تنخواہوں اور الاؤنسز پر خرچ کیا گیا۔ خطیر رقوم نئے ماڈل کی کاریں اور مٹسوبشی' پجارو گاڑیاں خریدنے اور این جی افسروں اور ماہرین کے لئے فائیو اسٹارز ریسٹ ہاؤس کی تعمیر پر خرچ کی گئیں۔

این جی اوز کی مالی بدعنوانی

بیورو کے آڈیٹروں نے ایک سو این جی اوز کے اکاؤنٹس چیک کئے تو یہ عقدہ کھلا کہ ان میں سے ۸۰ فیصد مالی بدعنوانیوں اور بے ضابطگیوں میں ملوث ہیں حتی کہ ان کے اپنے خفیہ بینک اکاؤنٹ بھی ہیں یہ بھی ہے کہ این جی اوز کسی منصوبے کے لئے مختص تمام رقم بالضرور اسی منصوبے پر خرچ نہیں کرتی ہیں' بلکہ زیادہ تر رقم غائب کر لی جاتی ہیں مثال کے طور پر ''مینو نائٹ سینٹرل کمیٹی'' (Menonite central Committee) نامی ایک این جی اوز نے ۸۴۔املین ٹکا بہبود اور بحالی کی مد میں نکالا' لیکن مبینہ طور پر ۳۲۷۲۱ ٹکے تقسیم کئے آڈیٹروں کا کہنا ہے کہ آڈٹ کے دوران سامنے آیا کہ Caritas کی جانب سے ۵۰ لاکھ ٹکا اور "BADS" نامی این جی او کی جانب سے ۱۳۔۱۰ملین ٹکا سمندری طوفان کے متاثرین کی بحالی کے بہانے غلط مدوں میں استعمال کیا گیا۔

این جی اوز سے تعلق کا مطلب

این جی اوز اپنے فنڈز اور امدادی رقوم سے بالواسطہ یا بلا واسطہ طور پر سیاسی اثر ورسوخ بھی خریدتی ہیں۔ سرکاری اہلکاروں اور سیاستدانوں کی ملکیت عمارتوں اور گھروں کو فیاضانہ شرائط پر لیز پر لیا جاتا ہے اور ان کے بیٹوں' بیٹیوں اور دیگر عزیز و اقارب کو بے کام کی نوکریاں دی جاتی ہیں اگر بنگلہ دیش میں آپ خوش لباس ہیں' آپ کے ایک ہاتھ میں جدید قسم کا بریف کیس ہے اور آپ جاپانی ساخت کی چمکتی دمکتی پجارو گاڑی میں سوار ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کسی این جی اوز کے افسر ہیں بنگلہ دیش میں کسی

این جی اوز کے ساتھ تعلق کا مطلب ہے کہ آپ کوئی ''شخصیت'' ہیں۔

این جی اوز کی سرگرمیوں میں سے ایک یہ ہے کہ چاول چھانٹنے والی مشین خریدنے' مرغیاں پالنے اور چھوٹی موٹی دکانداری کے لئے لوگوں کو چھوٹے قرضے دیئے جاتے ہیں لیکن رقوم کی واپسی کا روزانہ' پندرہ روزہ اور ہفتہ وار نظام ایسا ہے کہ قرضہ لینے والے ان پڑھ لوگ ۲۵ فیصد سے ۳۰ فیصد تک سود ادا کرتے ہیں۔ ''پراشیکا منا بک انیان کندرا'' نامی این جی او مبینہ طور پر ۲۲۶ فیصد سود وصول کرتی ہے این جی او بیورو کی انکوائری رپورٹ کے مطابق یہ این جی اوز غریب لوگوں کا دوسروں پر انحصار یا ان کی محتاجی ختم کرنے کے لئے شاذ ہی کام کرتی ہیں اس کے برعکس ان امدادی اداروں کی اکثریت سچ مچ کے غریب لوگوں کے مسائل سے لاتعلق ہے اور ان لوگوں کو پیروں پر کھڑا کرنے سے ان اداروں کو کوئی دلچسپی نہیں۔

این جی اوز کو کم سے کم کنٹرول کیا جائے

ڈھاکہ میں امریکی سفیر نے ایک ظہرانے میں کہا: ''طاقت کے متنوع مراکز کے بارے میں مشتبہ ہونے کی ضرورت نہیں' جیسے کہ این جی اوز وغیرہ' اور نہ ہی ان سے دشمنوں جیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ ''ہمارے تجربے'' کے مطابق تو این جی اوز بہتر کام اور معاشرے کی بہتر خدمت کر سکتی ہیں بشرطیکہ انہیں کم سے کم کنٹرول کیا جائے۔''

این جی اوز بیورو کی انکوائری رپورٹ کے مطابق ''نا نیجرا کوری'' نے سال ۹۱-۱۹۹۰ء میں حکومت کے علم یا منظوری کے بغیر ۱۴۰۶ ملین ٹکا تک کی رقم کے غیر ملکی فنڈز وصول کئے دیہی ترقی کے نام پر اس تنظیم نے اپنے بجٹ کا ۵۷ فیصد اپنے عملے کی تنخواہوں اور الاؤنسوں پر خرچ کیا جب کہ ۳۰ فیصد ایڈمنسٹریشن'' عملے اور دفتر اور ریسٹ ہاؤس کے بلوں کی مد میں اور جو باقی بچا' وہ تربیت اور سیمیناروں پر۔ تربیتی پروگرام اور سیمینار این جی اوز کے لئے وقت گزاری کے پسندیدہ مشغلے ہیں اور انہیں بالعموم سیاسی سرگرمیوں کی ڈھال خیال کیا جاتا ہے سرکاری رپورٹ میں ''نا نیجرا کوری'' کے کام میں فنڈز کی خورد برد کی بھی نشاندہی کی گئی اس نے سمندری طوفان سے بے گھر ہونے والوں

کے لئے گھر بنانے کی مد میں جو رقم مختص کی تھی' حقیقت میں اس سے کہیں کم رقم خرچ کی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ محنت مزدوری کرنے والے غریب طبقے کی حالت بہتر بنانے کے بجائے ایک خیراتی اور فلاحی ادارے کی منتظم مس خوشی کبیر نے اپنی حالت بہتر بنانے پر توجہ دی یہ خاتون ڈھاکہ کے علاقے ''دھن منڈی'' میں عالی شان محل نما گھر میں رہتی ہے۔

مسیحی مقالہ نگار نے لکھا

بنگلہ دیش

عیسائیت کی تبلیغ کے لئے زرخیز زمین ہے

چند برس پہلے ''انڈین مشیولاجیکل ریولو'' (شیلانگ) نے بنگلہ دیش میں فروغ مسیحیت کے بارے میں ایک مقالہ شائع کیا تھا مقالہ متحرک مسیحی مبشرین کی سوچ کا عکاس ہے واضح رہے کہ مسیحی مقالہ نگار نے ''اپنے'' حلقے کے لئے یہ مقالہ تحریر کیا ہے اور بجا طور پر مقالہ مسیحی الٰہیات کا رنگ روپ لئے ہوئے ہے۔

مسیحی مقالہ نگار نے لکھا:

آج کے بنگلہ دیشی معاشرے اور چرچ میں جہاں بہت سی باتیں تشویش کا باعث ہیں وہیں روشن مستقبل کے نشان موجود ہیں بے پناہ بھوک' مصائب' ناانصافی' جبر اور انسانی عزت ووقار کی پامالی بنگلہ دیش میں عام ہے ناخواندگی کی بلند شرح بہت سے لوگوں کے لئے مصیبت اور لعنت ہے جو جبر کا ایک بڑا سبب ہے ملک میں معاشی ترقی کے فوائد ایک مختصر مگر طاقتور گروہ تک محدود ہیں بے روزگار اور صلاحیت سے کم معاوضہ پر کام کرنے والوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بے گھر آبادی بڑھتی جا رہی ہے بہت سے نوجوان اور بچوں کی زندگی قابل رحم ہے خواتین کے حقوق اور احترام کے تسلیم کرنے میں بڑی کمی ہے مذہب اور اخلاقی اقدار سے بے

اعتنائی بڑھ رہی ہے۔ مختلف مذاہب' نسلوں اور ثقافتوں کے حامل لوگوں کے درمیان کھنچاؤ موجود ہے۔ بہت سے مواقع ہیں جہاں فروغ مسیحیت کے راستے میں حائل مسائل کا حل موجود ہے مسیحیت تمام لوگوں کے لئے امن' پرہیز گاری اور خدا کی بادشاہت کی اقدار لائے گی۔

امید اور خدا کی بادشاہت کا ایک نشان خود غریب لوگ ہیں' اگرچہ دکھوں کے مارے ہوئے ہیں مگر ان کے اندر طاقت اور روحانی ثروت موجود ہے ان میں قناعت' محبت' خدا پر بھروسے مشکلات و مصائب جھیلنے کی صلاحیت' دوسروں کے ساتھ بھائیوں اور بہنوں کیطرح کام کرنے اور زندہ رہنے کی اہلیت موجود ہے۔ غیر انسانی جبر اور محتاجی کے بندھنوں سے اگر ایک بار غریب باہر آ جائیں تو وہ اپنے اندرونی خصائص کو پوری قوت اور خوبصورتی کے ساتھ سامنے لاسکتے ہیں۔

امید کا ایک دوسرا نشان یہ ہے کہ مختلف نسلوں اور مذہبوں کے لوگوں میں ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں اور بہنوں کی طرح امن وسکون سے رہنے کی خواہش بڑھ رہی ہے حقیقت یہ ہے کہ بڑی حد تک لوگ اسی طرح رہتے ہیں۔

بنگلہ دیش کے چرچ میں' ایشیا کے دوسرے ملکوں کی مانند' غریبوں کے ساتھ اظہار یکجہتی اور شناخت کی خواہش میں اضافہ ہو رہا ہے زیادہ سے زیادہ مسیحی رہنما اور عام لوگ روح القدس سے سرشار مشن اور اپنی زندگی کے بارے میں ذمہ دار اور پرجوش ہوتے جارہے ہیں تاکہ آج کے دور میں فروغ مسیحیت کے اہداف اور تقاضے زیادہ مؤثر طریقے سے پورے کئے جاسکیں۔

مذکورہ بالا صورت حال میں بنگلہ دیش میں فروغ مسیحیت کے لئے خصوصی طریقے اور انداز کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

مشکلات اور مصائب کی عام دردناک صورت حال جو انسان کی روح اور بدن دونوں کے لئے مضر ہے' کا تقاضا یہ ہے کہ مصیبت میں گرفتار تمام لوگوں کے لئے دلاسے' دردمندی اور تشفی کا طریقہ کار اختیار کیا جائے بنگلہ دیش میں مسیحی مناد کو پر محبت اور' دردمند

ہوتے ہوئے اس سرزمین کے لوگوں کے سامنے اسی طرح خدا کی بادشاہت کی منادی کرنا چاہیئے جیسے مسیح نے پہاڑی کے وعظ میں کی ہے مسیح کی طرح مناد کو مصیبت زدہ ہجوم میں مصیبت میں شریک خادم ہونا چاہیئے فروغ مسیحیت کے لئے اس طرز کی مجموعی کیفیت میں باقی پہلوؤں کو سمویا جاسکتا ہے فروغ مسیحیت کے عمل میں یہ مشکل کام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ چیلنج متعدد مواقع مہیا کرتا ہے فروغ مسیحیت کے لئے یہ مؤثر میدان ہے۔

ایک ایسے ملک میں جہاں آبادی کی اکثریت پرانی مذہبی اقدار اور حساسیت کی حامل ہے، مکالمے کا طریقہ اختیار کئے بغیر مختلف مذاہب اور اقدار کے لوگوں کے سامنے مؤثر اور ثمر آور مسیحی پیغام پیش نہیں کیا جاسکتا پر محبت مکالمے کے ذریعے لوگ ایک دوسرے کے دین کے مرکزی عنصر اور اقدار کو سمجھ لیتے ہیں اور اس نمایاں سطح پر ایک چیلنج پیش کیا جاسکتا ہے اس کے برعکس راستہ اختیار کرتے ہوئے لوگ غیر ضروری اختلافات اور بحثوں میں الجھ جاتے ہیں اور موجودہ صورت حال حقیقتاً یہی ہے اس لئے مکالمہ اس مذہبی کٹر پن، بے اعتمادی اور تنازعات پر قابو پانے کا طریقہ کار ہے جس سے ایک دوسرے کو نہ سننے کی فضا پیدا ہوئی ہے مکالمے کے ذریعے مسیحی مناد لوگوں کے دل و دماغ کو ان کے اپنے اندر خداوند خدا کی آواز سننے کے قابل بنا دے گا۔

مکالمہ جتنا دو افراد کے درمیان رابطے کے لحاظ سے اہم ہے اتنا ہی خود اہم ہے، اس سے امن و ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور یہ لوگوں کو خدا کی بادشاہت کی برکتیں مہیا کرتا ہے۔

بنگلہ دیش میں بعض گروہ ایسے ہیں جو خدا اور اس کی بادشاہت کی تلاش میں مسیحی عقیدہ اختیار کرنے والے ہیں ان گروہوں کے سامنے، انجیل زیادہ لگن اور احتیاط کے ساتھ پیش کی جانی چاہیئے ان کے سامنے چرچ کا زیادہ، بہتر تصور پیش کرنے کی ضرورت ہے یعنی چرچ محض ذات نجات حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ اس تجربے کے ذریعے ایک فرد دوسروں کی نجات کا باعث ہے، جو روح اور جسم کی تکلیف میں

مبتلا ہوں مسیحی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے درمیان خدا کی بادشاہت لانے کا باعث بنا جائے۔

فروغ مسیحیت کا عمل مسیحائی Christological ہے جو کلیسائی العباد کی طرف جاتا ہے۔ "Ecclesiological" کلمۃ اللہ کی تجسیم کسی تخصیص کے بغیر سب کے لئے تھی اور اسی حالت میں ''اس'' نے اپنے اردگرد رسولوں کو جمع کیا پس یہاں فروغ مسیحیت کو مسیحائی اور کلیسائی دونوں پہلوؤں کو پورے طور پر سامنے رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

فروغ مسیحیت کے طریقہ کار کا ایک پہلو یہ ہے کہ مسیحی برادری میں ایمان کی روحانیت صحیح طور پر موجود ہے ایک ایسے ملک میں جہاں عوامی مذہبیت نیز پیروں اور گروہوں کے اثرات اتنے نمایاں ہیں' دوسرے مذہبوں کے لوگ مسیحی برادری اور بالخصوص اس کے مذہبی رہنماؤں میں بھی گیان دھیان کے تجربے کے آثار دیکھنا چاہتے ہیں۔

خیراتی اور رفاہی کام اس قدر زیادہ ہیں کہ بہت سی قوتیں ان میں صرف ہو جاتی ہیں۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ خدا کی محبت کے لئے کام نہ کئے جائیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ ہم گیان دھیان پر اتنی توجہ دیں کہ محبت اور ہمدردی کے یہ کام چھوڑ دیں ضرورت یہ فہم حاصل کرنے کی ہے کہ مسیح نے اپنی زندگی میں رفاہی کاموں اور ایمانی غور وفکر کو کس طرح جمع کیا تھا ضروری امر مسیح کی زندگی کا تجسیمی پہلو ہے کہ مسیح نے کس حد تک اپنے آپ کو بنی نوع انسان بالخصوص غریبوں اور پریشانیوں کے شکار لوگوں کے ساتھ جوڑا تا کہ اس میں خداوند خدا کی موجودگی اور محبت دیکھ لے ہماری ضرورت یہ ہے کہ اس تجسیمی پہلو کا اظہار ہمارے رسولی کاموں میں ہو اور یہ کام صرف چرچ کی خاطر انجام دینے کی روح میں کمی نہ آئے ہمیں ''غریب لوگوں میں انتہائی غریبوں'' کے پاس جانا اور فاصلہ رکھ کر محبت و ہمدردی کا یہ کام نہیں کرنا ہے بلکہ ان کے ساتھ رہ کر اور ان ہی کی طرح رہ کر خدمت انجام دینا ہے عہد حاضر میں ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ

اس سے ہماری منادی میں ''گیان دھیان'' یعنی روحانیت والا پہلو پیدا ہوگا اور فروغ مسیحیت کا بڑا ترغیبی ذریعہ ہوگا۔

بنگلہ دیش میں بعض چھوٹے چھوٹے گروہ ہیں جو سماجی، ثقافتی یا مذہبی طور پر زیادہ نمایاں نہیں، ان میں انجیل اور چرچ کے لئے کشش ہے چرچ کا فرض ہے کہ ان کے سامنے مسیحی عقیدے کو بطور متبادل پیش کرے اس میدان میں، بہت کچھ ہو رہا ہے چرچ کی پوری کوشش ہونا چاہیئے کہ اس کے نئے ارکان حقیقتاً مسیحی ہوں اور انکے دل دوسرے کے لئے کھلے ہوں ماضی کی نسبت نئے مسیحیوں کی تیاری زیادہ بھرپور طریقہ سے ہونی چاہیئے۔

اگرچہ ایشیا کے دوسرے بہت سے ملکوں کی طرح بنگلہ دیش میں چرچ عددی طور پر بہت چھوٹا ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ مستقبل میں کئی برسوں تک اسی حالت میں رہے گا تاہم ہمارا ایمان ہے کہ خداوند اپنے بیٹے مسیح کی انجیل سننے کے لئے بہت سے ذہن تیار کر رہا ہے ہمارا کام یہ ہے کہ وہ تاریخی رکاوٹیں اور تعصبات دور کریں جو بیسیوں ذہنوں کو مسیحی پیغام سننے سے روکتے ہیں یہ ہمارا تجربہ ہے کہ بہت سے لوگ انجیل کا حیات افزا پیغام سننا چاہتے ہیں، لیکن چرچ سے اس لئے خوف زدہ ہیں کہ یہ ان کے مذہب اور ثقافت کو، جو انہیں بہت عزیز ہیں تباہ کر دے گا اس غیر واضح صورت حال میں بہت ہی صابرانہ اور مشفقانہ رویے کی ضرورت ہے محض بیج ڈال دینا غیر مؤثر ہوگا، اگر زمین صحیح طور پر تیار نہ کی گئی۔

بنگلہ دیش کی گھمبیر غربت اور جبر کی حالت میں بڑی تعداد میں لوگوں کے دل'' خدا کی' بادشاہت'' کی اقدار کے لئے کھلے ہوئے ہیں' جو مسیحائی امن کے لئے بے تاب ہیں اب بنگلہ دیش میں چرچ کو اس انداز کی تبشیر کے لئے بلایا جا رہا ہے زیادہ صحیح بات تو یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہر جگہ فروغ مسیحیت کا یہی نقطہ پرداز ہے۔

بنگلہ دیش کی کیتھولک برادری کے بارے میں کچھ اعداد و شمار

۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو جب وطن عزیز کے سابق مشرقی بازو نے اپنوں کی پے

در پے غلطیوں اور غیروں کی سازشوں کے نتیجے میں بنگلہ دیش کی شکل اختیار کی تو اس خطے میں برصغیر کے دوسرے خطوں کی طرح مسیحی آبادی موجود تھی بنگلہ دیش کی ۸۷ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی ملک کی معاشرتی وثقافتی زندگی پر اسلام کی چھاپ ہے ۱۳ فیصد غیر مسلم آبادی میں ہندو سب سے بڑی اقلیت ہیں (کل آبادی کا تقریباً ۱۲ فیصد) باقی ماندہ ایک فیصد آبادی میں ۶ فیصد بدھ مت کے پیروکار ہیں اور ۹۴ فیصد مسیحی ہیں کل مسیحی آبادی اندازاً ۳ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور اس میں دو تہائی کیتھولک چرچ سے تعلق رکھتے ہیں۔

بنگلہ دیش میں کیتھولک برادری اگرچہ بہت چھوٹی ہے مگر نہایت فعال ہے بنگلہ دیش کی آزادی کے فوراً بعد مارچ ۱۹۷۲ء میں پوپ پال ششم نے دو رکنی وفد ڈھاکہ بھیجا تھا۔

بنگلہ دیش کی حکومت نے یکجہتی کے اس اظہار اور پاکستان سے سخت تناؤ کی حالت میں ویٹی کن کے ساتھ سفارتی تعلقات استوار کرنے کی خواہش کا اظہار کیا' چنانچہ ویٹی کن نے ستمبر ۱۹۷۲ء میں سفارتی تعلقات قائم کرنے کا اعلان کیا' اور ۲ فروری ۱۹۷۳ء کو پاپائی نمائندے کا ڈھاکہ میں تقرر ہو گیا۔

ان دنوں عزت مآب ایڈرینو برنارڈینی' پاپائی نمائندے ہیں جو اس تقرری سے پہلے' انگولا' جاپان' اسپین اور تائیوان میں ویٹیکن کی نمائندگی کر چکے ہیں۔

''دی کیتھولک بشپس کانفرنس آف بنگلہ دیش'' کی جانب سے کیتھولک ڈائریکٹری شائع کی جاتی ہے جس کا تیسرا ایڈیشن بنگلہ دیش میں پوپ جان پال دوم کی آمد پر نومبر ۱۹۹۶ء میں شائع کیا گیا تھا چھ سال بعد ۱۹۹۲ء میں ڈائریکٹری کا چوتھا اور تازہ ترین ایڈیشن سامنے آیا ہے ''دی کیتھولک بشپس کانفرنس آف بنگلہ دیش'' کیتھولک برادری کی دینی و دنیوی مفادات کے تحفظ اور اس کی خدمت کرنے والا سب سے اہم ادارہ ہے جو آرچ بشپ آف ڈھاکہ کی صدارت میں کام کرتا ہے ان دنوں آرچ بشپ آف ڈھاکہ عزت مآب میکائل روزاریو ہیں جو ۵ فروری ۱۹۷۸ء سے اس منصب

پر فائز چلے آ رہے ہیں۔

بنگلہ دیش ابتداء میں ایک آرچ ڈیوایس (بشپی حلقوں) پر مشتمل تھا مگر ۱۹۸۷ء میں میمن سنگھ ڈیوایس اور ۱۹۹۰ء میں راجشاہی ڈیوایس قائم کیے گئے اس وقت آرچ ڈیوایسن آف ڈھاکہ کے ساتھ پانچ ڈایوسس ہیں۔

ڈائریکٹری کا زیر نظر نسخہ ناقص ہے چند صفحات سادہ رہ گئے ہیں اس لئے بعض معلومات دستیاب نہیں ہوسکی ہیں۔

کیتھولک چرچ تعلیم و تدریس کے میدان میں سرگرمی سے حصہ لے رہا ہے بنگلہ دیش میں کام کرنے والے کیتھولک مشنریوں اور مقامی کیتھولک برادری کے زیر اہتمام ہیلتھ سینٹر' ڈسپنسریاں' بورڈنگ ہاؤس اور یتیم خانے بھی کام کر رہے ہیں۔

۱۹۹۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق آرچ بشپ آف ڈھاکہ اور چار بشپوں' کی نگرانی میں ۲۰۷ مقامی اور غیر ملکی پادری اور مناد کام کر رہے ہیں (چٹاگانگ ڈایوسس کے اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں) ۱۶ ملکی اور غیر ملکی مشنری تنظیموں سے وابستہ ۷۰۶ راہبات اور ان کی مددگار خواتین ہیں جو تعلیمی' سماجی اور مذہبی کاموں میں مصروف ہیں دو لاکھ افراد کے لئے اتنی بڑی تعداد میں مذہبی جذبے سے سرشار کارکنوں کی یقیناً ضرورت نہیں یہ کارکن کیتھولک برادری کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے ساتھ بنگلہ دیش کی غیر مسیحی آبادی کو اپنا ہدف سمجھتے ہوئے کام کر رہے ہیں۔

بنگلہ دیش پر این جی اوز کی یلغار

انتہائی محتاط اندازے کے مطابق اس وقت بنگلہ دیش میں ۱۰۰۰ سے زائد غیر مسلم این جی اوز (نان گورنمنٹ آرگنائزیشن) رجسٹرڈ ہیں جو مختلف طریقوں اور مختلف ناموں سے بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں میں کام کر رہی ہیں غیر مسلم بالخصوص یہود و نصاریٰ کی این جی اوز (تنظیمیں) بنگلہ دیش میں اس قدر فعال اور متحرک ہیں کہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ خود بنگلہ دیش حکومت بھی ان این جی اوز کی بیساکھیوں پر کھڑی

ہے...... وہاں کی معیشت سے لیکر سیاست تک ہر طرف انہی این جی اوز کا کردار نظر آتا ہے انگلش میڈیم اسکولوں کے نام پر نظام تعلیم پر بھی انہی این جی اوز کا ہولڈ ہے اور انہی اسکولوں کے ذریعے مسلمانوں کے معصوم بچوں کے ناپختہ ذہنوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر بھرا جاتا ہے۔ تعمیر و ترقی کے نام پر مختلف سرکاری عمارتیں اور سڑکیں حتی کہ ایک اطلاع کے مطابق اسمبلی ہال اور ایم این اے ہاسٹل بھی بطور تعاون انہیں این جی اوز نے تعمیر کئے ہیں جنوب اور شمال کو ملانے کے لئے جمنا کے اوپر تقریباً ۶ کلومیٹر طویل پل بھی انہی این جی اوز سے تعمیر کروایا جارہا ہے بڑے بڑے تعمیری منصوبوں کی وجہ سے گورنمنٹ ان کے سامنے مجبور ہے اور ان کی اسلام دشمن پالیسیوں کو وہ قصداً نظر انداز کرتی ہے یہود و نصاریٰ کی بڑی تنظیموں میں ایک براک Barak ہے جس کے ۱۲ ہزار سے زائد انگلش میڈیم اسکول ہیں جب کہ اس کا ہدف اسی ہزار (۸۰۰۰۰) اسکول مکمل کرنا ہے۔ ان اسکولوں میں بحیثیت ٹیچر صرف نوجوان غیر شادی شدہ ایسی لڑکیوں کو لیا جاتا ہے جو ہندو سے عیسائی بنی ہیں تقریباً ہر ٹیچر کو ایک سائیکل دی جاتی ہے جب کہ ہر ۲۵ اسکولوں پر ایک انسپکٹر لڑکی ہے جسے ۵۰ ہنڈا موٹر سائیکل دیا گیا ہے براک کا ''ارنگ'' ڈھاکہ میں کروڑوں ڈالر مالیت کا ہیڈ آفس زیر تعمیر ہے جس میں چالیس سے زائد فلیٹ ہیں اس کے علاوہ تمام چھوٹے بڑے شہروں میں اس این جی او کے شاندار دفاتر ہیں جو ذاتی بلڈنگوں میں ہیں۔ یہود و نصاریٰ کا سب سے بڑا ہدف یہاں کی وہ آبادی ہے جسے گچھو گرام کہا جاتا ہے۔ جنرل ارشاد کے دور حکومت میں سیلابوں اور طوفانوں کی زد میں آتے ہوئے اور دوسرے بے گھر اور غریب لوگوں کے لئے غیر مسلم این جی اوز کے ذریعہ کچھ بستیاں تعمیر کروائی گئیں۔ یہ بستیاں گچھو گرام کہلاتی ہیں۔ یہ اکثر شہر سے انتہائی دور ہوتی ہیں۔ ایک بستی میں مکانوں کی تعداد ۵۰ سے لیکر پانچ ہزار تک ہوتی ہے ایسی بستیوں کی تعداد ۱۵۰۰ ہے چونکہ یہ بستیاں یہودیوں اور نصرانیوں نے تعمیر کی ہیں اس لئے ان کے ماسٹر پلان ہی میں مسجد یا مکتب کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی بعض گچھو گراموں میں لوگوں نے اپنی کوشش سے کچھ مساجد تعمیر کی ہیں لیکن عدم استطاعت کی وجہ

سے وہاں امام نہیں رکھ سکتے اس لئے یہ مساجد بھی ویران ہے ایسے گھوگراموں کی تعداد انتہائی قلیل ہے۔ ہر بستی میں ایک کمیونٹی سینٹر لازمی تعمیر کیا گیا ہے جہاں یہ این جی اوز اپنا پروگرام پیش کرتی ہیں ہفتہ پندرہ دن میں ایک مرتبہ مشنری کے لوگ جاتے ہیں لوگوں کو اسلام کے منافی تعلیمات دیتے ہیں وی سی آر وغیرہ پر ان کو اخلاق باختہ فلم دکھاتے ہیں اور لوگوں میں چاول اور دوسری اشیاء وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ ان کمیونٹی سینٹروں میں بھی ''براک'' کے اسکول قائم ہیں ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ اٹلی سے آئی ہوئی سفید فام لڑکیوں نے معصوم بچوں سے کہا کہ سب مل کر اللہ سے مانگو کہ ہمیں ٹافیاں دو۔ بچوں نے مانگا' جب کچھ نہ ملا تو کہا کہ اچھا محمد (ﷺ) سے مانگو جب پھر کچھ نہ ملا تو کہا گیا کہ عیسیٰ مسیح سے مانگو۔ اور اسی دوران پیچھے سے ٹافیاں بچوں کے درمیان پھینک دی گئیں اور معصوم ذہنوں میں یہ بات بٹھائی گئی کہ اصل حضرت عیسیٰ مسیح ہی ہیں ان گھوگراموں کے لوگ مسلسل عیسائی اور یہودی تبلیغات سے اسلام سے انتہائی دور ہو چکے ہیں ان کی معاشی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے شہروں میں بھیج سکیں اور دور دراز پس ماندہ ہونے کی وجہ سے دینی جماعتیں بھی اس طرف کا رخ نہیں کرتیں اور استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے وہ خود معلم بھی نہیں رکھ سکتے چنانچہ مسلمانوں کے گھروں میں جنم لینے والے یہ مسلمان ہر دن اسلام سے دور اور عیسائیت و یہودیت سے غیر شعوری طور پر قریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور اگر عیسائی مشنری اسی رفتار سے فعال اور متحرک رہی تو محتاط اندازے کے مطابق آئندہ دس سال میں وہ اپنا ہدف پورا کرلیں گی تعلیمی میدان کے علاوہ غیر مسلم این جی اوز نے یہاں ریشم کے کارخانے لگائے ہیں اور گارمنٹس فیکٹریاں بنا رکھی ہیں سڑکوں کے کنارے شاہتوت کے درخت لگائے ہیں اور لوگوں کو بالخصوص عورتوں کو ریشم کے کیڑے دے رکھے ہیں۔ جہاں یہ عورتیں ریشم جمع کر کے ۴۰ اور ۵۰ روپیہ کلو کے حساب سے ان مخصوص کارخانوں میں پہنچتی ہیں۔ گرامین بینک کے نام سے انہوں نے ایک بینک قائم کر رکھا ہے جو صرف عورتوں کو سود پر قرضہ دیتا ہے اور اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ ۲۰ عورتوں کی ایک انجمن بنا کر اس کو

قرض دیا جاتا ہے تاکہ وہ سب مل کر سود ادا کر سکیں۔ یہ سود اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ جو عورتیں ایک مرتبہ قرضہ لے لیں تو وہ پوری زندگی سود ادا کرتی رہتی ہیں۔ غیر مسلم این جی اوز کے یہ وہ ہتھکنڈے ہیں جو ہر آدمی کھلی آنکھوں میں دیکھ رہا ہے جب کہ اندرون خانہ ان کے خطرناک منصوبوں کا کسی کو علم نہیں۔

خدام القرآن کے چیئر مین مولانا محمد ساجد عثمان نے انہی گھوگراموں میں کام شروع کیا ہے اور ۵۰۰ کے لگ بھگ گاؤں میں مکاتب قرآنیہ قائم کر دیئے ہیں اس ''جرم'' کی بنا پر ان یہودی و نصرانی این جی اوز نے مولانا ساجد کو اسامہ کا ساتھی ہونے کے جھوٹے الزام میں گرفتار کروا دیا۔

بنگلہ دیش میں مسیحیت

جریدہ ''اچھا چرواہا'' (ملتان) نے مارچ ۱۹۹۴ء کی اشاعت کے لئے ''ایشیا کی کلیسائیں'' کا موضوع چنا ہے ایک مضمون ''بنگلہ دیشی مسیحی'' کے زیر عنوان شامل اشاعت ہے ذیل میں اس کا آخری حصہ نقل کیا جاتا ہے جو بنگلہ دیش کی مسیحی آبادی اور اس کی سرگرمیوں سے متعلق ہے مضمون نگار کا یہ لکھنا ہے کہ خلیج کی جنگ کے زمانے میں بنگلہ دیشی مسلمان مسیحیوں کے خون کے پیاسے ہو گئے تھے چنداں درست نہیں مضمون نگار نے اس کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا شاید ناقص اطلاعات اور تصورات کے تحت یہ لکھ دیا گیا ہے۔ مدیر''

(بنگلہ دیش میں) مسیحی نہایت قلیل تعداد (۰٫۳ فیصد) میں ہیں جب کہ مسلمان اکثریت (۸۶٫۶ فیصد) میں ہیں۔ اقلیتوں میں سب سے زیادہ تعداد میں ہندو ہیں جو ۱۲ فیصد ہیں، تاہم کلیسیا اپنے سکولوں، ہسپتالوں، امدادی اور ترقیاتی اداروں اور دوسرے رفاہی اداروں کے ذریعے بنگلہ دیش میں اہم کردار ادا کر رہی ہے کاتھولک کلیسیا کا تعین کردہ سماجی خدمت کا ادارہ '' کاریتاس بنگلہ دیش'' ضرورت کے وقت امدادی کام کے علاوہ ذات پات اور مذہب کی تفریق سے بالاتر ہو کر تمام لوگوں کی ترقی کے لئے کام کرتا ہے۔

''ورلڈ وژن آف بنگلہ دیش'' اور ''بنگلہ دیش رورل ایڈوانسمنٹ کمیٹی'' ایسے اوارے ہیں جو ابتدائی تعلیم' قائدانہ تربیت' تحریک خود آ گاہی' زراعت اور ابتدائی حفظان صحت کے پروگراموں کی مدد سے گاروقبائل کو اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنے کے قابل بنا رہے ہیں اسطرح کلیسائی گروہ اور ادارے دیگر ترقیاتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں دیہاتوں میں تعلیم اور حفظان صحت کے پروگرام اور امداد باہمی کی انجمنوں کا قیام ایسے کام ہیں جن میں کلیسیا کا بڑا ہاتھ ہے۔

کلیسیائی قائدین اور گروہ بنگلہ دیش میں انسانی حقوق کی تنظیم CCHRB میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں جو ملک میں ۳۰ دیگر غیر سرکاری تنظیموں کی انسانی حقوق کے بارے میں کاموں کی نگرانی کرتی ہے۔ CCHRB اس بات کا بھی خیال رکھنے میں مدد دیتی ہے کہ ملک میں انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوں کلیسیائی گروہ انسانی حقوق کے لئے دیگر بہت سے طریقوں سے بھی کام کرتے ہیں خواتین اور نوجوانوں کو تربیت دی جاتی ہے اور اب وہ اس قابل ہیں کہ نسلی امتیاز اور ظلم کے خلاف آواز بلند کر سکیں نوجوانوں میں ایک بڑی تبدیلی یہ بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو غریبوں کی خدمت کے لئے وقف کر رہے ہیں بنگلہ دیش میں کاتھولک کلیسیا کی تاریخ خلیج بنگال میں مغربی ہندوستان یعنی گوڈا سے ۱۵ ویں صدی کے اوائل میں پرتگالی تاجروں کی آمد کے ساتھ شروع ہوئی۔

جیزوٹ مشنریوں نے ۱۶۰۰ء میں ایک گرجا گھر چنداکان کے مقام پر بنایا جو اب جنوب مغربی حصے میں ضلع ست کھیرا میں ایشوری پور کے نام سے مشہور ہے انہوں نے ۱۶۰۱ء میں چٹاگانگ میں ایک اور گرجا گھر تعمیر کیا جیزوٹ فادر فرانسکو فرعینڈس اور آگسٹین' فادر برنارڈ داجیز کلیسیا کے اولین شہید تھے' جنہیں چٹاگانگ میں ۱۶۰۲ء اور ڈھاکہ میں ۱۶۲۳ء میں بالترتیب شہید کر دیا گیا۔

سترہویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں ایک مقامی ہندو نومسیحی انتھونی ڈی روزاریو نے بڑے جوش سے انجیل کی منادی شروع کر دی اور ڈھاکہ کے شمال میں

بھامل کی سلطنت میں تقریباً ۳۰۰۰۰ چھوٹی ذات کے ہندوؤں کو مسیحیت کے دائرے میں داخل کیا آگسٹینی' ڈومنیک' ہولی کراس' جیزوٹ اور بعد ازاں پاپائی کاہنوں کے علاوہ سلیسیائی اور زیویرائی کاہنوں نے ان علاقوں میں خدمت انجام دی اور کیتھولک مسیحیوں کی تعداد کافی بڑھ گئی۔

یکم ستمبر ۱۸۸۶ء کو ڈھاکہ کی ڈایوسیس بنائی گئی اور اب بنگلہ دیش میں کل چھ ڈایوسیس ہیں جن کے سربراہان مقامی بنگلہ دیشی بشپ ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں بنگلہ دیش کی کیتھولک کلیسیا میں ۱۹۵۰۲۳ ارکان' ۶۸ پیرشیں' ۱۹۳ فادر صاحبان (۱۰۶ مقامی' ۸۷ غیر ملکی) ۵۳ برادر صاحبان (۲۹ مقامی' ۲۴ غیر ملکی) ۶۹۵ راہبات (۵۶۶ مقامی' ۱۲۹ غیر ملکی) اور ۱۰۵۳ مقامی منادصاحبان تھے۔ پچھلی دھائی کے دوران سے مختلف حلقوں سے کئی بنگلہ دیشی راہبات افریقہ' ایشیا اور بحرالکاہل کے علاقوں میں خدمت کا کام انجام دے رہی ہیں۔

کلیسیا کی یہ جدوجہد رہی ہے کہ مختلف طریقوں سے دوسری غیر مسیحی اکثریتی قوموں کے بیچ وہ ایک بالکل مقامی کلیسیا بن کر رہے خلیجی جنگ کے دوران عراق کے شدید حامی جذبات نے بنگلہ دیش میں مسیحیوں کے خلاف غم وغصے کی ایک تیز لہر دوڑادی عراق کے خلاف اتحادی فوجوں کے ردعمل کو مسیحی دنیا کی طرف سے ایک اسلامی ملک کے خلاف جارحیت کے تناظر میں دیکھا گیا بنگلہ دیشی مسلمان عراق کی حمایت میں مسیحیوں کے خون کے پیاسے ہو گئے۔

کلیسیا کا کام اس قسم کے شکوک وشبہات کا خاتمہ ہے عالمگیر اور بین المذہبی امور کے بنگلہ دیشی کیتھولک بشپ صاحبان کا کمیشن' بین المذہبی مکالمہ کو بڑھانے کے لئے تربیتی کورسوں' سیمینار اور دعائیہ اجتماعات کا اہتمام کرتا ہے اور انفرادی میل جول اور گفت وشنید کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

باب نمبر ۷

روس اور وسطی ایشیا کی آزاد ریاستوں میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

سوویت یونین کے زوال سے بھی بہت پہلے سے صدر گورباچوف کے گلاسناسٹ اور پیروسٹرائیکا اصطلاحات کے نتیجے میں نمودار ہونے والے نسبتاً مذہبی رواداری کے ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، مسیحی مشنریوں نے سابق سوویت یونین کے علاقوں کو اپنی سرگرمیوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا تھا ۱۹۸۷ء میں ''لتھرانا ورلڈ انفارمیشن'' کی ایک رپورٹ کے مطابق، مغربی جرمنی میں چھپوائے گئے روسی زبان میں بائبل کے دس ہزار نسخے سابق سوویت یونین بھجوائے گئے بائبل کے روسی زبان کے یہ نسخے یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی نے سابق سوویت یونین کے ''آل یونین کونسل آف ایونجلیکل کرسٹین بپٹسٹس'' کے نام روانہ کئے، جسے سرکاری طور پر ان نسخوں کی درآمد کا لائسنس دیا گیا تھا یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی نے روسی زبان کے بائبل کے ان نسخوں کے علاوہ اجتماعی عبادت کے دوران میں گائے جانے والے روسی زبان کے دس ہزار گانوں اور ۱۵ جلدوں پر مشتمل عہدہ نامہ جدید کی تفسیر کے پانچ ہزار سیٹ بھی سابق سوویت یونین کی آل یونین کونسل آف ایونجلیکل کرسٹین بپٹسٹس کے نام تبلیغی اغراض کے لئے روانہ کئے۔

دوسری طرف ۱۹۸۷ء میں ہی حکومت کی طرف سے روسی آرتھوڈکس چرچ کو ۱۹۸۸ء میں چرچ کی ہزارویں برسی منانے کے موقعہ کی مناسبت سے روسی زبان میں بائبل کے ایک لاکھ نسخے چھاپنے کی اجازت دی گئی۔

اس سے اگلے سال ۱۹۸۸ء میں یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز کو سوویت یونین کی

مذکورہ تبشیری تنظیم کو بائبل کے روسی زبان کے ۹۸ ہزار نسخے اور یوکرینی زبان کے دو ہزار نسخے بھیجنے کی اجازت دی گئی۔

۱۹۸۸ء کے اختتام تک یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز کی طرف سے جو عیسائی مشنری لٹریچر سابق سوویت یونین بھجوایا گیا اس کی تفصیل جریدے Pulse کے مطابق یوں ہے۔

وصول کرنے والا مشن	لٹریچر کی نوعیت	تعداد
رشین آرتھوڈکس چرچ	بائبل (تین جلدوں میں تفسیر کیساتھ)	۱،۰۰۰۰۰
	مقدس کتاب سے ماخوذ دعاؤں کی کتابیں	۶۲،۴۰۰
	عہد نامہ جدید	۱۰،۰۰۰
پٹسٹس یونین میں شامل مشن	روسی زبان میں بائبل	۱،۰۳،۰۰۰
	بائبل تفسیری سیٹ	۴۰،۰۰۰
	یوکرینی زبان میں بائبل	۶۸،۰۰۰
	جرمن زبان میں بائبل	۱۰،۰۰۰
	لٹوین زبان میں بائبل	۲،۵۰۰
	اسٹونین زبان میں بائبل	۲،۵۰۰
	مقدس کتاب کے بریل نسخے	۱،۰۰۰
	روسی زبان میں اجتماعی عبادت کے گانوں کی کتابیں	۱۰،۰۰۰
	جارجین زبان میں اجتماعی عبادت کے گانوں کی کتابیں	۲،۰۰۰
	بائبل کی کہانیوں کی کتابیں	۱۰،۰۰۰
لتھرنز مشن		
	روسی زبان میں بائبل	۳،۰۰۰

سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ مشن

روسی زبان میں بائبل	۲٬۰۰۰
یوکرینی زبان میں بائبل	۲٬۰۰۰
عہد نامہ جدید (روسی زبان میں)	۲٬۲۰۰
تفسیریں (روسی زبان میں)	۲٬۹۰۰
معاجم (روسی زبان میں)	۱٬۲۰۰
عبادت کے گانے (روسی)	۱۸۴٬۳۰۰

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ سابق سوویت یونین کی مسلمان آبادی بھی روسی زبان کو مملکت کی سرکاری اور ادبی زبان کی حیثیت سے نہ صرف جانتی ہے بلکہ ان کی اپنی قومی زبانیں بھی بہت حد تک روسی زبان سے متاثر ہیں اور ان میں روسی زبان کے الفاظ، تراکیب اور محاورے داخل ہوگئے ہیں اس بات کے پیش نظر اس بات کے امکانات بہت زیادہ ہیں کہ عیسائی مشنری لٹریچر کے اس در آنے والے سیلاب کا ایک معتد بہ حصہ ان تک بھی پہنچایا گیا ہوگا بعد کے اعداد و شمار کے مطابق آزاد ممالک کی دولت مشترکہ کو بھجوائے جانے والے بائبل کے نسخوں کی تعداد پانچ کروڑ سے بھی بڑھ گئی ہے

اس سے پیشتر یورپ میں مقیم ڈھائی کروڑ مسلمان (جس میں سابق سوویت یونین کے یورپی علاقوں کے مسلمان بھی شامل ہیں) تک بہتر رسائی اور انہیں عیسائی بنانے کی مہم تیز کرنے کے پیش نظر تمام عیسائی فرقوں سے تعلق رکھنے والے عیسائی مبشرین کی دینیاتی تربیت میں ضروری تبدیلیاں لانے پر غور و خوض کرنے کے لئے جنیوا میں قائم ''کانفرنس آف یورپین چرچز'' نے کئی سیمیناروں کا اہتمام کیا جن میں سے ایک کا انعقاد ۱۹۹۰ء میں لینن گراڈ (پیٹرزبرگ) میں بھی ہوا۔

۱۹۹۱ء میں مغربی یورپ اور سوویت یونین کے عیسائی رہنماؤں نے انگلینڈ کے کسی نامعلوم مقام پر ایک اجلاس منعقد کیا جس میں ''مسیح کی خاطر پورے سوویت

یونین تک کیسے پہنچا جائے؟'' کے موضوع پر غور و فکر کیا گیا قابل توجہ امور میں زیادہ اہمیت کے حامل تین علاقے، وسطی ایشیا' قفقاز اور سائبیریا تھے' جہاں سب سے کم چرچ ہیں۔ عیسائی بن جانے والے ایک تاجک نے (جو پہلے مسلمان تھا) عیسائی رہنماؤں کو مشورہ دیا کہ وہ ایسے طریقے اور ذرائع اختیار کریں کہ جن سے وسطی ایشیا کی مسلم آبادی میں'' اشتعال دلائے بغیر'' تبدیلی مذہب کا عمل جاری رہ سکے۔

سائبیریا کے مقررین نے اجلاس کو بتایا کہ بہت سے اہل ایمان کے پاس ان کی اپنی زبان میں بائبل موجود نہیں ہے اور بہت سے روسیوں نے تقریباً پچاس زبانوں میں بائبل کے ترجمے میں دلچسپی ظاہر کی ہے ان زبانوں میں اب تک کوئی ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۱۹۹۱ء ہی میں کلائیکلیف بائبل ٹرانسلیٹرز (Klycliff Bible Trs) نے بائبل سوسائٹی آف دی سوویت یونین کے تعاون سے بائبل کے اصول ترجمہ کے سلسلے میں پہلے کورس کے اہتمام کا اعلان کیا اور اس سلسلے میں اعلان کیا گیا کہ یہ کورس اگلے موسم گرما میں منعقد ہوگا ان عیسائی رہنماؤں نے اپنے منشور میں اعلان کیا کہ ''سوویت معیشت کے مسائل کا واحد حل عیسائی اخلاقیات میں مضمر ہے''

۱۹۹۱ء کے اواخر میں سابق سوویت یونین کے زوال سے لیکر ۱۹۹۳ء کے وسط تک ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مشنری اور پروٹسٹنٹ مناد و مبشرین روس' یوکرین اور سوویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والے دیگر مسیحی ممالک کے لئے بائبل کے پانچ کروڑ نسخے بھیج چکے تھے۔ تاہم مغرب کے اشاعتی اداروں کی طرف سے بائبل اور دوسرے مسیحی لٹریچر سے کتب فروشوں کی دکانیں بھرنے کا سلسلہ سابق سوویت یونین کے مسیحی اکثریت کے علاقوں تک محدود نہ رہ سکا بلکہ جلد ہی مسلم وسطی ایشیا میں بھی مسیحیت کی ترویج و اشاعت کے لئے مسیحی مشنری آ پہنچے۔

وسطی ایشیا کے نو آزاد مسلم ممالک میں بنیادی طور پر روسی اور جرمن نسل کے لوگوں پر مشتمل چرچ تبشیری کام کر رہا ہے چرچ مسیحی لٹریچر کی فروخت کے مراکز قائم

کر رہا ہے اور مقامی قارئین کے لئے ایک مجلہ شائع کر رہا ہے۔ بپٹسٹ' پینٹے کوسٹل' ایڈوینٹسٹ' انجیلی اور راسخ العقیدہ فرقے قائم ہو چکے ہیں۔

۱۹۹۲ء میں ایک پادری نے وسطی ایشیا میں مختصر سا زیر زمین گروپ تشکیل دیا اور ایک سال کی مدت میں اس سے منسلک مقامی لوگوں کی تعداد ۲۵۰ تک پہنچ گئی مذکورہ پادری نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے انتہائی جارحانہ انداز اختیار کیا اور انہیں خطوط پر مشنریوں کی تربیت کی سوویت یونین کے زوال کے نتیجے میں آزادی کے حصول کے بعد وسطی ایشیا میں سابق خفیہ چرچ منظور شدہ چرچوں میں شامل ہو رہے ہیں اور سوویت عہد کے سابق دشمن اکٹھے عبادت کر رہے ہیں اور تبلیغ عیسائیت میں سرگرم ہیں۔

مسیحی جریدے Pulse کے مطابق ایک وسط ایشیائی شہر میں چرچ صرف ایک فرد پر مشتمل ہے اور یہ شخص مسلمانوں اور روسیوں کو انجیل کا ہفتہ وار درس دیتا ہے اور وہ تبدیلی مذہب کے حوالے سے مسلمان ایشیائیوں اور روسیوں کی اتنی بڑی تعداد سے ملا ہے کہ اس سے مسلمان رہنما غضب ناک ہو گئے ہیں۔

اگرچہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد غیر مستحکم سیاسی اور سماجی تناظر میں مسیحی مشنری مسلمانوں تک انجیل کا پیغام پہنچانے کے حوالے سے حوصلہ افزاء ردعمل کا اظہار کر رہے ہیں تاہم اس راہ میں انہیں سخت مشکلات بھی درپیش ہیں مشنریوں کے مطابق کمیونزم کے خاتمے نے قوم پرست اسلامی قوتوں کی قوت کار بڑھا دی ہے اور صورت حال نے دیوالیہ معیشت کے زوال کو مزید تیز تر کر دیا ہے لیکن ناکام معاشی نظام' نئی حکومتوں کے وجود یا استحکام کے بارے میں بے یقینی اور فکری پابندیوں کی اکثر صورتوں کے خاتمے نے خطے کے چھ کروڑ عوام کو آزادانہ تلاش خدا کا موقع فراہم کیا ہے وہ خدا اور مسیح کی تعلیمات جاننے کے لئے متجسس ہیں اور ان کے دل انجیل مقدس کے لئے تیار ہیں۔

وسطی ایشیا میں مسیحی مشنریوں کے اس امڈتے ہوئے سیلاب کو یہاں کے مسلم معاشرہ میں کام کرنے کے سلسلے میں جو مشکلات درپیش ہیں' مجلہ Pulse ان کے

بارے میں کہتا ہے۔ ''احتیاط اور بعض صورتوں میں شریعت کی پابندی الگ مسائل ہیں چرچ کہتا ہے کہ مسلمان ایشیائیوں کو حلقہ عیسائیت میں آنے کے لئے رنگ برنگے کپڑے اور زیورات ترک کرنا پڑیں گے ایک ایڈونیٹسٹ چرچ کا کہنا ہے کہ چرچ میں صرف ہفتے کے روز عبادت ہوتی ہے ایک عام عبادت گزار عیسائی کا کہنا ہے کہ مسلمان نو عیسائیوں کو صرف روسی زبان اور انداز میں عبادت کرنی چاہیئے''

وسطی ایشیا میں سرگرم عیسائی مشنری سعودی عرب کو اپنا طاقتور حریف سمجھتی ہے جس نے وسطی ایشیا کے ان آزاد مسلم ممالک میں قرآن کریم کے نسخے پہنچانے اور مسجدیں تعمیر کرنے پر کروڑوں ڈالر خرچ کیے ہیں۔

تاہم "Pulse" کے مطابق مقابلے اور کوتاہیوں کے باوجود وسطی ایشیا کے لوگ عیسائیت کی طرف آ رہے ہیں۔ ''پلس'' اس بات کو بدقسمتی قرار دیتا ہے کہ صرف چند ایک شہروں میں مشنری موجود ہیں جن کی کل ایشیائی (مسلمان) آبادی ۲۲ لاکھ ہے جب کہ آبادی کا ۹۶ فیصد حصہ مشنریوں سے خالی ہے۔

مشنری توقعات کے مطابق وسطی ایشیا میں چرچ کی تشکیل کے امکانات روشن ہیں بشرطیکہ وہاں ایسے مشنری بھیجے جائیں، جو ربانی صحیفوں کو سمجھتے ہوں، جو عقل مند اور دانا ہوں تا کہ کلام مقدس کو مقامی ثقافت کے ''عیسائیت مخالف'' پہلو پر حاوی کر سکیں، جو جانتے ہوں کہ چرچ کیسے چلانا چاہیئے اور جو کلام مقدس سے دلائل دے سکتے ہوں اور جن کا خدا سے مضبوط رابطہ ہو جریدہ "Pulse" کا مضمون نگار کہتا ہے کہ نسبتاً آزادی کے دور میں اور پھر عین اس وقت جب چرچ اپنے ہمسایوں تک رسائی کی شدید خواہش رکھتا ہے، یہ بہترین وقت ہے کہ ایک عظیم فصل کاٹ لی جائے چرچ میں ڈرامائی طور پر پھلنے پھولنے کی صلاحیت موجود ہے اور ان لوگوں کے لئے جو صدیوں سے اسلام، روسیوں اور کمیونزم کی غلامی میں رہے ہیں، یہ ایک خوشخبری سے کم نہیں۔

لندن اسکول آف اکنامکس کے زیر اہتمام ۱۹۹۳ء میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کے پروفیسر گورڈن ملٹن

نے کہا تھا ''آج جب کہ ذرائع ابلاغ آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ (سابق سوویت ریاستون کے لئے اختیار کیا گیا نیا نام) کے حکومتی مسائل اور منڈی کی معیشت کی جانب اس کی رفتار پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں' لوگوں کے دلوں پر امریکہ اور مغربی یورپ کے مناد دستک دے رہے ہیں آرتھوڈکس چرچ' کمیونسٹ حکمرانوں کے ساتھ تعاون اور روابط کے پیش نظر عوام کا اعتماد کھو بیٹھا ہے ہر جگہ اس کی پہچان قومیت پرستی سے کی جارہی ہے مشرقی یورپ کے رومن کیتھولک چرچوں کو پادریوں کی کمی کا سامنا ہے اور کمیونسٹ اقتدار میں کیتھولک چرچ ازکاررفتہ ہو چکے ہیں اور یہ چرچ نئی اصلاحات قبول کرنے کے قابل نہیں رہے۔''

''آرتھوڈکس اور رومن کیتھولک چرچوں کے برعکس بنیاد پرست پروٹسٹنٹ ازم کہیں بہتر طور پر منظم ہے اس میں حالات کے مطابق ڈھل جانے کی لچک ہے اور سب پر مستزاد اس کے پاس زیادہ وسائل ہیں پروٹسٹنٹ جدید ٹیکنالوجی سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ کا بڑا حصہ ۲۴ گھنٹے ریڈیائی نشریات پر تبلیغ عیسائیت کے پروگرام سن رہا ہے۔''

وسطی ایشیا کے نو آزاد مسلم ممالک پر ''وژن انٹرنیشنل'' کی خصوصی نظر ہے۔ ''وژن انٹرنیشنل'' ایک مسیحی تبشیری ادارہ ہے جس نے اس سے پہلے افغانستان میں کام کیا ہے اس کے ڈائریکٹر ہاورڈ ہار پر نے جریدہ ''کرسچن ہیرالڈ'' میں اپنے کام کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے۔ ''برسوں پہلے خداوند نے ہم پر افغانستان کے دروازے کھولے تھے' ہم نے وہاں آنکھوں کے ایک کلینک کی بنیاد رکھی جو مسلسل کام کر رہا ہے۔ کام شروع ہوئے سات سال ہوئے تھے کہ مجھے مجبوراً افغانستان چھوڑنا پڑا لیکن افغانستان کے ساتھیوں کو الوداع کہنے سے پہلے خداوند نے مجھے باقی ماندہ وسطی ایشیا کے بارے میں' جو اس وقت کمیونزم کے نرغے میں تھا' واضح سوچ دی میں دیکھ رہا تھا کہ ایک نہ ایک دن ہمارے لئے امراض چشم کے علاج سے متعلق دینی خدمت کے مواقع پیدا کرے گا اور اس کے ہزاروں خدام وسطی ایشیا کے لوگوں کی خدمت کے لئے وہاں جا پہنچیں گے جو

اس کی محبت اور نجات بخش فضل کی گواہی دیں گے۔" ہاورڈ ہار پر مزید کہتے ہیں۔ "وسطی ایشیا کی طویل اور ہیجان آمیز تاریخ میں پہلی مرتبہ اس خطے کے دروازے ان لوگوں پر کھلے ہیں جو جذبہ خدمت سے سرشار ہیں اور رضائے الٰہی کے لئے کام کر رہے ہیں۔"

وژن انٹرنیشنل کا صدر دفتر لندن میں ہے اور وسطی ایشیا کے پانچ بڑے شہر شلکیک، یولان باتور، تاشقند، دوشنبہ اور گلگت اس کی تبشیری سرگرمیوں کا مرکز قرار پائے ہیں اس کے پروگراموں میں آئی کلینکوں کا قیام، لوگوں کی بہتر صحت کے لئے پبلک ہیلتھ پروگرام، نابینا افراد کی تعلیم اور دیکھ بھال کے پروگرام اور اپنے کارکنوں کے بچوں کے لئے انگریزی اسکولوں کا قیام شامل ہیں وژن انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر کے مطابق ادارہ اپنے کارکنوں کی بھرتی براہ راست نہیں کرتا بلکہ یہ کام بہت سی مسیحی تنظیموں کے ذریعے سے ہوتا ہے وژن انٹرنیشنل اپنے کارکنوں کو ایک سال تک پورا وقت اس لسانی گروہ کی زبان و ثقافت سیکھنے پر صرف کرنے کے لئے تنخواہوں کی ادائیگی کرتا ہے جن کے درمیان انہیں کام کرنا ہوتا ہے اس کے کارکنوں کی ایک جماعت تاشقند پہنچ چکی ہے جو وہاں کی زبان و ثقافت سیکھ رہی ہے کارکنوں کے بچوں کے لئے پہلا مسیحی اسکول قائم کر دیا گیا ہے، جس کا نام "ایورگرین اسکول" رکھا گیا ہے۔ دوشنبہ میں بھی کام کا آغاز کیا جا چکا ہے اگلا قدم یولان باتور میں کام شروع کرنا ہے بحیرہ ارال کے علاقے میں بھی وژن انٹرنیشنل تبشیری کاموں کا آغاز کرنے والا ہے۔ جہاں ڈی ڈی ٹی اور دوسری زہریلی کیڑے مار دواؤں کے بے تحاشہ استعمال سے صحت عامہ پر مضر اثرات مرتب ہونا شروع ہو گئے ہیں اور پینے کا پانی آلودہ ہو گیا ہے یہاں وژن انٹرنیشنل کے پروگرام میں صاف پانی کی فراہمی اور دوسرے ذریعوں سے مقامی لوگوں کی مدد کی صورت میں تبشیری کاموں کا اجراء شامل ہے۔

وژن انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر ہارپر کہتے ہیں۔ "اس وقت مواقع بہت زیادہ ہیں اور میں اپنے آپ کو ایک ایسے بچے کی طرح محسوس کرتا ہوں جسے مٹھائی کی دوکان کی چابی دی گئی ہے اور اسے اجازت ہے کہ وہ جو چاہے لے لے۔"

رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑی وسط ایشیائی ریاست قازقستان میں سب سے پہلا مغربی عیسائی مشنری مشن بپٹسٹ اور پینٹے کوسٹل اجتماعات کے نتیجے میں ۱۹۹۱ء میں تشکیل دیا گیا۔ ''اگیپ'' کے نام سے معروف اس اولین بین الجماعتی اور کثیر فرقی مشن کی بنیاد قازقستان کے دارالحکومت الما آتا میں رکھی گئی جلد ہی اس مشن نے جمہوریہ کے طول وعرض میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کردیں۔ خود ''اگیپ'' مشن کے پادریوں کے مطابق مشن کی سرگرمیوں سے مقامی حکام نے بالعموم اغماض برتا ہے۔

الما آتا سے موصول ہونے والی ایک غیر مطبوعہ دستاویز کے مطابق اس وقت قازقستان میں باقاعدہ رجسٹر شدہ مغربی عیسائی مشنری تنظیموں کی تعداد ۳۷ تک پہنچ چکی ہے یہ تنظیمیں مسلسل عیسائی لٹریچر روسی اور قازق زبانوں میں نہ صرف شائع کروا رہی ہیں بلکہ اسے مفت تقسیم کر رہی ہیں یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ ۱۹۹۴ء میں عیسائی مشنری تنظیموں کی طرف سے مختلف لٹریچر کے ایک کروڑ چوراسی لاکھ (۱۸،۴ ملین) نسخے دنیا کی ۲۴۳ (دوسوتینتالیس) زبانوں میں ترجمہ کروا کر شائع کروائے گئے۔ ان میں سے ایشیا کے حصہ میں پینسٹھ لاکھ (۶،۵ ملین) نسخے آئے اور ایشیا کے حصے کے اس لٹریچر کا اکثر حصہ وسطی ایشیا ہی بھجوایا گیا مذکورہ بالا غیر مطبوعہ دستاویز ہی کے مطابق عیسائی مشنری تنظیمیں الما آتا اور قازقستان کے دیگر شہری اور دیہی علاقوں میں بڑی تندہی سے کام کر رہی ہیں اور بعض حالات میں انہیں حیران کن حد تک کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ دستاویز کے مطابق الما آتا کی ایک ٹیکسٹائل ملز میں کام کرنے والے دوسوسینتالیس (۲۴۷) قازق کارکنوں کو اجتماعی طور پر عیسائی بنا لیا گیا ہے۔

جمہوریہ ازبکستان، امریکہ اور مغرب کے عیسائی مبلغین کا خصوصی نشانہ ہے یہاں امریکی اور مغربی مشنریوں نے پہلے سے موجود ازبک کلیساؤں سے اشتراک عمل کر لیا ہے امریکی اور مغربی عیسائی مشنری مقامی عیسائی آبادی کو مسلمانوں تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ذریعہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں گو امریکی دولت میں مقامی کلیساؤں کے لئے بڑی کشش ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ دولت اور بے انتہا

مالی وسائل مقامی مسلمان آبادی کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک بہت بڑے ذریعے کے طور پر استعمال کی جا رہی ہے اس سلسلے میں عیسائی مبلغین ازبکستان میں آباد روسی اور کوریائی باشندوں کے ساتھ مؤثر اتحاد و اشتراک کے ذریعے مسلمان آبادی کو عیسائی بنانے کے اہداف پورے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مقامی آبادی میں بائبل کی مفت تقسیم اور دیہات میں فلموں کی نمائش ان مبلغین کا عام معمول ہے (واضح رہے کہ ازبکستان کی مقامی آبادی کے لئے ازبک زبان میں بائبل کا پہلا ترجمہ ہو گیا ہے) Religion Report کے مطابق سٹاک ہوم' سویڈن میں قائم "مرکز برائے اشاعت کتاب مقدس" نے ازبک زبان میں بائبل کا ترجمہ کیا' اسے چھپوایا اور پچاس ہزار نسخے دار الحکومت تاشقند بھیجے جہاں وہ فروخت بھی ہو رہے ہیں اور مفت بھی تقسیم کئے جا رہے ہیں۔

ازبکستان کی کمیونسٹ' لادین حکومت نے ۱۹۹۱ء میں مقامی لوگوں کے شدید احتجاج کے پیش نظر ایک فلم "جیس" کی نمائش پر پابندی لگا دی تھی عیسائی مبلغین نے مسلمانوں کے اندر بائبل کی مفت تقسیم کی آزادانہ مہم شروع کر رکھی ہے جس پر "سینٹرل ایشیا پر یچول مسلم یونین" اور خود لادین حکومت کی وزارت داخلہ نے شدید احتجاج کیا ہے جس کی وجہ سے ان عیسائی مبلغین نے' جن میں بپٹسٹ' کرشمیٹک اور سیونتھ ڈے ایڈوینٹسٹ شامل ہیں' شہروں میں بائبل اور دوسرے مشنری لٹریچر کی مفت تقسیم روک دینے کا فیصلہ کیا ہے لیکن دیہات میں انہوں نے اپنا کام بدستور جاری رکھا ہوا ہے اور انہیں امید اور توقع ہے کہ مسلمان علماء ان علاقوں میں ان کی سرگرمیوں پر زیادہ توجہ نہیں دیں گے۔

ایک رپورٹ کے مطابق ان غیر ملکی مبلغین اور ان کی پر جوش مشنری سرگرمیوں کی بدولت صرف ایک گاؤں میں ۵۰ افراد نے (صرف اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں) عیسائیت قبول کر لی ہے اسی رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ سال کے عرصے میں ایک اور گاؤں میں ۱۰۰ افراد نے عیسائیت کو قبول کر لیا ہے واضح رہے کہ مذکورہ گاؤں کے نام

صیغہ راز میں رہنے دیئے گئے ہیں۔

صورت حال کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ازبکستان کی لادین (سیکولر) حکومت بھی اپنے آپ کو مسلمان کو عیسائی بننے کی اس زبردست مہم کو روکنے پر مجبور پا رہی ہے مذہبی معاملات کی حکومتی کمیٹی کے چیئرمین نے وزارت داخلہ کو ایک دستاویز کے ذریعے پچھلے سال (۱۹۹۴ء) یہ مشورہ دیا کہ وہ ''کسٹم سروسز'' میں زیادہ سخت گیر پالیسی اپنائے اور اگر ضروری ہو تو دستور میں ترمیم کر کے غیر ملکی مبلغین کی سرگرمیوں پر پابندی لگا دے ازبکستان کے نائب مفتی (نام معلوم نہیں) نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عیسائی مبلغین کی سرگرمیوں پر پابندی لگائے جن کے بارے میں ان کا بیان ہے کہ وہ مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو کر ان سے دوستیاں گانٹھ کر اور ان پر دولت کے خزانوں کے دروازے کھول کر انہیں تیزی سے عیسائی بنا رہے ہیں۔

حال ہی میں ازبکستان میں تقریباً ایک ماہ قیام کے بعد وطن واپس لوٹنے والے ایک پاکستانی کے مطابق ازبکستان میں ہر مسلمان کے گھر بائبل کا نسخہ پہنچ چکا ہے ان کے مطابق جب انہوں نے ایک ازبک مسلمان خاتون خانہ سے اس کے گھر کے ڈرائنگ روم میں موجود بائبل کے نسخہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ''ہمارا مقصد خدا اور نیکی کی تلاش ہے خواہ اسکا ذریعہ بائبل ہی کیوں نہ ہو'' واضح رہے کہ مذکرہ پاکستانی نے سوویت یونین میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی تھی۔

آذربائیجان میں ۳۷ عیسائی تنظیموں کے مقابلے میں صرف ۹ مسلمان تنظیمیں

باکو (اے پی پی) آذربائیجان میں صرف ۹ اسلامی فلاحی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جب کہ اس کے مقابلے میں ۳۷ عیسائی تنظیمیں سرگرم عمل ہیں اسلامی تنظیموں کا تعلق سعودی عرب، قطر، کویت اور ترکی سے ہے جب کہ عیسائی تنظیموں میں سے ۷ کا تعلق امریکہ، تین کا جرمنی، تین کا سوئزرلینڈ اور دیگر کا برطانیہ، فرانس، اٹلی اور بیلجیم سے ہے۔

عیسائی تنظیمیں عیسائیت کی تبلیغ بھی کر رہی ہیں۔ امریکی مسلمان مسلم تنظیموں کو امداد فراہم کرتے ہیں۔

باب نمبر ۸

خلیجی ممالک میں عیسائیت کے مشن

خلیجی علاقہ میں مسیحی تبلیغ

خلیج کے علاقہ میں عیسائیت کا وجود قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے ظہور اسلام سے قبل اس علاقے میں عیسائیوں کے بیس سے زیادہ عبادت خانوں کا پتہ چلتا ہے خلیج سے پار مشرقی علاقوں میں مسیحی مذہب نسطوری گرجے Nestorian Chruch کے ذریعے پھیلا اس چرچ کو آج کل اشوری چرچ Assyrian Church کہا جاتا ہے۔ جب ساتویں صدی عیسوی میں ظہور اسلام ہوا تو اس کے بعد استثناء خلیج کے تمام باشندوں نے اسلام قبول کیا۔

مسلم ممالک کے زوال کے ساتھ استعماری دور شروع ہوا تو وہ اپنے ساتھ ہی مغربی کلیسا اور اس کے نمائندے بھی اس علاقے میں لے آیا۔

پٹرولیم کمپنیوں میں کام کرنے والے عیسائیوں نے اپنے لئے مقامی طور پر چھوٹے چھوٹے گرجا گھر تعمیر کر لئے آخری گرجا گھر جو خلیجی ممالک میں تعمیر کیے گئے ہیں وہ ان مزدوروں کی طرف سے بنائے گئے ہیں جو پاکستان اور ہندوستان سے حصول روزگار کے لئے ان علاقوں میں آئے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خلیج کے اصل باشندوں میں عیسائی مذہب ماننے والوں کی تعداد انتہائی قلیل یا بالکل نا قابل ذکر ہے یعنی پوری خطے میں ایک سو پچاس سے پانچ سو اشخاص کے درمیان البتہ روزگار یا حصول کاروبار کے لئے آنے والے افراد کی وجہ سے اس وقت کویت، بحرین، قطر، ابوظہبی، دوبئ اور عمان میں مجموعی طور پر تقریباً ساٹھ ہزار مسیحی رہائش پذیر ہیں جب کہ مذکورہ امارات کی مجموعی آبادی دو اشاریہ ایک

ملین (اکیس لاکھ) افراد پر مشتمل ہے۔

خلیج میں مسیحی مبلغین کی تعداد

''کہا جاتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اس وقت کام کرنے والے پروٹسٹنٹ مبلغین کی تعداد تیرہ سو ہے اس کے علاوہ خلیج کے علاقے میں بے شمار ایسے مسیحی موجود ہیں جو کہ سماجی خدمات اور فنون کا لبادہ اوڑھے مشنری خدمات میں سرگرم عمل ہیں اور اس خطہ کے مسلمانوں کو خوش اسلوبی سے عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں بطور ایک پیشہ ور حکومتی اور نجی اداروں سے بھاری بھر کم تنخواہیں بھی وصول کر رہے ہیں''۔

خلیج میں مشنری ادارے

جہاں تک امریکہ کے پروٹسٹنٹ مشنریز کا تعلق ہے ان میں سے مندرجہ ذیل چھ مشنریاں قابل ذکر ہیں جو خلیج میں کام کر رہی ہیں۔

(۱) ایم اے پی انٹرنیشنل MAP International

(۲) ریفارمڈ چرچ ان امریکہ Reformed Church in America

(۳) بائبل پروٹسنٹ چرچ Bible Presbyterien Church

(۴) امریکی پروٹسنٹ چرچ Presbyterien Church in America

(۵) دی ایونجیلیکل الائنس مشن The Evangelical Alliance Mission

(۶) عالمی عیسائی حملہ World wide Evanqelisation Chusade

ان مشنریز کے تحت خلیج میں کام کرنے والے عیسائی مبلغین کی تعداد بیالیس ہے۔

رومن کیتھولک چرچ بھی اس علاقے میں سرگرم عمل ہے اور مندرجہ بالا مشنریز کے علاوہ بھی کئی مشنری تنظیمیں اس علاقے میں کام کر رہی ہیں۔

ان میں سے مندرجہ ذیل تنظیمیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) آپریشن موبیلائزیشن

(۲) انجمن درستی عقیدہ مع المسلمین

(۳) ٹرانس ولڈ ریڈیو

(۴) فار ایسٹ براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن

(۵) لوزان کمیٹی برائے بین الاقوامی عیسائیت

(۶) مرکز نوجوانان

یہ تمام ادارے اور تنظیمیں اپنے اپنے انداز میں اسلامی ممالک کے اندر عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں ہم صرف چند اہم مشنریوں کے بارے میں معلومات دے رہے ہیں جن کا نام اور کام معروف و معلوم ہے ہمیں اعتراف ہے یہ معلومات نامکمل اور ناکافی ہیں لیکن اس سے کم از کم یہ تو اندازہ ہوسکتا ہے کہ مشنریز کس کس انداز سے اور کن کن طریقوں سے مسلمانوں کو مسیحیت کی طرف مائل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

مسلمانوں کے لئے مشن

سیٹلائیٹ ٹیلی ویژن کے ذریعے عربوں تک رسائی

مڈل ایسٹ میڈیا (Middle east Media) کا مسیحی گروپ ۱۹۸۳ء سے ایسے ٹیلی ویژن پروگرام مرتب کرنے میں مصروف ہے جو عرب ممالک میں مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہوں "ریسٹوریشن" (Restoration) میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق اس گروپ کا حتمی مقصد یہ ہے کہ ایک ٹیلی ویژن پروڈکشن سینٹر قائم کیا جائے جو ان ممالک میں زمینی اور سیٹلائٹ نشریے کے لئے پروگرام تیار کرے۔

ایم ای ایم (MEM) کے انٹرنیشنل ڈائریکٹر ابو ویم لکھتے ہیں "عرب ممالک' مسلم دنیا کے عین وسط میں واقع ہیں اور جن کی ۲۰ کروڑ کی آبادی ۲۲ ملکوں کے طول و

عرض میں پھیلی ہوئی ہے آج کی مسلم دنیا میں سب سے بڑا وہ نسلی گروہ ہے جو عیسائی مشنریوں کی دسترس سے تقریباً بالکل باہر رہا ہے۔ لبنان اور سوڈان ایسے ملکوں میں خانہ جنگی نے تعلیمی نظام کو درہم برہم کر رکھا ہے۔ مصر اور سوڈان میں آبادی خطرناک اضافے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں تعلیم کی سہولتیں مایوس کن حد تک ناکافی ہیں دونوں مقامات پر اس قسم کی صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ زیادہ تر لوگ ادھوری تعلیم کے ساتھ اسکولوں کو خیر آباد کہہ رہے ہیں وہ اطلاعات اور تفریحی ضروریات کے لئے اسلامی کنٹرول میں چلنے والے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر انحصار کر رہے ہیں'' یہ ہے وہ صورت حال جس میں وسیم کے گروپ کا عمل دخل شروع ہوتا ہے۔

''ایم ای ایم سنسر شپ کی موجودہ حدود میں رہتے ہوئے کام کی راہیں تلاش کر رہی ہے وہ مقامی لوگوں کو مقدس تعلیمات کے کچھ پہلوؤں سے روشناس اور عرب بچوں کے ذہنوں میں عیسائیت کے بارے میں غلط تصورات کو دور کرنے میں مدد فراہم کرنا چاہتے ہے'' مسٹر وسیم لکھتے ہیں'' اپنے ۶۰ عرب کارکنوں کے ساتھ ایم ای ایم نے مسلمانوں کو ان کی اپنی ثقافت کے اندر سے مخاطب کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اس میدان میں ہمیں ناکافی مالیات اور سخت جان ثقافت کا سامنا ہے نتیجتاً ہم ناکامیوں اور غلطیوں سے دوچار ہوتے رہتے ہیں اگر ہم مشرق وسطی تک رسائی کے معاملے میں سنجیدہ ہیں اور اگر ہم آبادی اور رابطے کے سلسلے میں جو کچھ رونما ہو رہا ہے اس کو واقعی سمجھتے ہیں تو آنے والے دنوں میں ٹیلی ویژن کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔''

وہ آخر میں لکھتے ہیں'' عبادت'' انسانی اور مادی وسائل اور مہارت کے حوالے سے یہ کام اتنا بڑا ہے کہ اس کو انجام دینا کسی کے ایک گروپ کے بس کی بات نہیں ہے، ہم عیسائیوں کو انفرادی طور پر اور چرچوں اور مشنوں کو اس وقت جو ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم مشترکہ حکمت عملی تیار کرنے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کریں اور ہمیں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس کام کا آغاز کر دیں''

متحدہ عرب امارات

ابوظہبی، دوبئی، راس الخیمہ، بحیرہ، شارجہ

مشنری کی آمد

متحدہ عرب امارات خلیج کا وہ ملک ہے جس کی حدود کے اندر مسیحیوں کو سب سے زیادہ آزادی حاصل تھی اس ملک میں پچاس ہزار سے زیادہ عیسائی مقیم ہیں حکومت نے ان کے لئے کلیسا، اسپتال اور اسکولز تعمیر کرنے کے لئے سرپرستی کی ہے۔

متحدہ عرب امارات میں سرگرم عمل سب سے اہم مشن کا نام "متحدہ انجیل مشن" ہے اس نے یہاں اپنی کارکردگی ۱۹۶۰ء میں شروع کی۔

اسپتال اور ڈسپنسریاں

العین کے علاقے میں اس مشن نے ایک اسپتال قائم کیا جس میں چالیس بستروں کی گنجائش ہے اور اب یہ ابوظہبی مشن کے تعاون سے مسیحی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہے اسپتال میں زیر علاج مقیم اور بیرونی مریضوں میں مسیحی لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے ایک لائبریری اور ریڈنگ روم بھی قائم کیا گیا ہے۔

مسیحی مبلغ اپنے اجتماعات منعقد کرتے رہتے ہیں جن میں جمع ہو کر یہ لوگ انگریزی، عربی اور مختلف ہندوستانی زبانوں میں مذاکرے کرتے ہیں۔

متحدہ عرب امارات میں کئی ایک ڈسپنسریاں بھی ہیں جنہیں چھوٹے عیسائی گروہ اور فرقے چلا رہے ہیں۔ مثلاً

فجیرہ میں ایک ڈسپنسری ہے ۱۹۶۴ء سے "ورلڈ کروسیڈ مشن" چلا رہا ہے۔

اسی طرح ایک ڈسپنسری شارجہ میں بھی تھی جو عیسائی مشن Eastern Christion Council کے زیر انتظام چلائی جا رہی تھی لیکن اب یہ بند کر دی گئی ہے۔

فجیرہ میں واقع ڈسپنسری کا انتظام امریکی اور یورپی خواتین کے ہاتھ میں تھا اور شارجہ کی بند ہو جانے والی ڈسپنسری کا بھی یہی حال تھا۔اسی طرح واحۃ البریمی کے علاقہ میں متحدہ انجیل مشن کا ایک اسپتال ہے جس میں بیس مسیحی مبلغ ۱۹۶۰ء سے کام کر رہے ہیں۔

مشن اسکولز وغیرہ

جہاں تک مسیحی تعلیمی سرگرمیوں کا تعلق ہے تو اس کا زیادہ تر انحصار کیتھولک فرقے پر ہے ان کے رہائشی علاقوں سے قریب دو مشن اسکول ہیں ان دونوں مدارس میں اس وقت تقریباً آٹھ سو طالب علم انگریزی اور عربی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان میں سے تقریباً تین صد طالب علم پاکستان اور ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک اسکول میں جسے عیسائی راہب عورتیں Nuns چلا رہی ہیں ہندوستانی زبانوں میں عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ متحدہ عرب امارات میں عیسائی مشنریاں سرگرمیاں شفاخانوں اور تعلیمی مدارس کی صورت میں نمایاں ہیں۔

ابوظہبی میں ایک مسیحی کتب خانہ بھی ہے جسے مشرق وسطیٰ کی عیسائی کونسل چلا رہی ہے۔ متحدہ انجیل مشن کا اپنا ایک علیحدہ کتب خانہ ہے جہاں سے انگریزی، عربی، فارسی، اردو اور صومالی وغیرہ زبانوں میں عیسائی لٹریچر تقسیم ہوتا ہے اور یہ کتب خانے بذریعہ خط و کتابت انجیل پڑھانے میں بھی مدد دیتے ہیں اور اب حال ہی میں ایک مسیحی ریڈیو پروگرام بھی ترتیب دیا گیا ہے جسے پہلے ''آواز انجیل'' Voice of the Gospel کا نام دیا جاتا ہے یہ اب جزائر سسلی سے بین الاقوامی ٹرانس ورلڈ ریڈیو کے ذریعے عربی زبان میں نشر کیا جاتا ہے۔

متحدہ عرب امارات میں کلیسا

(۱) پروٹسٹنٹ کلیسا

متحدہ عرب امارات میں اس فرقہ کے دو کلیسا موجود ہیں۔

(۱) ایک ابوظہبی میں ہے۔

(۲) اور دوسرا دوبئی میں ہے۔

یہاں پروٹسٹنٹ مسیحی جمع ہو کر اپنی عبادت بجالاتے ہیں اور دوسرے متعدد مقامات پر بھی پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے چھوٹے گروہ جمع ہو کر اپنی عبادت کرتے ہیں مثلاً العین وغیرہ۔

ابوظہبی میں ہندوستانی عیسائیوں کے تین گروہ مختلف جگہوں پر اکٹھے ہو کر اپنی عبادات کرتے ہیں ان میں سے دو جگہ تو ان کے اپنے گھر ہیں جہاں وہ جمع ہوتے ہیں جبکہ تیسرا گروہ "متحدہ انجیل مشن" کی عمارت کو استعمال کرتا ہے۔

یہ مشن العین میں اپنا ایک اجتماع عربی بولنے والوں کے لئے بھی منعقد کرتا ہے جس کی سربراہی ایک عرب لبنانی عیسائی کرتا ہے یہ اجتماع مشن اسپتال کے قریب منعقد کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور عیسائی فرقہ ہے جس کا سربراہ ایک شامی عیسائی پادری ہے اس میں چند مرتد مسلمان شامل ہیں، جو اب عیسائی بن چکے ہیں۔

(ب) کیتھولک کلیسا

متحدہ عرب امارات میں نو تعمیر شدہ تین کیتھولک کلیسا ہیں اور اس فرقے کے افراد کی تعداد تقریباً سولہ ہزار تک ہے تاہم ان کے دونوں مشن اسکول ابوظہبی میں واقع ہے۔

(ج) آرتھوڈکس کلیسا

متحدہ عرب امارات میں شامی آرتھوڈکس کلیسا کے پیروکار ابوظہبی میں ہیں اور کچھ دبئی میں مقیم ہیں۔

غیر ملکی کارکنوں پر کلیسا کی خصوصی توجہ

مسیحی کلیسا مشرق وسطیٰ اور بیرون ملک جانے والے اپنے پیروکاروں کا خاص خیال رکھتا ہے۔اس کے ساتھ مقامی مسیحی یہ اپنی ذمہ داری تصور کرتے ہیں کہ وہ باہر سے آنے والے ہر غیر ملکی مسیحی کی مدد کریں کیونکہ یہ جو لوگ نقل مکانی کر کے آتے ہیں انہیں قدرتی طور پر بہت سی دشواریاں پیش آسکتی ہیں۔

۱۹۷۹ء کا واقعہ ہے کہ بیروت میں ایک مسیحی تبلیغی مشن نے ایک کانفرنس بلائی جس میں مشرق وسطیٰ خصوصاً خلیجی ممالک کی صورت حال کو زیر بحث لایا گیا اس کانفرنس کی مجلس عاملہ نے نوٹ کیا۔

''اس وقت خلیج کی مجموعی آبادی کا اسی فیصد ان غیر ملکی افراد پر مشتمل ہے جو روزگار کے سلسلے میں یہاں آئے ہیں گھریلو ملازمین کے ساتھ جو طرز عمل روا رکھا جاتا ہے وہ نہایت پریشان کن ہے لہذا مشن اس صورت حال کا مکمل جائزہ لے گا اور کلیسا کے سربراہوں کے دورے کا اہتمام کرے گا اور ایسے پادری اور مربی مہیا کرے گا جو عربی بولنے والے ہوں اور کلیسا کے سربراہوں کے ساتھ دورے میں شریک ہوں''

پوری دنیا میں خلیجی ممالک وہ علاقہ ہے جہاں سب سے زیادہ غیر قانونی طور پر نقل مکانی کر کے آنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

۱۹۷۷ء میں متحدہ عرب امارات کی حکومت نے غیر قانونی طور پر ملک میں مقیم غیر ملکیوں کے لئے عام معافی کا اعلان کیا تو ایسے افراد کی لمبی لمبی قطاریں لگ گئیں یہ لوگ راتیں وزارت کے دروازوں پر، سڑکوں پر سو کر گزارتے۔ ۲۵ ستمبر کو یہ مدت ختم ہوئی تقریباً ایک لاکھ افراد اپنے قیام کو قانونی بنانے کے لئے درخواستیں دے چکے تھے۔

لیکن رش پھر بھی ختم نہیں ہو رہا تھا سرکاری حکام اس مشکل مسئلہ کی صورت حال سے حیرت زدہ ہوں گے مجبوراً انہیں بار بار مہلت بڑھانے کا اعلان کرنا پڑا۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق باہر سے آنے والوں کی مجموعی تعداد دو سے تین ملین ہے۔جن کی اکثریت افریقی اور ایشیائی ممالک سے تعلق رکھتی ہے۔

مشنری کانفرنسیں

مسیحی مشنریوں کی عالمی کانفرنس کے ہجرت سیکرٹریٹ نے ان نقل مکانی کرنے والے افراد کے بارے میں دستاویزات تیار کیں تاکہ ان کا جائزہ لیا جاسکے اور ان پر عملدرآمد کیا جاسکے۔

یہ اسی کانفرنس کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۵ء کی عالمی مسیحی کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا کہ کلیساؤں پر لازم ہے کہ وہ ان غیر ملکی کارکنوں کے حقوق کی حمایت کریں اور ان کے حالات بہتر بنانے کی کوشش کریں چنانچہ یکے بعد دیگرے مندرجہ ذیل کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

(۱) افریقی کلیسا کانفرنس
(۲) ایشیائی کلیسا کانفرنس
(۳) مشرق وسطی کلیسا کانفرنس

ان اجتماعات کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح یہ مسئلہ عالمی سطح پر ابھرے اور معلوم کریں کہ وہ کون سے طریقے ہیں جنہیں اختیار کر کے کلیسا بین الاقوامی شہریوں کو ان مسائل سے آگاہ کرسکتے ہیں' نیز یہ کہ کلیسا "متحدہ تجارت تحریک" کے تعاون سے خلیجی ممالک میں کام کرنے والے غیر ملکی کارکنوں کے حقوق وانصاف کے حصول کے لئے کیا کچھ کرسکتا ہے؟

مزید برآں یہ کہ تمام کلیسا یعنی پروٹسٹنٹ' کیتھولک اور آرتھوڈکس خلیج میں کام کرنے والے اپنے پیروکاروں کی مشترکہ دیکھ بھال کے لئے کس طرح تعاون کرسکتے ہیں؟

پاکستانی عالمی مسیحی تنظیم کا کتابچہ

حال ہی میں پاکستان میں عالمی عیسائی تنظیم کی طرف سے ایک کتاب شائع

ہوئی ہے اس کا نام ہے ''روزانہ کی دعا''

اس کتاب میں خلیج کے اندر عیسائیت کا فروغ اور غیر ملکی کارکنوں خصوصاً پاکستانی کارکنوں کے درمیان کلیسا کو مضبوط تر اور مقبول تر بنانے کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

مزید برآں یہ کہ خلیج میں باہر سے آنے والے کارکنوں کو کس طرح عیسائی مبلغین کی مدد اور نصرت کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ان مطلوبہ روابط میں ایک اہم ذریعہ یہ بھی ہے کہ وہ خلیج میں موجود ایسے پاکستانیوں کے لئے ایک مرکز کھولنے کا اہتمام کیا جائے' جو پاکستان سے بذریعہ ڈاک انجیل کا مطالعہ کر رہے ہیں اس کے ساتھ ہی ریڈیائی پروگراموں کو بھی ترقی دی جائے۔

سنگاپور اور سینئر مشنری کانفرنس

آخر میں مناسب یہ ہوگا کہ ہم یہ بھی بتا دیں کہ جون ۱۹۸۰ء میں سنگاپور میں انڈین اوور سیز مشنری کانفرنس منعقد کی گئی تھی اور اس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ جنوب ایشیائی مسیحیوں کی ایک انجمن دوستی قائم کی جائے جس میں اس علاقے کے تمام مسیحیوں کو نمائندگی حاصل ہو۔

اس سلسلے میں جاری کئے گئے اخباری بیان میں خصوصیت کے ساتھ خلیج میں موجود جنوب ایشیا کے مسیحیوں کا ذکر تو نہیں کیا گیا تھا' لیکن یہ امر ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کانفرنس کا مقصد جنوبی ایشیا کے لوگوں کو مسیحی تنظیموں سے متعارف کرانا ہے۔

خلیج میں موجود مسیحی مشنریاں

ہم اس کتاب کے ابتدائی صفحات میں ان اہم مشنریوں اور تنظیموں کا ذکر کر چکے ہیں جو ان دنوں خلیج کے علاقے میں سرگرم عمل ہیں ان میں سے جو انجیلی گروہ کہلاتے ہیں وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے بارے میں برملا گفتگو کرتے رہتے ہیں۔

جہاں تک دیگر کلیساؤں کا تعلق ہے مثلاً رومن کیتھولک اور انگلیکانی کلیسا وغیرہ تو وہ عام طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ صرف اپنے پیروکاروں کی دیکھ بھال میں

مصروف ہیں ان کی کاوشوں میں یہ تبدیلی ان مشکلات کی نشاندہی کرتی ہے جو انہیں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے سلسلے میں پیش آرہی ہیں۔

تاہم ایسے گروہ بھی موجود ہیں جو متشدد عیسائی ہیں جیسے زویمر کا ''عربی مشن'' جس کا خیال ہے کہ اس نے اپنے علاوہ دوسرے کلیساؤں کے لئے بھی تبلیغ کا راستہ کھول دیا ہے کہ وہ خود مسلمانوں کے درمیان رہ کر کام کریں چنانچہ یہ کام مختلف مسیحی مشنری تنظیمیں کر رہی ہیں ان کے دلوں میں اسلام کے لئے کوئی ہمدردی نہیں ہے بلکہ ان میں سے اکثر انجمنیں اسلامی ممالک کو ''سرزمین شیطان'' Stans Territory سمجھتی ہیں۔ یہ وہ اصطلاح ہے جو او ایم O.M نامی تنظیم نے سب سے پہلے اس وقت استعمال کی تھی جب وہ مشرق وسطیٰ میں اپنی سرگرمیوں کا تعارف کرا رہی تھی۔

خلیج میں عیسائی مبلغین کی تعداد

(۱) ایسے مشنریوں کی ایک کثیر تعداد اس علاقے میں سرگرم عمل ہے جنہوں نے اپنے آپ کو فروغ مسیحیت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

صرف مشرق وسطیٰ میں ایسے عیسائی مبلغوں کی تعداد ایک ہزار تین سو (۱٬۳۰۰) کے قریب ہے انجیلی عیسائیوں کا دعویٰ ہے خلیج کے علاقے میں اسی کی تعداد میں پروٹسٹنٹ مبلغ بھی کام کر رہے ہیں۔

اس قسم کے اعلانات کے باوجود ہم یقینی طور پر نہیں بتا سکتے کہ خلیج کے علاقے میں عیسائی مبلغوں کی تعداد کتنی ہے انکی اکثریت طبی شفاخانوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہے جنہیں مشنری چلا رہے ہیں اور ان شفاخانوں میں انہیں مریضوں کو مسیحیت کی طرف ورغلانے کی کھلی آزادی ہوتی ہے۔

دبئی: عیسائیت پھیلانے والے تین امریکی گرفتار

کمزور عقیدہ مسلمانوں کو ۳۲۰۰ ڈالر ہفتہ دیتے تھے' عیسائیت کا تبلیغی لٹریچر برآمد

جرم ثابت ہونے کی صورت میں دس سال قید کی سزا سنائی جا سکتی ہے' مبصرین

دبئی (فارن ڈیسک) دبئی میں عیسائیت کا پرچار کرنے پر ۱۳ امریکی گرفتار کر لئے گئے اور ان کی تحویل سے مذہبی لٹریچر برآمد کر لیا گیا ہے یہ امریکی وسطی شہر میں مسلمانوں کو عیسائیت کی دعوت دینے کے مرتکب تھے اور کمزور عقیدہ مسلمانوں کو ایک ہفتے کے مشن کے لئے ۳۲۰۰ ڈالر دیتے تھے، جرم ثابت ہونے کی صورت میں انہیں ۱۰ سال قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ تفصیلات کے مطابق دبئی میں ۱۳ امریکی عیسائی مبلغین کو عیسائیت کا پرچار کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا حکام کے مطابق یہ عیسائی مبلغین عیسائیت کا کام باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت کرتے ہیں یہ کمزور عقیدہ مسلمانوں کو اپنا دوست بناتے ہیں اور انہیں عیسائیت کی طرف مائل کرنے کے بعد ان کا ایک گروہ تشکیل دیا جاتا ہے جس کو ایک ہفتے کے مشن کے لئے ۳۲۰۰ ڈالر کا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے مبصرین کے مطابق ان امریکی عیسائی مبلغین پر جرم ثابت ہونے کے بعد ۱۰ سال کی قید ہو سکتی ہے۔

عمان

عیسائی مشنریوں کی آمد

بحرین میں سب سے پہلے زویمر اور اس کا ساتھی جیمس کانٹین عیسائی مبلغ کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے یہی دونوں عمان میں اولین مبلغین مسیحیت کے طور پر وارد ہوئے یہاں بھی انہیں امریکہ کے اصلاح یافتہ کلیسا کی سرپرستی حاصل ہو گئی اور انہوں نے گزشتہ صدی کے آخر میں یہاں اپنا مرکز قائم کر لیا عمان میں زویمر و جیمس کانٹین مسلمانوں سے رابطے کے لئے اختیار کئے شفاخانوں کا قیام اور مشن اسکولز کا آغاز کیا جہاں سے عیسائی مبلغین نے اپنی سرگرمیوں کی ابتدا کی۔

۱۹۷۱ء سے عمان میں تبدیلی آ گئی ہے یہ مسیحی تبلیغی ادارے حکومت کے زیر نگرانی آ گئے ہیں البتہ یہاں ابھی تک کئی پرانے ملازمین کام کر رہے ہیں غالباً ان کی

وجہ سے ان اداروں کے اندرونی معاملات اور پالیسیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ان اداروں کی عوامی فضا اب بھی عیسائی مشنری رنگ رکھتی ہے۔

عمان میں بھی ایک عیسائی کتب خانہ موجود ہے جس کے مالکان یا منتظمین کا تعلق ڈنمارک کے ''اصلاح شدہ کلیسا'' سے ہے اس کتب خانے میں بائبل اور دوسری مسیحی مطبوعات مختلف زبانوں میں موجود ہیں حال ہی میں اسکے پروگرام ''برائے غیر عرب مسلمانوں'' میں مزید توسیع کردی گئی ہے اس کتب خانے کی سالانہ فروخت تقریباً ایک ملین امریکی ڈالر ہے عمان میں بھی وہ تمام مسیحی ریڈیو کے پروگرام سنائی دیتے ہیں جو خلیج کے دوسرے ممالک میں سنے جاتے ہیں۔

عمان میں کلیسا

(الف) امریکی اصلاح یافتہ کلیسا

جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ عمان میں بھی مسیحی مشن گزشتہ صدی کے اواخر میں ''امریکہ کے اصلاح یافتہ کلیسا'' کی صورت میں میدان میں اترا تھا اور عمان کے مقامی باشندوں سے انکا پہلا رابطہ ۱۸۹۰ء میں ہوا تھا۔

اب عمان میں تین کلیسا موجود ہیں ان کی نہایت شاندار عمارات ہیں' ان میں سے دو کلیسا پہلے پہل اصلاح یافتہ کلیسا تھا لیکن اب انہیں دوسرے متعدد فرقے بھی استعمال کرتے ہیں۔

عمان میں تقریباً پانچ سو پروٹسٹنٹ مسیحی ہیں' یہ سب کے سب غیر ملکی ہیں اور پانچ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں ان کے علاوہ کچھ چھوٹے چھوٹے گروہ پاکستانی اور ہندوستانی عیسائیوں کے بھی ہیں۔

تقریباً بیس کی تعداد میں ایسے عمانی عرب عیسائی ہیں جو عربی میں گفتگو کرتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان میں سے بھی کچھ اصلاً مسلمان تھے۔

(ب) کیتھولک کلیسا

کیتھولک فرقہ عمان میں ۱۹۷۱ء میں پہنچا جب اس فرقے کے پیروکار نقل مکانی کر کے عمان آئے ان کی رہنمائی بحرین میں مقیم کیتھولک پادری کرتا رہا عمان میں تقریباً سات سو کے قریب کیتھولک مسیحی مقیم ہیں۔

(ج) آرتھوڈکس کلیسا

عمان اور مسقط میں بہت تھوڑی تعداد میں ہندوستانی' عیسائی آرتھوڈکس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے بھی اپنے آپ کو منظم کر رکھا ہے اور انہیں بعض بڑے کلیساؤں میں عبادت کی سہولت حاصل ہے جیسے امریکہ کا اصلاح یافتہ کلیسا وغیرہ
(See Word christianity, Middle east, Monrovia 1979)۔

کویت

کویت میں مشنریوں کی آمد

بحرین کی طرح کویت میں بھی ۱۹۲۰ء میں امریکہ کے اصلاح یافتہ کلیسا نے ایک اسپتال قائم کیا اس اسپتال کو چار امریکی ہندوستانی ملازمین کے ساتھ مل کر چلاتے تھے۔

یہ اسپتال ۱۹۶۷ء میں حکومت کویت کی تحویل میں آچکا ہے بلکہ اب تو یہ بند بھی ہو چکا ہے ۔کیونکہ کویت کی حکومت اپنے عوام کو جملہ طبی سہولتیں بہتر سے بہتر فراہم کر رہی ہے اسپتال کے علاوہ کویت میں بھی دوسرا تبلیغی ذریعہ مسیحی تعلیمی اداروں کا تھا لیکن حکومت کویت نے انہیں بھی اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔

کویت میں کیتھولک اور آرتھوڈکس فرقے کی سرگرمیاں ظاہری طور پر اپنے ہم عقیدہ افراد کی خدمت تک محدود ہیں اور وہ ظاہری طور پر کویت کے مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ نہیں کرتے۔

کویت میں بھی ایک مسیحی کتب خانہ موجود ہے جو مسیحیت کے موضوع پر جملہ

کتب مہیا کرتا ہے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کتب خانے کے توسط سے کتنے مسلمانوں تک مسیحی لٹریچر پہنچ رہا ہے۔

تاہم مسیحی ریڈیو وسیع پیمانے پر مسلمانوں میں تبلیغی مساعی کے لئے اہم کردار ادا کر رہا ہے یہاں زیر سماعت کرنے والے ریڈیو پروگرام بھی وہی ہیں جو بحرین میں سنے جاتے ہیں۔

(ا) کیتھولک کلیسا (Orthodox Churchs)

کویت میں موجود عیسائیوں کی پچاس فیصد تعداد کیتھولک عقیدہ رکھتی ہے ان کی تعداد تقریباً ۱۹٬۵۰۰ افراد ہے ان کی روایات اور عبادات مختلف ہیں' ان کی اکثریت لاطینی عیسائیوں کی ہے جن کی بڑی تعداد ہندوستانی افراد کی ہے' اس کے بعد ملکیون' موارنہ اور کلدانی عیسائیوں کا نمبر آتا ہے بالکل معمولی تعداد میں آرمینی' شامی اور قبطی بھی شامل ہیں۔

(ب) پروٹسٹنٹ چرچ (Protestent Churchs)

کویت میں اس وقت پروٹسٹنٹ چرچ کے پیروکاروں کے سات فرقے موجود ہیں ان میں سے اکثر ہندوستانی کلیسا ''مارتوما'' کے پیروکار ہیں اس چرچ کے ارکان کی تعداد ایک ہزار چھ سو ہے جہاں تک انجیلی کلیسا اور نکلیکانی کلیسا کا تعلق ہے تو اس میں سے ہر ایک کے پیروکار تقریباً ۱۳۰۰ ہیں علاوہ ازیں چند ایک ہندوستانی کلیسا وغیرہ کے پیروکار بھی موجود ہیں۔

(ج) آرتھوڈکس کلیسا

کویت میں آرتھوڈکس کلیسا کے پیروکاروں کی تعداد پچیس ہزار افراد سے زیادہ ہے ان کے مختلف فرقے ہیں ان میں سے کچھ رومن ہیں کچھ قبطی' کچھ شامی' اور مالاباری ہیں جہاں تک مشرقی آرتھوڈکس کلیسا کا تعلق ہے اس کے پیروکاروں کی تعداد تقریباً چھ ہزار افراد ہے معدودے چند نسطوری فرقہ کے افراد بھی ہیں کویت میں الحمدللہ

کوئی بھی مقامی کلیسا نہیں ہے یہاں کے تمام مسیحی افراد اور ان کے کلیسا غیر ملکی ہیں۔

تاہم کویت خلیج کا وہ واحد ملک ہے جہاں عیسائیوں نے "کویتی کلیسا کانفرنس" قائم کی ہوئی ہے جو باہمی مشاورت اور منصوبہ سازی کے مرکز کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

قطر

عیسائی مشنری کی آمد

خلیج کے دوسرے ممالک کی طرح قطر میں بھی عیسائی مشنری کی آمد امریکہ کے اصلاح یافتہ کلیسا کی طرح سے ہوئی لیکن قطر میں اس کی آمد دوسرے ممالک کی نسبت تاخیر سے ہوئی ہے۔

قطر میں پہلا طبی شفاخانہ ۱۹۴۸ء میں قائم کیا گیا تین سال کے بعد یہ شفاخانہ حکومت اور تیل کی کمپنیوں کے سپرد کر دیا گیا قطر میں مسیحی مشن اسکولز کے اثرات نظر نہیں آتے الحمدللہ قطر میں کوئی مسیحی کتب خانہ بھی نہیں ہے البتہ مسیحی ریڈیائی نشریات یہاں بھی خلیج کے دیگر ممالک کی طرح سنی جاتی ہیں۔

قطر میں کلیسا

(۱) کیتھولک کلیسا

قطر میں مقیم اکثر مسیحی کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اس فرقے کے ارکان کی تعداد ڈھائی ہزار کے قریب ہے جن کی بڑی تعداد جزائر ہند سے آئی ہوئی ہے تاہم کچھ یورپی کیتھولک مسیحی بھی ہیں ان سب کی عبادت انگریزی زبان میں ہوتی ہے۔

ان کی کوئی ایسی مخصوص عمارت نہیں جسے کلیسا کا نام دیا جاسکے حکومت قطر نے اپنے ہاں کلیسائی تعمیر کی درخواست کو مسترد کردیا تھا چنانچہ عبادات گھروں میں یا سیل کمپنیوں کی عمارات میں ادا کی جاتی ہیں۔

(ب) پروٹسٹنٹ کلیسا

قطر میں اس کی بڑی شاخ انگلیکانی کلیسا ہے اور اس کے اکثر پیروکار یورپی ہیں اس کا انتظام وانصرام بیت المقدس میں مقیم پادریوں کی سربراہ جماعت کی طرف سے ابوظہبی میں مقیم نائب اسقف (پادری) کے توسط سے ہوتا ہے قطر میں ہندوستانی کلیسا مارتوما کے کچھ پیروکار بھی موجود ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی کچھ چھوٹے عیسائی گروہ رہائش پذیر ہیں، جو عبادات یا انجیل پڑھنے کے لئے کہیں اجتماع نہیں کرتے۔

(ج) آرتھوڈکس کلیسا

قطر میں آرتھوڈکس عیسائیوں کی تعداد نہایت قلیل ہے جو بیشتر ہندوستان کے علاقے مالابار سے آئے ہوئے ہیں۔

خلیج میں عیسائی مشنری کی تاریخ

اور

اس کی موجودہ صورت حال

بحرین

(الف) بحرین میں مسیحی مشن

مسیحیوں کا خیال ہے کہ بحرین میں مسیحی تبلیغ کے لئے میدان کھلا ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے گزشتہ صدی کے اواخر میں وسیع پیمانے پر عیسائیت کی تبلیغ شروع کی گئی جب ایک عیسائی مبلغ زویمر نے یہاں سے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔

مسیحی مبلغ ''زویمر'' ۱۸۹۰ء میں بحرین آیا' ۱۸۹۴ء سے امریکہ کے ''اصلاح یافتہ چرچ'' Reformed Church in America نے مکمل طور پر اس کی سرپرستی شروع کردی۔

(ب) مشن اسپتال

''زویمر'' نے جس عیسائی تبلیغی مشن کی ابتدا کی تھی اس کا نمایاں اظہار خلیج میں طبی خدمات کی صورت میں ہوا اور اس کے بعد پے در پے بحرین' کویت' مسقط اور عمان میں ڈسپنسریاں قائم کی گئیں۔ اس طرح مشن کو مسلمانوں سے وسیع پیمانے پر رابطے کا موقع مل گیا ۱۹۳۴ء میں اس مشن کا ہدف تھا کہ وہ دس افراد کو عیسائی بنائے گا رب ذوالجلال کا احسان ہے کہ آج تک یہ ادارہ عیسائیوں کی تعداد میں کوئی خاص اضافہ نہیں کر سکا۔

امریکی' مسیحی ابھی تک بحرین میں واقع اس مشن کے اس اسپتال کو اپنی سرگرمیوں کے ہیڈ کوارٹر کے طور پر استعمال کر رہے ہیں جس کی بنیاد ۱۹۰۲ء میں رکھی گئی تھی اور جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے وہ اپنے پرانے طریقے کے مطابق دعوے یہ کرتے ہیں کہ یہ ایک طبی مشن ہے ۱۹۶۸ء میں اسپتال بحرین کے محکمہ صحت کی نگرانی میں آگیا لیکن ابھی تک اس کو عیسائی ہی چلا رہے ہیں اور اس علاقے میں عیسائیت کے مرکز کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔

مشن اسکولز اور یتیم خانے

اہمیت کے اعتبار سے اسپتال کے بعد مشن اسکولز کا نمبر آتا ہے۔ بحرین میں دو اسکول قائم کئے گئے ایک لڑکوں کے لئے اور ایک لڑکیوں کے لئے مشن نے دو یتیم خانے

بھی قائم کیے جنہیں بعد میں حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا اسی طرح یہ دونوں اسکول بھی خلیج کے دیگر مدارس میں ضم کردیے گئے۔

یہاں طلبہ کی تعداد تقریباً پانچ فیصد تھی ان دونوں مدارس کو کئی ایک مشکلات پیش آرہی تھیں کیونکہ طلبہ کی اکثریت اسلامی معاشرے میں ان کے مسیحی انداز تعلیم سے خوش نہیں تھی ہمارے پاس اس موضوع سے متعلق زیادہ تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

آج کل بحرین میں بالواسطہ عیسائیت کی تبلیغ بہت حد تک ٹوٹ گئی ہے ابتداء میں مسیحی مبلغ مختلف تنظیمی دورے کرتے رہتے تھے لیکن اب حکومت کے موقف کے پیش نظر یہ دورے ممکن نہیں رہے اس لئے اب عیسائی مبلغین کی توجہ بحرین میں رہائش پذیر غیر ملکی افراد تک محدود ہوگئی ہے یہی حال اب رومن کیتھولک چرچ کے مبلغین کا ہے۔

(ج) مسیحی لٹریچر

دور حاضر میں مسیحی لٹریچر مطبوعات اور ریڈیو اسٹیشنوں نے زیادہ اہمیت اختیار کرلی ہے، بحرین میں ایک مسیحی کتب خانہ ہے جس کا نام ''مکتبۃ العائلۃ'' ہے یہاں انجیل اور دیگر عیسائی مطبوعیات جملہ زبانوں میں دستیاب ہیں ان کی سالانہ فروخت تقریباً پانچ لاکھ امریکی ڈالر ہے۔ اس مکتبہ کی طرف سے فروخت شدہ کتب کی اتنی بڑی تعداد میں سے معلوم نہیں کس قدر کتابیں مسلمان خریدتے ہوں گے۔

(د) مسیحی ریڈیو اسٹیشن

جہاں تک مسیحی ریڈیو کا تعلق ہے یہ جزائر سسلی اور لائبیریا سے خلیج کے علاقے کے لئے اپنے پروگرام نشر کرتے ہیں انکے پروگرام عربی اور دیگر زبانوں میں ہوتے ہیں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جدید دور میں ریڈیو، بحرین اور خلیج کے دیگر علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں سے براہ راست رابطے کا سب سے آسان ترین ذریعہ بن چکا ہے کہا جاتا ہے کہ مسیحی ریڈیو نے اپنی تمام تر توجہ خلیج کے علاقہ کی طرف مرکوز کردی ہے اور اپنا نام بھی بدل کر دنیا کے گردو پیش Around the World رکھ لیا ہے اور اپنی نشریات

سوڈان سے شروع کردی ہیں۔

ان دنوں بحرین اور خلیج کے دوسرے علاقوں میں عیسائی باشندوں کی تعداد پہلے کی نسبت زیادہ ہے' جو افراد جزیرہ نمائے ہند' مشرق وسطیٰ' کوریا اور فلپائن سے روزگار کے سلسلے میں یہاں آئے ہیں ان میں سے کثیر تعداد عیسائیوں کی ہے۔

بحرین میں موجود کلیسا

بحرین میں موجود کلیساؤں کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) مالابار کا شامی آرتھوڈکس چرچ Syrian Orthodoz Church of Malabar

اس کلب کے ارکان تقریباً دوصد ہیں ان میں اکثریت ہندوستانی باشندوں کی ہے۔

(۲) رومن کیتھولک چرچ Roman Catholic Church

اس چرچ کے ارکان تقریباً ۲۷۰۰ ہیں ان کی اکثریت بھی ہندوستانی باشندوں کی ہے اس چرچ میں عبادت انگریزی میں کی جاتی ہے کیونکہ ہندوستان کے باشندوں کی کوئی ایک متحدہ زبان نہیں۔

ان کیتھولک مسیحیوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اس چرچ کے پیروکار ہیں جو اصلاً مشرقی ہے (مثلاً ملکین' موارنہ اور کلدانیین اور مشرقی ممالک سے آنے والے بعض مسیحی) لیکن یہ سب لاطینی زبان میں عبادت میں شرکت کرتے ہیں کیونکہ ان کے یہاں کوئی دوسرا پادری موجود نہیں ان کیتھولک عیسائیوں کی اکثریت منامہ میں رہتی ہے کچھ العلوالی میں بھی ہیں جو پیٹرول کا مرکزی مقام ہے۔

(۳) انجلیکن چرچ Anglican Church

بحرین میں اس کلیسا کے تقریباً (۵۰۰) پیروکار ہیں ان کی اکثریت بھی منامہ اور العلوالی میں رہتی ہے اس کلیسا کو جنوبی ہندوستان کلیسا کے پیروکار بھی استعمال کرتے ہیں' کیونکہ اس کلیسا میں ان کی زبانوں میں عبادت کی جاتی ہے۔

(۴) قومی انجلیکل چرچ National Evangelical Church

یہ واحد کلیسا ہے جس کے ارکان میں بحرین کے مقامی باشندے شامل ہیں کہا جاتا ہے کہ خلیج کے ممالک میں جو ڈیڑھ صد عرب عیسائی ہیں ان میں سے ساٹھ بحرینی ہیں۔

یہاں ایک انجیلی فرقہ بھی ہے جو انگریزی میں بات چیت کرتا ہے اس کے ارکان تقریباً ۸۰ ہیں ان کے علاوہ ہندوستانی اور پاکستانی عیسائیوں کی بھی ایک تعداد یہاں مقیم ہے جن کی عبادات ان کی اپنی اپنی مخصوص زبانوں میں ادا کی جاتی ہے۔

بحرین کے اس قومی انجلیکل کلیسا کو یہ ایک خاص حیثیت حاصل ہے کہ اس کی تعمیر کے لئے بحرین کے حکمرانوں نے اخراجات کا چوتھائی حصہ برداشت کیا کہا جاتا ہے کہ امیر بحرین اس کی افتتاحی تقریب میں بنفس نفیس خود حاضر ہوا تھا اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ بحرین کے اصل باشندوں میں کچھ لوگ اس کلیسا کے پیروکار ہیں۔

تاہم مسیحی مبلغ یہ جانتے ہیں کہ بحرین کے حکمران یہ چاہتے ہیں کہ کلیسا صرف غیر ملکیوں کے لئے ہی ہوں اور وہ مسلمانوں میں مسیحیت کی تبلیغ کی اجازت نہیں دیتے البتہ اس امر کی بھی اجازت نہیں دیتے کہ کسی غیر مسلم مسیحی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی ہو۔

حال ہی میں اس کی بیروت شاخ کو قبرص کے ساتھ مدغم کر دیا گیا ہے اور یہاں سے خلیج اور مشرق وسطی میں لٹریچر ارسال کیا جا رہا ہے۔

قبرص میں اس ادارے کا ایک اہم منصوبہ بچوں کے لئے ایک کتاب کی طباعت ہے جس کا نام ''قصص التوراۃ برائے بچگان (باتصویر)'' ہے یہ کتاب عالم

اسلامی میں بولی جانے والی تین اہم زبانوں میں شائع کی جائے گی یعنی عربی' فارسی اور اردو۔

یہ منصوبہ بھی زیر تجویز ہے کہ متحدہ عرب امارات میں اس تنظیم کے زیر اہتمام ایک شاخ قائم کی جائے جہاں پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے حامل افراد کی اس طرح تربیت کی جائے کہ وہ خلیج کے علاقے میں ''خیمہ ساز'' عیسائی مبلغین کا کردار ادا کر سکیں۔

Reformed Church in America

(۴) امریکی اصلاح یافتہ کلب

یہ پروٹسٹنٹ مشن ہے جس کی بنیاد ۱۸۵۷ء میں رکھی گئی تھی اپنی تاسیس کے ابتدائی دنوں سے ہی یہ مشن عیسائیت کی تبلیغ میں مشغول ہے۔

اب اس مشن کی تمام تر توجہ خلیج کے علاقے پر مرکوز ہے ۱۸۸۹ء سے لیکر اب تک یہ مشن بحرین' کویت اور عمان آنے والے عیسائی مبلغوں کی پشت پناہی کرتا رہا ہے اس کے مبلغ اراکین کی تعداد اب ۹۷ ہے اور سالانہ میزانیہ ۴٬۵۳۳٬۶۹۳ ڈالر ہے بیرونی ممالک میں اس کے اخراجات سالانہ سترہ لاکھ ڈالر سے بھی متجاوز ہیں۔

ان دنوں اس کے چھ مبلغ بحرین میں' تین کویت میں اور بارہ عمان میں موجود ہیں۔

اس مشن کے مقاصد میں مقامی کلیساؤں کا خیال رکھنا اور تعلیمی' طبی اور زراعتی خدمات سرانجام دینا شامل ہے۔

Operation Mobilisation

(۵) آپریشن موبیلائزیشن

اس تنظیم کی بنیاد ۱۹۵۸ء میں رکھی گئی ہے اس مشن کے مقاصد میں نوجوان رضاکار عیسائی مبلغوں کی قلیل المدت تربیت شامل ہے اس تنظیم کے دفاتر برطانیہ' امریکہ'

بیلجیم اور کینیڈا میں موجود ہیں ۱۹۷۹ء میں اس تنظیم کے مرکزی دفتر کا سالانہ بجٹ تین لاکھ ڈالر تھا۔

برطانوی شاخ کا سالانہ بجٹ ایک لاکھ چالیس ہزار پاؤنڈ اسٹرلنگ کے قریب تھا اور اس کا کام ''لاگوس اور ڈرلوس'' دو بحری کشتیوں تک محدود ہے جن کا کام رضا کارانہ تربیت کے خواہشمند افراد کو ان کی منزل مقصود تک پہنچانا ہے یہ دونوں کشتیاں سمندر سمندر گھومتی رہتی ہیں۔

''ڈولوس'' کشتی میں پچیس مبلغ سوار ہوتے ہیں جو مسلسل تبلیغ مسیحیت میں مصروف کار رہتے ہیں ان کا دائرہ کار جنوبی امریکہ ہے دوسری کشتی ''لاگوس'' میں سولہ مسیحی مشنری سوار رہتے ہیں یہ کشتی ایشیائی سمندروں میں گھومتی رہتی ہے اور اپنے سفر کے دوران خلیجی بندرگاہوں پر لنگر انداز ہوتی ہے اس کشتی پر مختلف زبانوں میں شائع شدہ لٹریچر کثیر تعداد میں ہوتا ہے یہ کشتی جب کسی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوتی ہے تو کتابوں کی نمائش کا اعلان کر دیتی ہے اس طرح عوام شوق سے اس کشتی کو دیکھنے آ جاتے ہیں۔

The Evangelical Alliance Mission

(۶) متحدہ انجیل مشن

اس مشن کی تاسیس ۱۸۹۰ء کے اوائل میں ہوئی اور ابتداء میں اس کا نام متحدہ اسکینڈے نیوین مشن تھا جو ۱۹۴۹ء میں تبدیل کر دیا گیا ہے یہ مشن تعلیم، طب اور ریڈیو کے توسط سے مسیحی تبلیغی خدمات انجام دے رہا ہے یہ مشن کلیساؤں کی سرگرمیوں کو بھی منظم کرتا ہے۔

اس کا صدر دفتر امریکہ میں ہے ذیلی دفاتر متعدد ممالک میں موجود ہیں اس مشن کا سالانہ میزانیہ تقریباً نو ملین امریکی ڈالر ہے خلیج میں اس کی سرگرمیوں کا نگران دفتر ابوظہبی میں واقع ہے۔ ذیلی دفاتر متعدد ممالک میں موجود ہیں۔

اس مشن کا سالانہ میزانیہ تقریباً نو ملین امریکی ڈالر ہے۔ خلیج میں اس کی سرگرمیوں کا مرکز ابوظہبی میں واقع ہے اور سرگرمیوں کا مرکز ابوظہبی میں اس کا وہ اسپتال

ہے جو یہ مشن چلا رہا ہے اس وقت اس مشن کے پندرہ عیسائی مبلغ متحدہ عرب امارات میں مصروف عمل ہیں۔

World wide Evangdisation Crusade

(۷) بین الاقوامی عیسائی حملہ

یہ مشن ۱۹۱۳ء میں قائم کیا گیا اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام مسیحی فرقے شامل ہیں اس کے مقاصد میں عیسائیت کی تبلیغ اور کلیساؤں کی تعمیر شامل ہے اس کے علاوہ یہ ادارہ تعلیم، طب، ادبی اور ترجمے کے کام بھی سرانجام دیتا ہے اس کا صدر دفتر امریکہ میں ہے، برطانیہ اور کینیڈا میں بھی اس کی شاخیں قائم ہیں امریکہ کے دفتر کا سالانہ بجٹ سات لاکھ امریکی ڈالر ہے جب کہ برطانوی شاخ کا سالانہ میزانیہ ۱۹۸۰ء میں ۲۹۶،۳۸۸ پونڈ اسٹرلنگ تھا اس ادارے کے تحت متحدہ عرب امارات میں ایک ڈسپنسری چلائی جارہی ہے جہاں اس کے پانچ عیسائی مبلغ کام کر رہے ہیں۔

(۵) کلیسائے رب Church of God

یہ فرقہ اب تقریباً چالیس ارکان پر مشتمل ہے اور اس کا نگران ایک پادری ہے یہ تمام ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں۔

مندرجہ بالا کلیساؤں اور ان کے پیروکاروں کے علاوہ چھ دوسرے مختلف فرقے بھی ہیں، جن کی اکثریت کا تعلق مشرق وسطیٰ کے دوسرے عرب ممالک سے ہے جہاں سے آ کر وہ بحرین میں آباد ہو گئے ہیں۔

شام میں عیسائیت کی تبلیغ

۱۸۲۰ء کے لگ بھگ پراٹسٹنٹ امریکی مشنری شام آئے تو اس وقت سے ان کو ایک ہی فکر تھی کہ وہ تعلیم کے ذریعہ تبلیغ کریں چنانچہ وہ کفر شیما اور جبل لبنان میں بحمدون کے مقام پر، پھر طرابلس اور حمص میں سرگرم عمل ہو گئے اس وقت ان کی تعلیمی اور تبلیغی سرگرمی کا مرکز جبل لبنان میں دروزی شہر عبیہ تھا۔ وہاں انہوں نے ۱۸۳۴ء میں

(مشنری) اساتذہ اور واعظین کی تربیت کا اسکول قائم کیا ان کے سربراہ ڈاکٹر کارنیولیوس فان ڈیک مقرر ہوئے ۱۸۵۹ء میں امریکی پروٹسٹنٹوں نے عبیہ میں ہی ایک گرلز اسکول قائم کیا۔ کیتھولکوں نے پروٹسٹنٹوں کی تقلید کی۔ انہوں نے اپنا اسکول غزیر (کسروان، جبل لبنان) میں کھولا لیکن بعد میں انہوں نے اپنی سرگرمیوں کو بیروت منتقل کر دیا۔ ہم آگے اس کی تفصیلات پیش کریں گے۔

مشنریوں کے مختلف فرقے تھے تعلیم اور تعلیم کے علاوہ دیگر امور میں سخت محاذ آرائی کے باوجود، یہ سب فرقے، مسلمانوں کے خلاف متحد تھے۔ ۱۹۱۲ء میں، پورے شام میں ۳۸ تبلیغی ادارے تھے، ان کے علاوہ انگلستان، اسکاٹ لینڈ، جرمنی، سویڈن، ڈنمارک اور امریکہ کے بہت سے اسکول یہاں قائم ہو چکے تھے، یہ ادارے، اپنی متضاد پالیسیوں اور باہمی محاذ آرائی کے باوجود اس بات پر متفق تھے کہ طلبہ کو عربی بائبل ضرور دی جائے جو کہ اس وقت ایک بنیادی تدریسی کتاب تھی۔ ۱۹۲۴ء میں القدس، برمانا (لبنان) قسطنطنیہ (الجزائر) حلوان (مصر) اور بغداد میں مقامی کانفرنسیں منعقد ہوئیں ان کانفرنسوں میں اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ تمام مشنریوں کے مابین، دنیائے اسلام میں اپنی اغراض واہداف کے حصول کے لئے تعاون ہونا چاہیے اور تعلیم کے ذریعہ سے تبلیغ کا اصل ہدف مسلمانوں کو بنایا جائے۔

مشنری طلبہ کے درمیان دشمنی پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے کیونکہ انہوں نے مسلمان طلبہ میں تبلیغ کے لئے عیسائی طلبہ کو آلہ کار بنانے کی پالیسی اپنائی اس کا آغاز مصر سے ہوا۔

غیر ملکی اسکول، اپنے تمام طلبہ کو ہر روز ایک مرتبہ، اسکول کے چرچ میں جانے پر مجبور کرتے تھے، فرانسیسی مشن کے اسکول اب تک ایسا کرتے ہیں (کم از کم زمانہ قریب تک وہ ایسا کرتے آئے ہیں)

''الکلیۃ السعودیۃ الانجلیۃ'' (انجیلی شامی کالج / امریکن یونیورسٹی) میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ تمام طلبہ کو چرچ جانے اور تورات کے پیریڈ میں حاضر ہونے پر مجبور کیا جاتا

تھا۔ ۱۹۰۸ء میں اعلان آزادی کے بعد کئی طلبہ نے قسم کھائی کہ وہ نہ تو مسیحی مذہب کے پیریڈوں میں حاضر ہوں گے اور نہ ہی چرچ جائیں گے' چونکہ ان طلبہ کی تعداد ۱۶۰ تھی انہیں کالج سے نکالا نہیں جا سکتا تھا لہذا کالج کی انتظامیہ ان طلبہ سے تورات کے اسباق کی حاضری اور چرچ جانے کی پابندی ہٹانے پر مجبور ہو گئی ان دنوں کالج کے پرنسپل ہوارڈ بلس' کالج سے غیر حاضر تھے جب وہ کالج آئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ غیر مسیحی اگرچہ چرچ جانے کی پابندی سے مستثنیٰ ہوں گے' لیکن انہیں تورات کے اسباق میں حاضری دینی ہوگی مشنریوں کے نزدیک' کالج کے مذہبی تشخص کو قائم رکھنے کے لئے ایسا کرنا ناگزیر تھا۔ ۱۹۱۲ء میں تمام طلبہ کے لئے اتوار کے دن مقدس وعظ کی مجلس میں حاضری لازمی قرار دے دی گئی مذہبی اجتماعات میں شرکت' طلبہ کے کچھ گروپوں کے لئے تو بالکل لازمی تھی۔

۱۹۲۲ء تک جب بھی امریکن یونیورسٹی کی انتظامیہ کو موقع ملتا طلبہ کو تورات کی تعلیم پر مجبور کرتی۔ راقم الحروف ۱۹۲۲۔۱۹۲۱ء کے تعلیمی سال میں' امریکن یونیورسٹی بیروت کے ماتحت' بیروت ہی کے ایک اسکول سے فارغ ہو کر خود یونیورسٹی میں آ گیا (یہ بیان ڈاکٹر عمر فروخ کا ہے) یونیورسٹی نے اس دور میں طلبہ کو یہ اختیار دے رکھا تھا کہ وہ چاہیں تو تورات کی کلاس میں حاضر ہوں اور چاہیں تو اخلاقیات کا مضمون لیں چنانچہ ہم لوگوں نے اخلاقیات کا مضمون اختیار کیا مگر پھر یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یونیورسٹی نے اخلاقیات کے مضمون پر جو ہمیں کتاب دی' اس میں اور تورات میں صرف نام کا فرق تھا۔ اس کے موضوعات' بائبل سے ماخوذ قصوں یا پروہتوں کے واقعات پر مشتمل تھے لہذا ہم نے کتاب خریدنے اور اسے بطور درسی کتاب قبول کرنے سے انکار کر دیا یونیورسٹی کی انتظامیہ نے اپنے اختیارات استعمال کئے مجھے بلایا گیا اور مجھ پر کلاس کو بھڑکانے کا الزام لگایا گیا (حالانکہ یہ شرف تنہا مجھے حاصل نہیں تھا) پرنسپل ولیم ہول نے درشت لہجہ میں مجھ سے کہا "تمہارا اعتراض درست ہے' اس لئے ہم نے اس کتاب کو کورس سے نکال دیا ہے لیکن کلاس روم میں' مسٹر کلاش سے تمہاری گفتگو

ڈسپلن کے خلاف تھی لہذا اس سہ پہر چار بجے تمہارے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ان دنوں تادیبی امور کے نگران پروفیسر فرید مدور ہوا کرتے تھے۔

اچھا ہوا کہ میں نے پرنسپل ولی مہول کا حکم خوش دلی سے مانا۔اس لئے کہ میرے خلاف تادیبی کارروائی نے تورات یا اخلاقیات کے اسباق میں سے ایک کے انتخاب کے مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیا ایک ہفتہ بعد پروفیسر کلاس نے میرے سیکشن کے طلبہ کو بلایا اپنے کمرہ میں ہمارے لئے ایک سادہ سی محفل لگائی اس محفل نے یہ بات واضح کر دی کہ مشنری ادارے کبھی کبھی انسانی ضمیر پر پردہ تو ڈال سکتے ہیں' لیکن اسے ہمیشہ کے لئے ختم نہیں کر سکتے۔اس مختصر کارروائی نے وہ معاملہ حل کر دیا جو کافی عرصہ سے چلا آ رہا تھا اس دن سے تورات کے پیریڈ' امریکن یونیورسٹی میں' ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے گئے اس کی جگہ اگلے سال سے اخلاقیات اور جسمانی تربیت کا پیریڈ' مسٹر بیارد ضودج کے سپرد ہوا وہ بعد میں یونیورسٹی کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

مشنریوں کی تبلیغ کا ایک انداز

اسکولوں کے ذریعہ سے' مشنریوں کی رسائی طلبہ تک ہو جاتی ہے لیکن وہ ناخواندہ لوگوں تک بہت کم پہنچتے ہیں مشنریوں نے اسے زبردست صعوبت قرار دیا ہے۔ چنانچہ مشنریوں نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ مشنری ان پڑھوں سے ذاتی رابطہ قائم کریں اور ان کے ساتھ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے مقام و مرتبہ کے حوالہ سے گفتگو کریں۔مثلاً وہ حضرت مسیح کو "روح اللہ" کہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے یا انہیں "حضرت عیسیٰ" کہیں جیسا کہ پاک و ہند میں کہا جاتا ہے مشنری کا فرض ہے کہ ان پڑھوں کے سامنے "قرآن کریم" کا لفظ بار بار کہے شفاعت' جنت اور اس قسم کے دوسرے اسلامی الفاظ استعمال کرے تاکہ وہ ناخواندہ سامعین کو اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ یوں اپنا اعتماد قائم کرنے کے بعد وہ اپنی تبلیغ شروع کر دے۔

اردون میں عیسائیوں کی سرگرمیاں

''عیسائیوں کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ کلام الٰہی کو پھیلانے کے لئے خلیج کے موجودہ بحران سے بھرپور فائدہ اٹھائیں''۔

''آپریشن موبلائزیشن نامی تنظیم کا کہنا ہے کہ اس علاقے میں ایک عظیم تبدیلی رونما ہو رہی ہے اردن میں روزانہ ۶۰ سے ۱۰۰ تک افراد عیسائی مذہب اختیار کر رہے ہیں''

''اردون کے دار الحکومت عمان کے گلی کوچوں میں عیسائی ہزاروں پناہ گزینوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہیں اور ان پر شہادت دے رہے ہیں اس صورت حال کو عرب پریس نے نظر انداز نہیں کیا''

''اسی علاقے میں ایک عرب مسیحی مبلغ کے کام کا یہ نتیجہ برآمد ہوا ہے کہ دو سال کے عرصے میں ایک چرچ کے ارکان کی تعداد تیں سے بڑھ کر چھ سو ہوگئی ہے''۔ ''مسلم شمالی افریقہ میں' صرف ایک نسلی گروہ میں' ایک اندازے کے مطابق حالیہ سالوں میں ہزاروں افراد نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ہے جب کہ اس رجحان میں مزید اضافے کا امکان ہے'' گزشتہ سال کتابوں کی ایک شہری نمائش میں ''عہد نامہ جدید'' سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب تھی۔

''عہد نامہ جدید کی مانگ کے پیش نظر تنظیم آپریشن موبلائزیشن ایک عیسائی پبلشر کے تعاون سے ''چشمہ ہائے صحرا'' کے نام سے ایک منصوبے کا آغاز کر رہی ہے اسے توقع ہے کہ وہ عراق' اردن اور جزیرہ نمائے عرب کے طول و عرض میں تقسیم کے لئے عربی زبان میں عہد نامہ جدید' تعلیمات مقدس اور اناجیل کے اڑھائی لاکھ نسخے چھاپ سکے گی۔ (رپورٹ: کرسچین ہیرالڈ)

مصر میں ۸۶۳ مسلمانوں کے لئے ایک مسجد

قاہرہ (اے این این) مصر کی مساجد کے متعلق شائع ہونے والی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق مصر میں ۸۶۳ مسلمانوں کے لئے ایک مسجد ہے جب کہ ۱۵۵۰ عیسائیوں کے لئے ایک چرچ ہے۔ مصر میں ۶۶۸۰۱ مساجد ہیں اور مسلمانوں کی تعداد

۶.۵۷ ملین ہے جب کہ ۳۸ ملین عیسائی ہیں جن کے چرچوں کی تعداد ۲۴۵۶ ہے گزشتہ چند سالوں میں حکومت نے مساجد پر اپنی گرفت مضبوط کرنا شروع کردی ہے تاکہ انتہا پسند مسلمانوں پر قابو پایا جاسکے چنانچہ حکومت نے ۸ ہزار مساجد اپنے کنٹرول میں لے لی ہیں۔ مصری حکومت نے تہیہ کرلیا ہے کہ انتہا پسندوں کے خاتمے کے لئے مساجد کو کنٹرول کرلے گی۔ منصوبہ کے مطابق ۲۰۰۰ تک تیس ہزار سے زائد مساجد کو حکومت کے کنٹرول میں لے لیا جائے گا تاکہ مصر سے انتہا پسندی کا خاتمہ کیا جاسکے۔

عراق پر عیسائیت کی یلغار بائبل کے لاکھوں نسخے بغداد پہنچا دیئے گئے

بغداد (خصوصی رپورٹ) خلیجی جنگ کے بعد عراق پر اقتصادی پابندیوں کے بعد وہاں کے عوام کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیسائی مشنری تنظیموں نے عیسائیت کی تبلیغ کا کام منظم انداز میں تیزی سے شروع کردیا ہے ان تنظیموں کا خصوصی ہدف نوعمر اور کمسن عراقی بچے ہیں غذائی قلت کا شکار ان بچوں کو خوراک کے ساتھ عربی میں ترجمہ کی گئی بائبل بھی فراہم کی جاتی ہے اور ان کے ناپختہ ذہنوں میں عیسائی تعلیمات بھی ڈالی جاتی ہیں بائبل کے عربی تراجم کی جلدیں مغربی ممالک سے منگائی جاتی ہیں گزشتہ دنوں بھی چالیس ٹن بائبل کی جلدیں عراق پہنچیں جن کی تعداد لاکھوں میں ہے قبل ازیں بھی لاکھوں کتابیں وہاں پہنچائی جاچکی ہیں نیوزی لینڈ کے چرچ نے دعویٰ کیا ہے کہ عراقی عوا کی چرچوں میں حاضری کی شرح میں اضافہ ہورہا ہے یاد رہے کہ مغربی اقوام اپنے انہی مذموم عزائم سے اسلامی دنیا پر یلغار کیے ہوئے ہیں اور یوں دنیا میں پھیلے ان کے مشنری ادارے رات دن عیائیت کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں اور ان کا خصوصی ہدف مسلمان ممالک ہیں وہاں کی غربت اور پسماندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس طرح کی سرگرمیوں میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، یہی سرگرمیاں اب وہ عراق میں بھی کیے ہوئے ہیں۔

سعودی عرب میں گرجے؟

عالمی عیسائیت کے صدر مقام اور مقدس شہر ویٹیکان (روم) کی طرف سے سعودی عرب پر مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ سعودی حکومت اپنے ملک میں عیسائیوں کو عبادت کرنے کے لئے گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دے۔ گزشتہ دنوں اٹلی کے کیتھولک چرچ سے تعلق رکھنے والے ایک سینئر پادری بیوی امکان نے ایک اٹالین اخبار ''لبریو'' میں ایک تند و تیز مقالے کے ذریعے مسلمانوں پر سنگین الزامات لگائے ہیں اور انہیں وحشی اور بے رحم قوم قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مسلمان امن کے دشمن ہیں اور اس وقت پوری دنیا میں فتنہ وفساد اور دہشت گردی کی جڑ ہیں لہذا ان کے ساتھ کسی قسم کی رو رعایت نہیں برتنی چاہیے' اور ان کے ساتھ انتہائی سخت برتاؤ کرنا چاہیے۔ بیوی سکارن نے اٹلی کی حکومت سے بالخصوص اور باقی یورپی ممالک سے بالعموم زور دیکر کہا ہے کہ مسلمانوں کو یورپ سے نکال دیا جائے' اور انہیں یہاں اپنی ثقافت اور تہذیب کو پھیلانے سے روکا جائے پادری نے مسلمانوں کے مذہب اور شعائر کو بھی اپنی شدید تنقید اور استہزاء کا نشانہ بنایا ہے' ویٹیکان نے نہ صرف مسلمانوں کے یورپ سے نکال باہر کرنے کا پرزور مطالبہ کیا ہے بلکہ انتہائی جارحانہ انداز میں سعودی عرب سے بھی ارض مقدس میں گرجے بنانے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔

ویٹیکان روم دنیائے عیسائیت کے لئے اتنا ہی مقدس ہے جتنا کہ مسلمانوں کے لئے مکہ مکرمہ' روم کا چرچ کیتھولک فرقے کی نمائندگی کرتا ہے جو عیسائی دنیا میں اکثریت رکھتا ہے' اسی لئے پاپائے روم کو عیسائی دنیا میں ایک انتہائی معزز اور مقدس شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ لہذا جب روم کے کلیسا سے کوئی آواز اٹھے گی تو اسے پورے عالم عیسائیت کی مشترکہ اور متفقہ مذہبی آواز سمجھا جائے گا ایک ایسے وقت میں جب کہ سعودی عرب اور خلیج میں امریکہ اور یورپ کی ۲۰ لاکھ فوج اپنے جدید ترین ہتھیاروں سمیت اس خطے کے تمام فوجی اڈوں پر قبضہ جمائے بیٹھی ہے اور قبلہ اول کے بعد حرمین شریفین عملی طور پر عیسائی اور یہودی افواج کے براہ راست نرغے میں ہیں' کلیسائے روم کی طرف سے سعودی حکومت کے سامنے یہ مطالبہ رکھنا کہ عیسائیوں کو اپنی مذہبی عبادات کے لئے

وہاں گرجے بنانے دیئے جائیں' ایک انتہائی خطرناک اور معنی خیز مطالبہ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ ایک عام مسلمان بھی اس بات کو سمجھتا ہے' لیکن بدقسمتی سے ہمارے حکمران خصوصاً عرب حکمران انہی یہود و نصاریٰ کی دوستی پر تکیہ کیے بیٹھے ہیں' اور وہ کسی صورت بھی یورپ اور امریکہ کے احکامات کی تعمیل کرنے میں پس و پیش نہیں کر سکتے ان کے اس طرز عمل نے امت مسلمہ کو یہ دن دکھلائے کہ آج حرمین شریفین کی سرزمین پر یہودی اور عیسائی دندناتے پھر رہے ہیں۔

قارئین کی معلومات کے لئے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جب سے امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کی فوجیں سعودی عرب اور خلیج میں اتری ہیں' ہر سال اس مشترکہ فوج میں شامل یہودی (جن کی تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ ہے) مدینہ منورہ سے ملحق بستی خیبر میں اپنی مذہبی عبادات کرتے ہیں' جس کے لئے حاخام (مذہبی پیشوا) اسرائیل سے بلائے جاتے ہیں۔ امت مسلمہ کی بے خبری اور مدہوشی کا یہ عالم ہے کہ اسے اپنے مقدس مقامات کے بارے میں بھی علم نہیں کہ ان پر یہودی و نصاریٰ کا تسلط اب کس قدر مستحکم ہو چکا ہے۔

اس تناظر میں کلیسائے روم کی طرف سے سعودی عرب میں چرچ بنانے کا پرزور مطالبہ اور مسلسل دباؤ دراصل امریکہ و یورپ کی طرف سے مذہبی قیادت کی آڑ میں سعودی عرب کی مقدس سرزمین پر اپنی مستقل عبادت گاہیں بنانے کا مکروہ منصوبہ ہے' کیونکہ اس وقت سعودی عرب کی سرزمین پر لاکھوں کی تعداد میں عیسائی موجود ہیں۔

اس مطالبے کا دوسرا اور اہم ترین پہلو یہ ہے کہ سعودی عرب اور خلیج میں لاکھوں عیسائی اور یہودی افواج کا پڑاؤ عارضی نہیں بلکہ ایک طویل مدتی منصوبہ ہے' یہی وجہ ہے کہ امریکہ و یورپ نے براہ راست حکومتی سطح پر مطالبہ کرنے کے بجائے ویٹیکان کی مذہبی طاقت کو استعمال کیا ہے اور ساتھ ہی کیتھولک چرچ کے رہنماؤں کی طرف سے دھمکی بھی دلوادی ہے کہ یورپ سے کسی بھی لمحے مسلمانوں کا اخراج ممکن ہے دراصل یہ مستقبل کی

منصوبہ بندی کا ایک حصہ ہے۔ امریکہ و یورپ کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ تیسری دنیا کے مسلمان ممالک اور خصوصاً عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد اس وقت امریکہ و یورپ میں آباد ہیں جہاں ان کا روزگار اور ایک خاص نسبت میں کاروبار اور دیگر اقتصادی و سیاسی مفادات ہیں جو ان کے اپنے ممالک میں انہیں میسر نہیں اور اگر ایک طرف سعودی عرب پر مذہبی حوالے سے دباؤ بڑھایا جائے اور دوسری طرف یورپ وغیرہ میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے تو یہ دو دھاری تلوار بلا آخر اپنا کام دکھائے گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سعودی عرب کی عدم آمادگی پر یورپ کے متعصب عیسائی رہنما مسلمانوں کے خلاف اپنی مہم میں شدت اختیار کر لیں جس سے وہاں فرقہ وارانہ فسادات کی فضا پیدا کر کے مسلمانوں کو ان کے کاروبار اور جائیداد سے بآسانی بے دخل کیا جا سکتا ہے۔

پردۂ ایام کے پیچھے کیا سازش چھپی ہوئی ہے‘ اس کا ڈراپ سین بہت جلد ہونے والا ہے‘ بہر حال اس مطالبے سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ مغرب نے پہلے قبلہ اول پر یہودیوں کے تسلط میں اسرائیل کی بھرپور حمایت کی اور یہ دیکھ لیا کہ مسلمانوں کا ردعمل نہ ہونے کے برابر ہے‘ اس سے شہ پا کر اب مغرب نے سعودی عرب میں دیدہ دلیری سے گرجے بنانے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے؟

چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد

جدہ: حی الظہر ان میں عیسائیت کی تبلیغ پر مبنی مواد کی تشہیر

جدہ (نمائندہ خصوصی) جدہ شہر میں حی الظہر ان کے علاقے میں عیسائی مذہب کی تبلیغی مواد پر مشتمل ویڈیو کیسٹوں کی تشہیر‘ تفصیلات کے مطابق جدہ شہر میں حی الظہر ان میں متعدد گھروں کے باہر عیسائی مذہب سے متعلق ویڈیو کیسٹیں ملی ہیں علاقے کے مکینوں کا کہنا ہے کہ بعض دروازوں پر ایسے پمفلٹ بھی دیکھے گئے ہیں جن میں عیسائی مذہب قبول کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ ایک مکین احمد علی نے مقامی اخبار کو بتایا کہ مذکورہ

ویڈیو کیسٹ اور پمفلٹ رات کے آخری پہر میں کسی وقت دروازوں کے سامنے رکھ دیے گئے تھے انہوں نے مزید انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ان پمفلٹوں میں نئے عیسوی سال کے جشن کے سلسلے میں یورپی چینل سے نشر ہونے والے پروگراموں کو دیکھنے کی ترغیب بھی دی ہے جب کہ بعض پمفلٹوں میں قرآن پاک کی تحریف شدہ آیات اور من گھڑت احادیث کے ذریعے عیسائیت کو مذہب حق ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔

خلیج اور دیگر اسلامی ممالک میں

مسیحیت کے کام کرنے کی تدابیر

مسیحی مشنریز خلیج اور دیگر اسلامی ممالک میں مسلمانوں سے رابطے کے لئے چار طریقے اختیار کرتے ہیں۔

(۱) طبی خدمات کی فراہمی

یہ ایسا کام ہے جس سے مسلمانوں سے میل جول کے مواقع بہت زیادہ فراہم ہوتے ہیں اس ذریعہ سے مسلمان خود مشنری سے ملاقات کا خواہش مند ہوتا ہے کیونکہ اسے اس کی مدد درکار ہوتی ہے اس کے برعکس مسیحی مبلغ کو خود اس کے پاس جانا پڑتا تھا اور یہ امر واقع ہے کہ جب عیسائی مبلغ مسلمان کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو اس کو مختلف صورت حال پیش آتی ہے۔

ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم ان مسیحی اسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو صرف طبی خدمات کے مراکز گردانتے رہیں جب کہ یہ مکمل طور پر عیسائی تبلیغی مراکز ہیں اس کی واضح ترین مثال متحدہ عرب امارات میں واقع ''متحدہ انجیل مشن اسپتال'' کی ہے۔

اسپتال میں گو صرف چالیس بستر ہیں، مگر ایک سال میں تقریباً سوا دو ہزار مریض مختلف مدتوں کے لئے داخل ہوتے ہیں بیرونی مریضوں کے شعبوں میں سالانہ

باسٹھ ہزار (۶۲۰۰۰) مریض علاج معالجے کے لئے آتے ہیں۔

اسپتال میں آنے جانے والوں کے لئے ایک دار المطالعہ کا کمرہ مخصوص ہے ایک کتب خانہ بھی موجود ہے جہاں تمام مسیحی کتب اور مطبوعات دستیاب ہیں۔

ہر کمرہ میں موسیقی، انجیل کی تلاوت اور مسیحی وعظ سننے کے انتظامات کیے گئے ہیں اس کے علاوہ اسپتال میں ایک مرکز عیسائیت قائم ہے جس کے ساتھ مہمان خانہ بھی ہے۔

اس کے علاوہ اسپتال میں ایک گرجا گھر بھی ہے جہاں تعلیم و تربیت کی سہولتوں کے علاوہ سو افراد کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے۔

(۲) شخصی میل ملاقات

اس میدان میں ''خیمہ ساز'' مبلغین بہت فعال اور مؤثر ہیں جنہیں اپنے کام کے دوران اپنے ساتھیوں سے میل ملاقات کے مواقع ملتے ہیں اور اگر کہیں انہیں زیادہ فائدہ نظر آرہا ہو تو وہ میل ملاقات کو مزید بڑھا لیتے ہیں۔

(۳) مسیحی لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم

مسلمانوں کے درمیان عیسائیت کی تبلیغ کا یہ اہم ذریعہ ہے اسلامی ممالک میں متعدد مسیحی کتب خانے موجود ہیں عیسائی اداروں میں کمرہ ہائے مطالعہ ہیں اسی طرح ایک متحرک مسیحی کتب خانہ ''لاگوس'' نامی کشتی میں قائم ہے جو مسلسل گردش میں رہتی ہے اور خلیج کی بندرگاہوں پر بھی لنگر انداز ہوتی رہتی ہے۔

(۴) مسیحی تبلیغی ریڈیو

یہ وہ وسیلہ ہے جو آج کے دور میں خلیج کے مسلمانوں سے رابطے کا سب سے اہم اور فعال ذریعہ بن چکا ہے۔ اگرچہ ریڈیو کی نشریات شخصی ملاقات سے مستغنی نہیں کرتیں لیکن خلیج کے حالات کی وجہ سے ریڈیو ایک ایسا آلہ کار بن گیا ہے جس سے شخصی ملاقاتوں کے لئے فضا سازگار بن جاتی ہے اور بعض مقامات ایسے ہیں کہ جہاں ریڈیو ہی

واحد ذریعہ ہے جس کے توسط سے وہ مسلمانوں سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔

خلیجی مسلمانوں کے لئے اسپین، فرانس، لبنان، لائبیریا اور جزائر سسلی کے مسیحی مشنری ریڈیو اسٹیشنوں سے پروگرام نشر کیے جا رہے ہیں "آواز انجیل" ریڈیو بند ہو جانے کے بعد جزائر سسلی کا ریڈیو اسٹیشن سب سے اہم ٹرانسمٹنگ اسٹیشن بن چکا ہے اور ایسے ہی کچھ ریڈیو پروگرام Voice of the Gospel کے ذریعے قبرص اور مناکو سے نشر کیے جاتے ہیں مزید برآں ریڈیو ویٹیکن بھی عربی میں نشریات کرتا ہے اور ان ریڈیائی پروگراموں کا سامعین پر اثر بھی واضح ہے۔

(۵) مندرجہ بالا طریقوں کے علاوہ مشنری اور بھی کئی طریقے اختیار کرتے رہتے ہیں مثلاً مشنری اسکول کھولنا، جیسے کہ ابوظہبی میں کیتھولک مدارس ہیں اس سے قبل بحرین میں امریکی اسکول تھا یہ لوگ نوجوانوں کے درمیان مسیحی لٹریچر اکثر و بیشتر تقسیم کرتے رہتے ہیں ایم ای سی او MECO مسیحی تنظیم کا کام ہی یہ ہے اسی طرح وہ کیسٹ پر ٹیپ شدہ انجیل تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ "خیمہ ساز" مسیحی مبلغین کے علاوہ ان کے دو ریڈیو خلیجی ممالک میں مسیحیت کی راہ ہموار کرنے کے لئے سب سے بڑا ذریعہ بنے ہوئے ہیں ان کے شفاخانے، ان کے اسکول، اور ان کے کتب خانے ان کی کامیابی کے اولین نشانات ہیں اور یہ خلیج کے علاقے میں اولین مشنریز کی آمد اور ان کی کوششوں کا پتہ دیتے ہیں خدانخواستہ یہ خطے ان ملکوں میں ان کے مستقبل کے منصوبوں کے لئے مراکز ثابت ہوں گے۔

اردون عراق میں عیسائی تنظیمیں مسلمان کو گمراہ کر رہی ہیں

اردون میں پناہ گزین کی حیثیت سے آباد عراقی مسلمان ان دنوں عجیب آزمائشی مراحل سے دوچار ہیں، ایک جانب ان کے لئے آرام دہ زندگی کا تصور خواب و خیال بن چکا ہے دوسری جانب ان کے موجودہ حالات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے

ہوئے بعض عیسائی تنظیمیں انہیں عیسائی بنانے کی کوشش کر رہی ہیں ایک خبر کے مطابق اب تک کئی عراق مسلمان عیسائی تنظیموں کی جانب سے ملنے والی حوصلہ افزا مالی پیشکش کی بدولت اپنے دین اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور عیسائیت اختیار کر چکے ہیں بتایا جاتا ہے کہ عیسائیت اختیار کرنے والے مسلمانوں کو ان تنظیموں کی جانب سے وافر مقدار میں مالی امداد فراہم کی جا رہی ہے نیز انہیں یورپ کے کسی ملک میں مستقل قیام کا لالچ بھی دیا جا رہا ہے' چنانچہ ایک خفیہ منصوبے کے تحت ان مسلمانوں کو سب سے پہلے مالی امداد کا جھانسہ دیکر کسی مقامی چرچ میں منعقد میٹنگ میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے بعد ازاں ان کے درمیان انجیل بھی تقسیم کئے جاتے ہیں' ساتھ ہی یورپ کے وعدے بھی' چنانچہ اب تک جو افراد ان کے جھانسے میں آ چکے ہیں مالی لحاظ سے خوش و خرم ہیں' ان کا کہنا ہے کہ عیسائی مذہب نے ہمارے سامنے زندگی کے دروازے کھول دیئے ہیں' ورنہ ہم لوگ مایوسی کے اس کنارے پر پہنچ چکے تھے' جہاں زندگی کی تمنا نہیں کی جاسکتی بتایا جاتا ہے کہ نئے عیسائی افراد کو ان تنظیموں کی جانب سے تبلیغی کام کی خصوصی اور مختصر ٹریننگ دی جاتی ہے' جس کے بعد وہ اپنے پڑوسیوں اور دوست احباب کو مخصوص انداز میں عیسائی بننے کی دعوت دیتے ہیں' نیز ان پر عیسائی تنظیموں کی جانب سے کی جانے والی بے پناہ عنایتوں کا ذکر اس انداز میں کرتے ہیں کہ سننے والے کی رال ٹپکنے لگتی ہے۔

یہ ہمارے لئے ایک خبر ہی نہیں بلکہ ایسا دھماکہ ہے جو پھٹ چکا ہے' مگر عالم اسلام ابھی تک اپنی غفلت کی نیند میں سو رہا ہے' ان عیسائی تنظیموں کا نشانہ اب وہ ملک اور مسلمان بھی بننے لگے ہیں جو کسی نہ کسی معنی میں اسلامی کہلاتے ہیں' جہاں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے' مگر مسلم حکمرانوں اور دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام دینے والے دین و ملت کے رہنماؤں کے دلوں میں اس سے کوئی خلجان پیدا نہیں ہوتا۔

اسلام چھوڑا عیسائیت قبول کی

کویت سٹی (مانیٹرنگ ڈیسک) کویت کی ایک عدالت نے ایک ایسے شخص کو واجب القتل قرار دے دیا ہے جس نے اسلام چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی تھی بی بی سی کے

مطابق عدالت میں مقدمہ چلایا گیا عدالت نے اسے کافر اور مرتد قرار دیکر واجب القتل ہونے کی سزا سنادی۔

باب نمبر ۹

افریقی ممالک میں عیسائیت کے مشن

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

عیسائی جہاں دیگر میدانوں میں بہت آگے جا چکے ہیں وہیں تبلیغی میدان میں بھی انہیں سبقت حاصل ہے وسائل نشرواشاعت کا تو حقیقی فائدہ یہی اٹھا رہے ہیں تبلیغ کے راستے میں انکے مبلغین متاع عزیز تک لٹانے سے دریغ نہیں کرتے۔ یہ پوری دنیا میں بڑی کامیابی سے منظم طور پر دعوت کا کام کر رہے ہیں باہم فکری طور پر بٹے ہونے کے باوجود ہر محاذ پر متفق ہو کر کام کرتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں بیالیس لاکھ پچاس ہزار سے زیادہ عیسائی مبلغ کام کر رہے ہیں اور صرف ایک سال میں بارہ کروڑ اسی لاکھ انجیل کے نسخے مفت تقسیم کئے گئے ہیں ان کے پاس دو ہزار پچاس ریڈیو اور ٹیلی ویژن اسٹیشن ہیں جن کے ذریعہ پوری دنیا کے سامنے کئی بار سیکڑوں زبانوں میں اپنی دعوت پہنچا دیتے ہیں اور یہ کام بڑے نظم وضبط کے ساتھ برابر ہو رہا ہے۔

افریقہ کی طرف ان کی خصوصی توجہ ہے بھوکے ننگے' تنگ دست' مصیبت زدہ' بیمار اور پریشان حال افریقیوں کی اعانت کر کے اور انکے رستے ہوئے زخم پر مسکرا کر مرہم رکھ کر انسانی ہمدردی کی آڑ میں انہیں عیسائی بنا رہے ہیں یہاں پر پادریوں اور نصرانی کرنے والوں کی تعداد چار ہزار تک پہنچ چکی ہے اور ترانوے ہزار ان کے معاون ہیں سولہ ہزار چھ سو کہتر معابد کنیسہ کے تابع ہیں پانچ سو جامعات اور کلیات ان کی نگرانی میں چلتے ہیں۔ چار سو نواسی مدرسوں میں پادری اور نصرانی بنانے والے تیار کئے جاتے ہیں۔ دو ہزار پانچ سو چورانوے ثانوی مدارس اور اٹھائیس ہزار نو سو ابتدائی مدارس کی نصرانی تنظیم نگراں ہے۔

روضہ اطفال کی تعداد گیارہ ہزار ایک سو تین ہے کنیسہ کے پاس چھ سو ہسپتال

دوسوچھپن یتیموں کیمعاہد‘ ایک سو بیس دار المرض‘ ایک سو پندرہ نابینوں کی جائے پناہ‘ پچاسی پناہ گاہ بیواؤں کے لئے اور پانچ ہزار ایک سو گیارہ ڈسپنسریاں ہیں۔

براعظم افریقہ میں ساٹھ لاکھ سے زیادہ مسلمان بچے نصرانیوں کے مدرسوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

۴۲۲‘ افریقی زبانوں میں انجیل کا ترجمہ ہو چکا ہے اور اسے مفت تقسیم کیا جاتا ہے اسی طرح دوسری مذہبی کتابیں بڑی آسانی سے بلاقیمت مل جاتی ہیں عیسائی صرف افریقہ میں ہفتہ میں ۱۵۰۰ گھنٹہ دعوتی پروگرام نشر کرتے ہیں۔

عالمی پیمانے پر مسلمانوں کی دعوتی سرگرمیاں ان کے مقابلے میں بہت پیچھے ہیں افریقہ میں عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف تین ہزار دوسو اکیاسی داعی کام کررہے ہیں جب کہ بہت سے داعیوں کو نائیجیریا‘ اریٹریا‘ سوڈان اور دوسرے شورش زدہ افریقی ممالک میں شہید کردیا گیا اس کے پیچھے عیسائی ہی کا ہاتھ ہے۔

افریقہ میں دعوت کا آغاز عبدالرحمٰن السمیط کے ایک انٹرویو کے مطابق ۱۵ سال پہلے ہوا ہے جب کہ عیسائی ڈیڑھ سو سال سے کام کررہے ہیں۔

مسلمانوں کے پاس افریقہ میں صرف ایک ریڈیو اسٹیشن ہے ’’اذاعۃ القرآن الکریم‘‘ جو اسلامی تنظیم سیرالیون کی ہے اور سولہ ملکوں تک دس زبانوں میں اس کے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ بہت حوصلہ افزا ہے ان پروگراموں کو سن کر لوگ بہت مستفید ہورہے ہیں۔

عالم اسلام کے پاس مختلف زبانوں میں تبلیغ کے لئے:

(۱) ٹیلی ویژن نہیں

(۲) ریڈیو اسٹیشن نہیں

(۳) ترجمے کا کوئی مناسب مرکز نہیں

(بشکریہ ’’الفلاح‘‘ بھکیم پور بھارت اپریل ۹۴ء)

کینیا میں جرچ گروپ کی طرف سے ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کا منصوبہ

ایونجلیکل فیلوشپ آف کینیا (ای ایف کے) کے جنرل سیکریٹری ریورنڈ آرک سمبیری نے کینیا میں ایک آزاد ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کے منصوبے کا اعلان کیا ہے انہوں نے بتایا ہے کہ منصوبہ بندی ابتدائی مراحل سے آگے جا چکی ہے، تاہم انہوں نے تسلیم کیا کہ حکومت نے ابھی منصوبے کی منظوری نہیں دی۔

اکثر افریقی ممالک میں ریڈیائی لہروں پر حکومتوں کی اجارہ داری ہے اور وہ آزاد ریڈیو اسٹیشنوں کے قیام کی اجازت نہیں دیتیں۔ سب سے نمایاں آزاد ریڈیو اسٹیشن Radio voice of the Gospel (مقدس تعلیمات کی ریڈیائی آواز) تھا جو اپنے پروگرام ایتھوپیا کے دار الحکومت ادیس ابابا سے نشر کیا کرتا تھا۔ ۱۹۷۴ء کے سوشلسٹ انقلاب کے بعد اسٹیشن قومی ملکیت میں لے لیا گیا لائبیریا میں اسی نوعیت کا ایک اور ریڈیو اسٹیشن اس وقت سرکاری تحویل میں لے لیا گیا جب ۱۹۸۰ء میں خونی انقلاب کے نتیجے میں آنجہانی سموئیل ڈو برسر اقتدار آیا تھا۔

افریقی حکومتیں آزاد ریڈیو اور ٹیلی وژن اسٹیشنوں کی عموماً مخالف ہیں، اور اس کی وجہ قابل فہم ہیں بغاوت کی منصوبہ بندی کرنے والوں کی اکثریت نے قومی ریڈیو اسٹیشنوں پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا اعلان کیا ہے یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں ریڈیو اسٹیشن ان اداروں میں شامل ہیں جن کی سب سے زیادہ حفاظت کی جاتی ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس ذہنیت کا ایک سبب افریقی حکومتوں کی روزمرہ کی ضروریات بھی ہیں بلند شرح نواخواندگی کے باعث عوام تک رسائی کا سب سے مؤثر ذریعہ ریڈیو ہی ہے یہی سبب ہے کہ حکومتیں اس ذریعے پر اپنی اجارہ داری برقرار رکھنا چاہتی ہیں۔

تاہم ایسے شواہد سامنے آرہے ہیں کہ شاید کینیا کی حکومت اس میدان میں

نئے دور کا آغاز کر رہی ہے گزشتہ سال ملک میں ٹیلی وژن کا دوسرا چینل ''کے ٹی این ۶۲'' شروع کیا گیا جو زیادہ تر بین الاقوامی خبریں نشر کرتا ہے۔ شاید ''ای ایف کے'' اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہو جائے گی قومی ریڈیو اسٹیشن مذہبی تعلیمات کے لئے زیادہ وقت مختص نہیں کرتا جب کہ جناب سمیری کے بقول نئے ریڈیو اسٹیشن کے پروگرام زیادہ تر مشنری امور پر مشتمل ہوں گے۔ ''ای کے ایف'' کے لئے پرامید ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حکومت کا ہم نوا گروہ ہے جو قومی سطح کے ادارے ''کینیا کے چرچوں کی قومی کونسل'' کا مخالف ہے۔

''ای ایف کے'' نے ان چرچوں سے اکثر لاتعلقی کا اظہار کیا ہے جو حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ ''ای ایف کے'' میں ۴۶ مذہبی فرقے شامل ہیں جن کی اکثریت کینیا میں آزاد چرچ کی حیثیت سے وجود میں آئی ہے جنرل سیکریٹری کے مطابق ای ایف کے کی تمام شاخیں اس وقت ضلعی سطح پر دعاؤں اور مذہبی تقریبات کا اہتمام کرتی ہیں جو ۷ جولائی کو قومی سطح پر دعاؤں کی شکل اختیار کر لیں گی۔

تجزیہ نگاروں کے مطابق دعاؤں کے لئے ۷ جولائی کے دن کی تجویز اس لئے معنی خیز ہے کہ ایک سال قبل ٹھیک اسی دن متعدد جماعتوں کے اجتماعی مظاہرے اور فسادات میں کئی افراد مارے گئے تھے البتہ ذمہ دار حلقوں میں حکومت کی حمایت کے پیغام پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ (رپورٹ: اے پی ایس بلیٹن)

کینیا میں دعوتی کام

افریقی ملک کینیا کے مشہور شہر ''کسومو'' سے ۶۵ کلومیٹر جنوب مشرق میں اتھورو نام کا ایک علاقہ ہے اور اس نام سے ایک چھوٹا شہر بھی ہے جہاں ''جلو'' نامی قبیلہ آباد ہے، یہ قبیلہ آبادی کے اعتبار سے تیسرے نمبر پر آئے گا مگر تعلیم اور ثقافت کے لحاظ سے ممتاز ہے، یہ پورا قبیلہ بلکہ پورا علاقہ گرجا اور عیسائی مشنریوں کے زیر اثر ہے، چند برس قبل کوئی سوچ نہیں سکتا تھا کہ کبھی یہاں اسلام کی کرنیں پھوٹیں گی لیکن اخبار العالم الاسلامی کے مطابق ۱۹۸۴ء میں ''دیشون لانگو'' نامی ایک عیسائی جو مقامی گرجا میں ایک

کلیدی عہدہ پر فائز تھا' اسلام سے متاثر ہوا' مزید مطالعہ کے بعد اس نے گرجا کی ملازمت سے استعفادے دیا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اپنا اسلامی نامی ''سلیمان بکاری لانجو'' رکھا' پھر اسنے اپنے دوست احباب و اقربا میں دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا' اسکی کوششوں سے تقریباً تیس خاندان مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں اس صورت حال کی وجہ سے عیسائی مشنریوں کے حلقے میں کھلبلی مچ گئی ہے ان نو مسلموں کو دوبارہ عیسائیت میں واپس لانے کے لئے دباؤ اور لالچ ہر قسم کا حربہ استعمال ہو رہا ہے' یہ لوگوں نے چوں کہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے اس لئے عیسائیوں کی کوئی تدبیر کارگر ہوتی نظر نہیں آ رہی ہے ان لوگوں کا اس وقت سب سے اہم اور نازک مسئلہ بچوں کی تعلیم و تربیت کا نظم ہے' کیونکہ اسی پر ان کے مسلمان باقی رہنے کا دارومدار ہے خوش قسمتی سے سالم عمر ڈیما نامی ایک معلم ان کو دستیاب ہو چکا ہے جو بچوں کو نو تعمیر مسجد سے متصل ایک درخت کے نیچے بیٹھا تعلیم دے رہا ہے باقی اوقات میں وہ بچوں کے والدین کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتا ہے محض ایک شخص کی کاوش کے نتیجے میں تیس خاندانوں کا مشرف بہ اسلام ہونا اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ اس خطہ میں دعوت و تبلیغ کے امکانات خاصے روشن ہیں' ضرورت حکمت و دانش کے ساتھ کام کرنے کی ہے۔

ایک دل آزار کتاب

مال و دولت کی چاہت اور ناموری کی خواہش فطری ہے' حد اعتدال میں رہے تو مذموم نہیں بلکہ ایک لحاظ سے محمود و مطلوب ہے کہ یہی خواہش انسان کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہے اور اس کے اندر جذبہ عمل ابھارتی ہے' لیکن یہ خواہش جب بے لگام ہو کر ہوس کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو وبال جان بن جاتی ہے' صاحب ہوس کے لئے پریشانی اور دوسروں کے لئے دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے بدنصیب کشمیری نژاد برطانوی ناول نگار سلمان رشدی کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا' سستی شہرت کی خواہش اور دولت کی بے لگام طلب نے اسے اندھا کر دیا مزید بدقسمتی یہ پیش آئی کہ ابتدا میں اس نے دو ناول لکھے جس میں ہندوستان کی بعض سیاسی شخصیتوں اور بعض مذاہب کو نشانہ بنایا' اس کے

اس عمل کو بعض حلقوں نے سراہا' تعریف کے ڈونگرے برسائے' انعامات سے نوازا' اس نے سوچا کہ اگر کسی بڑی شخصیت کو نشانہ بنایا جائے تو زیادہ شہرت ملے گی' کتاب ہاتھوں ہاتھ لے جائے گی' انعامات کی بارش الگ سے ہوگی' یوں وہ شہرت اور دولت کے بام عروج پر فائز ہو جائے گا' چنانچہ اس بار اس نے Satanic verses یعنی ''شیطانی آیات'' کے نام سے کتاب لکھی جس میں ایسی عظیم و مقدس شخصیت اس کے اہل خاندان اور اصحاب باوقار کو نشانہ بنایا جن کے کردار سے بلند کردار اور جن کی زندگی سے بڑھ کر پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی کا چشم فلک نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا۔

کتاب حد درجہ دل آزار نکلی' مسلمان تڑپ تڑپ گئے' ان کا اضطراب اور بے قراری فطری ہے اور تقاضائے ایمانی کے عین مطابق۔ دہلی کے ایک ہفت روزہ نے اس کے اقتباسات شائع کئے اور پابندی لگانے کا مطالبہ کیا مسلم تنظیموں نے اس کے خلاف احتجاج کیا' ان کا مطالبہ درست اور آواز مؤثر تھی صدا بصحرا ثابت نہ ہوئی ایوان حکومت میں سنی ہوگئی' پابندی لگانے میں ہندوستانی حکومت نے پہل کی' دیگر ممالک نے اس کی پیروی کی آج یہ کتاب مسلم ممالک کے علاوہ بہت سارے غیر مسلم ممالک میں ممنوع قرار دے دی گئی ہے۔

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف نے سلمان رشید کی کتاب کو مسلمانوں کے خلاف سازش قرار دیا ہے انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے اس کتاب سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں متعدد غیر مسلم اہل قلم نے بھی سلمان رشدی کی کتاب کو ناروا اور دل آزار قرار دیا ہے اور اس کی مذمت کی ہے ایک سروے کے مطابق جو بمبئی کے اخبار انڈین پوسٹ میں شائع ہوا ہے ۶۶ فیصدی غیر مسلم سلمان رشدی کی کتاب پر پابندی کو درست اور حق بجانب سمجھتے ہیں۔

جنوبی افریقہ کے ایک اخبار نے سلمان رشدی کو اچھالنے اور ہیرو بنا کر پیش کرنے کی غرض سے ایک کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا' جس کا افتتاح سلمان رشید کو

کرنا تھا لیکن جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کے دباؤ کے پیش نظر نہ صرف یہ کہ اسے اپنا فیصلہ بدلنا پڑا' بلکہ سلمان رشید کو خاموشی کے ساتھ روپوش ہونا پڑا جس ادارے نے انعامات کے ذریعہ نوازنے کا فیصلہ کیا تھا ہوا کا رخ دیکھ کر اس نے بھی اپنی رائے بدل دی اور ایک دوسرے مصنف کی کتاب کو انعام کے لئے منتخب کر لیا ایسے ہی افراد کے لئے قرآن نے خسر الدنیا والآخرة کی بلیغ تعبیر اختیار کی ہے۔

سوڈان پر
مشنریوں کی یلغار

رپورٹ: حسن علی محمد احمد (افریقی اسلامی مرکز خرطوم)

ترجمہ : محمد ظہیر الدین

خرطوم کے افریقی اسلام مرکز نے اپنے ملک میں عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور سوڈانیوں میں غیر اسلامی طرز زندگی کو فروغ دینے کے لئے کلیسائی منصوبوں کا سختی سے نوٹس لیا ہے مرکز کی اطلاعات کے مطابق دنیا کے بڑے بڑے سرمایہ دار ادارے عیسائی سازی کے سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر امداد کر رہے ہیں۔

بظاہر ان اداروں کا مقصد عوام کی غذا اور دوا کی ضروریات پورا کرنا ہوتا ہے وہ خاص طور پر ان لوگوں کی امداد کے لئے کام کرنے کا اعلان کرتے ہیں جو قحط سالی اور خشک سالی کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں مگر ان عوامی خدمات کے پس پردہ ان کا اصلی مقصد سوڈانی کو عیسائی بنانا ہے اسلامی افریقی مرکز نے مسلم ممالک کی حکومتوں کو عیسائی سازوں کی کارستانیوں سے خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مصیبت زدہ افراد کی خدمت اور انکی کفالت تو ایک دینی اور عصری تقاضا ہے عیسائی ساز اداروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا اس کام میں حصہ لینا زیادہ ضروری اور لازم ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کا جائزہ

لیں، اپنے طریق کار میں وقت اور حالات کی مناسبت سے تبدیلی کریں اور عیسائی مشنریز کی ان کوششوں کو پیش نظر رکھیں جو وہ تمام جدید وسائل کو بروئے کار لاکر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

افریقی اسلامی مرکز کے ایک محقق حسن مکی محمد احمد نے سوڈان میں عیسائیت کے در آنے کے بارے میں بتایا کہ یہ کام تین مرحلوں میں ہوا ہے اور ہر مرحلہ کی اپنی خصوصیات ہیں۔

پہلا مرحلہ

پہلا مرحلہ انیسویں صدی عیسوی میں اس وقت شروع ہوا جب خلافت عثمانیہ کے دور زوال میں اس کے لئے حالات سازگار ہونے شروع ہوئے عیسائی سازی کی پالیسی نے ان حالات سے فائدہ اٹھایا اور جب مصر میں محمد علی پاشا کی حکومت کمزور ہوکر یورپ کے زیر اثر آ گئی تو اس وقت عیسائی ساز اداروں کو موقع ملا کہ وہ ان یورپی حکام کی حمایت سے سوڈان میں اپنے قدم جمالیں جن سے سوڈان کے نظم ونسق سنبھالنے کے لئے خدیو مصر نے مدد لی تھی۔ یہ مرحلہ ۱۸۸۱ء میں مہدی سوڈانی کے انقلاب تک جاری رہا۔ ۱۸۸۵ء میں محمد علی مہدی کے ہاتھوں خرطوم کی فتح پایہ تکمیل کو پہنچی تو سوڈان سے کلیسائی مبلغوں کے اثرات کو بالکلیہ ختم کردیا گیا۔

دوسرا مرحلہ

یہ مرحلہ اس وقت شروع ہوا جب ایک بار پھر سوڈان انگریزی مصری پالیسی کے شکنجے میں آ گیا اور کچنرز اور ونجٹ کے ماتحت ہوا ان دونوں نے شروع شروع میں تو شمالی سوڈان میں عیسائی سازی کے کام کی اجازت نہ دی اس ڈر سے کہ مہدی کے اسلامی انقلاب کے بعد قائم مملکت میں کہیں اس کا شدید ردعمل نہ ہو لیکن جلد ہی ساری پابندی ختم کردی گئی۔ ۱۹۰۰ء میں کلیسائے انگلستان کے نمائندہ فادر لیسیو فلاین قوینی کی سوڈان آمد کے بعد موصوف کو سوڈان میں جدید عیسائی سازی کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔

تیسرا مرحلہ

تیسرے مرحلے کا آغاز دوسری عالمگیر جنگ کے اثرات سے ہوا جب عالمی جنگ، ریڈیو اسٹیشن کے قیام اور پس ماندہ علاقوں کے لوگوں کے فوج میں بھرتی ہونے اور خرطوم میں آنے جانے سے سوڈانی معاشرہ میں تغیر پیدا ہو گیا اس آخری مرحلہ میں عیسائی مشنریوں کی حکمت عملی مختلف النوع رہی کیونکہ ملک میں آئینی ترقی ہو رہی تھی۔

ایک نظر ان تینوں مراحل کا جائزہ لیا جائے۔

پہلا مرحلہ

یعنی ۱۸۴۸ء تا ۱۸۸۵ء عیسائیت کی تبلیغ کے لحاظ سے دریافت احوال کا مرحلہ تھا اس میں تحقیقات کی گئیں، علاقہ اور اس کے عوام سے واقفیت بہم پہنچائی گئی عیسائیت کے بیج بوئے گئے اور ترجیحات مقرر کی گئیں۔

دوسرا مرحلہ

۱۹۰۰ء تا ۱۹۳۹ء مقرر کردہ اہداف تک پہنچنے کے لئے مسلسل تگ و دو کا مرحلہ تھا اس مرحلہ کے بارے میں کلیسائے انگلستان کے اسقف اعظم نے کہا تھا

''کلیسا کو اس وقت بے حد خوشی ہوگی جب وہ جنوبی سوڈان کا سرکاری مذہب بن جائے گا اس کے ساتھ ساتھ شمالی سوڈان کے بارے میں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان تمام سرحدی علاقوں میں مسیحی مراکز قائم کریں علاوہ ازیں ہمیں مسلم اکثریت کے علاقوں میں کرسچین سینٹر بنانے ہوں گے تا کہ جب جنوبی سوڈان میں مسیحیت مستحکم ہو جائے تو وہ اپنا رخ شمال کی طرف کر سکے اور اس میں ہمہ تن مصروف ہو جائے''۔

یہ پالیسی غیر مسلم سوڈانی علاقوں سے اسلام کو باہر رکھنے اور جنوبی سوڈان پر دھاوا بولنے والی عیسائیت کو مغربی اور شمالی سوڈان میں مربوط کرنے اور ان علاقوں میں اسے مستحکم کرنے کی پالیسی کے نام سے مشہور ہے۔

تیسرا مرحلہ

تیسرا مرحلہ بھی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس کے مطابق عیسائی سازی کے کام کو سوڈان کے دارالحکومت خرطوم میں مرتکز کرنے کی کوشش کی گئی کیونکہ یہ تمام غیر مسلم جماعتوں اور عوام کی آمد و رفت کا مرکز تھا نیز بہت سے لوگ تلاشی روزگار میں اسی کا رخ کرتے تھے اب مسیحی طرز عمل میں نوعی تغیر ظاہر ہوا' انہوں نے مہمان خانے بنوائے' جنوبی سوڈان کے لوگوں کے کلب بنوائے اسی طرح چرچ نے معاشرتی اور تعلیمی خدمات میں توسیع کی تاکہ سوڈانیوں اور النوبتہ کے علاقوں کے لوگوں کی اکثریت کو اپنی طرف مائل کر سکے یہ پالیسی اب تک جاری ہے۔

سوڈان میں عیسائی مملکت کے قیام کی کوشش

سوڈان میں ڈاکٹر ترابی کی خاموش رہنمائی میں اسلامی پالیسیوں کے کامیاب نفاذ کے بعد مغرب سوڈان کا دشمن ہو گیا اور وہ اپنے مقاصد میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہے۔ کیونکہ اس نے کمال ہوشیاری اور ڈپلومیسی سے سوڈان کے تمام پڑوسیوں کو اس سے ناراض کر دیا ہے جس کا نتیجہ بھی برآمد ہونے لگا ہے جنوبی سوڈان میں عیسائی اچھی خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ ۱۹۹۵ء سے شمالی سوڈان سے علیحدگی کی بغاوت پنپ رہی ہے حکومت نے برسر اقتدار آ کر عیسائی ملیشیا کے لیڈر نارنگ اور باغیوں پر کاری ضرب لگائی اور انہیں پڑوسی ممالک میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اس دوران میں یہ انکشاف بھی ہوا کہ علاقے میں مغرب کی خیراتی ایجنسیاں جنوب کی عیسائی بغاوت کو ہوا دے رہی ہیں تاکہ وہاں عیسائی حکومت قائم کی جا سکے جس کے بعد ان ناپسندیدہ ایجنسیوں پر پابندی عائد کر دی گئی سوڈان کے پڑوسیوں یوگنڈا' کینیا' ایتھوپیا' لیبیا' اریٹیریا اور مصر میں غاصب حکومتوں کے خلاف اسلام پسند سرگرم عمل ہیں یہی وجہ ہے کہ کینیا کے علاوہ تمام مالک کھل کر سوڈان کی مخالفت کر رہے ہیں۔

سب سے مضحکہ خیز معاملہ یوگنڈا کا ہے جہاں کی عیسائی حکومت کے خلاف بعض عیسائی گروہ مسلح بغاوت برپا کیے ہوئے ہیں یوگنڈا نہ صرف کھل کر کاجان رنگ اور

دیگر سوڈانی باغیوں کی مدد کر رہا ہے بلکہ اس نے سرحد پر اپنی فوجیں بھی جمع کر رکھی ہیں اور سوڈان پر حملے کی دھمکیاں بھی دے رہا ہے اریٹیریا بھی خرطوم کی مخالفت کر رہا ہے اریٹیریا کا الزام ہے کہ سوڈان اسلام پسندوں کی حمایت کر رہا ہے اور اسی بنیاد پر اس نے جان نارنگ اور باغی سوڈانی لیڈروں میں سمجھوتہ کرا دیا ہے اس معاہدے کے بعد گزشتہ سال اکتوبر میں باغیوں نے جنوبی سوڈان میں دوبارہ اپنی کارروائیں شروع کیں سرکاری فوجوں کو جنوب میں ایک بار پھر کئی مقامات پر پسپا ہونا پڑا اریٹیریا نے اعتراف کیا ہے کہ اس نے باغیوں کو ہتھیار فراہم کئے ہیں گزشتہ جون میں اس نے شمالی سوڈان کے مسلمان اپوزیشن لیڈروں اور جنوب کے عیسائی باغی لیڈروں کے درمیان ایک معاہدہ کرا کے نیشنل ڈیموکریٹک الائنس قائم کیا تھا جو اس وقت خرطوم کے خلاف سرگرم عمل ہے عمدہ ہتھیاروں سے لیس مسلح باغیوں نے جنوبی سوڈان کے مرکزی شہر جوبا کا محاصرہ کر رکھا ہے اسرائیل اور امریکہ اس صورت حال سے کافی خوش ہیں جوبا کا نارنگ کی فوجوں نے محاصرہ کر رکھا ہے اور دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ بہت جلد اس شہر پر قبضہ کر لیں گے۔
نارنگ کے مطابق اس قبضہ کا مقصد خرطوم حکومت کو گرانا نہیں بلکہ عیسائی حکومت قائم کرنا ہے نارنگ کا پلان ہے کہ جنوبی سوڈان پر قبضہ کر کے ایک علیحدہ ریاست کی آزادی کا اعلان کر کے بین الاقوامی برادری سے اسے تسلیم کرایا جائے۔ دیکھتے ہیں کہ سوڈان کے اسلام پسند اس خطرہ سے کیسے نپٹتے ہیں۔

(بشکریہ: نوائے وقت)

سوڈان میں مسیحی تعلیمی ادارے

کلیسا کے طے شدہ منصوبے کے مطابق دارالحکومت خرطوم میں بہترین اور موزوں مقامات پر اسکول قائم کئے گئے یہ اسکول برطانوی سامراج کے دور سے ہی اس قابل ہو چکے تھے کہ وہ اپنے لئے بہترین پوزیشن اور اعلیٰ امتیاز حاصل کر لیں کیونکہ اس دور میں تعلیم و تدریس، چرچ کے دائرہ کار میں آتی تھی، ان اسکولوں نے مسلم سوڈان میں

ایک تباہ کن کردار ادا کیا انہوں نے اپنی سرگرمیوں کو جنوبی سوڈان نوبہ اور وافدین کے لوگوں تک باقاعدہ منصوبہ بندی سے عام کر دیا اور ان سے فروغ عیسائیت کا اہم کام لیا۔

سرکاری اسکولوں میں تعلیم کی ابتری اور عدم استقلال سے بھی مشنری اسکولوں میں داخلے کے رجحان کو تقویت ملی۔ اس سے مشنری اسکولوں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور انہوں نے نہ صرف یہ کہ جنوبی سوڈانیوں کے خلاف بلکہ غالب مسلم اکثریت سے تعلق رکھنے والے طلبہ میں بھی اپنی عیسائی سازی کی مہم تیز کر دی۔

ان مدارس میں عربی زبان اور اسلامیات کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں پڑھنے والے طلبہ غیر ملکی اسناد کی خاطر امتحانات دیتے ہیں یہ اسناد حاصل کرنے کے بعد وہ خرطوم یونیورسٹی اور دیگر یونیورسٹیوں میں داخلہ حاصل کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں۔ یہ یونیورسٹیاں بھی سرکاری اسکولوں سے پڑھ کر آئے ہوئے طلبہ کے مقابلہ میں انہیں ہی ترجیح دیتی ہیں انگریزی اسناد کے حامل طلبہ کو امتیازی حیثیت دی جاتی ہے لہذا قدرتی طور پر یونیورسٹیوں اور اعلیٰ سرکاری تعلیمی اداروں میں مشنری اسکولوں سے پڑھ کر آئے ہوئے طلبہ کی تعداد زیادہ ہوتی ہے صرف دار الحکومت خرطوم میں عیسائی مدارس میں دس ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں ان میں عیسائی بچوں کی تعداد بیس فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔

افریقی اسلامی مرکز نے ان حالات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد مطالبہ کیا کہ تمام مشنری اسکولوں کو قومیا لیا جائے انہیں سوڈان کے وزارت تعلیم و تربیت کے ماتحت کر دیا جائے تاکہ مشنریوں کی سرگرمیوں کا کچھ تو سد باب کیا جا سکے نیز اس طرح دوہری تعلیم پر مبنی نظام تعلیم کا خاتمہ کیا جا سکے اور سوڈانی معاشرہ میں اسلامی تشخص کی حفاظت کی جا سکے۔

گرجے اور دیگر کلیسائی عمارات

افریقی اسلامی مرکز کے محقق جناب حسن مکی محمد احمد کی تیار کردہ رپورٹ کے مطابق سوڈان سے اسلامی چھاپ، تشخص ختم کرنا، مسیحی اداروں کا اہم ترین ہدف ہے

مشنریوں نے ام درمان شہر میں اس مقصد کے لئے بہت سے گرجے تعمیر کردیے ہیں چنانچہ سرکاری ملازمین کے محلوں کے درمیان قائم ''مادی جرجس گرجا'' کے برج' پھر مسالمہ' بانت' اور مدینہ المنورہ میں قائم گرجوں کی چوٹیاں اسلامی تشخص کا منہ چڑا رہی ہیں اس پر وہ مسیحی کلب' رہائشی گرجے اور مشنری اسکول متزاد ہیں جو شہر کے مرکز اور رہائشی محلوں کے درمیان موجود ہیں۔

آج مرینا' انجیلی چرچ اور ام درمان چرچ کے برجوں کے سامنے دوسرے تمام برج ہیچ دکھائی دیتے ہیں۔ خرطوم کی تو یہ حالت ہے کہ وہاں کے پرانے علاقوں میں گرجوں کی تعداد مسجدوں سے زیادہ ہو چکی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ دارالحکومت کے تین چوتھائی حصہ پر تعمیراتی لحاظ سے کلیسا کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ حالانکہ دارالحکومت خرطوم کے باشندوں کی بھاری اکثریت مسلمان ہے اس منظر سے سیاحوں اور یہاں آنے والوں کو مغالطہ ہوتا ہے کہ خرطوم عیسائی اکثریت کی آبادی کا شہر ہے۔

اسی طرح بہت سے کلیسائی فاؤنڈیشن جیسے لاہوتی مدارس اور مسیحی کلب وغیرہ بڑے اہم مقامات پر تعمیر کیے گئے ہیں مثلاً کیتھولک کلب خرطوم ایئرپورٹ کے بالکل قریب واقع ہے ایئرپورٹ سے نکلتے ہی آنے والے کی نظر جس عمارت پر پڑتی ہے وہ کیتھولک کلب کی یہی عمارت ہے خرطوم بحری میں جدید ایئرپورٹ کے بالکل قریب' ایک لاکھ مربع میٹر کا قطعہ اراضی کیتھولک چرچ نے حاصل کرلیا ہے تاکہ وہ وہاں بھی اپنا تشخص ظاہر کرسکے۔

اب سرکاری اجازت کے بغیر رہائشی علاقوں میں دھڑا دھڑ گرجے تعمیر ہو رہے ہیں جیسے ام بدہ شمالی اور مدینۃ المنورہ میں اسی طرح' کوبر' خلفایۃ الملوک' لاماب بحر ابیض اور غرواب وغیرہ کے محلوں میں رہائشی گرجا گھروں کی تعداد ۲۶ تک جا پہنچی ہے۔

سیاسی اغراض ومقاصد

محترم محقق نے عیسائی مشنریز کے خفیہ مقاصد سے آگاہ کرنے کی کوشش بھی کی ہے دار الحکومت خرطوم میں مشنری ادارے اور گرجے بظاہر سماجی اور صحت سے متعلق خدمات انجام دے رہے ہیں ان کے اصل اغراض و مقاصد کو طشت از بام کرتے ہوئے محترم حسن مکی کہتے ہیں:

"اس کا پہلا مقصد غیر عیسائیوں کو حلقہ بگوش عیسائیت کرنے کے لئے ایجابی دعوت دینا ہے دوسرا مقصد مسیحی ثقافت اور اس کے اصولوں کی نشر و اشاعت اور دیگر مذاہب سے مرتد ہو کر آنے والوں کو اپنے ہاں پناہ دینا ہے اس کے لئے وہ محتاج کی مدد کرتے ہیں بیماروں کا علاج کرتے ہیں اور ناخواندہ لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں اس طرح وہ مسلمانوں کا منہ بند کر دیتے ہیں کہ وہ تو مسلمانوں کے معاشرے کے لئے اہم اور ضروری خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خاص طور پر پسماندہ علاقوں میں انہوں نے حکومت کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے صرف نظر کر لے یہ کام عیسائی مشنریز کریں گی گویا حکومت نے عیسائی اداروں کو تبلیغ عیسائیت کی اس طرح کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔"

سوڈان میں جب دوسری حکومت کے خاتمہ کا اعلان ہوا جنوبی سوڈان اور نوبہ کے لوگوں پر شمالی علاقوں میں جا کر غیر فنی کام کاج کرنے کی پابندی ہٹالی گئی، تو مشنریز نے شمالی سوڈان پر بالعموم اور دار الحکومت خرطوم پر بالخصوص دھاوا بول دیا پابندی اٹھانے کی دیر تھی کہ نوبہ اور جنوب کے ولگوں نے شمال کی طرف وسیع پیمانہ پر جانا شروع کر دیا فی الحقیقت یہ لوگ بڑے سادہ لوح تھے۔ قبائلی نظام کے خوگر اور اپنے سادہ اصولوں کے شیدائی، مشنری اداروں نے ان کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھانے میں جلدی کی ان کے ساتھ ہمدردی کی شفقت کا برتاؤ کیا، ان کے مسائل میں دلچسپی لی جیسے رہائش اور خوراک کا مسئلہ، ان کے لئے شبانہ کلاسیں چلائی گئیں ان کے سوشل کلب اور ڈرامیٹک تھیٹر قائم کئے۔

اسی طرح کے اور بھی بہت سے کام ان کے لئے کئے گئے اور یہ سب کچھ

سرکاری اداروں کے علم میں لائے بغیر کیا دونوں علاقوں میں پابندی اٹھنے سے بجائے اس کے کہ شمالی اور جنوبی سوڈانیوں کے تعلقات مضبوط ہوتے وہ عیسائیت کے جال میں آ کر شمالی مسلمان سوڈانیوں کے دشمن بن گئے۔

سوڈان میں فروغ عیسائیت کی سرگرمیاں

چند برسوں سے کلیسائے سوڈان کی تبلیغی سرگرمیاں اپنے عروج پر پہنچ چکی ہیں وہ مسیحی کتب کے میلے لگاتے ہیں جہاں پر یہ کتابیں برائے نام قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں۔ یہ میلے کبھی یونیورسٹیوں میں لگائے جاتے ہیں۔ کبھی دریائے نیل میں کشتیوں پر مفت سیر کرائی جاتی ہے اور وہاں یہ کتابیں معمولی داموں پر فروخت کی جاتی ہیں۔

اسی طرح کلیسا نے پسماندہ علاقوں کے نوجوانوں کو بہت بڑی تعداد میں کتب فروش کے طور پر بھرتی کر رکھا ہے یہ لڑکے ہر جگہ کتابیں بیچتے پھرتے ہیں اور لوگوں کے گھروں میں جاتے ہیں' بچوں سے ملتے ہیں خاص طور پر مضافاتی بستیوں اور مزدوروں کے محلوں میں جاتے ہیں ہدایات کے مطابق وہ یہ کتابیں یا تو مفت دیتے ہیں یا برائے نام قیمت پر۔

یہ کتابیں کئی قسم کی ہیں مثلاً بچوں کا ادب' انبیاء کے قصے (اناجیل کے مطابق) ان میں فکری کتابیں بھی ہوتی ہیں جن میں اسلام کے خلاف ذہن تیار کیا جاتا ہے اسلامی عقائد اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے ہیں سیکورٹی فورسز کو جب ان سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے ینگرز کرسچین ہاؤس پر چھاپہ مار کر اسے مقفل کر دیا اور ان تمام کتابوں پر قبضہ کر لیا جن میں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی اور دین اسلام کے خلاف لکھا گیا تھا عجیب بات یہ ہے کہ یہ "ہاؤس" کسی سرکاری اجازت کے بغیر کئی سال سے سرگرم عمل تھا اور اسے جرمن جوانوں کی ایک جماعت چلا رہی تھی۔

کلیسا بہت خوبصورت اور چھوٹی کتابیں چھاپتا ہے ان میں سلیس اور

سادہ زبان استعمال کی جاتی ہے افکار کو بظاہر سادگی سے پیش کیا جاتا ہے کتابیں، تصاویر اور رنگوں سے مزین ہوتی ہیں ان کتابوں کا مرکزی نکتہ ایک ہی ہوتا ہے اور وہ یہ کہ مسیح کے بغیر نجات نہیں اور مسیحیت کے بغیر کامیابی نہیں بچوں کے لئے لکھی گئی کتابوں میں اس نظریہ کو مختلف طریقوں سے ذہن نشین کرایا جاتا ہے کچھ کتابیں فن بحث اور مناظرہ سے متعلق بھی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کس طرح گفتگو کی جائے بعض کتابوں میں ان مسائل کا ذکر بھی ہے جو قرآن کریم اور انجیل میں مشترکہ طور پر آئے ہیں اس اتفاق کا ذکر کرنے کے بعد مفہوم کو مسخ کرنے میں خاص سہولت پیدا کر لی جاتی ہے۔

عیسائی سازوں کے مالی وسائل

کلیسائی سرگرمیوں کے اخراجات کا کچھ حصہ تو عیسائی نسل کے افراد کے عطیات اور چندوں سے پورا کیا جاتا ہے اسی طرح بعض ذی ثروت حضرات ان کے سماجی کاموں کو دیکھ کر امداد دے دیتے ہیں وہ بینک اور کمپنیاں جن پر عیسائیوں کا تصرف ہے بڑھ چڑھ کر مدد دیتی ہیں عیسائی مشنری، عید فصح، کرسمس ڈے وغیرہ جیسے تہواروں پر اپنے کلبوں اور تھیٹروں میں خیراتی میلے بھی لگاتے ہیں ناچ گانے کی محفلیں اور ڈرامے ہوتے ہیں ان سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی فروغ عیسائیت اور اس کی تبلیغ و اشاعت پر خرچ کی جاتی ہے۔

راہبہ عورتیں تعلیمی سال کے آغاز اور اختتام پر مشنری اسکولوں کا دورہ کرتی ہیں وہ طلبۂ ان کے والدین اور سرپرستوں سے درخواست کرتی ہیں کہ وہ اپنے پرانے کپڑے بطور خیرات دیں رفاہی اور خیراتی 'اداروں سے بھی تعاون کی اپیل کی جاتی ہے دوسری طرف مشنری غذا اور سامان خورد و نوش گاڑیوں، کاروں، بلکہ ہوائی جہازوں تک کی درآمد کے سلسلہ میں کسٹم حکام سے رابطہ قائم رکھتے ہیں تاکہ وہ ان سے تعاون کریں، انہیں عطیات دیں اور زیادہ سے زیادہ کسٹم ڈیوٹی میں چھوٹ دیں یا اس سے مستثنیٰ قرار دیں وہ باقاعدہ اور مستقل آمدنی سب کچھ اس کے علاوہ ہے جو کلیسا کے سربراہوں کو

بیرون ملک عیسائی دنیا سے ملتی ہے۔

عیسائیت قبول کرنے والوں کا ایک جائزہ

حسن مکی محمد احمد نے اپنی تحقیقی رپورٹ کے اختتام پر ان نوجوانوں کے ساتھ ہونے والی گفتگو کی جانب اشارہ کیا ہے جنہیں عیسائی سازوں نے اپنے دام تزویر میں پھانس رکھا ہے۔ حسن صاحب کے نزدیک ان لوگوں کے عیسائیت کی آغوش میں چلے جانے کا اہم سبب عیسائی اداروں کی مالی امداد ہے جو وہ خاص طور پر دارالحکومت میں نو وارد کو پیش کرتے ہیں اسی طرح مشنری اسکولوں میں تعلیمی اور حفظان صحت کی سہولتیں بہم پہنچانے' ناخواندگی کا خاتمہ کرنے اور ڈسپنسریاں وغیرہ قائم کرنے سے بھی نوجوان ان کے دام ہم رنگ زمین میں پھنستے ہیں۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ عیسائیت قبول کرنے والوں کی عیسائیت کے بارے مین معلومات بہت محدود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے عیسائیت قبول کرنے کے محرکات مذہبی کے بجائے معاشی ہوتے ہیں۔ نیا مذہب ان کے دلوں میں گھر نہیں کرتا' تاہم وہ بقیہ زندگی اس نئے مذہب کے ساتھ ہی مربوط رکھتے ہیں کیونکہ انہیں اسی کے حوالے سے رہائشی' تعلیمی اور دوسری سہولتیں ملتی ہیں اس کے برعکس اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کو نہ یہ سہولتیں نصیب ہوتی ہیں نہ کسی قسم کی مالی مدد میسر آتی ہے۔

نئے عیسائیوں میں سے کئی ایک کے ساتھ تبادلہ خیال سے واضح ہوتا ہے کہ ابھی تک ان میں مذہبی تعصب وتشدد پیدا نہیں ہوا ہنوز ان کا وجدان تشکیل کے مرحلہ میں ہے۔ مسلمان اگر تھوڑی سی بھی کوشش کیں اور سادہ اور واضح اسلوب میں انہیں اسلام کی دعوت دیں' ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں تو انہیں بڑی آسانی سے دائرۂ اسلام میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

(بحوالہ: صدیقی ٹرسٹ)

سوالات

تحقیق کے آخر میں مندرجہ ذیل سوالات اٹھائے گئے ہیں۔

(۱) کیا سوڈان میں مسیحی تبلیغی سرگرمیوں کی باریک بینی سے نگرانی کرنی چاہئے تا کہ یہ لوگ ملک کے قوانین کے مطابق چلیں؟

(۲) آیا مشنری اداروں کو اس بات کا پابند کرنا ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنا نصاب وزارت تعلیم وتربیت کے مطابق وضع کریں؟

(۳) کیا یہ بات کسی درجہ میں بھی معقول ہے کہ وہ اسکول جن میں مسلم طلبہ کی تعداد ۹۰ فیصد ہو وہ غیر ملکی مشنری انتظامیہ کے ماتحت چلتے رہیں؟ ان میں کلیسائی ماحول اور کلیسائی نظام قائم ہو اور مسلمان طلبہ پر کلیسائی نصاب مسلط کیا جائے؟ ہمارے ہی ہم وطن ساری عمر بورڈنگ ہاؤس اور ہوسٹلوں میں گزار دیں؟ کیا حکومت اس سلسلہ میں صحیح مؤقف اختیار نہیں کرے گی؟

(۴) حکومت غیر ملکی تبلیغی اداروں کو سالانہ کئی ملین پاؤنڈ کی ٹیکس کی سہولتیں کیوں دے رہی ہے؟ کیا اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے ہی غریب اور محتاج شہریوں پر یہ روپیہ استعمال کر کے انہیں عیسائی بنائیں؟

(۵) سوڈان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے متعلق دنیا کی مسلمان حکومتوں کا کیا مؤقف ہے؟ تبلیغ کے میدان میں کام کرنے والی اسلامی تنظیمیں کب بیدار ہوں گی؟ اور وہ مشنریوں کی خطرناک یلغار کرنے کے لئے فرسودہ طریق کار میں کب تبدیلی کریں گی؟

(۶) مسلمان اصحاب ثروت اس کلیسائی پیش قدمی سے غریب اور محتاج مسلمانوں کو بچانے کے لئے کب حرکت میں آئیں گے؟ کیا انہیں اپنے ہاں غربت ختم کرنے اور اپنی مصروفیات میں تبلیغ اسلام کے لئے وقت اور روپیہ صرف کرنے کی اہمیت کا اب تک کوئی احساس نہیں ہو سکا۔؟

(بحوالہ : صدیقی ٹرسٹ)

مشرقی سوڈان

آج کل سوڈان سے مراد جنوب کا وہ خطہ زمین ہے، جس کا رقبہ ۲ ملین کلومیٹر مربع ہے یہ ۱۹۵۶ء میں آزاد جمہوریہ بنا۔

لونگ اسٹون انیسویں صدی کے نصف میں افریقہ میں آیا یہ شخص مشنری ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مہم جو بھی تھا اس نے استعماری ملکوں کے لئے یہاں کے وسطی علاقوں تک راہ ہموار کی اس نے اس براعظم میں تبلیغ عیسائیت کا ایک باب کھولا اس کے ساتھ ہی یہاں کی زرخیز زمینوں پر قبضہ کے لئے یورپیوں میں مسابقت شروع ہوگئی۔

سب سے پہلے فروری ۱۹۴۸ء میں آسٹریا کے کیتھولک راہب سوڈان آئے اگرچہ اس مشن کا اہم مقصد بت پرستوں میں تبلیغ تھا، تاہم یہ مسلمانوں میں بھی تبلیغ کرنے سے باز نہ رہتے تھے جب حکومت مصر نے انہیں مسلمانوں میں تبلیغ کرنے سے روکا تو انہوں نے اس پر باقاعدہ احتجاج کیا۔ سوڈان میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے بہت سے مرکز قائم تھے ان تمام مراکز کو ۱۸۶۰ء میں بند کردیا گیا کیونکہ راہبوں پر اچانک حملے ہونے لگے تھے۔ یہ صورت حال انگریزوں کے مصر پر ۱۸۸۲ء کے حملہ تک جاری رہی۔ ۱۸۹۹ء میں مہدی سوڈانی کی تحریک کو کچلنے کے لئے انگریزوں نے سوڈان پر دوسرا حملہ کیا۔

سوڈان کی تسخیر کے بعد، برطانوی اور امریکی مشنری متحد ہوگئے انہوں نے خرطوم اور ام درمان کو اپنا مرکز بنایا تاہم مسلمانوں میں تبلیغ ممنوع ہی رہی اس وقت لارڈ کچز، برطانیہ کی طرف سے مصر اور سوڈان کا گورنر جنرل تھا اس نے اس بات کی اجازت نہ دی کہ مشنری ایک ایسے ملک میں کام کریں جس کے اکثریتی باشندے مسلمان ہیں حکومت برطانیہ اپنے سیاسی کاموں میں کسی رکاوٹ کو برداشت نہ کرسکتی تھی خاص کر ایسے علاقوں میں جہاں اس کا قبضہ ہو چکا تھا یا جہاں وہ قبضہ کے لئے پر تول رہی تھی۔

جب سیاسی مفادات کی بناپر، مسلمانوں میں تبلیغ کی اجازت نہ ملی تو مشنریوں نے تعلیم کا سہارا لیا لارڈ کرومر نے جو کچز کا جانشین تھا، ان کی مدد کی۔ انگریز مشنریوں

نے ۱۹۰۳ء میں لڑکیوں کے اسکول کی بنیاد رکھی دو سال بعد امریکی مشنریوں نے خرطوم میں لڑکوں کا مدرسہ کھولا۔ پھر ہر گروہ نے تعلیم کے ذریعہ مشنری کوششیں تیز تر کردیں شروع شروع میں اور اس کے بعد بھی مختصر عرصہ کے لئے یہ اسکول مصری' شامی اور مولدین (جن کے باپ غیر ملکی تھے) کے بچوں بچیوں کو پڑھانے تک محدود تھے اور ان کی اکثریت غیر مسلم تھی۔

انگریزی حکومت نے سوڈان کو دو حصوں میں تقسیم کیا شمالی خطہ عرض پر واقع علاقہ کو اسلامی علاقہ قرار دیا' اس حصہ میں مشنریوں کو اعلانیہ تبلیغ کی اجازت نہ تھی۔ اسی طرح انگریزی حکومت نے مشنری اسکولوں پر یہ پابندی عائد کی تھی کہ وہ مسیحی مذہب کی تعلیم صرف اسی بچے کو دیں گے جس کے سرپرست نے اس بات کی تحریری اجازت دی ہو ان شرائط کے باوجود مشنری اپنی تبلیغ سے باز نہ آئے انہوں نے تعلیم' علاج معالجہ' سیاست اور سرکاری ملازمتوں وغیرہ کی مختلف صورتوں میں اپنی تبلیغ جاری رکھی۔

نائیجیریا

نائیجیریا ایک وسیع و عریض کثیر آبادی والا ملک ہے یہاں کے باشندے مختلف مذاہب کے پیروکار ہیں نائیجیریا کے شمالی علاقہ میں غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے جب کہ جنوبی علاقہ میں بت پرستوں کی اکثریت ہے برطانیہ نے براعظم افریقہ کے اس حصہ پر قبضہ کیا تو اس نے مسلمانوں پر یہ پابندی عائد کردی کہ وہ ''بت پرست جنوبی علاقہ'' میں داخل نہ ہوں لیکن اس نے مشنریوں کو کھل کر کام کرنے کی آزادی دی اگرچہ برطانوی حکومت نے شمالی علاقہ میں مشنریوں کو اس قسم کی چھوٹ نہ دی کیونکہ یہاں اسلام کی عظیم قوت موجود تھی انگلستان کو اپنے سیاسی اور اقتصادی مفادات زیادہ عزیز تھے انگریز اس علاقہ کے مسلمانوں کی ناراضگی کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتے تھے رفتہ رفتہ اس پالیسی میں جھول آگیا ۱۹۲۷ء سے برطانوی حکومت شمالی نائیجیریا میں مشنریوں کو کام کرنے کی اجازت دینے پر رضامند ہوئی اور ان کی مدد بھی کرنے لگی نائیجیریا ۱۹۵۹ء میں حقوق خود ارادی اور ۱۹۶۰ء میں آزادی حاصل کرنے تک برطانوی سلطنت کا حصہ رہا

اب نائیجیریا کے شمالی حصہ میں مشن اور مشنریوں کے اثرات کم ہو رہے ہیں۔

نائیجیریا میں اسلامیت اور عیسائیت کی کشمکش

ڈاکٹر سید احتشام احمد ندوی

صدر شعبہ عربی کالی کٹ یونیورسٹی

عثمان بن فودی نے نائیجیریا میں جہاد کر کے اور اسلامی حکومت قائم کر کے اس دیار میں اسلام کو پھیلانے کا زبردست کام کیا یہ خلافت ۱۰۰ برس قائم رہی جو اصلاً شمالی نائیجیریا میں قائم ہوئی تھی ہاؤسا اور فلانی قبیلے اس میں شریک تھے مگر نائیجیریا کے دو بڑے قبیلے یوربا اور ایبو جو جنوب میں متوطن تھے ان تک اسلام کا پیغام نہ پہنچا تھا خلیفہ شیخ عثمان کے ایک ساتھی وشاگرد "عالم صاحب" (اصل نام صالح بن محمد تھا مگر معروف عالم کے نام سے تھے) نے جنوبی نائیجیریا جا کر اسی انداز پر جہاد کیا اور اسلامی حکومت قائم کی اور یوربا قبیلہ میں اسلام پھیلایا مذکورہ دونوں قبائل یعنی یوربا اور ایبو بت پرست تھے اور قدیم افریقی مذہب کے ماننے والے تھے آج بھی ان کی تعداد جنوب میں کافی ہے بعض تو کہتے ہیں کہ جنوب میں ایبو کا طاقتور قبیلہ عیسائی اکثریت کے باوجود اس میں ایک معتد بہ تعداد قدیم بت پرستوں کی بھی ہے۔ اسی طرح بعض صوبوں میں مقامی چھوٹے قبائل ہیں مگر اپنے علاقہ میں وہ اکثریت میں ہیں اور وہ عیسائی بھی نہیں ہیں جیسے ایور صوبہ میں افی (IFI) قبیلہ مسلمانوں نے ۴۰ برس یوربا قبیلہ میں اسلام پھیلایا اور نصف آبادی مسلمان ہوگئی اسی یوربا قبیلہ کے علاقہ میں پایہ تخت لاگوس بھی آتا ہے، جس وقت انگریز اس ملک میں داخل ہوئے مسلمان یوربا قبیلہ سے آگے بڑھ رہے تھے اور وہ یقیناً ایبو تک پہنچ جاتے مگر انگریزوں کی آمد نے اسلام کے قافلہ کو روک دیا اور جب انگریزوں نے دیکھا کہ میدان خالی ہے تو پورا ایبو قبیلہ اور بہت سے لوگ یوربا قبیلہ کے بھی جو بت پرست تھے ان میں فوراً چرچ کا جال پھیلا دیا گیا پادری مرد اور عورتیں میدان میں آ گئیں پیسوں کی بارش ہونے لگی اور ایبو قبیلہ کا بڑا حصہ عیسائی بنالیا گیا

مشنریوں نے اپنے اسپتالوں اور اسکولوں کا جال پھیلا دیا اور خوب شکار کیا مسلمانوں نے مغربی تعلیم کا بائیکاٹ کیا۔ لہذا وہ پسماندہ رہ گئے مگر ایبو قبیلہ والوں نے انگریزی پڑھ کر اور عیسائی بن کر گورنمنٹ کی پوری مشنری پر قبضہ کرلیا جو دفاتر مرکزی حکومت کے ہیں مثلاً پوسٹ آفس اور بینک وغیرہ ان سب میں آفیسر اور ملازمین سب عیسائی ہیں اور جنوب کے ہیں کانو صوبہ میں اکثر آفسوں میں عیسائی ہیں مگر وہ باشندے اس صوبہ کے نہیں ہیں سب جنوب سے آئے ہیں ان جنوب سے آکر شمال میں ملازمت کرنے والے عیسائیوں میں بڑا جوش وخروش اور بڑا مذہبی ولولہ ہوتا ہے اس سلسلہ میں اپنا ایک واقعہ لکھتا ہوں۔

مرکزی حکومت کی ایک اسکیم یہ ہے کہ ملک میں جو شخص بھی بی اے پاس کرے یا کوئی ڈگری حاصل کرے انجینئر یا ڈاکٹر بنے یا اسکول کی ٹریننگ پاس کرے سب کو ایک سال حکومت کی اور قوم کی خدمت کرنی ہوگی جنوب والوں کو شمال میں اور شمال والوں کو جنوب میں جانا ہوگا لہذا کالجوں اور اسکولوں میں عیسائی جنوب سے شمال میں کثرت سے آتے ہیں خریجہ (یہ خدیجہ تھا مگر حدیجہ بن گیا) شہر جہاں میں مقیم تھا وہاں کے کالجوں میں بھی عیسائی اساتذہ آئے کے لئے حدیجہ سے ایک بار میں کانو گیا ہوا تھا' شام کو گھر واپس آیا تو بچوں نے بتایا کہ آج چار عیسائی آئے تھے ان میں ایک عورت بھی تھی میں نے کہا وہ کیا کہہ رہے تھے؟ بچوں نے بتایا کہ وہ عیسائیت کی تبلیغ کررہے تھے تو میں نے کہا اب اگر پھر آئیں تو صاف صاف بات کرو اور کہہ دو کہ تمہارا فلسفہ عقل کے خلاف ہے تمہارے یہاں انسان کے اعمال پر آخرت کی نجات اور مغفرت منحصر نہیں جو چاہو عمل کرو مگر حضرت عیسیٰ کو مان لو نجات حضرت عیسیٰؑ کو نجات دہندہ تسلیم کرنے پر ہے پھر دوسری اہم بات یہ ہے کہ تمہارے یہاں اندھیرا ہے کہ جرم کسی نے کیا سزا کسی کو ملی پھر ایک انسان سارے انسانوں کا گناہ کیونکر اٹھا سکتا ہے ایک قاتل کے بدلہ میں ایک انسان قتل ہوگا' ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ دنیا کے سارے مجرموں اور قاتلوں کے بدلہ میں صرف ایک آدمی کو قتل کیا جائے غرض وہ لوگ دوبارہ آئے میں نے خوب تیاری کرادی

تھی بچوں سے انہوں نے پوچھا کہ جو کچھ تم سے کہا گیا تم لوگ اسے سمجھے؟ وہ بولے ہاں پھر بولے کہ تم اس پر اعتقاد رکھتے ہو؟ اس کو صحیح مانتے ہو؟ تب انہوں نے کہا کہ تمہارے دلائل تو سب خلاف عقل ہیں انہوں نے مذکورہ اعتراضات کئے وہ لوگ فوراً کہنے لگے' ہم جواب نہیں دیتے بحث نہیں کرتے' صرف حضرت عیسیٰ کا پیغام پہنچانے آئے ہیں۔ یہ کہہ کر چل دیئے' پھر نہیں آئے۔

ایک دوست نے بڑا عبرت ناک واقعہ سنایا انہوں نے بتایا کہ ایک پادری بہت سی ٹکیاں جذام کی خرید لایا ہے' وہی ایک دوا ہی ہے اس مرض کی پہلے جا کر وہ مسلمان مریضوں کو مفت تقسیم کرتا ہے جب فائدہ ظاہر ہونے لگتا ہے اور وہ ٹھیک ہونے لگتے ہیں تو عیسائیت کی تبلیغ کرتا ہے پیسے دیتا ہے' لالچ دلاتا ہے اگر وہ عیائی نہ ہوئے یا کسی سے وہ مایوس ہو گیا تو فوراً اس کی دوا بند کر دیتا ہے یہ طریقہ کتنا مؤثر ہے کہ ان پڑھ اور مفلس مریض اور وہ بھی بھیانک مرض ہر انسان چاہتا ہے کہ اس سے دور رہے اس طرح بھی لوگوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے۔

درحقیقت اسلامیت اور عیسائیت کی کشمکش ہر جگہ جاری ہے نائیجیریا کے طاقتور قبیلہ ایبو کے علاقہ میں تیل کے چشمے نکلے ہیں اس قبیلہ نے اپنی مذہبی عصبیت کے باعث چاہا کہ پورے ملک سے الگ ہو جائے اور ایک عیسائی ملک قائم کرے چونکہ حکومت پر' آفسوں پر' صنعتوں پر اور صحافت پر ان کا قبضہ تھا اس سے نفع اٹھا کر ایک نئی حکومت اور ایک نئے ملک کا اعلان کر دیا جس کا نام انہوں نے ''بیافرا'' رکھا مغربی طاقتیں ان کی پشت پناہی کر رہی تھیں' نتیجہ یہ ہوا کہ خانہ جنگی شروع ہو گئی اور بہت قتل و خون ہوا مگر اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی باغی مفرور ہو گئے اور نائیجیریا پھر ایک متحدہ ملک کی شکل میں باقی رہا چونکہ تیل کے ذخائر ایبو قبیلہ کے صوبوں میں واقع ہیں لہذا اس دولت پر انہوں نے قبضہ کر لینا چاہا نائیجیریا کے مسلمانوں کے لئے یہ بڑی آزمائش کا زمانہ تھا اس زمانہ میں انہوں نے اجتماعی روزے رکھے اور دعائیں مانگیں بہر حال طویل خانہ جنگی کے بعد ملک متحدہ باقی رہ گیا ورنہ تیل کی دولت سے مسلمان

ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتے۔

مشن اسکول عیسائیوں نے کھولے تھے یہی عمدہ طریقہ ہے مسلمانوں کو بے دین بنانے کا اور عیسائیت کی طرف رغبت دلانے کا مگر تمام مسلم صوبوں نے شور مچایا اور مرکزی حکومت نے ایک قانون کے ذریعہ پرائیویٹ اسکول کھولنا ممنوع قرار دے دیا لہذا عیسائی مجبور ہو گئے محمد بخاری کی حکومت نے اجازت دیدی تھی مگر اب کیا پوزیشن ہے معلوم نہیں البتہ مسلم علاقوں میں ان اسکولوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن پھر یہ تعجب ہوتا ہے کہ کیسے احمدیہ اسکول چل رہے ہیں جنوب میں تو ان کا بڑا اثر ہے۔

غضب تو یہ ہے کہ سارے شہروں میں بڑے بڑے پوسٹر اچانک لگ جاتے ہیں 'انسانیت کا نجات دہندہ عیسیٰ۔ برابر پوسٹر لگا کرتے ہیں جب کہ تبلیغ بھی سرکاری طور پر ممنوع ہے میٹینی متنبی کے متبعین نے اتنا قتل و غارت کیا کہ ہر طرح کے تبلیغی جلسے حکومت نے ممنوع قرار دیدیے ۱۰۰ فیصدی مسلم آبادی کے شہر میں آ جایئے تو آفسوں میں' دوکانوں پر' اسپتالوں میں' ڈاک خانوں میں' کاروں اور موٹر سائیکلوں کی مرمت کرنے والی دوکانوں میں سب عیسائی ملیں گے سارے ٹیکنیکل کام ان کے پاس ہیں سارے ڈاکٹر عیسائی ہیں' کپڑے کے بڑے تاجر عیسائی ہیں' ہوٹل کے مالک عیسائی ہیں۔

سماجی زندگی کی پوری مشنری اس کے قبضے میں ہے مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں حدیجہ شہر میں کرسمس میں دکانیں بند ہو گئیں تو تعجب ہوا کہ ۱۰۰ فیصدی مسلم آبادی کے شہر میں ۵۰ فیصدی اہم دکانیں عیسائیوں کے پاس ہیں فرنیچر وہ بناتے ہیں موٹروں کی مرمت وہ کرتے ہیں' علاج وہ کرتے ہیں' دوا وہ فروخت کرتے ہیں' کپڑے اور جوتے کی عمدہ دوکانیں ان کے پاس ہیں۔ البتہ غلہ اور کرائے کی دوکانیں مسلمانوں کی ہیں آفسوں میں بھی عیسائی ہیں حدیجہ شہر میں ایک چرچ بنایا گیا ہے مگر اس میں پادری میسر نہیں ہے اس لئے کہ آبادی قلیل ہے عبادت نہیں ہوتی صرف اتوار کو وہ کھول دیا جاتا ہے عبادت بغیر پادری کے ممکن نہیں ہے۔

ابھی نائیجیریا مسلم ممالک کی تنظیم کا ممبر بنا ہے اس پر عیسائیوں نے دھمکی دی تھی کہ یہ دوسرا لبنان بن جائے گا مگر پھر خاموش ہو گئے دراصل ہم کو شکایت صرف مسلمانوں سے ہے کہ وہ ایسے افراد معاشرہ کو فراہم نہیں کرتے جو آفس میں کام کر سکیں، بجلی اور مشین کی مرمت کر سکیں بیماری میں کسی کے کام آ سکیں، سارا اسٹاف اور ساری مشنری زندگی کی جنوبی نائیجریا سے درآمد کی جاتی ہے دراصل ہماری بے عملی ہر جگہ یکساں ہے جو اساتذہ جنوب سے آتے ہیں وہ کلاس روم میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں میرے سامنے ہی شہر کے ایک اسکول میں بڑا معاملہ بڑھ گیا تو پرنسپل نے بلا کر ان استاذ صاحب کو منع کیا کہ آئندہ سے آپ کلاس روم میں یا اس سے باہر بھی تبلیغ قطعاً بند کر دیجئے ورنہ فساد برپا ہو جائے گا۔

براعظم افریقہ پر عیسائیت کی یلغار

عیسائی ۹ فیصد سے ۴۴ فیصد ہو گئے اور مسلمان ۶۰ فیصد سے ۴۱ فیصد رہ گئے ہیں

ترجمہ و تلخیص: ملک احمد سرور

براعظم افریقہ ایک کروڑ سترہ لاکھ (11700000) مربع میل پر مشتمل ہے اور اس میں ۵۹ آزاد ممالک واقع ہیں یہ امریکہ سے چار گنا اور ایشیا کے بعد دوسرا بڑا براعظم ہے اس کی کل آبادی ۶۶۱ ملین یعنی چھیاسٹھ کروڑ دس لاکھ ہے یہاں سے زیادہ تر اشیاء جو برآمد Export کی جاتی ہیں ان میں کوکا، مونگ پھلی، کھجور اور اس کی تیار شدہ اشیاء، روئی، کافی، معدنیات میں سونا، ڈائمنڈ، تانبا، ٹن وغیرہ شامل ہیں نو آبادیات کے

خاتمے کے بعد افریقہ پر عالمی اثرات کا اضافہ ہوتا گیا اور یہ علاقہ روایتی حریفوں یعنی اسلام اور عیسائیت' کیپٹلزم اور کمیونزم کے درمیان میدان جنگ بنتا گیا پوپ جان پال II کا افریقہ کا پانچ سال کے دوران میں تیسرا دورہ اس بات کو مزید واضح کرتا ہے کہ پوپ کے نزدیک کیتھولزم کی تبلیغ کے لئے اس علاقے کی کتنی اہمیت ہے خارجی مبارزت مثلاً افریقیت کی تحریک کے علاوہ صلیبی' اسلام کو بھی بیرونی چیلنج سمجھ کر اس سے برتاؤ کرتے ہیں۔

اسلام افریقہ میں ساتویں صدی عیسوی میں پہنچا بارھویں صدی میں عرب اور ایرانی تجارتی قلعہ بندیوں کی زنجیر بنا چکے تھے عربوں اور افریقیوں کے میل جول سے ساحلی علاقوں میں ایک نئی زبان ''سواحلی'' وجود میں آئی۔ دو عرب محقق ابن حاقل جو بغداد میں دسویں صدی میں پیدا ہوئے اور ابن بطوطہ جو ۱۳۰۴ء میں الجزائر میں پیدا ہوئے' نے اس تاریک براعظم کے بارے میں پہلی بار دنیا کو بتایا۔

براعظم افریقہ میں مسلمان اکثریت میں تھے مغربی ذرائع کے مطابق ۱۹۰۰ء میں مسلمانوں کی کل آبادی تین کروڑ پینتالیس لاکھ' اکتیس ہزار دو سو بانوے (۳٬۴۵٬۳۱٬۲۹۲) تھی۔ اس وقت افریقہ کی کل آبادی ۱۰٬۷۸٬۵۴٬۲۶۰ تھی یعنی ۳۲ فیصد مسلمان تھے جب کہ عیسائیوں کی آبادی اس وقت ننانوے لاکھ اڑتیس ہزار چار سو اڑتالیس (۹٬۳۸٬۴۴۸) تھی یعنی ۹٫۲ فیصد۔ ۱۹۶۸ء تک مسلمان اکثریت میں رہے معروف امریکی اسکالر ٹی بی اروِنگ لکھتا ہے ''۱۹۶۸ء میں تیس کروڑ (۳۰۰ ملین) آبادی کا براعظم افریقہ واضح مسلم اکثریت کے ساتھ ایک مسلم براعظم ہے کیونکہ یہاں اٹھارہ کروڑ (۱۸۰ ملین) مسلمان بستے ہیں۔''

حالیہ سالوں میں عیسائیت افریقہ میں دوسرے علاقوں کی نسبت بہت تیز رفتاری سے پھیلی ہے ویٹی کن کا ایک ترجمان کہتا ہے ''۱۹۰۱ء میں وہاں سارے افریقہ میں صرف گیارہ لاکھ کیتھولک تھے جو صرف کل آبادی کا تقریباً ایک فیصد بنتے تھے ۱۹۸۵ء سے کیتھولک عیسائیوں میں ہر سال ۲۰ لاکھ کا اضافہ ہوا اور وہ ایک فیصد سے ۱۲

فیصد تک پہنچ گئے۔''

آبادی کے تازہ ترین اعداد و شمار مسلمانوں کو اقلیت میں دکھا رہے ہیں ۵۹ آزاد افریقی ممالک میں ۲۱ مسلم اکثریتی ممالک تھے مغربی اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۸۰ء کے وسط تک کل مسلم آبادی ۱۸٬۹۷٬۲۸٬۳۹۰ تھی یعنی ۴۱٫۲ فیصد جب کہ عیسائی ۴۴٫۲ فیصد۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ عیسائی جو چند دہائیاں قبل اقلیت میں تھے اکثریت میں کیسے بدل گئے اور ۱۹۸۰ء کے وسط تک چوالیس فیصد تک کیسے پہنچ گئے اور مسلمان (۶۰ فیصد سے ۴۱ فیصد) اقلیت میں کیسے بدل گئے یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

اس سوال کا جواب ہمیں نو آبادیات کے زمانے کی تاریک کھنگالنے سے ملتا ہے جب عیسائیت عیسائی حکمرانوں کی زیر سرپرستی پھیلی اس وقت براعظم افریقہ کے زیادہ تر مسلم ممالک عیسائیوں کے تسلط میں تھے عیسائیت کے پھیلاؤ کا سلسلہ آزادی کے بعد بھی جاری رہا ایک عیسائی مصنف کے بقول:

''عیسائی نو آبادیاتی طاقتوں نے مسلمانوں کو نہ صرف سیاسی آزادی سے محروم کیا بلکہ انہوں نے مسلمانوں کو ان کے عقیدے اور ثقافت ہر لحاظ سے تباہ کرنے کی کوشش کی۔''

عیسائی مشنریوں نے نہ صرف نو آبادیاتی نظام کے مفاد میں کام کیا بلکہ انہوں نے مسلمانوں کی جہالت اور سیاسی انتشار سے بھی فائدہ اٹھایا مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات، صحت، ثقافت اور سوشل سروسز کے نام پر انہوں نے عیسائیت کو پھیلایا۔

''عیسائی مذہب کی قبولیت کا تناسب بھی بہت زیادہ ہے اس کی وجوہات جاننے کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ عیسائی مشنریوں نے کون سے طریقے اختیار کئے کہ راسخ العقیدہ مسلمان بھی عیسائیت قبول کرتے چلے گئے آج بھی افریقہ کے مختلف علاقوں میں مسلمان مذہبی تبدیلی کا خصوصی ہدف ہیں ہر جگہ عیسائیت کے لئے مسلمانوں کا اسلام کے مطابق انفرادی یا اجتماعی زندگی گزارنا انتہائی تکلیف دہ رہا ہے اور عیسائیت نے ہمیشہ

اور ہر جگہ اسلام کی مزاحمت کی ہے عیسائیت نے ہمیشہ اسلام کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھا ہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام کا ساتویں صدی عیسوی میں اچانک اور تیزی سے پھیلاؤ عیسائیت کی بقا کے لئے بہت بڑا خطرہ بن گیا تھا اسلام ایک جہادی اور مشنری دین ہے اور عیسائیت آج بھی اپنے لئے سب سے زیادہ خطرناک سمجھتی ہے''(کین جے ہربرٹ)

افریقہ میں آج بھی ۲۷ کروڑ ستر لاکھ مسلمان مختلف عالمی عیسائی مشنریوں کے نرغے میں ہیں ان عیسائی مشنریوں میں امریکی لتھرن چرچ (A.L.C) ورلڈ کونسل آف چرچز (W.C.C) اور ویٹی کن چرچز (V.C) شامل ہیں۔ مسلمانوں کی غربت اور جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کے عقائد کو تبدیل کرنے کے لئے یہ تنظیمیں بڑی بڑی رقمیں خرچ کر رہی ہیں۔

افریقہ میں عیسائیت میں تیز اضافے کے اسباب کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) طویل المیعاد اسباب

(۲) فوری اسباب

طویل المیعاد اسباب

(ا) نوآبادیاتی نظام کا تسلط اور متحرک عیسائی مشنریاں (ب) سیاسی مسائل اور مسلمانوں میں انتشار (ج) نسلی اور لسانی بنیادوں پر علاقوں کی تقسیم جو نوآبادیاتی دور میں ہوئی۔

فوری اسباب

(ا) غربت (ب) قدرتی آفات (ج) بیماریاں (ملیریا پورے براعظم میں بڑی بیماری ہے) (د) جہالت و پسماندگی۔

زیادہ تر چار قسم کی صلیبی مشنریاں سرگرم عمل ہیں۔

(۱) لتھرن چرچ (L.C) (۲) پروٹسٹنٹ (۳) کیتھولک (۴)

اینگلیکین۔ یہ مشنریاں مذہبی تبدیلی کے لئے چار قسم کے طریقوں پر عمل پیرا ہیں۔

(۱) میڈیا

اس میں اخبارات، براڈ کاسٹنگ ایجنسیاں، ٹیلی ویژن اور پریس سے بھرپور کام لیا جاتا ہے۔

(۲) سوشل سروسز

اس میں اسکولوں، کالجوں، اسپتالوں، میڈیکل سینٹروں وغیرہ کا قیام شامل ہے۔

(۳) بائبل کی تقسیم

مختلف زبانوں میں بائبل کے ترجمے تقسیم کیے جاتے ہیں۔

(۴) قیادت کی تیاری

اپنے زیر اہتمام تعلیمی اداروں سے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اپنی مرضی کی قیادت تیار کی جاتی ہے۔

پروٹسٹنٹ عموماً عیسائیت کے فروغ کے لئے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا استعمال کرتے ہیں۔ کیتھولک سوشل سروسز کا سہارا لیتے ہیں جن میں اسکول، کالج، اسپتال اور میڈیکل سینٹروں کا قیام وغیرہ شامل ہے یہ لوگ کسانوں کو قرضے بھی دیتے ہیں تبلیغی مقاصد کے لئے عبادات میں بھی یہ لوگ مقامی زبان کا استعمال کرتے ہیں۔

ورلڈ کونسل آف چرچز (W.C.C) ۱۹۴۸ء میں جنیوا میں تشکیل دی گئی ہر دس سال بعد اس کا عام اجلاس (جنرل اسمبلی) ہوتا ہے اسے وابستہ چرچز کے ممبران کی تعداد ۴۰۰ ملین سے زیادہ ہے عیسائی سروسز ایجنسیوں کی تعداد ۱۹۹۰ء میں ۲۱،۰۰۰ تبلیغی رسائل و جرائد کی تعداد ۲۳،۸۰۰ اور ریڈیو ٹی وی اسٹیشنوں کی تعداد ۲۱۶۰ تھی۔

جہاں تک سوشل سروسز کا تعلق ہے صرف ایک کیتھولک تنظیم نے ۱۹۸۲ء کے ایک سال میں ۸۰ ملین ڈالر تقسیم کیے عقیدے کی تبلیغ کے لئے سوسائٹی نے ۳۶ ملین

افریقہ میں اور ۳۰ ملین ایشیا میں خرچ کیے۔ ۵٬۳۳٬۰۰۰ ڈالر لتھرن ورلڈ فیڈریشن چرچ افریقہ میں مذہبی تعلیم پر صرف کیے گئے جب کہ ۲٬۶۶٬۰۰۰ ماکوما اور تنزانیہ میں توسیع کے پروگراموں پر خرچ کیے گئے آل افریقن کانفرنس آف چرچز' نے افریقہ میں مہاجرین پر ۲۵ لاکھ ڈالر خرچ کیے۔

عیسائی مشنریاں بائبل کو ۱۹۰۷ مختلف زبانوں میں ترجمہ کرچکی ہیں جب کہ دنیا میں ۳۰۰۰ تا ۶۰۰۰ جو مقامی زبانیں بولی جاتی ہیں ان میں بھی ترجمہ کا پروگرام بنایا جارہا ہے ان کے پیش نظر یہ بھی پروگرام ہے کہ چالیس کروڑ (۴۰۰ ملین) ان پڑھ افریقیوں کو آڈیو کیسٹ کے ذریعہ بائبل کی تعلیم دی جائے اور اندھوں کے لئے بریل سسٹم پر عمل کیا جائے اپنے مقصد کی لیڈر شپ تیار کرنے کے لئے وہ ایک کیتھولک یونیورسٹی اور خصوصی ادارے قائم کررہے ہیں لندن سے شائع ہونے والے ایک اخبار کے مطابق ''پوپ جان پال افریقی بشپ اور اپنے پیروکاروں کو تاکید کرنے والے ہیں کہ وہ پہلے سے جاری تبلیغی سرگرمیوں کو وسعت دیں تاکہ اسلام کی نئی لہر کو جنوب میں واپس دھکیلا جاسکے'' اسلام کی نئی لہر وسطی افریقہ میں بحر اوقیانوس پر سیرالیون (Serra-Leone) سے بحر احمر پر سوڈان تک محسوس کی جارہی ہے۔

ایک بڑا سوال یہ ہے کہ مسلمان عیسائی مشنریوں کی تبلیغی جارحیت کا مقابلہ کیسے کریں مسلمانوں کے لئے اسلام کی تبلیغ تو کوئی مسئلہ نہیں۔ اسلام تو ساتویں صدی سے وہاں موجود ہے حقیقت یہ ہے کہ افریقہ کے مسلمان مصیبت زدہ ہیں وہ تنگدستی کا شکار ہیں انہیں خوراک، تعلیم، لباس، علاج اور مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے اس کے لئے اسلامی دنیا کو آگے بڑھ کر انکی مدد کرنا ہوگی تاکہ انہیں عیسائی مشنریوں کے امدادی جال میں پھنسنے سے بچایا جاسکے اسلامی دنیا کے پاس وسائل کی کمی نہیں صرف حکمت عملی اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے مسلمانوں کے لئے وہاں بڑی تعداد میں مساجد اور مساجد کے ساتھ قرآنی اسکول اور فری ڈسپنسریاں قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انہیں مذہبی تعلیم دیکر نظریاتی طور پر اور علاج سے جسمانی طور پر صحیح رکھا جاسکے۔

اسپتالوں اور میڈیکل سینٹروں کو قائم کیا جانا چاہیئے تاکہ مسلمانوں کو صلیبی اداروں میں نہ جانا پڑے پوری اسلامی دنیا سے مسلمان انجینئروں' ڈاکٹروں اور ماہرین زراعت کو افریقہ کا رخ کرنا چاہیئے کسی بزرگ کا یہ قول یاد رکھیں ''پہلے سے تعمیر شدہ گھر کی حفاظت کو نئے مکان کی تعمیر پر ترجیح دی جانی چاہیئے۔''

مشرقی افریقہ میں صلیبی عزائم

مسلم دنیا میں فرزندان تثلیث اپنے باطل مذہب کی تبلیغ و ترویج کے لئے سرگرمی سے مصروف ہیں پاکستان میں بھی بیسیوں مشنری ادارے برس ہا برس سے عیسائیت کی تبلیغ کرتے آرہے ہیں ذیل میں وسطی افریقہ کے ملک ملاوی سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''المسلم'' کے جولائی ۱۹۹۵ء کے شمارے میں شائع شدہ ایک فکر انگیز رپورٹ کا ترجمہ پیش خدمت ہے یہ رپورٹ آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

نیروبی کی دیستار یونیوسٹی میں منعقدہ ایک سیمینار سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ پورے افریقہ میں عموماً اور کینیا میں خصوصاً توحید کے علمبرداروں کے خلاف مسیحیوں نے منظم جدوجہد کا آغاز کردیا ہے اس سیمینار کا موضوع تھا ''اسلام سے مقابلہ'' اس موضوع سے ہی ساری کہانی بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے۔

سیمینار میں کینیا کے تمام صوبوں سے ۸۹ افراد شریک تھے جو کینیا کے مختلف علاقوں کے چرچوں سے منسلک پادری و مبلغ تھے اس سیمینار سے چار مقرروں نے اپنے اپنے خطاب میں جن خیالات کا اظہار کیا اس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) ڈاکٹر ہاف کیان نے (جو افریقہ چرچ ہاؤس کے شعبہ اسلامی تعلقات کے پروفیسر ہیں) نے اپنے بیان میں کہا ''دیستار یونیورسٹی کے منتظمین نے ۵۶ ملین پاؤنڈ کی رقم اس غرض سے جمع کی ہے کہ ملک میں موجود چرچوں کو ان کے تبلیغی مشن میں مدد دینے کے لئے خرچ کی جائے' اس مشن کا اصل کام مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرکے عیسائیت کی طرف مائل کرنا ہے اس فنڈ سے ان لوگوں کی بھی مدد کی جائے گی

جو اسلام کو خیر باد کہہ کر عیسائیت کے دامن میں پناہ لے چکے ہیں ساتھ ہی ان نئے عیسائیوں کی تعلیم و تربیت پر بھی یہ رقم خرچ کی جائے گی تاکہ وہ عیسائی مبلغ بن سکیں چرچ کے منتظمین کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے قریب شفا خانے قائم کریں اور ساحلی صوبوں اور مشرقی ساحلی علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلمانوں کے لئے گھر تعمیر کئے جائیں دیستار یونیورسٹی عربی زبان میں' جو مسلمانوں کے لئے اہم زبان ہے' عیسائی مبلغوں کے لئے کورس کا بندوبست کرے تاکہ ان عیسائی افراد کو مسلمان بننے سے روکا جا سکے جن کے عیسائیت چھوڑنے کا خطرہ ہے اس بارے میں کچھ کرنا ضروری ہے اور ہمیں ہر قسم کے مواد کو تیار کرنے کی ضرورت ہے ساتھ ہی عیسائیت پر عربی زبان میں کتب کی تیاری سخت ضروری ہے۔''

(۲) ڈاکٹر تاکو باؤف نے (جو مشرقی افریقہ و مڈغاسکر کی تنظیم ایوانجیلیکل فیلوشپ کے سیکریٹری ہیں) اپنی تقریر میں کہا ''عیسائی اداروں کے ارکان کی جانب سے اس بات کی بھرپور کوشش ہونی چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو دوست بنائیں اور ان کو اپنا گرویدہ بنائیں کیونکہ مجھے ان مسلمانوں کی کمزوریوں کا علم ہے اور جو مسلمان اپنے دین کو چھوڑنے پر آمادہ ہوں اور کچھ مالی مدد و اعانت طلب کریں تو ان کی مالی مدد کا انتظام چرچ کرے گا اور یہ رقم امریکہ کا ایک ادارہ مہیا کرے گا۔ مسلمانوں میں کام کرنے کے لئے ''پرانے عہد نامہ'' کی آیتوں میں موجود طریقے کو استعمال کیا جائے۔''

(۳) جیمز بیگز (انٹرنیشنل کرسچین سینٹر کے مبلغ) نے اپنی تقریر میں کہا'' میرے چرچ میں جو مشرقی افریقہ یونیورسٹی میں واقع ہے ہر جمعہ کو مسلمانوں کی عبادت ہوتی ہے اور جلد ہی ہم مسلمانوں کو دعوت دیں گے کہ وہ یہاں پانچ وقت کی نماز ادا کریں عیسائی مبلغین اپنے کارکنوں کے ہمراہ مسلمانوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کو آمادہ کریں گے عیسائی مبلغوں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کے دوران میں ''یسوع'' کے بجائے ''عیسیٰ'' کا لفظ استعمال کریں ہم عیسائیوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کے اندر سنی و شیعہ اختلاف کو ہوا دیں تاکہ ہم انہیں کمزور کر سکیں اور عیسائیت کی جانب

مائل کرسکیں''

(۴) اسحٰق سیمبیری (کینیا کے ایونجیلیزم ایسوسی ایشن کے سیکریٹری) نے کہا'' ہر مسلمان کو ہر طریقے سے ترغیب دی جائے اور آمادہ کیا جائے کہ وہ عیسائیت میں داخل ہو جائے اور عیسائی مبلغوں کو چاہیئے کہ وہ اس کام کے لئے درست مقام کا انتخاب کریں''

مسلمانان عالم کو بالخصوص افریقہ کے مسلمانوں کو اس مکر و فریب کے خلاف خبر دار ہو جانا چاہیئے ساتھ ہی خوشحال مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ غریب مسلمانوں کی مدد کریں ار ان کو مغربی مبلغوں کے دام میں پھنسنے سے بچائیں اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

افریقہ کے مسلمانوں کے لئے مشن

مسلمانوں تک رسائی کے لئے مشترکہ ابلاغی مہم

شمالی افریقہ میں عرب عوام کو تعلیمات مقدس سے روشناس کرنے کے لئے'' شانہ بشانہ'' کے عنوان سے ایک نیا عیسائی عرب پروگرام تیار کیا گیا ہے اس پروگرام کے لئے عرب عالمی مشنریوں' تعلیمات مقدس کی مشنری یونین اور ٹرانس ورلڈ ریڈیو اپنے ادارتی' تکنیکی اور مالی وسائل مجتمع کر رہے ہیں یہ طے کیا گیا ہے کہ ٹرانس ورلڈ ریڈیو اسٹیشن ماؤنٹ کارلو سے ایک نیا نشریہ شروع کیا جائے چھ دن شام کے وقت نصف گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل اس پروگرام میں بائیبل کا تصور خدا' تخلیق' انسان اور نجات کے موضوعات کو ایسے طریقے سے پیش کیا جائے گا کہ عرب سامعین اسے بصد شوق قبول کرسکیں اس پروگرام کا آغاز سامعین کے روزمرہ کے مسائل سے ہوگا اس طرح عرب سامعین میں جو لاتعلقی پائی جاتی ہے اس کو ختم کر کے ''یسوع مسیح کے لئے مثبت رویے'' کی جانب لے جانے کی طرف مڑ جائے گا۔

ٹرانس ورلڈ ریڈیو' جو کئی عیسائی تنظیموں کا مشن ریڈیو ہے' مونٹ کارلو سے

یورپ کے لئے گزشتہ ۳۰ برسوں سے پروگرام نشر کر رہا ہے اس کے اسٹیشن ہر ہفتے ۸۰ سے زائد زبانوں میں ایک ہزار گھنٹے سے زیادہ عیسائی پروگرام دنیا بھر میں نشر کر رہے ہیں۔ (رپورٹ ایونجلزم ٹوڈے)

افریقہ میں تعلیم مشنری

تاریک براعظم افریقہ میں تعلیم کا آغاز مشنریوں نے کیا یوگنڈا میں نصف صدی تک (۱۹۲۵ء۔۱۸۷۷ء) تعلیم مشنریوں کے ہاتھ میں رہی جب افریقی تعلیم کے لئے مجلس مشاورت بنائی گئی تو اس میں برطانوی حکومت کے محکموں، تبلیغی مشنوں اور افریقی اور غیر ملکی جماعتوں نے اپنی اپنی نمائندگی کی۔ انگریز مشنری، برطانوی افریقہ کے تمام علاقوں میں اسکولوں کی بنیادی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے تھے۔ ۱۹۲۵ء تک پورے افریقہ میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک مشنریوں کی تعداد ۶۳۰۰ تک پہنچ چکی تھی۔

بیلجیم کی نو آبادی کانگو اور پرتگیزی نو آبادی انگولا میں تعلیم کے لحاظ سے کیتھولک مشنوں کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔

آئیوری کوسٹ

مغربی افریقہ کی حسین سرزمین جہاں مسلمان اکثریت عیسائی اقلیت کی محکوم ہے

مغربی افریقہ کے نقشہ پر نظر ڈالیں تو خلیج گنی کے ساحل کے ساتھ ساتھ بہت سے چھوٹے چھوٹے ممالک نظر آئیں گے ان میں سے کچھ کے نام جانے پہچانے ہیں اور کچھ کے بالکل اجنبی ان میں سے زیادہ تر ممالک فرانس کی افریقی نو آبادیات کا حصہ تھے اور صرف گزشتہ ربع صدی میں آزادی سے ہمکنار ہوئے ہیں آئیوری کوسٹ

انہی میں سے ایک ملک ہے جسے ۱۹۶۰ء میں فرانس سے آزادی ملی یہاں مغربی افریقہ کے بیشتر ممالک کی طرح مسلمانوں کی واضح اکثریت ہے لیکن ان میں سے اکثر ممالک کی
طرح یہاں بھی حکومت عیسائیوں کے ہاتھوں میں ہے۔

بظاہر یہ بات پاکستانی قارئین کے لئے باعث حیرت ہوگی لیکن اس علاقہ کی تاریخ اور یہاں کے سیاسی مدوجزر پر نظر ڈالی جائے تو اس کی وجوہات سامنے آجاتی ہیں تاریخی طور پر جو عوامل یہاں مسلمانوں کی پسماندگی کا سبب بنے ان میں نمایاں حصہ یہاں صدیوں سے مسلط مغربی استعمار کی صریح اسلام دشمنی کا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ کشمکش جس کا آغاز عیسائی کلیسا نے صلیبی جنگوں سے کیا تھا آج بھی صدیوں بعد مختلف انداز سے یہاں، بلکہ دنیا کے اکثر علاقوں میں بشمول پاکستان ...... جاری ہے، یہ وہ کشمکش ہے جسکا مقابلہ سیاسی اور معاشی سطح پر اس علاقہ کے مسلمان نہیں کر سکے جس کا نتیجہ آج یہ ہے کہ مسلمان جو یہاں عیسائیوں سے دگنی تعداد میں ہیں اپنے ملکی رسائل پر تصرف کا وہ حق نہیں رکھتے جو عملاً عیسائی حکمران ہونے کی حیثیت سے رکھتے ہیں اس کی ایک روشن مثال وہ عظیم الشان کتھیڈرل ہے جو دارالحکومت عابد جان میں واقع ہے اور جس کا افتتاح گزشتہ اگست میں پوپ جان پال نے بدست خود کیا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا کے وسیع ترین کلیساؤں میں سے ایک ہے ایک افتخار جو اسے دنیا کے تمام کلیساؤں سے ممیز کرتا ہے یہ ہے کہ اس کا سنگ بنیاد بھی ایک پوپ نے رکھا اور اس کا افتتاح بھی اسی پوپ کے مقدس ہاتھوں سے ہوا کہتے ہیں یہ سعادت عیسائیت کی تاریخ میں کسی دوسرے کلیسا کو نصیب نہیں ہوئی ملین ہاڈالرز سے تعمیر ہونے والا جدید طرز کا یہ کلیسا عابد جان شہر کے خوبصورت اور جدید ترین مرکزی علاقے میں ایک بلند مقام پر جھیل کے کنارے واقع ہے اور اس کی بلند و بالا صلیب شہر کے پیش منظر پر عیسائیت کی سیاسی برتری اور معاشی قوت کی علامت کے طور پر حاوی ہے۔

اس کے برعکس مسلمانوں کی واضح اکثریت کے اس شہر میں چاروں طرف نظر

دوڑائیں تو کہیں مسجد کے مینار نظر نہیں آئیں گے مسلمانوں کی مساجد صرف غریب علاقوں میں ہیں جو کہ حکومت کی کسی مدد کے بغیر ان مسلمانوں نے خود اپنے محدود وسائل سے تعمیر کی ہیں یہ مساجد عالی شان نہیں لیکن اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے والوں سے آباد ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام اپنی عظمت و شان کے اظہار کے لئے کبھی عالی شان عمارتوں کا محتاج نہیں رہا یہی وجہ ہے کہ اسلام کی شوکت اپنی تمام آب و تاب کے ساتھ ان غریب مسلمانوں کی پیشانیوں سے ہویدا ہے جو سڑک کے کنارے چٹائی یا اخبار بچھا کر باجماعت نماز ادا کرتے نظر آتے ہیں اسلام ان سادہ مسلمانوں کی زندگیوں میں عملاً رائج نظر آتا ہے گو کہ اس سے جذباتی عقیدت کا وہ کھوکھلا اظہار جو پاکستان میں مذہب سے وابستگی کا ایک جزو لازم بن گیا ہے یہاں لوگوں کے کردار و گفتار سے عیاں نہیں ہے۔

ان لوگوں تک اسلام کی روشنی پہلے پہل بارھویں صدی عیسوی میں پہنچی جب کہ شمالی افریقہ بلکہ خصوصاً عرب مغرب (حالیہ مراکش) سے صوفیائے کرام اور مسلمان تجار کی آمد و رفت صحرائے اعظم کے جنوبی علاقوں میں شروع ہوئی وہ علاقے جواب ماریطانیہ' سینیگال' مالی' برکینا فاسو اور شمالی نائیجیریا کا حصہ ہیں انکے باشندے سب سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کے اثر سے رفتہ رفتہ شمالی آئیوری کوسٹ میں بھی اہل تصوف کے حلقے قائم ہوئے اور وقت کے ساتھ ساتھ اہل طریقت کا سارا اثر مغربی افریقہ کے ساحلی علاقوں میں قائم ہونے لگا اس طرح اسلام کی روشنی تاریک براعظم کے اس حصہ تک پہنچ گئی جواب سینیگال سے نائیجیریا تک پھیلا ہوا ہے۔

آج آئیوری کوسٹ کی کل آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہوگی جس میں ۲۵ فیصد آبادی مسلمان' ۱۵ فیصد عیسائی اور باقی قدیم افریقی توہم پرستوں پر مشتمل ہے جن کو Animist کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی اتنی اکثریت ہونے کی وجہ سے یہاں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تعطیلات ضرور ہوتی ہیں لیکن صرف ایک ایک دن کے لئے مسلمانوں کی مذہبی تقاریب

عام مسلمانوں کی کوششوں اور ان کے محدود وسائل پر مبنی ہوتی ہیں حکومت کی طرف سے ان کو نہ ہی اس سلسلے میں کوئی مالی مدد ملتی ہے اور نہ ہی ان کے اس سلسلے میں ہمت افزائی کی جاتی ہے اس کے برعکس کرسمس کی تقریبات بڑے پیانے پر سرکاری خرچ سے منائی جاتی ہیں جس میں حکومت کا پورا تعاون شامل ہوتا ہے۔

افریقہ میں عیسائیت کی تبلیغ واشاعت کے لئے کیتھولک چرچ موجودہ پوپ کی ذاتی دلچسپی کی بناء پر بہت سرگرمی سے کوشاں ہے پوپ جان پال ثانی نے پچھلے چند سالوں میں تین مرتبہ افریقہ کا دورہ کیا ان کے ان دوروں کا مقصد یہ رہا ہے کہ افریقہ میں ہلال وصلیب کی جو خاموش جنگ لڑی جا رہی ہے اس کے صلیبی سپاہیوں کو ہر قسم کی مالی و اخلاقی مدد پہنچا سکیں اس سلسلے میں ان کی کوششوں اور سابقہ یورپی آقاؤں کے سیاسی اور معاشی اثر ونفوذ کی بناء پر مقامی عیسائی حکومتیں پوری طرح عیسائی مبلغوں کی مدد کر رہی ہیں اس کے برعکس اسلام کی تبلیغ واشاعت تو درکنار خود موجودہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم وتربیت کا صحیح انتظام تک نہیں ہے۔ مسلمانوں کی کوئی منظم تبلیغی یا تعلیمی جماعت یہاں نہیں جو ملک کی نصف سے زیادہ غیر مسلم آبادی کو اسلام سے روشناس کرا سکے۔

اس سلسلے میں ایک غلط تاثر جو عام طور پر مسلمانوں میں پایا جاتا ہے یہ ہے کہ افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کے تبلیغی معرکہ میں اسلام کو بالادستی حاصل ہے لیکن جو لوگ حقیقت حال سے آگاہ ہیں ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو اس خود فریبی میں مبتلا خود فریق مخالف کر رہا ہے تاکہ مسلمان خواب خرگوش سے کبھی بیدار نہ ہو پائیں اور عیسائی مشنریز خاموشی سے اپنا کام کیے جائیں افریقہ کے اندرونی علاقوں میں سفر کرنے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ عیسائی مبلغین کی بہت سی منظم تنظیمیں افریقہ کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی ہیں جن کو نہ صرف ان کی اپنی حکومتوں اور کلیساؤں کی مادی اور اخلاقی پشت پناہی ہے بلکہ افریقہ کی عیسائی حکومتوں کی پوری معاونت بھی حاصل ہے یہ مشنری تنظیمیں افریقہ کی موجودگی قحط زدگی اور وہاں کے عوام کی فاقہ کشی کی مجبوریوں سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

اس کے برعکس جو لوگ اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں ان کو کسی مسلم حکومت یا اسلامی ممالک کی کسی تنظیم سے باقاعدہ مدد نہیں ملتی سعودی عرب کی حکومت، خلیج کی ریاستوں کے شیوخ اور کسی حد تک لیبیا کے معمر قذافی نے وقتاً فوقتاً تبلیغی کوششوں میں دامے درمے ضرور مدد کی ہے لیکن یہ آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

افریقہ میں عیسائیت کو اسلام کے مقابلے میں جو کامیابی حاصل ہو رہی ہے اس کی حقیقت کا اظہار اکثر ان اخباری رپورٹوں میں ہو جاتا ہے جو کلیسا کی سرگرمیوں کے بارے میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں اس موضوع پر ایک مضمون لندن سے شائع ہونے والے جریدے ''نیو افریقن'' میں انگریز صحافی جیک او سلیون (Jack o Sullivan) نے تحریر کیا ہے، جس کا کہنا ہے کہ:

''اسلام گو کہ (افریقہ میں) ایک نئی زندگی حاصل کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا پھیلاؤ عیسائیت کے مقابلے میں بہت کم ہے...... مسلمانوں کی تعداد اس وقت براعظم افریقہ میں عیسائیوں سے زیادہ ہے لیکن اس صدی کے آخر تک عیسائی تعداد میں مسلمانوں کے مساوی ہو جائیں گے' اس تبصرہ کی صحیح اہمیت جاننے کے لئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ فاضل مبصر پورے افریقہ کی بات کر رہا ہے جس میں مصر، شمالی افریقہ، اور مشرقی اور مغربی افریقہ کے مسلم اکثریتی علاقے شامل ہیں۔

افریقہ کو ایک عیسائی اکثریت کا براعظم بنانے کی جدوجہد خالصتاً مذہبی جذبے کی مرہون منت نہیں بلکہ اس کے پس پشت سیاسی عزائم بھی کارفرما ہیں عیسائی چرچ کے ساتھ مغربی ممالک کی غیر مذہبی حکومتوں کے اشتراک عمل کی ایک بڑی وجہ اب افریقہ کی نو آزاد قوموں کو سابقہ نو آبادیاتی آقاؤں کے سیاسی، معاشی اور تہذیبی حلقہ اثر میں باقی رکھنا اور اس مقصد کے حصول میں مشنری ایک ہراول دستے کا کردار ادا کر رہے ہیں چونکہ مشن اسکولوں میں تربیت یافتہ مغرب زدہ مقامی طبقہ جس کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور ہی اپنے مفاد اور سابقہ سامراجی آقاؤں کے مفادات کو مشترک سمجھتا ہے۔

آئیوری کوسٹ مغرب کی اس حکمت عملی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ ۱۹۶۰ء میں

اسے آزادی دینے کے بعد فرانس نے حکومت ایک مقامی عیسائی سیاستدان فیلکس
اوفے بوئی (Felix-Houphouet-Boigny) کے حوالے کردی یہ اب ان
صاحب کی حکمت عملی کہہ لیں یا سیاسی بصیرت یا اسے سابقہ آقاؤں سے اظہار وفاداری کا
نام دے لیں، بہر حال اوفے بوئی کے دم قدم سے آئیوری کوسٹ کو اب بھی عملاً فرانس کی
نوآبادی سمجھا جاتا ہے مثلاً آئیوری کوسٹ ان معدودے چند ممالک میں سے ہے جنہوں
نے نائیجیریا کے باغی صوبے بیافرا کو آزاد ملک تسلیم کرلیا تھا اور تمام افریقی ممالک کی
مخالفت کے باوجود ایک نوآزاد افریقی ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی مغربی سازش کی
حمایت کی تھی اس طرح اوفے بوئی جنوبی افریقہ کی سفید نسلی فوقیت کی علمبردار حکومت کو
تسلیم کرنے کے بھی حامی ہیں ان کی ان پالیسیوں کی وجہ سے دیگر افریقی ممالک
آئیوری کوسٹ کو ایک طرح سے اب بھی فرانس کی سیاسی نوآبادی تصور کرتے ہیں۔

فرانس کے حلقہ اثر میں رہنے کے کچھ مثبت معاشی نتائج بھی ہیں جو آئیوری
کوسٹ اور دیگر افریقی ملکوں کے تقابلی جائزے سے صاف سامنے آجاتے ہیں چونکہ
آئیوریکوسٹ کی انتظامی مشنری فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں ہے اس کی وجہ سے ملک کی
زراعت، تجارت اور شہری نظم ونسق میں تیسری دنیا کے ممالک کی سی بدنظمی اور افراتفری
نظر نہیں آتی ہے ملک میں مواصلات اور نقل وحمل کا نظام یورپی ممالک کے معیار پر ہے
اور دیگر افریقی ممالک کی طرح نااہلی اور بدانتظامی کے اثرات نمایاں نہیں ہوئے ہیں
شاید یہی وجہ ہے کہ آئیوری کوسٹ کی معیشت اس وقت مغربی افریقہ کے دیگر ممالک کی
بہ نسبت کہیں زیادہ خوشحال ہے اس کا سہرا بھی یورپی انتظامیہ کے سر باندھا جاتا ہے۔ ممکن
ہے یہی وجہ ہو کہ اس خوشحالی کا ثمرہ ملک کی عام آبادی کی اکثریت تک نہیں پہنچ پایا ہے
شاید یہ ایک ناخوشگوار اتفاق ہی ہو کہ معاشی خوشحالی کی نعمتوں سے محروم اکثریت
مسلمانوں پر مشتمل ہے...... لیکن یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس میں مثبت تبدیلی
اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک کہ خود مسلمانوں میں احساس زیاں پیدا نہ ہو، جس کا
امکان بدقسمتی سے مغربی افریقہ کی موجودہ سیاسی اور معاشرتی فضا میں امید سے بعید نظر

ایک سال میں پاکستان کے 17 ہزار مسلمان عیسائی بنادیئے گئے

دنیا بھر کی عیسائی تنظیموں نے پاکستان کا رخ کر لیا۔ عیسائی مشنری اداروں کی مکمل مدد امریکی سی آئی اے اور مغربی ممالک کر رہے ہیں۔ گزشتہ ایک برس کے دوران پاکستان میں 17 ہزار غریب 'افلاس اور بے دین لوگوں نے عیسائیت قبول کر لی ہے۔ پاکستان میں عیسائی مشنری اداروں کا سربراہ پیٹر رابرٹسن ہے۔ یہ پاکستان میں بائیبل کادسپانڈنس سکول کا بھی سربراہ ہے اس کا صدر دفتر سول لائن میانوالی میں ہے پیٹر رابرٹسن نے حالیہ شفائیہ اجتماع میں 129 مسلمانوں کو عیسائی بنایا ہے جو ملک کے چاروں صوبوں سے آئے تھے۔ اندرون سندھ میں عیسائیت کی تبلیغ زوروں پر ہے یہ مشنری ادارے لٹریچر، آڈیو، ویڈیو کیسٹوں کے ذریعے مسلمانوں میں عیسائیت پھیلا رہے ہیں۔ پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے بائبل کارسپانڈنس سکول کی پانچ شاخیں ملک بھر میں مصروف عمل ہیں۔ اس کی مرکزی برانچ میانوالی میں جبکہ دوسری شکارپور' تیسری کراچی' چوتھی فیصل آباد اور پانچویں شاخ گجرات میں ہے اس سکول کے سربراہ پیٹر رابرٹسن نے پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے او ایم ٹی (آپریشنل موبلائزیشن ٹیم) بنائی ہوئی ہیں یہ ٹیمیں کتابچہ بعنوان "مسیح کیلئے اسلام کو فتح کریں" اردو، پنجابی اور پشتو زبان میں ملک بھر میں تقسیم کرتی ہیں اور ساتھ بائبل کے کتابچے بھی لوگوں کو فراہم کرتی ہیں۔ 1999ء تک پاکستان کی کل آبادی 12 کروڑ 77 لاکھ میں سے 11 ہزار سات سو 71 مسلمان کو عیسائی بنایا گیا ہے اس میں صرف صوبہ سندھ سے پانچ ہزار 72 افراد عیسائی ہوئے جبکہ اب تک 17 ہزار مسلمان اپنا مذہب بدل کر عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ عیسائیت مشنری اداروں نے ایک خفیہ مشن شروع کر رکھا ہے جس کا نام امپیکٹ رکھا گیا ہے۔ ایک باوثوق ذرائع کے مطابق ڈاکٹر ہمسن سلوم نے کراچی کے 158 مسلمانوں کو عیسائی بنالیا ہے جنہیں باقاعدہ طور پر دسمبر 2000ء کو کرسمس کے موقع پر عام مسلمانوں میں بائبل کے اردو اور انگلش ترجمے کے صحیفے بھی تقسیم کرنے کا انتظام کر لیا گیا ہے

مغربی افریقہ میں عیسائیت کی تبلیغ

مالی مغربی افریقہ کا اسلامی ملک ہے جہاں ۹۵ فیصد مسلمان آباد ہیں مگر اپنوں کی بے رخی اور غیروں کی دلچسپی کے نتیجے میں دیگر ممالک کی طرح یہاں بھی گزشتہ دس سالوں میں عیسائی جماعتوں کی سرگرمیاں تمام اندازوں سے آگے بڑھ چکی ہیں، دن بدن گرجا گھروں کی تعمیر میں اضافہ ہو رہا ہے عیسائی تنظیم کے ایک نمائندے نے موجودہ حالات پر نہایت اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس علاقے میں گزشتہ آٹھ سال میں عیسائیوں کی تعداد ۱۳ ہزار سے ۲۶ ہزار ہو چکی ہے ان تنظیموں کی سرگرمیوں کا محور زیادہ تر مسلم خواتین ہوتی ہیں، جو اپنی کم علمی اور دیگر مجبوریوں کے باعث ان عیسائی تنظیموں کے لئے تر نوالہ ثابت ہو رہی ہیں چنانچہ حال ہی میں یہاں مزید ۳۰ عیسائی مبلغین پہنچ چکے ہیں جو قریہ قریہ گھوم کر عوام الناس میں آڈیو اور ویڈیو کیسٹ مفت تقسیم کرتے ہیں اور تعلیم کو عام کرنے کی غرض بتا کر عیسائیت کی دعوت دے رہے ہیں خصوصاً قحط سالی اور غذا کی کمی کی حالت میں ان تنظیموں کے کارکن سب سے پہلے مختلف دیہات میں غذائی اجناس پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی ان خدمات کا صلہ ہے کہ اس ملک میں اب عیسائیت اکثریت کا روپ دھارتی جا رہی ہے۔

ایتھوپیا میں عیسائی پروگرام

افریقی ملک ایتھوپیا میں عیسائیت کی تبلیغ و ترویج کے لئے مقامی چرچ کی جانب سے ایک مضبوط اور منظم پروگرام ترتیب دیا گیا ہے، پروگرام کے مطابق عنقریب ملک کے مختلف حصوں میں چار ایسے مراکز قائم کئے جائیں گے جہاں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے خصوصی ٹریننگ دی جائے گی اس قسم کے مراکز کا قیام عمل میں بھی لایا جا چکا ہے ہر مرکز سے سالانہ ۵۰ افراد ٹریننگ حاصل کریں گے جنہیں مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کے لئے خصوصی طور پر تربیت دی جائے گی ان پچاس میں ہر شخص ہر سال ۲۰ افراد کو ایسی ہی ٹریننگ دے گا پھر ان بیس تربیت یافتہ افراد میں سے ہر شخص ۱۰ افراد کو اس

قسم کی ٹریننگ دے گا اس طرح ہر سال مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے چرچ کے پاس دس ہزار تربیت یافتہ افراد میسر ہوں گے۔ عیسائی مبلغین کی اس تعداد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ آئندہ چند سالوں میں ہر ایک مبلغ ہر مسلمان تک فرداً فرداً رسائی حاصل کرلے گا۔

تبلیغ عیسائیت اور ہم

☆ افریقہ میں اس وقت مصروف کار عیسائی مبلغین کی تعداد ۱۰۴۰۰۰ سے زیادہ ہے جب کہ چرچ کی زیرنگرانی بیس ہزار سے زیادہ تعلیمی ادارے اور ایک یونیورسٹی کام کررہی ہے۔

☆ افریقیوں کو عیسائی مبلغ بنانے کے لئے ۴۹۰ دینی لاہوتی مدرسے برسرپیکار ہیں۔

☆ ۱۰۶۷۷ نرسری اسکولز چرچ کی نگرانی میں کام کررہے ہیں۔

☆ ۱۶۰۰ اسپتال صلیبی جھنڈا لہراتے ہوئے افریقیوں کو علاج معالجہ کی سہولت دیکر عیسائی بنارہے ہیں۔

☆ چرچ ہی کے زیرنگرانی ۹۸۰ یتیم خانے اور بیوہ گھر کام کررہے ہیں۔

☆ کم ازکم ۴ ریڈیو اسٹیشن اس وقت عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف کار ہیں۔

☆ سوویت یونین کی تحلیل کے بعد وسط ایشیا کی اسلامی جمہوریتوں میں چرچ کی طرف سے پہلے چار سالوں میں کم ازکم تیس ملین یعنی تین کروڑ کی تعداد میں بائبل کے نسخے تقسیم کیئے گئے۔

☆ پہلے چار سالوں کے دوران وسط ایشیا کی ان ریاستوں میں تقریباً گیارہ ہزار گرجے (چرچ) بھی تعمیر کیئے گئے۔

☆ عالم اسلام کی طرف سے اس دوران شرق اوسط کی ایک مسلمان ریاست نے صرف دس لاکھ قرآن پاک کے نسخے وسط ایشیا کو فراہم کیئے۔

کیا اس یلغار کے مقابلے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

نان لے ۔ ایمان دے

جب افریقہ کا نام آتا ہے تو فوراً ہی ذہن میں ایک نقشہ ابھرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی غربت اور افلاس بھوک، پسماندگی اور جہالت معاً ذہن میں افریقہ کی ایک مخصوص صورت لئے سامنے آتی ہے۔

جی ہاں! یہی وہ افریقہ ہے جس میں دنیا کے ۴۶ ممالک واقع ہیں۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم جس کے ممبر ممالک کی تعداد ۴۶ ہے اس کے ۲۹ ممالک کا تعلق افریقہ سے ہے اور باقی ۱۷ ممالک کا تعلق ایشیاء سے ہے۔

مؤرخ آرنلڈ ٹوئن بی اپنی کتاب Studies in History میں لکھتا ہے۔ آج دنیا ایک مسیحی جمہوریت کے قیام کی طرف متوجہ ہے اس جمہوریت میں افریقہ کے رہنے والے عیسائیت کے مخلص خادم ثابت ہوں گے کیونکہ وہ صاف دل رکھتے ہیں جو کسی سابقہ تہذیب کے اثرات سے یکسر خالی ہیں جو انہیں متاثر کر سکیں۔ یا ان کے جدید عقائد پر اثر انداز ہوں۔

مسیحیت اپنے آبائی وطن یورپ اور امریکہ میں ناکام ہو چکی ہے یہی وجہ ہے کہ آج عیسائی مشنریز کی فوج ظفر موج افریقہ میں صلیب و ہلال کی کشمکش میں اپنا اہم رول ادا کر رہی ہے۔

یورپی سامراج جو کہ (صحیح معنوں میں صلیبی سامراج ہے) نے اس براعظم کو بالکل پسماندہ رکھا۔ اپنے دور حکومت میں مسلمانان افریقہ کو عالم اسلام سے پوری طرح کاٹ کر رکھا۔ انہیں اسلامی تعلیمات اور اصولوں سے بے خبر رکھنے کے لئے کوشش کی گئی اور ان میں ہر برائی پروان چڑھائی گئی علاوہ ازیں ایسا نظام تعلیم تشکیل دیا جو صلیبی سامراج کے افریقہ سے دفعان ہو جانے کے بعد بھی پیرس اور لندن کے تابع رہ کر کالے یورپی پیدا کرتے ہیں۔

مصر کے بے تاج بادشاہ لارڈ کرومر نے اپنی کتاب ''جدید مصر'' مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں یہ لکھا ہے کہ ویٹی کن اور کیتھولک کلیسا کے سربراہ ۵ بار افریقہ کا دورہ کر چکے تھے ان

کے دوروں کا آغاز ۱۹۷۹ء میں ہوا تھا۔ وہ ہر دورہ میں ایک سے زیادہ افریقی ممالک میں گئے۔ اگست ۸۵ء میں آخری دورہ سے جو ۸ ملکوں پر مشتمل تھا ان کے خفیہ اداروں اور غریب مسلم عوام کو عیسائی بنانے کے بارے میں چند انکشافات سامنے آئے اس دورے سے ایک میں علی الاعلان یہ بات ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی کہ میں یہاں کسی ملک کے سربراہ کے طور پر نہیں آیا بلکہ ایک مبلغ (مشنری) کے طور پر آیا ہوں۔

اس مضمون کے ذریعے راقم نے کوشش کی ہے کہ مسلم افریقہ میں عیسائیت کے بارے میں کچھ تفصیلات اپنے پاکستانی بھائیوں تک پہنچائی جائیں۔ بالخصوص افریقہ میں شدید ترین خشک سالی اور مختلف ممالک میں جاری خانہ جنگی کے مسلم متاثرین میں مسیحی مشنریز کی سرگرمیوں سے پردہ اٹھایا جائے۔

آج جو ممالک تہذیب کے علمبردار بنے بیٹھے ہیں ان کا ماضی چنگیزیت سے کم نہیں ہے مسلم افریقہ گزشتہ دو صدیوں سے مسیحی مغربی اقوام کے لئے شکارگاہ بنا ہوا ہے یہی تہذیب کی علمبردار قومیں کل تک افریقی باشندوں کو غلام بنا کر تجارتی منڈیوں میں فروخت کرتی تھیں۔ پھر یہی قومیں مسلمانوں کو ان کے مال مویشی کے ہمراہ زندہ جلاتی تھیں۔

برطانیہ اپنے جملہ مقبوضات کو سیاسی آزادی دینے کے لئے تیار تھا اور اسے اصل انتظار اس بات کا تھا کہ پہلے ان جملہ مقبوضہ ممالک میں اہل علم اور سیاسیات کے میدان میں سیاستدانوں کی ایک ایسی پود میدان میں آجائے جو ان کی معنوی جانشین بن جائے اور مغربی تعلیم کے ذریعے مغربی تہذیب کے جملہ مقاصد کو اپنا چکی ہو مگر حکومت برطانیہ انخلاء کے بعد وہاں کسی بھی قیمت پر ایک ثانیے کے لئے اسلامی ریاست کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔

صلیبی سامراج کے افریقہ سے سیاسی انخلاء کے بعد افریقہ میں ایک نعرہ گونجا تھا۔

''افریقہ مسلم براعظم ہے۔''

عالم اسلام کے دلیر اور عظیم قائد شاہ فیصل شہید نے جب ۱۹۷۴ء میں افریقی ممالک کا دورہ کیا تو اس سے مسلمانان افریقہ کے حوصلے بلند ہوئے یہ پسماندگان افریقی ممالک اور ان کے عوام شاہ فیصل سے بہت سی توقعات وابستہ کئے ہوئے تھے شاہ فیصل شہید مسلمانوں کے مسائل کے سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور اس کے حل کے لئے کوشاں بھی رہتے تھے۔ صلیبی سامراج کو یہ دورہ افریقہ ایک آنکھ بھی نہ بھایا اور نام نہاد مہذب مغربی اقوام نے انہیں اپنی راہ میں روڑا سمجھتے ہوئے بالآخر کچھ عرصہ کے بعد شہید کرا دیا۔

مسلم افریقہ کو یورپی اقوام ۲۰۰۰ء تک مکمل مسیحی افریقی بنانے پر عمل پیرا ہیں اس ضمن میں ان کے تیار کردہ افریقی حکمران مغربی اقوام کے خصوصی معاونین بنے ہوئے ہیں اور دانستہ افریقی اقوام کو پسماندہ رکھا جا رہا ہے تاکہ لوگ غربت' بھوک اور افلاس سے تنگ آ کر عیسائیت کے دامن میں پناہ لے لیں اور یوں ''نان'' کے ذریعے ''ایمان'' لوٹا جا رہا ہے۔

اس منصوبے کے تحت ۱۹۸۵ء میں پوپ کی آمد سے پہلے ۱۸ اگست ۸۵ء کو تین امریکی اخبارات واشنگٹن پوسٹ نیویارک ٹائمز اور ہیرالڈ ٹریبون نے اپنے پہلے صفحے پر شہ سرخیوں سے یہ پیغام شائع کیا۔

''پوپ کے اس دورے کا مقصد افریقہ میں کیتھولک چرچ کے لئے پیروکاروں کی تلاش ہے تاکہ وہ اپنی سرگرمیوں میں اضافہ کریں اور یوں اس علاقہ میں ہونے والی حالیہ اسلامی تبلیغی کوششوں کا مقابلہ کر سکیں بالخصوص میراسیوں اور سوڈان کو ملانے والی چوڑی پٹی کے علاقہ میں۔

یاد رہے کہ اس چوڑی پٹی میں جو مسلم ممالک آتے ہیں ان کے نام چاڈ' نائجر' بورکینا فاسو (اپر وولٹا) نائیجیریا۔ کیمرون اور گھانا کے ملک شامل ہیں۔

پوپ نے بذات خود اپنے دورۂ کیمرون میں کہا یہ قوم تمغہ مدبریت کی مستحق

ہے یہ ظالم قوم آج بھی مسلم افریقہ میں اپنا جال پھیلا رہی ہے۔ ایک مقولہ مشہور ہے کہ جو کٹر کیتھولک ہوگا وہی فرانسیسی محب وطن ہوگا۔ انسانی خون کے پیاسے جنوبی فرانسیسی غیر مسلم افریقہ میں مسلم پناہ گاہوں میں جا کر امدادی سرگرمیوں کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں افریقہ میں عیسائیت کو جس تیزی کے ساتھ پھیلایا جا رہا ہے اس کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ کیتھولک افریقیوں کی تعداد جو ۱۹۰۱ء میں ڈیڑھ ملین افراد پر مشتمل تھی اور کل افریقی آبادی کا ایک فیصد تھی آج وہ ۱۵ ملین ہو چکی ہے اور کل آبادی کا ۱۶ فیصد ہے۔

براعظم افریقہ میں اقوام متحدہ کا ادارہ United Nations Commission for Rufugees خاصا سرگرم ہے علاوہ ازیں اقوام متحدہ کے دیگر ادارے مثلاً World food programme اور Food and Agriculture organisation اور World health organisation بھی پناہ گزینوں کے لئے امدادی کام میں مصروف عمل ہیں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان اداروں میں بھی عیسائی مشنری منصوبہ بندی کے تحت لگے ہوئے ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ۸۱-۱۹۷۸ء میں UNHCR کے ایک ڈپٹی ڈائریکٹر آج کل Church World services for immi Grants and Refugee Programme کے ڈائریکٹر ہیں پناہ گزینوں کی معلومات حاصل کرنے سے قبل ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔ جس میں ان ممالک میں سرگرم مشنری اداروں کی کچھ تعارفی کیفیت بیان کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ اس مضمون میں صرف مسلم مہاجرین سے متعلق مواد دیا جا رہا ہے لہذا اس میں متعلقہ ممالک کے بارے میں یہی تفصیلات ہوں گی۔

(1) AACC - All Africa Conference of Churches

افریقہ کے مقامی عیسائیوں کی مرکزی تنظیم ہے۔

(2)Ethopian Orthodex Refugee Counselling

Service

متعصب ایتھوپیائی عیسائیوں کی تنظیم۔

(3) SCC - Sudan Council of Churches

سوڈانی عیسائیوں کی تنظیم۔

(4) TCRS - Tanganyika Christian Refugee Service

تنزانیہ سوشلسٹ کی عیسائی تنظیم۔

اب آیئے یورپی اور امریکی مشنری اداروں کی جانب جو کہ افریقہ میں سب سے زیادہ متحرک ہیں۔ مندرجہ بالا تنظیمیں افریقی ہیں اور یورپی تنظیموں کی نسبت بہت سست ہیں لہذا ان کا تعارف تفصیل سے نہیں دیا گیا۔

(1) OXFAM

یہ ایک برطانیہ کی تنظیم ہے بظاہر ایک فلاحی تنظیم ہے لیکن عیسائیت کی تبلیغ کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا اس کا سالانہ بجٹ ۳۰۰،۰۰۰ ڈالر ہے یہ تنظیم ایتھوپیا کے مہاجرین مقیم یمن عرب جمہوریہ میں سرگرم عمل ہے۔

(2) Medecins Sans Frontieres

یہ تنظیم بیلجیم سے تعلق رکھتی ہے۔ ۱۹۸۰ء میں قائم کی گئی اس تنظیم کو EEC یعنی یورپی اقتصادی برادری کا تعاون حاصل ہے چاڈ مالی صومالیہ ایتھوپیا اور سوڈان میں اس کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ صرف سوڈان میں اس کے ۱۲۰ مراکز قائم ہیں۔

(3) GOAL

یہ ایک آئرش تنظیم ہے غربت کے خلاف جہاد کے عنوان سے مسلمانوں کے ایمان لوٹنے میں محو اس تنظیم کو آئرلینڈ کی وزارت خارجہ اور یورپی اقتصادی برادری ECC کا عملی تعاون حاصل ہے۔ سوڈان یوگنڈا اور صومالیہ میں متحرک ہے۔

(4) Action inter National Countre Lafaim

یہ فرانسیسی تنظیم ۱۹۸۲ء سے حکومت فرانس اور اقوام متحدہ کے تعاون سے یوگنڈا اور چاڈ میں مصروف عمل ہے۔

(5) Association Francaisedes Du Progres

فرانسیسی لوگ کبھی بھی تعصب سے پاک نہیں ہوتے۔ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں کی جنگ اور کیتھولک ملک اور پروٹسنٹنٹ فرقوں کے درمیان سب سے زیادہ تعصب بھی فرانسیسی لوگوں ہی میں پایا جاتا ہے اس لحاظ سے فرانسیسی قوم مجموعی طور پر سب سے زیادہ متعصب قوم ہے اور مسلمانوں سے نفرت کی ایک مثال یوں لیجئے کہ چند برس بیشتر فرانس میں مقیم ۴۰ لاکھ مسلمانوں کو فرانس سے نکالنے کے لئے ایک دہشت گرد تنظیم نے تخریبی سرگرمیاں شروع کی تھیں ایسے میں کسی رضا کارانہ تنظیم سے بھی بھلائی اور خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی یہ تنظیم افریقہ کے ۳۰ ممالک میں کام کر رہی ہے۔ تیسری دنیا کے ممالک میں اسکول، گھر، کنویں اور ڈیم کی تعمیر میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے اس کے رضا کار بھی عیسائی عصبیت ورثے میں لئے کام کرتے نظر آئیں گے۔

اس تنظیم نے جبوتی میں پناہ گزینوں کے لئے خیموں کی فراہمی میں اہم کردار ادا کیا ہے مستقبل میں چاڈ اور ماریطانیہ میں اپنے کام کے ذریعے مسلمانوں کو عیسائیت کی جانب لانے کا منصوبہ ہے اس کا بجٹ ۱۴۰ ملین فرانک سالانہ ہے جس کا بیشتر حصہ French Ministry Co- Operation مہیا کرتی ہے۔

(6)The Experiment in International Living

یہ امریکی تنظیم ۱۹۳۲ء میں قائم کی گئی تھی۔ یہ تنظیم تکنیکی تربیت کی فراہمی کے دوران بڑی تکنیک سے مسلمانوں میں تشکیک پیدا کرتی ہے۔ اب تک ۶۰،۰۰۰ پناہ گزیں اس تنظیم سے تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ صومالیہ، سوڈان اور یوگنڈا میں بڑی سرعت کے ساتھ کام جاری ہے۔

(7) Luthran Aid

اس تنظیم کا خاص مرکز ایتھوپیائی مہاجرین میں ہے۔ یہ ایک منظم عالمی تنظیم

ہیسر ف ۱۹۸۴ء میں مارچ تا دسمبر ۷ ملین ڈالر کی خوراک کپڑے اور دیگر سامان ایتھوپیا کے مہاجرین کو فراہم کیا۔

(8) Save The Children Federation

امریکہ کی یہ تنظیم بچوں کی برین واشنگ کے معاملے میں بڑی متحرک ہے۔ دنیا کے ۴۴ ممالک میں سرگرم ہے۔ ۱۲۷۵ افراد پر مشتمل اسٹاف ہے اور اس کا سالانہ بجٹ ۷۰ ملین امریکی ڈالر ہے اس تنظیم کو برطانیہ ناروے اور اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے U.N Economic And Social Committee کا مکمل تعاون بھی حاصل ہے۔ سوڈان' صومالیہ' زیمبیا' زمبابوے اور ملاوی کے مسلمانوں میں کام کر رہی ہے۔

(9) Dicad

سوڈانی پناہ گزینوں کے لئے کام کرتی ہے اسکولز کی تعمیر اور ادویات وغیرہ پر اس تنظیم نے ۱۹۸۶ء میں ۱۱۴۰۰۰ امریکی ڈالر خرچ کئے۔

(10) Christian Youth Association

(11) Christian Aid

(12) Christian Care

(13) Centre Social Protastant

(14) Church World services

(15) Episcopal church of Sudan Development And Relief Department

(16) International Catholic Migration Commission

(17) Secours Catholique

(18) SocietyOf Jesus

(19) U.S Catholic Conference

(20) Young Men's Christian Association

(21) World Council of Churches

(22) Manitsee

مندرجہ بالا تنظیمیں افریقہ میں سرگرم عمل ہیں عیسائیوں کے آپس میں لاکھ اختلافات سہی لیکن مسلمانوں کے معاملے میں ان کا مؤقف یکساں ہے یہ تنظیمیں باہم رابطہ رکھتی ہیں۔ مثلاً European Con Sulattation On Rufugees And Exiles نامی تنظیم ۴۵ تنظیموں کا پلیٹ فارم ہے یہ آپس میں اطلاعات کا تبادلہ اور تکنیکی تعاون کرتی ہیں۔ اسی طرح Joint Vouluntary Agency میں موجود ہے۔

اب آیئے ان ممالک کی جانب جہاں یہ سارا مذموم کھیل انسانیت' خدمت اور نہ جانے کن کن دلفریب اور خوش نما ناموں سے کھیلا جا رہا ہے اور یوں مسلمانوں پر عیسائیوں کی جانب سے "Raid Via Aid" کی جا رہی ہے اور مسلم دنیا روایتی بے حسی کا شکار ہے۔

(۱) سوڈان

(۱) بلحاظ رقبہ افریقہ کا سب سے بڑا ملک سوڈان افریقہ میں پناہ گزینوں کا سب سے بڑا مرکز بھی ہے۔ دسمبر ۱۹۸۸ء تک اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق پناہ گزینوں کی تعداد ۸۰۷۰۰۰ تھی۔

اس ملک کی یہ بدقسمتی ہے کہ اسے کسی بھی دور میں استحکام نصیب نہیں ہو سکا۔ انگریزوں کے قبضے کے بعد اس ملک کے جنوبی حصہ میں لسانی نسلی اور علاقائی تعصب کو خود انگریزوں نے خوب فروغ دیا یہ علاقہ ایتھوپیا سے ملحق ہے اس علاقے کی کل آبادی ۵۰ لاکھ ہے جس میں سے ۳۰ لاکھ "وکین" یعنی بت پرست ۱۰ لاکھ عیسائی اور ۱۰ لاکھ مسلمان ہیں۔ انگریز اس علاقے کو ایک علیحدہ عیسائی مملکت بنانا چاہتا تھا' آج بھی یہ مکار اور فریبی عیسائی مسلم مملکت سوڈان کو دو ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں' باغی عیسائی امریکہ

ے اسلحہ حاصل کرتے ہیں جب کہ کمیونسٹ عناصر کی حوصلہ افزائی ایتھوپیا اور کیوبا کر رہے ہیں۔ خانہ جنگی کی وجہ سے اس علاقہ کے لوگ بڑی تعداد میں ایتھوپیا ہجرت کر گئے ہیں۔

اس ملک میں گزشتہ سال سیلاب آئے اس سے قبل کچھ علاقوں میں قحط سالی تھی پھر ٹڈی دل کا حملہ ہوا۔ سوڈان کی معیشت ویسے ہی بہت کمزور ہے اور اس پر مزید حالات کی یہ ستم ظریفی۔

چونکہ پورے افریقہ میں سوڈان پناہ گزینوں کا سب سے بڑا مرکز ہے لہذا تن کے گورے لیکن من کے کالے یورپی اور امریکی عیسائی ساز اداروں نے یہاں امداد مہاجرین کے نام پر خوب کاروبار چمکایا ہوا ہے اور نان کے ذریعے غریب اور مصیبت زدہ مسلم مہاجرین کا ایمان لوٹا جا رہا ہے۔

اس ملک میں عیسائی مشنری ادارے عیسائیت کو فروغ دینے کے لئے بھرپور کوششیں کر رہے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کو چیک کرنے کے لئے ''اسلامی افریقی مرکز'' خرطوم کے ڈائریکٹر طیب زین العابدین مسلسل تحقیقات کر رہے ہیں۔ تاکہ مسلم امت کو آگاہ کیا جا سکے اس ضمن میں ''الامتہ'' (قطر) جنوری ۱۹۸۶ء اور ''الیوم'' (دمام) ۱۵ فروری ۱۹۸۶ء کے شمارے میں تفصیلات شائع ہو چکی ہیں۔

(۲) یوگنڈا

یہ ملک بھی بدقسمتی سے مسلسل بدامنی کا شکار ہے عیدی امین کے بعد سے حالات انتہائی نازک صورت اختیار کرتے رہے ہمسایہ ملک تنزانیہ کے عیسائی صدر نے یوگنڈا پر فوج کشی کی اب یہاں تنزانیہ کی حامی حکومت قائم ہے۔ عیسائی پادریوں نے ملک کے ناجائز عیسائی فوجی حکمران کی مدد سے مسلمانوں کا قتل عام کیا اور انہیں عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ ایسے دگرگوں حالات میں مسلمان اپنا ملک چھوڑ کر ہمسایہ ممالک کا رخ کرنے لگے جن میں زائرے، سوڈان اور کینیا شامل ہیں۔

یہاں کے مسلمان بھی عیسائی لٹیروں کا تر نوالہ بنے ہوئے ہیں مہاجرین یمن

بھی یہ مصیبت زدہ مسلمان عیسائی امدادی اداروں کا شکار بنتے چلے جا رہے ہیں جب کہ اندرون ملک بھی مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔

حکومت نے اندرون ملک ایسا نظام قائم کیا ہے جس کے باعث مسلمان ہر شعبہ میں بڑی تیزی سے پیچھے کی جانب ہوتے جا رہے ہیں اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ یوگنڈا میں ۵۵ ہائی اسکول براہ راست چرچ کے تحت چل رہے ہیں جب کہ مسلمانوں کے پاس صرف ۱۵ اسکول ہیں دیگر اسکولوں پر (سرکاری) مکمل طور پر عیسائیوں کا قبضہ ہے۔

اسلامی کانفرنس کی تنظیم نے یوگنڈا میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے قیام کی منظوری دی تھی لیکن عیسائی ادارے اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

حکومت کی ان زیادتیوں اور وحشیانہ اور جنونی عیسائیوں کی کارروائیوں کے بعد یوگنڈا کے مسلم مندرجہ ذیل ممالک میں ہجرت کر گئے ہیں ممالک اور مہاجرین کی تعداد درج ذیل ہے۔

ملک	یوگنڈا سے مہاجرین کی تعداد
سوڈان	۱۵٬۰۰۰
کینیا	۶٬۳۰۰
زائرے	۴۰٬۰۰۰
کل تعداد	۶۱٬۳۰۰

(۳) موزمبیق

کسی زمانے میں مسلمان اس ملک پر حکومت کرتے تھے آج بھی اس ملک کے باشندوں کی واضح اکثریت مسلم ہے ملک کے حکمران سوشلسٹ نسل سے تعلق رکھتے ہیں یہ ملک گزشتہ ۹ سال سے غارت گری اور خانہ جنگی میں مبتلا ہے جنوبی افریقہ کی

مداخلت اور طویل عرصہ کی خشک سالی نے اس کی معیشت کو تباہ کر دیا ہے۔ اس کی زراعت اور صنعت تباہ ہو چکی ہے۔

ایک کروڑ ایک لاکھ پچاس ہزار آبادی والے اس ملک کے ۲ ملین افراد اندرون ملک اور بیرون ملک ہجرت کر چکے ہیں۔ جن ممالک میں یہ پناہ گزین ہیں وہاں عیسائی ادارے دیگر افریقی ممالک کی طرح اپنا جال پھیلا چکے ہیں۔ تفصیلات درج ذیل ہیں۔

ملک	موزمبیق کے مہاجرین کی تعداد
زیمبیا	۲۷،۰۰۰
زمبابوے	۱۶،۶۰۰
تنزانیہ	۷،۲۰۰۰
ملاوی	۶۰،۰۰۰
سوازی لینڈ	۱۰،۳۰۰۰
کل تعداد	۸۷،۳۰۰۰

(۴) صومالیہ

صومالیہ ایک عرصہ سے بدامنی کا شکار ہے یہ ملک ایک زمانے میں روسی بلاک میں شامل تھا اور اب سفید سامراج کا آلہ کار ہے ملک میں ابھی تک خانہ جنگی جاری ہے صومالی صدر سید محمد برے ایک سیکولر ذہن کے مالک شخص ہیں ایک زمانہ میں اس کی تشویش کے پیش نظر انتظامیہ نے گھر گھر اسلامی کتابوں کی تلاشی لی، خشک سالی کے باعث اور گڑ بڑ کی وجہ سے صومالیہ کے لوگوں کی ایک تعداد جو کہ لاکھوں میں تھی ہجرت کر کے سوشلسٹ ایتھوپیا پہنچ گئی۔ جب کہ ایتھوپیا کے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد جو کہ آٹھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے وہ صومالیہ میں پناہ گزین ہے یہاں بھی عیسائی ساز ادارے عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔

صومالی مہاجرین جبوتی اور ایتھوپیا میں پناہ گزین ہیں۔ ان علاقوں میں ہالینڈ

کی "Red Cross" خاصی متحرک ہے بظاہر ریڈ کراس سرکاری تنظیم نظر آتی ہے لیکن عملاً ہالینڈ کی سرکاری سرپرستی میں عیسائیت کے فروغ کا مشن جاری ہے اس ریڈ کراس کے ایک مشنری ''جوزف ماریو'' نے صومالی پناہ گزینوں کے بارے میں کہا:

''میری حکومت اس علاقہ میں عیسائی سازی کی مہم کے لئے دامے درمے سخنے ہر طرح کی کوشش کر رہی ہے''

اس مہم کی تکمیل کے لئے عیسائی ساز اداروں نے مسلمانوں کو مکمل طور پر عیسائی بنانے کے لئے مغربی حکومتوں سے ۴۰ ملین امریکی ڈالر کی اپیل کی تھی تازہ ترین اطلاع کے مطابق اس کا بڑا حصہ موصول ہو گیا ہے۔

(۵) ایتھوپیائی مہاجرین

ایتھوپیا کا وہ علاقہ جہاں مسلم اکثریت ہے حکومت نے جان بوجھ کر پسماندہ رکھا ذرائع آبپاشی اور آمدورفت ناپید ہیں ٹیگرے ذولو اور اری ٹیریا کے علاقوں میں مسلمان ایک طویل عرصہ سے ذادی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اس وجہ سے یہ علاقے کافی تباہ برباد ہو چکے ہیں۔ شہری علاقوں میں حکومت کا کنٹرول ہے یہ ملک افریقہ میں بدترین قحط کا شکار بنا' قحط زدگان کے لئے ٹیگرے میں سب نے پہلا دورہ کرنے والا شخص ''بیسل ہیوم'' لندن کے کیتھولک چرچ کا پادری تھا جس کا مقصد قحط زدہ لوگوں پر یہ ثابت کرنا تھا کہ پریشان حال لوگوں کی امداد صرف عیسائی کر سکتے ہیں۔

ضیاء الحق شہید نے ایتھوپیا کے مسلمانوں کی امداد کے لئے صدارتی فنڈ قائم دکیا۔

دوسرے افراد نے بھی قحط زدگان کی امداد کے لئے پوری مسلم دنیا سے اپیل کی۔

البتہ لیبیا کے کرنل معمر قذافی نے مسلمانوں کی امداد کرنے کے بجائے ایتھوپیا کی کمیونسٹ حکومت کو مسلم مجاہدین کو کچلنے کے لئے نقد رقم اور اسلحہ فراہم کیا۔

ایتھوپیا کے مسلم مہاجرین مندرجہ ذیل ممالک میں ابھی تک پناہ گزین ہیں۔

ملک	تعداد
صومالیہ	۸'۰۰'۰۰۰
سوڈان	۸'۳۰'۰۰۰
یمن عرب جمہوریہ	۴'۵۰۰
جبوتی	۷'۰۰۰
کینیا	۲'۲۰۰
کل تعداد	۱۵'۴۳'۷۰۰

(۶) مہاجرین چاڈ

یہ مسلم اکثریتی ملک ہے لیکن موجودہ سربراہ مملکت عیسائی ہے چاڈ کے ایک سابق مسلمان صدر نے لیبیا سے اتحاد کی خواہش کا اظہار کیا ہی تھا کہ اسے مغربی طاقتوں نے فوجی انقلاب کے ذریعے معزول کر دیا۔ اس وقت سے اس ملک کا لیبیا سے مسلسل جھگڑا ہے مسلسل خانہ جنگی کے باعث لوگ مختلف ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ جو لوگ واپس چاڈ آ گئے ہیں انہیں عیسائی مشنری عیسائی بنانے کے بعد اعلیٰ ملازمتوں اور دیگر ضروریات کی فراہمی میں گہری دلچسپی ظاہر کر رہی ہے یہاں کے عیسائیوں کو فرانس کی مکمل معاونت حاصل ہے۔

ملک	تعداد
سوڈان	۵'۰۰۰
کیمرون	
کانگو	
وسطی افریقہ	

(۷) جبوتی

اس ملک کا رقبہ اور ذرائع آمدن نہایت مختصر ہونے کے باعث غربت کا منحوس سایہ ہر وقت چھایا رہتا ہے۔ اس میں ۱۳۱۰۰ مہاجرین پناہ گزین ہیں جن میں سے

۰۰ے کا تعلق ایتھوپیا اور دیگر کا تعلق صومالیہ اور دیگر ممالک سے ہے یہاں بھی عیسائی مشنریز کو کھل کر اپنا کھیل کھیلنے کا موقع ملا ہوا ہے۔

(۸) الجزائر

یہاں پر پناہ گزین اگرچہ اقوام متحدہ اور حکومت الجزائر سے امداد وصول کرتے ہیں۔ تاہم عیسائی ادارے بھی کچھ کم فعال نہیں ہیں۔ ان مہاجرین کا تعلق صحارا سے ہے۔ مراکش اور الجزائر اس علاقہ پر جھگڑ چکے ہیں۔ ان دو برادر ممالک کی چپقلش کے باعث لوگ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ اب اس جھگڑے کے حل کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔ کیونکہ حال ہی میں افریقہ کے پانچ مسلم ممالک نے مغرب یونین بنانے کا فیصلہ کیا ان میں الجزائر اور مراکش بھی شامل ہیں۔ مہاجرین کی کل تعداد ۱٬۶۷٬۰۰۰ ہے۔

(۹) برونڈی کے مہاجرین

اس ملک کی ۲۵ فیصد سے زائد آبادی مسلم ہے۔ ملک میں مسلسل خانہ جنگی اور قبائلی آویزشوں نے لوگوں کو ہجرت پر مجبور کیا۔ ہجرت کرنے والوں کی ۶۰ فیصد سے بھی زیادہ تعداد مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ مہاجرین حسب ذیل ہیں۔

تنزانیہ۔ ۱۵۴۴۰۰' زائرے ۱۶۰۰۰' روانڈا ۱۴۵۰۰' کل تعداد ۱۸۴۹۰۰۔ آخر میں ان ممالک کا تذکرہ بھی مناسب رہے گا جن میں ۱۰۰۰ یا اس سے زائد مسلمان مہاجرین پناہ گزیں ہیں۔

نمبر شمار	نام ملک	تعداد
(۱)	مصر	۱۱۰۰
(۲)	کانگو	۲۱۰۰
(۳)	ٹوگو	۳۴۴۷
(۴)	گھانا	۳۸۰۰
(۵)	بینن	۳۰۰۳

(۶)	وسطی افریقہ	۴۳۰۰
(۷)	کیمرون	۵۳۶۰۰
(۸)	سینیگال	۵۱۸۴
(۹)	نائیجیریا	۵۰۸۵
(۱۰)	گنی بساؤ	۵۰۰۰

یہ تعداد صرف افریقی مسلمان مہاجرین کی ہے جب کہ لبنان اور فلسطین کے علاوہ افغانستان، کرد اور محصور پاکستانی پناہ گزینوں کی تعداد کو بھی شامل کرلیا جائے تو تعداد بہت ہی زیادہ بڑھ جائے گی ان حالات میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم کو مسلمان پناہ گزینوں کی عملی امداد کے لئے اسلامک ہائی کمیشن فاردی ریفیوجیز فی الفور قائم کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں مسلم رضا کار تنظیموں کو بھی آگے بڑھنا چاہیے۔ اگرچہ رابطہ العالم الاسلامی، سعودی عرب، کویت، الجزائر، فلسطین اور سوڈان کی ہلال احمر کی تنظیمیں بھی امدادی سرگرمیوں میں شریک ہیں تاہم عیسائی مشنریز کے مقابلے میں ان کی حیثیت آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

آج اگر ہم اپنے دکھی اور مصیبت زدہ بھائیوں کی عملی امداد سے گریز کریں گے تو پھر مسلمانوں کی تعداد گھٹتی ہی چلی جائے گی اور مسلمانوں کی امداد نہ کرنے کی جوابدہی یقیناً تمام مسلمانوں سے روز قیامت ہوگی۔ اسلامی اور انسانی نقطہ نگاہ سے اس مسئلے پر ہر مسلمان کو اور مسلم حکومتوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے ورنہ افریقہ کو بھی اندلس بنادیا جائے گا۔

باب نمبر ۱۰

یورپ میں عیسائیت کے مشن

ترکی پر عیسائی مبلغین کی یلغار

سیکولرزم کی دعوے دار حکومت نے مسلمانوں کے ملک

میں ساری پابندیاں صرف اسلام پر لگا رکھی ہیں

ترکی تضادات کا ملک ہے بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ اجتماع ضدین ہے ایک وقت تھا جبکہ سلطنت عثمانیہ کے دور میں ترکی ایک سپر طاقت تھا اور عالم اسلام کی رہنمائی اس کے ہاتھ میں تھی لیکن سلطنت کے زوال کے وقت ترکی قعر مذلت میں گر چکا تھا اور اسے یورپ کا مرد بیمار کہا جاتا تھا کہاں دور عثمانیہ میں ترکی کا تشخص اسلامی تھا اور یہاں مسلمان ہونا باعث صد افتخار' اور کہاں اتاترک اور عصمت انونو کے دور حکومت میں مسلمان کہلانا قابل گردن زنی ٹھہرا اور اسلام کی بیخ کنی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی۔

ترکی واحد سیکولر ریاست ہے جس کی ۹۸ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور جہاں ۶۵ سال کے لادینی نظام اور مذہب دشمن ظالمانہ قوانین کے باوجود لوگوں کا اسلامی جوش و جذبہ سرد نہیں ہوا بلکہ نمایاں طور پر ابھرا ہے علاوہ ازیں ترکی اکیلا مسلمان ملک ہے جہاں ''پلے بوائے'' اور ''پلے مین'' جیسے بین الاقوامی شہرت کے فحش رسائل کے ترکی ایڈیشن نکلتے ہیں اور مقامی اخبارات اور رسائل میں بھی مہذب اخلاق تصویریں اور مضامین شائع ہوتے ہیں اور جہاں ''اسلام'' نام کا ماہنامہ اور بعض دوسرے اخبارات و جرائد لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں ایک طرف ننگوں کے کلب قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہیں اور ساحلی سیاحتی مراکز میں عورتوں کو ٹاپ لس پھرنے کی زیادہ سے زیادہ آزادیاں دی جا رہی ہیں اور دوسری طرف مذہبی ذہن کی خواتین کے سر ڈھانپنے یا

پردہ کرنے پر ایک طوفان بدتمیزی اٹھایا جا رہا ہے یہاں پر اسلامی تحریک کی تقریباً ساری شکلیں موجود ہیں ان میں شریعت وخلافت کی حامی بھی ہیں اور سعودی عرب یا ایران کی زیر اثر تحریکات بھی۔ اسی طرح بائیں بازو کے ماسکو نواز اور پیکنگ نواز افراد اور گروپوں کے علاوہ بعض زیر زمین انقلابی تحریکات بھی ہیں ملحد افراد اور گروپوں کی تعداد بھی خاصی ہے لیکن عوامی اور اجتماعی دباؤ کے ڈر سے یہ لوگ اپنے ملحدانہ خیالات ونظریات کا بانگ دہل اعلان نہیں کرتے اگرچہ حال ہی میں بعض نام نہاد دانشوروں' مثلاً مصطفے ایک میک چے (Ekmekci) اور چے تین آلشن (Cetin Altain) سور کا گوشت کھانے کی حمایت کر چکے ہیں ایک طرف ترکوں کو اپنی شجاعت اور مردانگی پر ناز ہے اور دوسری طرف ان کے دو سب سے بڑے مغنیوں میں سے ایک (ذکی مورین) مخنث ہے اور دوسرا (بلنت ارسوئے) آپریشن کرا کے مرد سے عورت بن چکا ہے ذہنوں کا یہ بگاڑ اور حالات واقعات کا یہ تضاد برسر اقتدار جماعت اور حکومت میں بھی موجود ہے چنانچہ مادر وطن پارٹی میں جہاں محمد کیچے جی لی (Kegeciler) جیسے مذہب پسند لوگ موجود ہیں وہاں مسعود یلماز جیسے لبرل اور نور الدین یلماز جیسے سوشلسٹ اور کردوں کے ترجمان بھی ہیں خود وزیر اعظم پنج وقتہ نمازی ہیں جب کہ ان کی بیگم عورتوں کی آزادی کی پرجوش حامی ہیں اور ان کی بیٹی نے آرکسٹرا کے ایک ڈرمر سے شادی کر رکھی ہے۔

ان تضادات کی تازہ ترین مثال عیسائی مشنریوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں ہیں یہاں آج کل مسیحی پروپیگنڈے کے بارے میں گرما گرم بحث جاری ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس کی ابتداء روزنامہ "حریت" کی ایک خبر سے ہوئی ہے جو اس سے پہلے ترکی میں اسلامی بیداری پر کان کھڑے کر چکا ہے اور دوپٹہ یا پردہ کے مسئلے پر واویلا مچا چکا ہے واضح رہے کہ ترکی میں ساری آئینی اور قانونی پابندیاں مسلمانوں کے لئے ہیں' غیر مسلم اس سے بری ہیں۔ اسلام کے نام پر کچھ کہنا یا کرنا جرم ہے بعض حلقوں کی جانب سے یہ کوشش تھی کہ ایک ایسے قانون کا اجراء کیا جائے جس میں اللہ' رسول اور مذہب کو گالی دینا قابل سزا جرم قرار دیا جائے' لیکن سیکولر حلقوں کے اعتراض پر یہ کوشش واپس لے لی

گئی مسلمانوں کے لئے پیری و مریدی یا مذہبی سلسلوں (طریقوں) میں حصہ لینا ممنوع ہے اب تک بے شمار لوگوں کے خلاف اس قسم کی مذہبی سرگرمیوں سے متعلق الزامات عائد کئے جا چکے ہیں، تحقیقات کی جا چکی ہے اور سزائیں دی جا چکی ہیں۔ اسلامی مبلغ و مفکر سعید نورسی کے رسالے کو پڑھنا جرم ہے۔ دوپٹہ (ٹرین) رابطہ العالم اسلامی اور رجعت پسندی سے متعلق آسمان سر پر اٹھالیا گیا تھا اور اس بارے میں زبان ہلانے والے ہر شخص کے پیچھے یہاں کے سیکولر اخبارات اور حلقے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہیں اس کے برخلاف غیر مسلموں پر کوئی پابندی نہیں ہے عیسائیوں، یہودیوں، مجوسیوں اور ان کے سارے مذہبی فرقوں کو اور فری میسن، روٹری، لائنز کلبوں اور دوسری انجمنوں کو پوری مذہبی اور فکری آزادی حاصل ہے ان لوگوں کے لباس، تراش خراش پر بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔

ہمارے خیال میں نوجوانوں میں عیسائیت کے اس پرچار کا راستہ مذہب دشمنی نے ہموار کیا ہے ۱۹۳۲ء میں جب کہ اتاترک صدر اور عصمت انونو وزیر اعظم تھے ترکی میں مسجدوں اور دوسرے مذہبی اداروں اور یادگاروں کی بے حرمتی کی گئی ان کے دروازوں پر تالا لگا دیا گیا انہیں منہدم کیا گیا اور ان کو اصطبل بنا دیا گیا، مدارس بند کر دیئے گئے، سارے مذہبی اداروں کو ختم کر دیا گیا عربی میں اذان دینے اور نماز پڑھنے پر پابندی عائد کر دی گئی حج پر جانا ممنوع قرار پایا عصمت انونو کے چہیتے وزیر اعظم سراج اوغلو (Saracoglu) نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا "حضرات آپ مجھے ۳۰ سال کی مہلت دیجئے اس ملک سے مذہب کا نام و نشان مٹا دوں گا" انونو کے ایک اور وزیر اعظم رجب پیکر نے ایک ممبر اسمبلی کی اس تجویز پر کہ کمیونزم کو روکنے کے لئے اسلام کو کچھ موقع دیا جائے یہ جواب دیا تھا "نہیں میں سرخ زہر کو دفع کرنے کے لئے سبز زہر نہیں پی سکتا" انونو کی یہ مذہب دشمنی ۱۹۴۵ء تک پورے زور و شور سے جاری رہی اس کے بعد جمہوریت اور کثیر الجماعتی نظام کا آغاز ہوا۔

"مسیحی پروپیگنڈے" کی جو تفصیلات سامنے آئی ہیں، وہ یہ ہیں ایک کیتھولک تبلیغی انجمن نے، جس کا مرکزی دفتر سوئٹزرلینڈ میں ہے اور جسے مختلف بیرونی ممالک

سے امداد ملتی ہے' ترک نوجوانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے ایک سوچے سمجھے منصوبے پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے یہ انجمن مختلف ذرائع سے ایسے ترک نوجوانوں کے پتے حاصل کرتی ہے' جو ذہنی طور پر پریشان یا مالی طور پر حمایت کے محتاج ہوتے ہیں' یہ انجمن ان کو پمفلٹ اور دعوت نامے وغیرہ بھیجتی ہے اور ان سے درخواست کرتی ہے کہ وہ استنبول میں سینٹ انتونیو (Saint Antoine) نامی گرجے میں آ کر وہاں کی دعا میں شریک ہوں۔ وہاں دینی تعلیم کے پردے میں ان کی برین واشنگ کی جاتی ہے اس کے بعد ان کے عیسائیت کی طرف رجحان کا اندازہ کیا جاتا ہے یہ ہتھکنڈہ کیتھولک عیسائیوں کے علاوہ پروٹسنٹ اور ڈیوڈ موزس (Mozis) فرقے والے بھی استعمال کرتے ہیں' سینٹ انتونیو گرجے کے پادری لوئی گی لانیتو کے بیان کے مطابق ''یونیورسٹی کے طلباء میں سے سات فیصدی خمینی طرز کی اسلامی حکومت کے حامی ہیں' بیس فیصدی بے دین ہیں باقی آپ جانتے ہیں ہمارے دروازے کیتھولک ہونے والوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں ہم سے رجوع کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے'' اس قسم کے نوجوانوں کی عمر ۳۰ سے ۲۵ سال کے درمیان ہوتی ہے گرجے میں تبدیلی مذہب کے لئے تقریب اتوار و منگل کو ایک خاص وقت پر ہوتی ہے اور ہفتے میں دو بار ''ندامت کے گھنٹے'' میں شرکت کے بعد شراب نوشی اور روٹی کھانے کی رسم کے ساتھ بپتسمہ تقریب ہوتی ہے۔

روزنامہ ''حریت'' کے نمائندے نے اس قسم کی ایک تقریب میں شرکت کی اس کے بیان کے مطابق ۳۰ لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل گروپ میں سے ۱۰ مسلمان اولاد کے طور پر پیدا ہوئے تھے باقی سریانی' ارمنی اور یہودی تھے ان میں سے بعض کا بپتسمہ ابھی نہیں ہوا تھا ان کی دعائیں ترکی زبان میں تھیں گرجے میں مذہبی کورس میں شامل نوجوانوں کے نام سلیمان' جنید' کمال' اور شاہین تھے اور یہ زیادہ تر متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں نئے عیسائی ہونے والوں میں ۲۳ سالہ مبلغ ایک این ایر (Ekener) بھی ہے اس نے عیسائیت کو اپنانے کا سبب ''ذہنی خلا'' بتایا وہ ایک پرائیویٹ تھیٹر میں آرٹسٹ

ہے اس نے اس بات کی شکایت کی کہ وہ اپنے نئے مذہب کو ظاہر کرنے سے ہچکچاتا ہے' کیونکہ خاندان والوں اور پڑوسیوں کا ردعمل سخت ہوتا ہے۔

ترکی میں مشنریوں کا پروپیگنڈہ کوئی نئی چیز نہیں ہے' کیتھولک عیسائیوں نے جو مشنری سرگرمیوں میں آرتھوڈکسوں سے آگے ہیں ۱۲۰۴ء میں لاطینیوں کے استنبول پر حملے کے بعد اطمینان کا گہرا سانس لیا اور اپنی سرگرمیوں میں اضافہ کر دیا گالاتا کے علاقے میں جنیوا (Genoa) اور وینس کے عیسائیوں کا ایک کلیسا پہلے سے موجود تھا' لیکن استنبول میں کیتھولک عیسائیوں کی ابتداء ۱۲۰۴ء میں ہوئی اس سے پہلے بازنطینی اور آرتھوڈکس عیسائی' عیسائیت کی ابتداء ہی سے موجود تھے۔

۱۴۵۳ء میں استنبول کے سلطان محمد فاتح کی طرف سے فتح کئے جانے کے بعد ایک طرف آرتھوڈکس کلیسے کے سربراہ بطریق کو مختلف مراعات دی گئیں اور دوسری طرف لاطینیوں کو پوری مذہبی آزادی دی گئی حقیقت یہ ہے کہ بازنطینیوں کے مقابلے میں لاطینیوں کے ساتھ زیادہ مذہبی رواداری برتی گئی۔

ترکی میں ۱۹ویں صدی کے اواخر میں عیسائیت کے فروغ کے زیادہ امکانات پیدا ہوئے عثمانیوں کے آخری دور میں تنظیمات کے شاہی فرمان نے مغرب زدگی کو ایک نئی شہ دی گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ تنظیمات نے یہاں عیسائیت کی تبلیغ میں سینٹ انتونیو کے گرجے کو ایک خاص مقام حاصل ہے گالاتا کے علاقے میں واقع اس گرجے کی تاریخ تین سو سال پرانی ہے یہ کلیسا آج جہاں موجود ہے' وہاں فرانسیسکن کلیسا پہلے سے موجود تھا یہ کلیسا ۱۶۹۶ء میں جل گیا ۱۷۲۵ء میں یہاں لکڑی سے ایک گرجا تعمیر کیا گیا اسے پاووا کی سینٹ انتونیو سے معنون کیا گیا۔ یہ کئی بار جلا اور زلزلے میں منہدم ہوا یہاں تک کہ ۱۹۱۳ء میں اس کی تعمیر دوبارہ ہوئی۔ اس وقت سے یہ گرجا عیسائیوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ اس تین سو سالہ گرجے میں استنبول کے عیسائیوں کی ساری بڑی تقریبات ہوتی ہیں خاص طور پر کرسمس اور نئے سال کے موقع پر یہاں بے انتہا رونق ہوتی ہے مبصرین کی رائے یہ ہے کہ یہاں اونچی سوسائٹی میں عیسائیت کی جانب رجحان ہر سال بڑھتا

جا رہا ہے اور کلیساؤں کی مذہبی تقریبات میں بہت سے نام نہاد مسلمان آرٹسٹ، مغنی اور دوسری اہم شخصیتیں شریک ہوتی، موم بتیاں جلاتی اور دعائیں مانگتی ہیں اس دوران عالم عیسائیت نے ترکی میں عیسائیت کی تبلیغ سے متعلق پروپیگنڈے اور سرگرمیوں میں بھی اضافہ کردیا ہے دنیا میں جوئے کے سب سے بڑے مرکز مونٹے کارلو میں موجود ایک ریڈیو اسٹیشن سے ہر شام آدھے گھنٹے کا ترکی زبان میں پروگرام ہوتا ہے، جس میں خصوصاً یورپ کے ترکوں کو عیسائیت کی دعوت دی جاتی ہے سویڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہالم میں IBRA نامی ایک ریڈیو بھی ترکوں کو عیسائیت میں شمولیت کی ترغیب دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ وہ عیسیٰ مسیح پر ایمان لا کر ابدی خوشی حاصل کریں یہ دونوں ریڈیو نیو یارک کے ایک مسیحی تبلیغی ادارے کی ہدایت کے مطابق فرائض سرانجام دیتے ہیں اس ادارے کا نام (The Transworld Radio) ہے۔

عیسائی فرقہ ”گواہان یہوواہ“ جارحانہ تبلیغ میں سب سے آگے ہے

نوجوان ذہنوں کو پراگندہ کرنے کے لئے ٹیلی فون ڈائریکٹریوں کی مدد بھی لی جاتی ہے ڈائریکٹریوں سے پتے لے کر ”آسمانی امداد“ کے نام سے ایک کتابچہ بھیجا جاتا ہے ۲۸ صفحے کے اس کتابچے میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں وائس گوڈ نامی ایک شخص نے عیسائیت کو اپنا کر نجات حاصل کی اس کتابچے میں انجیل کو بلا معاوضہ بھیجنے کی پیشکش بھی کی جاتی ہے کتابچے کے ساتھ بعض دوسرے رسالے، کوپن اور مکتوبات بھی ہوتے ہیں یہ زیادہ تر پھینک دیئے جاتے ہیں لیکن بعض لوگ دلچسپی بھی لیتے ہیں اور مزید مواد اور معلومات حاصل کرتے ہیں۔

ترکی میں عیسائیت کے جو مختلف فرقے فروغ پا رہے ہیں، ان میں ”گواہان یہوا“ غالباً سب سے زیادہ سرگرم ہے مناسب یہ ہوگا کہ ان پر سیر حاصل بحث کی جائے۔ ”یہوا“ توراۃ میں خدا کے مختلف ناموں میں سے ایک ہے یہ لفظ عبرانی زبان کا ہونے

کی وجہ سے یہ سمجھا گیا ہے کہ ''یہوا کے گواہوں'' کا تعلق یہودیوں سے ہے یا یہ کہ وہ صیہونیت کے حامی ہیں کمیونسٹ ممالک میں اس فرقے کو استعماریت کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے جب کہ امریکہ میں اسے ایک اشتراکی تنظیم کہا جاتا ہے۔ عیسائی کلیسا کے مطابق یہوا کے گواہ دقیانو اور انتہا پسند ہیں حتی کہ اس کا الزام ہے کہ یہ عیسائیت کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں دوسری طرف امریکی رسالے Look کے مطابق وہ دنیا کے بچے کھچے خدائی خدمت گار ہیں انسائیکلو پیڈیاؤں میں دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ وہ ایک عیسائی فرقہ ہیں خود ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ وہ اس کائنات کے خالق واحد ''یہوا'' اور حضرت عیسیٰ کے حقیقی پیروکار ہیں ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ بہر حال ایک عیسائی گروہ ہیں اور عیسائیت کی خدمت کر رہے ہیں۔

یہوا کے گواہوں کے فرقے کا آغاز انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں (۱۸۷۰ء) چند افراد کا عیسائیت کے بنیادی عقیدوں سے ہٹ کر ایک جماعت قائم کرنے سے ہوا۔ اس جماعت کی تعلیمات کی بنیاد زیادہ تر عیسائیت اور تھوڑی بہت یہودیت پر تھی اس جماعت کی مجلس عاملہ کا پہلا صدر فریڈ ولیم فرانز تھا (۱۸۹۳ء) شروع میں اس تنظیم کی سرگرمیاں خفیہ تھیں بعد میں امریکہ اور یورپ میں اس کے حامیوں میں اضافہ ہو گیا اس تنظیم کے افراد ہٹلر کے دور میں جرمنی اور دوسرے یورپی ممالک میں ظلم و زیادتی کا شکار ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران انہیں لیبر کیمپوں میں رکھا گیا اور اذیتیں دی گئیں جنگ کے بعد انہوں نے دوبارہ قوت حاصل کرنی شروع کی۔ پہلے محض عیسائیوں کو اپنی طرف دعوت دینے والے یہوا کے گواہوں نے بعد میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی اپنی طرف مائل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں ان کی کل تعداد ۳۰ لاکھ ہے۔

یہوا کے گواہوں نے ترکی میں اپنی سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۳۱ء میں کیا۔ ۱۹۵۰ء میں ایک جلسہ ہوا جس میں مستقبل کا لائحہ عمل طے ہوا۔ ۱۹۵۶ء میں یہوا کی تنظیم کے اولین ممبران نور (Knoor) اور فرانز ترکی آئے انہوں نے کوئی ۲۰۰ افراد سے

ملاقات کی کوئی ۲۰ سال بعد یہوا کے گواہوں نے ترکی کی باقاعدہ شاخ قائم کی تنظیم کا منشور تیار کیا گیا ۱۰ جولائی ۱۹۷۴ء کو شاخ کے قیام سے متعلق درخواست استنبول میں ایک مجسٹریٹ کو پیش کی گئی یہ درخواست نومبر میں منظور ہوئی اور یہوا کی تنظیم ''کتاب مقدس کے کورسز کی انجمن'' کے نام سے قائم ہوگئی اس کی شاخیں بعد میں ازمیر' انقرہ اور انطاکیہ میں قائم ہوئیں۔

۳۰ مارچ ۱۹۷۵ء سے یہوا کے گواہ یورپی ممالک کی طرح ترکی میں آزادی کے ساتھ اپنے کھلے اجتماعات کرتے ہیں خیال یہ ہے کہ یہوا کے گواہوں کی کل تعداد ۳ ہزار ہے یہ زیادہ تر استنبول' انقرہ' ازمیر' برسا' انطاکیہ' ایلکی شہر اور طرابزون میں سرگرم ہیں ان کا ایک بڑا جلسہ ۱۹۷۸ء میں استنبول کے ایک اسٹیڈیم میں ہوا جس میں ۱۲۰۰ گواہوں نے شرکت کی ۱۹۸۲ء میں انہوں نے شان سینما میں ایک اور بڑا اجتماع کیا۔

اندازے کے مطابق آج کل ترکی میں ۸۰۰ یہوا مبلغین ہیں فرینکفرٹ میں واقع یہوا تحریک کے شعبہ ترکی کے سربراہ رونالڈ یونگ کے دعوے کے مطابق ترکی میں تین ہزار سات سو پچاس گواہ موجود ہیں اس شعبے کے ایک اور اہلکار اویوے کلاگیس (Uli VE. H.Klages) امریکہ میں شائع شدہ تبلیغی لٹریچر کا ترکی زبان میں ترجمہ کروا کے یورپ کے ترکوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ترکوں کا بپتسمہ کرتے ہیں اس تنظیم کا ہر تین چار سال میں جرمنی میں ایک اجتماع عام ہوتا ہے جہاں ترکوں پر بڑی توجہ دی جاتی ہے اور انکا بپتسمہ کیا جاتا ہے اجتماع عام میں انجیل پڑھی جاتی ہے' اس پر علمی بحث کی جاتی ہے اور بعض دوسرے مذہبی و سماجی مسائل زیرغور آتے ہیں کلاگیس' جو جرمنی کے Hessen شہر میں سرگرم عمل ہے' ایک ہزار ترکوں کو اپنی تنظیم کے دائرے میں لایا ہے یہ لوگ جرمنی میں مقیم تقریباً ۱۵ لاکھ ترکوں کے مختلف مادی' مالی' نسلی اور سماجی مسائل کو حل کرنے کے دعوے کے در پردہ ان کو عیسائی بنانے کی کوشش کرتے ہیں ان کا ایک رسالہ Uyanin (بیدار ہو) ہے جو ترکوں میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے یہ رسالہ دنیا میں ۵۴ زبانوں میں شائع ہوتا ہے اور ہر شمارے کی تعداد ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ۸۰ ہزار ہوتی ہے۔

البانیہ کے مسلمان اور مسیحی مشن

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد کے ماہنامہ ''عالم اسلام اور عیسائیت'' نے اپریل ۹۳ء کی اشاعت میں مشرقی یورپ کے مسلم اکثریت کے ملک البانیہ میں مسیحی مشن کی سرگرمیوں کے بارے میں یہ رپورٹ شائع کی ہے جس سے مسیحی مشنریوں کے اصل اہداف کو باآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

(ماہنامہ فوکس (لیسٹر) نے The European بابت ۲۲ـ۱۲۵کتوبر ۱۹۹۲ء کے حوالے سے البانیہ میں امریکی بپٹسٹوں کی سرگرمیوں کے بارے میں ایک مضمون نقل کیا ہے جس کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے)

۷۵ فیصد آبادی کے ملک البانیہ نے اپنے زیر انتظام تمام سرکاری یتیم خانے فلوریڈا (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) کے ایک بنیاد پرست مسیحی گروہ کے حوالے کر دیئے ہیں بچوں کی فلاح و بہبود سے متعلق اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یونیسف Unicef نے اس صورت حال پر کہا کہ جس انداز سے امریکی "Hope for the world Foundation" ''امید برائے دنیا فاؤنڈیشن'' نے البانوی حکومت کو اپنے شہریوں کے حقوق سے دستبردار ہو جانے کے لئے اپنے پھندے میں پھنسایا ہے' اس پر یونیسف ''سخت پریشان'' ہے اسی طرح بچوں کی فلاح و بہبود کے مختص ایک بین الاقوامی گروپ نے مذکورہ فاؤنڈیشن کے ایک یتیم خانے کا دورہ کرنے کے بعد ''بچوں کو معاشرے سے کاٹ کر رکھنے اور ان کی مخصوص ذہن سازی'' پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔

مذکورہ فاؤنڈیشن فلوریڈا کے ایک خود مختار بپٹسٹ چرچ کا ذیلی شعبہ ہے جو مشرقی یورپ میں تبشیر اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر کام کرنا چاہتا ہے گزشتہ سال کے آغاز میں یونانی آرتھوڈوکس اور مسلمان تنظیموں کے مقابلے میں البانوی حکومت نے اس فاؤنڈیشن کو یتیم خانے کے ٹھیکے دیئے اور فاؤنڈیشن کو بچوں کے کلی حقوق کفالت دے

دیے ہیں چنانچہ پانچ ہزار کے لگ بھگ یتامیٰ کی صحت، بہبود اور تعلیم اس امریکی تنظیم کے ہاتھ میں ہے، بچوں کو یتیم خانوں کے حوالے کر دینے والے عزیزوں کو فاؤنڈیشن کے حق میں اپنے تمام حقوق سے دستبردار ہونے کے ایک حلف نامے پر دستخط کرنے پڑتے ہیں فاؤنڈیشن کی نمائندہ اور فلوریڈا میں اور لینڈو میں بپٹسٹ چرچ کی مددگار پاسٹر شارلی جیٹ نے تسلیم کیا ہے کہ فاؤنڈیشن کے ذریعے مسلم یتیم بچوں کو ان کے مذہب کی تعلیم نہیں دی جائے گی، البتہ وہ مذہبی واقفیت ''نظام تعلیم کے ذریعے غالباً حاصل کر لیں گے''

یونیسف کے نمائندہ خصوصی علی رضا محلاتی کے مطابق بچوں کی فلاح و بہبود سے متعلق معائنہ کرنے والی ایک ٹیم کو اس امر پر ازحد تشویش ہے کہ بچوں کو معاشرے سے کاٹ کر رکھا جا رہا ہے اور ان کے ذہن بدلنے کے لئے بھرپور پروگرام جاری ہے جناب علی رضا محلاتی نے بچوں کے شکایات بھرے خطوط البانوی حکام کو بھجوا دیئے ہیں مگر انہیں کوئی جواب موصول نہیں ہوا انہوں نے کہا کہ ''حکومت نے اپنے حاکمانہ حقوق، جو اسے اپنے شہریوں کے بارے میں حاصل ہیں، دستخط کر کے دوسروں کے حوالے کر دیے ہیں''

''یہ ایک ازحد قابل اعتراض معاہدہ ہے جس میں چند خوفناک دفعات ہیں اور البانوی حکام دستخط کر کے پھنس گئے ہیں اس ملک میں ضروریات، بالخصوص ان اداروں (یتیم خانوں) میں بہت زیادہ ہیں جہاں کچھ کھانے کو نہیں، کمرے گرم رکھنے کا کوئی انتظام نہیں حتیٰ کہ شیر خوار بچوں کے لئے زیر جامہ تک دستیاب نہیں اگر کوئی مسکراتے چہرے اور بائبل در بغل یہاں آ نکلے تو حکام اسے خدا کی طرف سے ایک نعمت خیال کرتے ہیں وہ یہ نہیں جان سکتے کہ آنے والے کے مقاصد کیا ہیں''

رپورٹ کے مطابق ''یتیم خانوں کے ڈائریکٹر نے معائنہ ٹیم کے ارکان کو بتایا کہ ''جب والدین اپنے بچوں کو یتیم خانے میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو انہیں (بچوں پر) اپنے حقوق سے دستبردار ہونے کے لئے ایک حلف نامے پر دستخط کرنے پڑتے ہیں

بچوں کا بیرونی دنیا سے کوئی رابطہ نہیں ہوتا''

''یونیسف کا کہنا ہے کہ یہ البانیہ کے وزراء سے اس وقت تک مسلسل رابطہ رکھے گا جب تک کہ یہ معاہدے توڑ نہیں دیئے جاتے لیکن اکثر البانوی افسران کا احساس ہے کہ اس طرح کم از کم یتیموں کو کپڑے اور کھانا تو مل رہا ہے' اس وقت انہیں بنیاد پرست مسیحیت کی تعلیم دی جارہی ہے یا کفالت کے لئے بیرون ملک بھیجا جارہا ہے مگر معاہدے ٹوٹ جانے پر ان کی حالت بہت زیادہ خراب ہوگی''

شارلی جیٹ کا کہنا ہے کہ اورلینڈو بپٹسٹ چرچ' جسے ان کے بھائی پاسٹر ڈیوڈ جیٹ چلارہے ہیں' ایک ''بنیاد پرست اور خود مختار'' چرچ ہے' اور چرچ بائبل کی نشر و اشاعت میں خلوص دل سے یقین رکھتا ہے کربین جزائر' کینیا اور فلپائن میں اس کے پروجیکٹ ہیں اور اب چرچ یتیموں سے متعلق اپنا پروگرام رومانیا میں شروع کر رہا ہے۔

''انہوں نے بتایا کہ Hope for the world بالخصوص البانوی یتیموں کے لئے دو مقاصد کے پیش نظر قائم کی گئی ہے اولاً انہیں بائبل سے روشناس کرایا جائے اور ثانیاً انہیں گھر جیسا ماحول فراہم کیا جائے یتیم خانوں کا انتظام سنبھالنے کے سلسلے میں فلوریڈا سے پاسٹر جیٹ اور چرچ کے دوسرے افراد نے تیرانہ میں حکومتی نمائندوں سے ملنے کے لئے چھ یا سات بار البانیہ کا سفر کیا ہے معاہدہ طے پانے میں کوئی رقم استعمال نہیں ہوتی بلکہ فاؤنڈیشن کو صحت اور تعلیم کی وزارتوں کو اس حد تک مطمئن کرنا پڑا کہ وہ یتیم خانے چلا سکتی ہے''

The European کے نمائندے نے تیرانہ کا ایک یتیم خانہ دیکھا ہے جہاں فاؤنڈیشن کی نمائندہ ڈیبی ہوف مین نے اسے بتایا کہ بچوں کو اسکول جانے کے لئے عمارت سے باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ انہیں وہ خود فاؤنڈیشن کے دوسرے ارکان اور کچھ البانوی پڑھاتے ہیں جن کا انتخاب فاؤنڈیشن کرتی ہے اب تیرانہ میں ایک دوسرے یتیم خانے کو امریکہ میزبانوں کے حوالے کرنے کا راستہ صاف ہو چکا ہے رپورٹ کے مطابق ڈیبی ہوف مین نے کہا کہ ''جس طرح ہم کام کر رہے ہیں'

اس کے مطابق ہر ایک یتیم خانے میں ایک دو مقامی خاندانوں کو شامل کیا جائے گا"

فاؤنڈیشن اپنے پروگرام میں البانیہ کے ان بچوں کو بھی شامل کر رہی ہے جو سڑکوں پر آوارہ گھومتے ہیں اگرچہ یہ بچے بھیک مانگ کر زندگی گزار رہے ہیں مگر ابھی تک اپنے والدین کے ساتھ رہتے ہیں"

بلغاریہ میں عیسائیت کا مشن

یہ بیان تنظیم ''فرینڈز آف ٹرکی'' (احباب ترکی) کے امریکی ڈائریکٹر سٹیو ھیگر مین نے دیا ہے ان کا دعویٰ ہے کہ ۱۹۹۲ء کے آغاز سے اب تک بارہ سو سے زائد لوگوں نے میسحیت قبول کی ہے جریدہ Pulse (پلس) کے مطابق ھیگر مین نے کہا کہ ''ہم نے مسیح کے بارے میں فلم کی ایک سو سے زائد کاپیاں بلغاریہ بھیجی ہیں اور ہم نے روسی رسم الخط میں یوحنا کے ۶۴ ہزار نسخے چھاپنے اور بلغاریہ بھیجنے میں بھی مدد دی ہے"

تنظیم ''فرینڈز آف ٹرکی'' کا صدر دفتر امریکہ میں ہے اس کا واحد مقصد ترک مسلمانوں کو مسیحی بنانا ہے اس منصوبے میں متعدد مسیحی گروہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ''فرینڈز آف ٹرکی'' کے ذریعے ۲۰ سے زیادہ قوموں کے مسیحی ''ترک لوگوں'' کو عیسائی بنانے کے لئے اپنی کوششیں مجتمع کر رہے ہیں امریکہ کے علاوہ یہ تنظیم اب کینیڈا' جرمنی' ہالینڈ' انڈیا' پرتگال' سویڈن' سوئٹزر لینڈ اور برطانیہ میں بھی کام کرتی ہے۔

ناروے میں مسلمانوں کو عیسائیت میں ضم کرنے کی مہم

''مسلمانوں کو کس طرح عیسائی بنایا جائے'' کے موضوع پر اوسلو میں عیسائی مبلغین کی کانفرنس ہوئی اس میں دو سو سے زائد مبلغ اس غرض سے شریک ہوئے تھے کہ ان میں پچاس کو اس بات کا ذمہ دار بنایا جائے کہ وہ ناروے کے مسلمانوں کو عیسائی بنائیں اس کانفرنس کی صدارت ایک امریکی جسے مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کا تجربہ ہے نے کی عیسائیوں نے بالاتفاق اسلام کی پیش رفت پر اپنی بے اطمینانی کا اظہار کیا اور ''توراور برگ'' نے تو اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

''ہم کو اللہ نے یورپ میں یہ موقع فراہم کیا ہے تاکہ ہم بتادیں کہ عیسائیت زندہ ہے اور ہم اس میدان میں کام کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کے بعد ہمارے ہاتھوں سے سب کچھ نکل چکا ہوگا''

مسلمانوں میں عیسائیت کے فروغ کے لئے ایک اہم ذمہ دار ڈان ماکاری نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے اپیل کی ہے کہ وہ اسلام کی پیش رفت کا جائزہ لئے حاضرین کی اکثریت نوجوانوں کی تھی' اور سب کو اس میدان میں کام شروع کرنے کے لئے احکامات مل گئے تھے۔

اس تنظیم نے چند سال قبل ناروے میں رہنے والے مسلمانوں میں اپنے کام کو شروع کیا ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں اسی میدان میں کامیابی ملی اور دس مسلمانوں کو عیسائی بنایا' لیکن ڈان ماکاری اور ان کے معاونین نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے کیلی فورنیا کے شہر النادیا میں ۱۲۰ ایرانیوں کو گزشتہ دو سالوں کے درمیان عیسائی بنانے میں کامیابی حاصل کی' اس میں ڈان ماکاریا کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بات پر غور کیا گیا کہ ناروے میں مثبت نتائج کسطرح حاصل کئے جائیں۔

مسلمانوں میں عیسائیت کے فروغ کے مسئول اول مسٹر ہاری ولانہ نے ایک اخبار کو بتایا کہ وہ دعا اور عملی سرگرمیوں سے امید کرتے ہیں کہ دس ہزار مسلمانوں میں سے ایک بڑی تعداد کو عیسائیت کی صف میں شامل کرلیں گے' لیکن ان کی تعداد چند سو سے زائد نہ ہوئی حاضرین کی اکثریت اس بات پر متفق تھی کہ کام کو جلد شروع کیا جائے ان ہی میں ٹورا اور برگ ہیں جو لندن میں مشنری کے سینٹر میں کام کرتے ہیں اس بات پر زور دیا گیا کہ اوسلو میں مسجد بنانے سے قبل (مالیات کی عدم فراہمی کی وجہ سے تعمیر بند ہے) یہ کام شروع ہو جانا چاہیئے کیونکہ اس کے بعد کام کرنا مشکل ہوگا۔

امریکی مبلغ کے تجربات اسلام اور ثقافت اسلامیہ نامی کتاب میں شائع ہو چکے ہیں اس میں اس نے طریقہ کار کے واضح اشارے کئے ہیں وہ لکھتا ہے' ہر مبلغ کے لئے لازم ہے کہ وہ مسلمان دوستوں کا اعتماد حاصل کرے اور طویل وقفہ تک ان کی مرافقت

کرے ان کی زندگی اور ثقافت کا پورا خیال رکھے اس کے ذریعہ مسلمانوں کو عیسائیت سے مانوس کیا جائے گا لیکن اصل مقصد مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے نیز مبلغ مسلمانوں کے ان کمزور پہلوؤں پر پوری نظر رکھے جسے مسلمان دوست اپنے دینی اور اجتماعی زندگی میں محسوس کرتے ہیں اور گھر لوٹتے وقت اپنے دوست سے ملاقات کرتے ہوئے آئے اور جو نتائج اخذ کئے ہوں انہیں قلم بند کرے اس طرح اسے اپنے کام کو مناسب طریقہ سے انجام دہی میں آسانی ملے گی اور گفتگو کا محور حضرت عیسیٰ ہوں' کیونکہ مسلمانوں کا حضرت عیسیٰ کی نبوت پر عقیدہ ہے اور اس کا ذکر قرآن میں ۹۳ مقامات پر ہے وہ حضرت عیسیٰ کی ابنیت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان کو باور کرائے کہ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے لڑکے ہیں اور سارے انسانوں کے لئے نجات دہندہ ہیں اور جب وہ ایسا کرے تو گویا اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔

اس نے اپنی کتاب میں اس نقطہ کو واضح طور پر پیش کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ باور کرائے کہ عیسائیوں کے عقائد مسلمانوں کے عقائد سے بہتر ہیں اور گفتگو کے وقت اس بات کا پورا خیال رہے' مسلمانوں کے ساتھ کام کرنے کے لئے افضل ہے کہ وہ کتاب کے عہد قدیم اور عہد جدید کے اقتباسات پیش کرے کیونکہ ضعیف العقیدہ مسلمان ایک لمبی مدت تک اپنے ساتھی کے عقیدہ سے دور نہیں رہ سکتا ہے۔

ڈان ماکاری نے اس بات پر پورا زور دیا ہے کہ وہ ثقافت اسلامیہ کے بعض اہم حصوں کا پورا خیال رکھے تاکہ اسلام اور عیسائیت میں کوئی تصادم نہ ہو لیکن وہ اسے اس طرح باقی رکھے کہ اس کا انجیل مقدس سے کوئی تعارض نہ ہو اور مسجد میں نماز پڑھنے کی آزادی ہو اور میں اس بات کا مخالف ہوں کہ ناروے کے مسلمان کلی طور پر ناروے کے عیسائیوں میں ضم ہو جائیں اس کا کہنا ہے کہ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ عیسائی ثقافت کی تطہیر اچھی بنیادوں پر کی جائے۔

برطانوی تنظیم نے ہر گھر میں عیسائیت کا لٹریچر پہنچانا شروع کر دیا

ایک ہزار کارکن رضا کارانہ طور پر کام کر رہے ہیں

جنہیں روزانہ ۲ ہزار جوابی خط موصول ہو رہے ہیں

لندن (اے این این) برطانیہ میں عیسائیت کی تبلیغ اور ترویج کے سلسلہ میں قائم کی جانے والی ایک تنظیم نے ڈاک کے ذریعے برطانیہ کے ہر گھر میں عیسائیت کی تعلیمات پہنچانے کا پروگرام بنایا ہے اس تنظیم کے ایک ہزار کارکن یہ کام رضا کارانہ طور پر کر رہے ہیں۔ اس تنظیم کو مختلف پمفلٹ اور کتابچوں کے جواب میں روزانہ ۲ ہزار جوابی خط موصول ہو رہے ہیں جن میں عیسائیت کے متعلق مزید لٹریچر کی خواہش کی جاتی ہے اس تنظیم نے متعدد کتابچے طبع کئے ہیں جن میں ہر کتابچہ ۹ لاکھ کی تعداد میں طبع کیا گیا ہے۔ جو روسی، عربی، انگریزی، چینی، پرتگالی، جرمنی اور سواحلی زبانوں میں دستیاب ہے۔

ناروے میں مسلمانوں کو عیسائیت میں ضم کرنے کی مہم

''مسلمانوں کو کس طرح عیسائی بنایا جائے'' کے موضوع پر اوسلو میں عیسائی مبلغین کی کانفرنس ہوئی جس میں دو سو سے زائد مبلغ اس غرض سے شریک ہوئے تھے کہ ان میں پچاس کو اس بات کا ذمہ دار بنایا جائے کہ وہ ناروے کے مسلمانوں کو عیسائی بنائیں اس کانفرنس کی صدارت ایک امریکی جسے مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کا تجربہ ہے نے کی۔ عیسائیوں نے بالاتفاق اسلام کی پیش رفت پر اپنی بے اطمینانی کا اظہار کیا اور ''توراور برگ'' نے تو اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

''ہم کو اللہ نے یورپ میں یہ موقع فراہم کیا ہے تاکہ ہم بتادیں کہ عیسائیت زندہ ہے اور ہم اس میدان میں کام کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کے بعد ہمارے ہاتھوں سے سب کچھ نکل چکا ہوگا۔''

مسلمانوں میں عیسائیت کے فروغ کے لئے ایک اہم ذمہ دار ڈان ماکاری نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے اپیل کی ہے کہ وہ اسلام کی پیش رفت کا جائزہ لے حاضرین کی اکثریت نوجوانوں کی تھی، اور سب کو اس میدان میں کام شروع کرنے کے

لئے احکامات مل گئے تھے۔

اس تنظیم نے چند سال قبل ناروے میں رہنے والے مسلمانوں میں اپنے کام کو شروع کیا ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں اس میدان میں کامیابی ملی اور دس مسلمانوں کو عیسائی بنایا، لیکن ڈان ماکاری اور ان کے معاونین نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے کیلی فورنیا کے شہر الناڈیا میں ۱۲۰ ایرانیوں کو گزشتہ دو سالوں کے درمیان عیسائی بنانے میں کامیابی حاصل کی، اس میں ڈان ماکاریا کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بات پر غور کیا گیا کہ ناروے میں مثبت نتائج کس طرح حاصل کئے جائیں۔

مسلمانوں میں عیسائیت کے فروغ کے مسئول اول مسٹر ہاری ولانہ نے ایک اخبار کو بتایا کہ وہ دعا اور عملی سرگرمیوں سے امید کرتے ہیں کہ دس ہزار مسلمانوں میں سے ایک بڑی تعداد کو عیسائیت کی صف میں شامل کرلیں گے، لیکن ان کی تعداد چند سو سے زائد نہ ہوگی۔ حاضرین کی اکثریت اس بات پر متفق تھی کہ کام کو جلد شروع کیا جائے ان ہی میں ٹوراور برگ ہیں جو لندن میں مشنری کے سینٹر میں کام کرتے ہیں اس بات پر زور دیا کہ اوسلو میں مسجد بنانے سے قبل (مالیات کی عدم فراہمی کی وجہ سے تعمیر بند ہے) یہ کام شروع ہوجانا چاہئے کیونکہ اس کے بعد کام کرنا مشکل ہوگا۔

امریکی مبلغ کے تجربات اسلام اور ثقافت اسلامیہ نامی کتاب میں شائع ہوچکے ہیں اس میں اس نے طریقہ کار کے واضح اشارے کئے ہیں وہ لکھتا ہے، ہر مبلغ کے لئے لازم ہے کہ وہ مسلمان دوستوں کا اعتماد حاصل کرے اور طویل وقفہ تک ان کی مرافقت کرے، ان کی زندگی اور ثقافت کا پورا خیال رکھے، اس کے ذریعہ مسلمانوں کو عیسائیت سے مانوس کیا جائے گا لیکن اصل مقصد مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے نیز مبلغ مسلمانوں کے ان کمزور پہلوؤں پر پوری نظر رکھے جسے مسلمان دوست اپنی دینی اور اجتماعی زندگی میں محسوس کرتے ہیں اور گھر لوٹتے وقت اپنے دوست سے ملاقات کرتے ہوئے آئے اور جو نتائج اخذ کئے ہوں انہیں قلمبند کرے، اس طرح اسے اپنے کام کو مناسب طریقہ سے انجام دہی میں آسانی ملے گی، اور گفتگو کا محور حضرت عیسیٰؑ ہوں،

کیونکہ مسلمانوں کا حضرت عیسیٰؑ کی نبوت پر عقیدہ ہے اور اس کا ذکر قرآن میں ۹۳ مقامات پر ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کی ابنیت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان کو باور کرائے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لڑکے ہیں اور سارے انسانوں کے لئے نجات دہندہ ہیں اور جب وہ ایسا کرے تو گویا اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔

اس نے اپنی کتاب میں اس نقطہ کو واضح طور پر پیش یا ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ باور کرائے کہ عیسائیوں کے عقائد مسلمانوں کے عقائد سے بہتر ہیں اور گفتگو کے وقت، اس بات کا پورا خیال رہے، مسلمانوں کے ساتھ کام کرنے کے لئے افضل ہے کہ وہ کتاب کے عہد قدیم اور عہد جدید کے اقتباسات پیش کرے کیونکہ ضعیف العقیدہ مسلمان ایک لمبی مدت تک اپنے ساتھی کے عقیدہ سے دور نہیں رہ سکتا ہے۔

ڈان ماکاری نے اس بات پر پورا زور دیا ہے کہ وہ ثقافت اسلامیہ کے بعض اہم حصوں کا پورا خیال رکھے تا کہ اسلام اور عیسائیت میں کوئی تصادم نہ ہو لیکن وہ اسے اس طرح باقی رکھے کہ اس کا انجیل مقدس سے کوئی تعارض نہ ہو اور مسجد میں نماز پڑھنے کی آزادی ہو اور میں اس بات کا مخالف ہوں کہ ناروے کے مسلمان کلی طور پر ناروے کے عیسائیوں میں ضم ہو جائیں اس کا کہنا ہے کہ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ عیسائی ثقافت کی تطہیر اچھی بنیادوں پر کی جائے۔

باب نمبر ۱۱

عیسائیت کو پھیلانے کیلئے عیسائیت کے تبلیغی ذرائع

مسیحی ذرائع تبلیغ

آج کے پرفتن دور میں جو لوگ اسلام پر سنگین حملے اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں ان میں مسیحی مشنریاں پیش پیش ہیں جنہوں نے عالمی بالخصوص پاکستانی آبادی کو گمراہ کرنے اور عیسائی بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی پاکستان میں جس طرف نظر اٹھائیں مسیحی مشنریوں کے جال بچھے نظر آتے ہیں مسیحی اگرچہ مذہبی عقائد ورسومات میں ایک دوسرے سے شدید بغض وعداوت رکھتے ہیں مگر مسیحیت کی اشاعت کے لئے متحد ہیں چنانچہ عیسائیوں نے پاکستان کو چھ ڈویژنوں میں تقسیم کیا ہوا ہے کراچی ڈویژن' حیدر آباد ڈویژن' ملتان ڈویژن' لاہور ڈویژن' فیصل آباد ڈویژن' پنڈی ڈویژن۔ ان میں سے ہر ڈویژن کسی نہ کسی فرقہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے مختص ہے جہاں دوسرا کوئی فرقہ اس فرقے کی اجازت کے بغیر کسی قسم کی مداخلت نہیں کرسکتا۔

یہ مسیحی مشنریوں کا طوفان انگریز کے پرفتن دور سے مسلمانوں پر مسلط ہوا انگریز کے دور میں ان مشنریوں کو توپ اور گوروں کی پشت پناہی حاصل تھی مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ کے لئے علماء حق کی ایک بہت بڑی جماعت کو کھڑا کر دیا تھا جس نے اپنی جان پر کھیل کر اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور دلیل وحجت کے ہر میدان میں عیسائیت کو شکست فاش دیکر ثابت کر دیا کہ اسلام اور علماء اسلام وقت کے ہر چیلنج کو قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں ان علمائے حق میں سے مؤید الاسلام علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی متوفی ۱۳۰۸ھ' ڈاکٹر وزیر خان مرحوم' مولانا آل حسن متوفی ۱۸۷۶ء' حضرت حاجی امداد

اللہ مہاجر مکی متوفی ۱۳۱۷ھ حضرت مولانا حجت الاسلام محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ مولانا اشرف الحق صدیقی متوفی ۱۳۵۴ھ مولانا سید عبدالباری ۱۳۰۳ھ مولانا سید ابو المنصور ناصر علی ۱۳۲۰ھ مولانا محمد علی مونگری ۱۳۶۳ھ مولانا سید امیر حسنؒ کے اسماء گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

یہ علماء عیسائیت کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن گئے اور عیسائیت کو پروان نہ چڑھنے دیا لیکن اس کے باوجود چند لوگ جو یا تو دین فروش تھے یا ہندو سکھ یا پسماندہ طبقہ ان کے دام فریب میں پھنس گئے اور عیسائیت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔

عیسائیوں کی ان تمام تر مساعی کے باوجود قیام پاکستان تک ان کی تعداد مغربی پاکستان میں ۴۷۰۰۰ ہزار سے نہ بڑھ سکی جیسا کہ ۱۹۵۱ء کی مصدقہ مردم شماری شاہد ہے۔

قیام پاکستان کے بعد عیسائیوں نے تبلیغی سرگرمیوں کو یکسر بدل دیا اور گولہ بارود کے بجائے مشن اسکولز' کالجز' اسپتال اور تبلیغی لٹریچر وغیرہ جیسے تبلیغی ذرائع (ہتھکنڈے) استعمال کرنا شروع کردیئے۔ پاکستان میں اس وقت ہزاروں مسیحی تبلیغی مراکز موجود ہیں اور ان سب کا مقصود تبلیغ مسیحیت ہے جب کہ عیسائیوں کی مذہبی کتاب بائبل کی رو سے بنی اسرائیل کے علاوہ کسی بھی دوسری قوم میں تبلیغ مسیحیت جائز نہیں۔

مذہبی رو سے اسرائیلیوں کے سوا کسی قوم کو تبلیغ مسیحیت جائز نہیں

چنانچہ اس ضمن میں ہم قارئین کے سامنے موجودہ معتبر انجیل متی کے تین اقتباسات پیش کرتے ہیں جن کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور صاف ہو جاتی ہے کہ مسیحیوں کو مذہبی رو سے تبلیغ مسیحیت صرف بنی اسرائیل میں ہی درست ہے دوسری قومیں خواہ جو بھی ہوں کسی میں درست نہیں بلکہ ناجائز اور حرام ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ پاکستان میں اسرائیل کی قوم نہیں ہے اس لئے پاکستان میں مسیحی تبلیغ درست نہیں ہے۔

چنانچہ اس بارے میں انجیل متی میں حضرت مسیح کا ایک قول لکھا ہے کہ:

''پھر یسوع وہاں سے نکل کر صور اور صیدا کے علاقہ کو روانہ ہوا اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہنے لگی اے خداوند! ابن داؤد مجھ پر رحم کر ایک بدروح میری بیٹی کو بہت ستاتی ہے مگر اس نے اسے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے شاگردوں نے پاس آ کر اس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت کردے کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے اس نے جواب میں کہا کہ میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا مگر اس نے آ کر اسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند! میری مدد کر اس نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں''
(انجیل متی ۱۰، ۲۱-۲۶)

اور حضرت مسیح نے اپنے مبلغین کو تبلیغ بھیجتے ہوئے یہ ہدایت دی کہ ''غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا''
(انجیل متی ۱۰، ۵-۶)

ایک اور مقام پر اسی انجیل میں حضرت مسیح کا ایک قول یوں بھی لکھا ہے:
''پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ ان کو پاؤں تلے روندیں اور پلٹ کر تم کو پھاڑ دیں۔''
(انجیل متی ۷:۶)

ان مندرجہ بالا اقتباسات کی خط کشیدہ عبارات پر غور فرمائیں کہ کس طرح انجیل بہانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پورے عالم کے لئے نجات دہندہ نہ تھے بلکہ صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی نبی بنا کر بھیجے گئے تھے' نیز قرآن مجید سورہ آل عمران آیت نمبر ۴۷ اور ۴۸ میں ہے:

یعلمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل ' ورسوله الی بنی اسرائیل

ترجمہ: '' اور ان کو اللہ تعالیٰ آسمانی کتابوں اور سمجھ کی باتوں بالخصوص تورات

اور انجیل کی تعلیم فرمادیں گے اور ان کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجیں گے۔"

مندرجہ بالا انجیلی اقتباسات سے مسیحی دنیا پر حجت تام ہوگئی ہے کہ مسیحی مذہب کسی طرح بھی عالم گیر اور غیر اسرائیلی اقوام کے لئے نجات دہندہ نہیں بلکہ دنیائے مسیحیت کی نجات مشکوک اور غیر یقینی ہے کیونکہ کوئی شخص بھی اپنے آپ کو قطعی طور پر اسرائیلی ثابت نہیں کرسکتا اور ویسے بھی مسیحی مذہب منسوخ ہوگیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ تشریف لائیں گے تو شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے کریں گے لہذا ایسے مضبوط اور یقینی انجیلی اقتباسات کی موجودگی میں کوئی پاکستانی اسرائیلی نہیں، جب اسرائیلی نہیں تو مسیحی نہیں جب مسیحی نہیں تو اس کی مسیحیت میں نجات نہیں، نہ مسیحیت اس کو قبول کرتی ہے اور نہ وہ مسیحیت کو قبول کرسکتا ہے اب اگر کوئی اپنے آپ کو مسیحی کہتا پھرے تو مان نہ مان میں تیرا مہمان والی مثال ہوگی حق تو یہ ہے کہ اس قومی مذہب کو چھوڑ کر عالمگیر مذہب "اسلام" میں داخل ہوجائیں جو حقیقی نجات دہندہ اور فلاح کامل کا حامل ہے۔

مگر بایں ہمہ بائبل پر عمل چھوڑ کر عیسائی مذہب کی اشاعت وتبلیغ کے لئے مسیحی مشنریوں نے ہوائی جہاز، بحری جہاز، ریڈیو ٹی وی کتب و رسائل، ذرائع مواصلات، جاسوسی ادارے، زرعی فارمز بڑی بڑی عمارتیں، مختلف اسٹورز نشر واشاعت کی دیو ہیکل مشینیں اور کھربوں ڈالر مہیا کئے اور اپنا تن من دھن ان پر خرچ کردیا اور جہنم میں ڈالنے والے راستے اپنالئے۔ **اللھم اھدھم صراطاً مستقیما** (آمین) اب ہم چند مسیحی ذرائع تبلیغ قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

(۱) مشن اسکولز و کالجز

مڈل اسکولز ۲۲، ہائی اسکولز ۵۷، اعلیٰ ثانوی اسکولز و کالج ۶، پیشہ ورانہ ٹریننگ اسکولز و کالجز ۱۲ اور مختلف تعلیمی ادارے ۲۴، بائبل کارسپانڈنس اسکولز ۱۹۷۴ء کے مطابق ۱۵ ہیں۔

اگرچہ عیسائی مشنری اسکولوں کے قیام کی وجہ بظاہر یہ بتلاتے ہیں کہ ہم

پاکستان میں تعلیم کو عام اور جہالت کو دور کرنا چاہتے ہیں مگر در پردہ اس کو اسلام دشمنی اور مسیحیت کے عروج کے لئے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں ان اسکولوں اور کالجوں میں جہاں طالب علموں کی چال ڈھال انگریزی بنائی جاتی ہے وہاں اسلام کے خلاف مسلمان بچوں کو مسیحی مذہبی زہر بھی گھول کر پلایا جاتا ہے یہاں کھلم کھلا سرور عالم ﷺ کی ذات بابرکات اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اور اسلام کی زبردست توہین و تنقیص کی جاتی ہے اسلامیات کا استاد اپنی خفیہ چالبازیوں سے اسلام سے متنفر کرتا ہے بالآخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو بھی بچہ ان مشن اسکولز و کالجز سے باہر آتا ہے اس پر عیسائی رنگ ڈھنگ اور اسلام سے نفرت نمایاں نظر آتی ہے اور یہی طبقہ جو بھاری فیس ادا کرتا ہے وہ دنیاوی اغراض کی لالچ میں اپنے ایمان کو بھی قربان کر دیتا ہے ابھی تک اگرچہ غریب طبقہ میں اس کی وبا نہیں مگر امیر طبقہ مشن اسکولز کے جال میں بری طرح پھنسا ہوا ہے جو بصد خوشی منتوں سماجتوں سے بچوں کو مشن اسکول و کالجز میں داخل کراتا ہے اگر ان کالجوں اور اسکولوں میں طلبا کی گنتی کرائی جائے تو نوے فیصد مسلمانوں کے بچے زیر تعلیم ہوں گے۔

اس مہلک وبا کے مہلک اثرات یہ ہیں کہ یہی طبقہ جب کلیدی اسامیوں پر فائز ہوتا ہے تو اسلام اور نفاذ اسلام کے آگے ڈھال بن جاتا ہے آج بلا مبالغہ بہت سے بڑے بڑے سرمایہ دار مشن اسکولز کے تعلیم یافتہ ہیں ان پر مسیحیت کا ایسا اثر ہے کہ وہ اپنی اولاد کو مسجد و اسلامی مدرسہ میں اسلامی تعلیم کے لئے بٹھانے کے بجائے مسیحی اسکولوں اور انگلش میڈیم اسکولوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

مسیحی اسکولوں کی تعلیم خوبصورت زہریلے سانپ کی مانند ہے جو دیکھنے میں آنکھوں کو مرغوب اور دل کو مرعوب کرنے والی ہے مگر در پردہ ایمان اور اسلام کے لئے لا علاج زہر کی حیثیت رکھتی ہے جب پھیلتی ہے تو پھیلتی چلی جاتی ہے اور اسلام سے کوسوں دور کر دیتی ہے ان حقائق کے پیش نظر ہر مسلمان کا ایمانی تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ نہ تو خود اپنے بچوں کو ان مشن اسکولوں میں داخل کرائے اور نہ کسی عزیز دوست کے بچوں کو داخلہ

کی ترغیب دے بلکہ خود بھی نفرت کرے اور دوسروں کو بھی نفرت دلائے۔
مسلمانوں پر ان اسکولوں اور کالجوں کا سدباب فرض ہے اور وہ اپنے بچوں کو مشن اسکولز میں داخل نہ کرنے دے' مشن اسکولز کے مقابلے میں اسلامی اسکولز قائم کرنے اور مسیحی مشن اسکولز سے بہتر تعلیم دینے اور حکومت سے ان کی بڑھتی ہوئی تعداد کو رکوانے سے پورا ہو سکتا ہے۔

(۲) بائبل خط و کتابت اسکولز:

یہ بھی مسیحی تبلیغ کا ذریعہ ہیں جن کے ذریعہ سے لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ اور رسالے ہر سال شائع ہوتے اور ان لوگوں کے پاس بھیجے جاتے ہیں جن کو مسیحی مذہب کی قدر یا مطالعہ مسیحیت سے دلچسپی' کسی کے ابھارنے یا ترغیب دینے' یا خط و کتابت کے ذریعے مطالعہ مسیحیت کی سند حاصل کرنے اور مسیحی لٹریچر جمع کرنے کی لالچ ہوتی ہے لیکن ان سادہ لوح مسلمانوں کو اس کے خطرناک نتائج کا علم نہیں ہوتا کہ بالآخر وہ اپنے قیمتی ایمانی سرمایہ سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں کیونکہ مسیحی لٹریچر کورس ختم ہونے کے بعد مسیحی اسکولز جو امتحان لیتے ہیں ان میں ایسے مشرکانہ اور کافرانہ سوالات ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی مسلمان مشکل سے اپنے ایمان کو بچا سکتا ہے ان کا سدباب بھی مسلمانوں پر لازم ہے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ ان کا لٹریچر پڑھنے سے گریز کریں اور مسلمان نوجوان طبقہ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔

(۳) مشن اسپتال' کلینک:

یہ بھی مسیحی اڈے ہیں جن میں بظاہر مریض کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا جاتا ہے لیکن درپردہ ایمان پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے غریبوں کا علاج سستا (بلکہ ایمان کے عوض) کیا جاتا ہے امیروں کا مہنگا' تاکہ غریب قریب ہوں اور امیروں کا سرمایہ مسیحی تبلیغ میں خرچ ہو۔

اکثر مشن اسپتالوں میں مریضوں کو مطالعے کے لئے مسیحی لٹریچر فراہم کیا جاتا ہے جس سے بہتوں کا ایمان غارت ہو جاتا ہے اور جو اپنا ایمان بچا جاتا ہے اس کا گھر تک تعاقب کیا جاتا ہے۔ یعنی اس کو مسلسل اس کے گھر کے پتہ پر ایمان تباہ کرنے والا لٹریچر بھیجا جاتا ہے اور رابطہ رکھا جاتا ہے اور بعض مشن اسپتال ڈاکٹروں کو لاعلم دیہاتی لوگوں کے پاس بھیج کر چند ٹکے کی دوائی کے عوض ان کے ایمان خریدتے ہیں۔

اور جب مشن اسپتال میں کسی بچے کی ولادت ہوتی ہے تو اس کو ماں سے جدا کر کے اپنے مسیحی مذہب میں داخل کرنے کے لئے بپتسمہ دیا جاتا ہے لیکن بچے کے والدین کو اس سے بے خبر رکھا جاتا ہے اور بعض اسپتالوں میں یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ مسیحی ڈاکٹر مسلمان کا ایمان غارت کرنے کے لئے مریض کو ایک غلط قسم کی دوائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اس کو اپنے محمد (ﷺ) کا نام لیکر کھا' پی لو اگر فائدہ ہو تو بتانا' جب مریض بتاتا ہے کہ مجھے فائدہ نہیں ہوا تو پھر اس مریض کو پہلی جیسی شکل کی صحیح دوائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو کھاتے پیتے وقت ہمارے خداوند حضرت یسوع مسیح کا نام لینا اگر شفا ہو تو بتانا جب مریض اپنا مرض ہلکا پھلکا بتلاتا ہے تو ڈاکٹر اس کو اسلام سے پھسلا کر ارتداد کے پھندے میں پھنسا دیتے ہیں' جس سے وہ آسانی سے عیسائی ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حربے استعمال کئے جاتے ہیں جن سے ایک مسلمان کے لئے ایمان کی سلامتی ناممکن ہے لہذا مسلمانوں سے درخواست ہے کہ خدارا اپنے ایمان کی قدر کیجئے اور دین محمدی کی لاج رکھیے اور مشن اسپتالوں میں جانے' داخل ہونے' دوائی لینے سے گریز کیجئے بہت سے ناعاقبت اندیشی سے ان مشن اسپتالوں کو خطیر رقمیں دیتے ہیں جو دینے والے کے لئے ثواب کے بجائے عتاب الٰہی کا سبب بنتی ہیں۔

نیز مسیحی مشن حکومت سے بھی خدمت خلق کا نام لیکر گرانٹس اور امداد حاصل کرتے ہیں گویا کہ مسلمانوں کے پیسہ سے ہی انکے ایمان واسلام کی شہ رگ کاٹتے ہیں۔

(۴) ریڈیو اسٹیشن:

مسیحیت کی تبلیغ کے بہت سے عیسائی ممالک میں ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں جو

صرف مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ قبل ایک ریڈیو اسٹیشن صوبہ سرحد میں مسیحی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے قائم کیا گیا ہے جو رات کے وقت بڑے زور وشور سے تبلیغ عیسائیت کرتا ہے ویسے تبلیغ مسیحیت کے لئے قومی نشریاتی رابطہ پر کسی نہ کسی ریڈیو اسٹیشن پر خالص مسیحی مذہبی فیچر قومی دنوں اور مخصوص تہواروں پر ریڈیو پاکستان سے نشر کئے جاتے ہیں اور فیچر ختم ہونے کے بعد ''پروڈیوسر ریڈیو پاکستان کا اس فیچر کی جزئیات سے متفق ہونا ضروری نہیں'' کہہ کر اپنی گردن سے بظاہر بوجھ اتار لیتا ہے مگر خدا کا خوف اور اسلام کی حمیت مدنظر نہیں ہوتی۔

(۵) مشن تفریحی کیمپ:

مری، کوئٹہ اور دیگر تفریحی مقامات پر مسیحی تفریحی مشن کیمپ لگائے جاتے ہیں جن میں نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کے جال نصب ہیں جن میں نوجوانوں کو مفت سفری سہولتیں اور رہائش مہیا کی جاتی ہے۔

(۶) پریس، مطبوعات:

لٹریچر کے ذریعہ سے بھی مسیحی تبلیغ کی جاتی ہے پادریوں اور عیسائی اہلکاروں کے ذریعہ لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر بسوں اور بازاروں وغیرہ میں اور خوبصورت دوشیزاؤں کے ذریعے بڑی بڑی مارکیٹوں میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کے لئے ایک خوبصورت جال ہے۔

بائبل کے مختلف زبانوں اردو، انگلش، عربی، فارسی، ہندی، گجراتی، فرانسیسی، جرمنی، عبرانی وغیرہ میں تراجم برائے نام قیمت بیس پچیس روپے کے حساب سے سالانہ لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوتے ہیں اور اس کے خلاصے اور مذہبی معلومات پر مشتمل کتابیں اکثر و بیشتر مفت تقسیم کی جاتی ہیں یہوداہ وٹینیسز کا ایک خالص مذہبی میگزین جس کا نام دی واچ ٹاور The Watch Tower ہے جو ۲۷ زبانوں میں ۵۴ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتا ہے اور ایک دوسرا رسالہ جس کا نام اویک Awake ہے جو ۵۱۵۰۰۰۰ تعداد میں ۲۶ زبانوں میں شائع ہوتا ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ

وہ کس رفتار سے چل رہے ہیں اور کس قدر دریا دلی سے رقم بہا رہے ہیں لیکن بایں ہمہ وہ اس مردہ لاش میں روح پھونکنے میں ناکام رہے ہیں کہ یورپ میں چرچ فروخت ہو کر مسجدوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ مگر عیسائی اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے چرچوں کی قیمت دوسرے ممالک میں لوگوں کے مرتد بنانے میں صرف کر رہے ہیں لیکن وہ انشاء اللہ اس میں بھی ناکام رہیں گے۔ اب اسکا مطلب یہ نہیں مسلمان مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ ان کو اس سے زیادہ فعال ہونے کی ضرورت ہے۔

اس طرح کے مسیحی مذہبی دنیا کے ایسے رسالے ہیں جس میں اسلام کے خلاف مواد شایع کیا جاتا ہے جو مسیحی مشن اشاعتی خدمات کے ادنیٰ شاہکار ہیں مسیحی مذہبی کتاب بائبل کے برصغیر کی ۲۴ زبانوں میں عیسائی پادریوں نے ترجمے کیے ہیں چہ جائیکہ آج ہمارا کوئی مسلمان برصغیر کی ۲۴ زبانوں کے نام بھی نہ جانتا ہو جب عیسائی اپنے مذہب کی مردہ لاش کے لئے اس قدر کوششوں میں مصروف ہیں تو مسلمانوں کا مذہب (جو بحمد اللہ زندہ جاوید اور عالمگیر ہے) اس کے لئے ہم کیوں پیچھے رہیں۔

(۷) اعلانیہ تبلیغ:

قدیم طریقہ کے مطابق آج بھی عیسائی اعلانیہ تبلیغ کرتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ انگریز کی حکومت میں کثرت سے ہر مقام پر تبلیغ ہوتی تھی مگر اب اعلانیہ تبلیغ کی اکثر طور پر سرگرمیاں دیہاتوں میں ہوتی ہیں اوکاڑہ' ساہیوال' میاں چنوں وغیرہ کے دیہاتوں پر نظر کریں تو اکثر و بیشتر عیسائی اعلانیہ تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں۔

(۸) اسکالرشپ' مالی امداد:

بہت سی انجمنیں اور مسیحی ادارے پاکستان میں ایسے ہیں جو اسکالرشپ اور مالی امداد کے عنوان سے مسلمانوں کے ایمانوں کے سودے کرتے ہیں جن میں سالویشن آرمی (مکتی فوج) سرفہرست ہے مسلمانوں کو بھاری قرضے دیکر ان کے پاس آنے جانے کے راستے ہموار کرتے ہیں بعض کو قرضوں میں پھنسا کر اور بعض کو قرضہ دیکر زیر

بار احسان کیا جاتا ہے جب کہ بعض کو مالی امداد کے ذریعہ اسلام سے برگشتہ بنا کر عیسائیت میں داخل کرتے ہیں اگر یوں کہا جائے کہ یہ ایڈ نہیں ایمان کا بیعانہ ہے تو غلط نہیں۔

(۹) فلم، ویڈیو، ٹی وی، سائنس اور تفریحی سفر کے لالچ سے تبلیغ:

پاکستان میں مسلمانوں کے فلم بین طبقہ کے رہے سہے ایمان کو سلب کرنے کے لئے فلمی اور ویڈیو راستہ بھی مسیحی تبلیغ کے لئے اختیار کیا گیا ہے چند سال پہلے چند فلمیں نمائش کے لئے پیش کی گئیں اور ۱۹۸۸ء میں فلم ''شہنشاہ'' کی نمائش ہوئی جس میں مسیحیت کو مرکزی کردار میں پیش کیا گیا تھا لیکن اب حال ہی میں مستقل مسیحی تبلیغی فلمیں بننی شروع ہوگئی ہیں چند ماہ ہوئے ایک فلم ''تلاش حق'' (جس میں مسیحیت کی حقانیت پیش کی گئی تھی اور مشہور پاکستانی اداروں نے خدمت مسیحیت کے جذبہ سے مفت کام کیا) سنسر ہوئی جس کے بارے میں میں نے کافی با اثر لوگوں سے ملاقات کر کے پابندی کی کوشش کی مگر اسے ایک فیچر فلم کہہ کر رفع دفع کر دیا گیا میرے خیال میں اس وجہ سے اب تو عیسائیوں کے لئے فلمی ذریعہ سے عوام کو گمراہ کرنے کا راستہ بھی کھل گیا ہے کیونکہ وہ ہوا جو بازاری اور فلمی مذہب' اس کو یہ مبارک ہو۔

اسی طرح وڈیو کے ذریعہ بھی ایمان باختگی اور کفر کا کاروبار زوروں پر ہے مسیحیوں نے چند فلمیں ایسی بنائی ہیں جن میں انبیاء کرام کے فرضی واقعات فلمبند کئے گئے ہیں جن میں ٹین ہیڈرڈ کمانڈوز اول نمبر پر ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک کے تمام بڑے بڑے انبیاء کرام کو ان کے اہم واقعات کے ساتھ دکھایا گیا ہے اور اسی طرح بہت سی ایسی تصویریں عام چھپی ملتی ہیں جو انبیاء کرام کے نام سے منسوب ہیں جن میں حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت مریمؑ کی تصاویر قابل ذکر ہیں یہ مذکورہ تصاویر اکثر و بیشتر علیحدہ بھی ملتی ہیں اور مسیحی مذہبی کتاب جسے مسیحی دنیا بائبل کے علاوہ مقدس کتاب کے نام سے اہل اسلام کے سامنے پیش کرتی ہے کے مخصوص نسخوں

میں بھی موجود ہیں۔

اسی طرح بہت سے عیسائی ممالک ایسے ہیں جن میں بعض ٹی وی اسٹیشن تبلیغ مسیحیت کے لئے مختص ہیں دن رات ان کا کام ہی تبلیغ مسیحیت ہے نہ جانے اس طریقہ سے کتنے بدنصیب مسیحیت کے نرغے میں آتے اور آخرت تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔

اور اسی طرح سائنس کے ذریعہ نوجوان اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کو سائنسی معلومات اور ڈپلوموں کے جھانسے دیکر بے دینی کا کاروبار کرتے ہیں اور مخلوط تعلیم کے ذریعہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو بدتہذیبی' حیا سوزی اور حرامکاری کا خوگر بناتے ہیں اہل اسلام میں مغربی رسم اور رواج اور فحاشی کو مروج کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں وقت کا اہم تقاضا ہے کہ عیسائیت کی ان ریشہ دوانیوں کا سدباب کیا جائے۔

(۱۰) تبلیغ بذریعہ تفریحی سفر:

بعض لوگوں کو تفریحی سفر کا لالچ دیکر غیر ممالک خصوصاً اٹلی' فرانس' جرمنی' برطانیہ امریکہ وغیرہ لے جاتے ہیں اور تعلیمی اداروں کے سپرد کر کے اسلام سے نفرت دلاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

نیز اندرون ملک سیر و تفریح کا چکر دیکر تفریحی مقامات پر لے جاتے ہیں اور اپنے مشن کیمپوں میں جو خاص اسی مقصد کے لئے بنائے جاتے ہیں بائبل اور دیگر مذہبی کتابیں سناتے ہیں اور ان سیاحین کی خدمت اور دلداری کے لئے سسٹروں (لڑکیوں) کو خاص طور پر مامور کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ہزاروں کے ایمان غارت ہو چکے ہیں مری اور کوئٹہ میں اس قسم کے کیمپ موجود ہیں جو مسلمانوں کے لئے گمراہی کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔

(۱۱) تبلیغ بذریعہ خواتین:

بہت سے علاقوں میں مسیحی تبلیغی انداز یہ بھی ہے کہ جب مسلمان مرد حضرات اپنے گھروں سے کام کاج کے لئے نکل جاتے ہیں تو مسیحی سسٹرز گھروں میں موجود مسلم خواتین کے پاس آجاتی ہیں اور ان سے اپنی مذہبی باتیں کرتی اور مسیحی لٹریچر سناتی ہیں اور

ہدیے و تحفے دیکر ان کا دل لبھاتی ہیں پھر رفتہ رفتہ ان کو مسیحیت کے سانچے میں ڈھال دیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ گھرانہ یا تو مسیحی ہو جاتا ہے جس سے ان کی قیمتی جان جہنم میں ڈالدی جاتی ہے یا پھر اس گھر میں فساد ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) تبلیغ بذریعہ لالچ:

جن لوگوں کے معاشی حالات خاطر خواہ نہیں ہوتے یا کوئی ذرائع معاش نہیں ہوتے ان کو سالویشن آرمی (مکتی فوج) اور دوسری تنظیموں کی طرف سے تھوڑی بہت امداد دے کر ان کی معاشی تنگی ختم کردی جاتی ہے یا کاروبار کے لئے پیسہ یا ملازمت دلا کر یا کپڑے دیکر ان کے بچوں کے منہ دھلا کر یا تھوڑی سی خورد و نوش کی اشیاء وغیرہ فراہم کر کے ان کو مرتد بنانے کی کوشش کرتے ہیں غرضیکہ اپنے تمام شکاری حربے استعمال کرتے ہیں اگر ان طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی کارگر نہ ہو تو پھر سب سے بڑا جال حبالۃ الشیطان (عورت) ہوتا ہے جس کو اس کے نفس پر مسلط کر دیا جاتا ہے اگر یہ شخص پکا مسیحی بن جاتا ہے تو اس کی کسی لڑکی سے شادی کرادی جاتی ہے اور اگر کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مسیحی نہیں ہے کوئی اور مقصد رکھتا ہے تو اس کو اپنے ملک (خواہ پاکستان ہو یا کوئی اور) سے اغوا کر کے سلطنت روما میں پوپ پال (مسیحی دنیا کا مذہبی بادشاہ) کی عدالت میں پیش کر دیا جاتا ہے جس کے فیصلے سے اس کو گولی ماردی جاتی ہے۔

(۱۳) اسمبلی سیٹ:

کثرت مسیحی آبادی کی بناء پر ایک آفت جو مسلمانوں پر آپڑی ہے وہ قومی اور صوبائی اسمبلی کی نشستیں ہیں جو بڑھتی ہوئی مسیحی آبادی کا واضح اور منہ بولتا ثبوت ہے پاکستان کے مسلمان خصوصاً ارباب اقتدار اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ مسیحی اسباب ترقی کو روکنے اور ان میں تبلیغ اسلام کے بجائے انہیں اسمبلی کی نشستیں بھی دے دی گئی ہیں جن کی وجہ سے مسیحی آبادی میں قابل قدر اضافہ ہو رہا ہے۔ کیا فتوحات فاروقی سے لیکر صلاح الدین ایوبی تک بلکہ آج سے ایک صدی قبل تک اسلامی امراء نے اقلیتوں کو یہ منصب اور عہدہ دیا تھا یا وہ خود از روئے انصاف پسندی امور اقلیت سرانجام دیتے تھے؟

غور فکر کا مقام ہے۔

آج اسی وجہ سے اسمبلی ہال میں مسیحی ممبران کرسمس تہوار اور مسیحیت کی سر بلندی کے لئے چیخ رہے ہیں کیا یہ مشن اسکولز و کالجز کے لئے جن میں ہزاروں معصوم ذہنوں کا اسلامی مستقبل تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے مسلمانوں ہی کے پاکستانی خزانہ سے قابل قدر امداد وصول نہیں کرتے؟ کیا انہیں کلیدی اسامیوں پر بٹھلانے کیوجہ سے مسیحی اسکولز و کالجز، اسپتال اور دوسرے ادارے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے سر توڑ کام نہیں کر رہے؟

(۴) مسیحی اسٹیٹ وزرعی فارم:

(۱) کلارک آباد (لاہور) ۲ چک عیسائیاں (سیالکوٹ) ۳۔ اسٹینز آباد (ملتان)، ۴ شانتی نگر (ملتان) ۵ ہلٹن آباد (ساہیوال) ۶۔ منٹ گمروالا (فیصل آباد) ۷۔ عیسیٰ نگر (فیصل آباد) میں بڑی بڑی غیر منقولہ مسیحی جائیدادیں ہیں جو مسیحیوں کو برائے نام ٹھیکے پر دی ہوئی ہیں اور بچی ہوئی ہیں عیسائی مشن نے ان کو بھی ایمان کی لوٹ کھسوٹ کا ذریعہ بنایا ہوا ہے دہقانوں، کسانوں کو یہ زمینیں ایمان کا سودا کرنے پر کاشتکاری کے لئے ملتی ہیں۔

(۵) مسیحی اخبارات ورسائل:

لاہور سے ۱۴ پنڈی سے ۶ • کراچی ۳ پشاور، سرگودھا، ملتان سے ایک ایک گوجرانوالہ سے دو، سیالکوٹ سے ۲۔ یہ کل ۳۰ رسالے اور جریدے ہیں ان میں سے ہر ایک رسالہ مسیحیت کا پرچار کر رہے ہیں، بلا مبالغہ ہر رسالے میں اسلام کے خلاف زہر اگلا جاتا ہے کسی رسالے میں اسلام کے فرضی نقائص بیان ہوتے ہیں تو کسی میں اسلام پر اعتراض، کسی میں اسلام کی رو سے مسیحیت کی حقانیت ہوتی ہے تو کسی میں قرآن و حدیث پر الزامات لگائے جاتے ہیں اور دین اسلام پر بلا دھڑک جھوٹے افسانے گھڑے جاتے ہیں غرض کہ اسلام دشمنی میں تمام حربے استعمال کئے جاتے ہیں تاکہ مسیحی دنیا اپنے کفر پر پختہ اور اسلامی دنیا اسلام سے متنفر ہو ہمارے خیال میں اسلامی صحافت میں اس کو اولین ترجیحات میں شامل کیا جائے تاکہ مسیحیت کے تمام ہتھکنڈوں کو بے

نقاب اسلام کی حقانیت واضح اور صداقت اسلام کو دوسرے مذاہب کے علاوہ مسیحیت کے سامنے بھی واضح کیا جائے۔

(۱۶) مسیحی کتب:

پاکستان میں تقریباً ۱۵ نشریاتی ' ۱۵ بائبل کارسپانڈنس اسکولز بمطابق رپورٹ ۱۹۷۴ء اور سو سے زائد کتب خانے اور دار المطالعے ہیں اور ان سب کا مقصد تبلیغ مسیحیت ہے ہر سال پاکستان میں ہزاروں کتب و رسائل چھاپے اور تقسیم کئے جاتے ہیں عیسائیوں کی اکثر چھوٹی بڑی کتابوں میں اسلام پر اعتراضات و الزامات اور صداقت مسیحیت کھلے لفظوں موجود ہوتی ہے عیسائی دنیا کے بڑے بڑے پادریوں کی کتب دیکھ لیں کہ انہوں نے اسلام کے خلاف کام کیا ہے پادری جے علی بخش نے قرآن مجید پر ایک کتاب تفسیر القرآن لکھی جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ (نعوذ باللہ) قرآن مجید میں جو مضامین موجود ہیں تمام کے تمام ہماری کتب مقدسہ سے چرائے گئے ہیں پھر جب تفسیر شروع کی تو ہر آیت کے بارے میں دعویٰ کیا گیا کہ یہ آیت تورات سے چرائی گئی یہ انجیل سے اور یہ فلاں کتاب سے اور یہ فلاں کتاب سے اور پھر اسی طرح آخر تک بڑ مارتا چلا گیا یہ ایک حوالہ صرف قارئین کے سامنے بطور مشت نمونہ از خروارے پیش کیا ہے ورنہ بیسیوں کتابیں اس وقت پاکستان وغیرہ میں ایسی موجود ہیں جن میں اسلام کے خلاف ایسی کارروائیاں کی گئی ہیں۔

(۱۷) مسیحی مشن:

پاکستان کے موجودہ علاقے میں تقریباً ایک صدی سے تحقیق کے مطابق کم از کم تیس مشنز ۷۴۳ مشنریوں کے ساتھ مصروف تبلیغ ہیں جن کے سرکاری دفاتر پاکستان سے باہر ہیں جن کی بیرونی تفصیل درج ذیل ہے۔

برطانوی مشن ۹' امریکن مشن ۸' سوئٹزرلینڈ ۴' جرمن ۴' نیدرلینڈ ۲' اٹلی ۱'

اسکاٹ لینڈ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے یہاں کام کر رہے ہیں۔

(۱۸) مسیحی آبادی:

۱۹۷۳ء کی رپورٹ کے مطابق ذیل میں پاکستان کے مسیحی فرقوں کی آبادی اور ان کی مجموعی تعداد تحریر کی جاتی ہے جس میں ۱۹۷۳ء سے اب تک کی آبادی میں اضافہ کا ذکر نہیں ہے لیکن ایک ضروری گزارش (جس کا ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہے) یہ ہے کہ جب ۵۱ء میں مغربی پاکستان کی مردم شماری کی گئی تھی تو اس وقت مسیحی آبادی کی تعداد ۳۷۰۰۰۰ تھی لیکن ۱۹۷۳ء کی رپورٹ کے مطابق ۸۷۷۵۰۰ اور ۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں ۱۳۱۰۴۲۶ بنتی ہے اور ۱۹۸۱ء کے بعد سے ۱۹۸۹ء تک جو مسیحی آبادی میں اضافہ ہوا ہے اس کے بارے میں مسیحی دعوے بہت ہی مختلف ہیں اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں مسیحی آبادی کس ہوش ربا طریقہ سے بڑھ رہی ہے۔

پس عیسائیت اس ملک عزیز میں جس غیر معمولی انداز سے بڑھ رہی ہے اور جس جس جہت سے آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے یا جس طرح اس کے بڑھنے کا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اسے نظر انداز کر دینا ہوشمندی نہیں اس کی روک تھام کے لئے علماء اور مسلمانان گرامی وقار توجہ فرمائیں اور غور و فکر کریں۔

چیست یاراں طریقت بعد ازیں تدبیر ما

یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ زیادہ تر عیسائیت کے حلقہ بگوش ہونے والے اچھوت' خاکروب اور پسماندہ اقوام ہیں مذہب حقہ اسلام کو چھوڑ کر مسیحیت کی آغوش میں جانے والوں کی تعداد ہزاروں میں مشکل سے ایک ہوگی لیکن ان ذرائع تبلیغ سے نوجوان طبقہ اور مشنریز اسکول و کالجوں کے تعلیم یافتہ حضرات میں ایمان کی وہ غیر متزلزل طاقت باقی نہیں رہتی جس سے وہ غیر متزلزل مومن رہ سکیں بلکہ جب بھی ان پر مسیحی مشنز کوئی جال پھینکیں تو یہ اس میں پھنسنے والی پہلی مچھلی ہوتے ہیں اور مسیحیت کو بطیب خاطر قبول کر لیتے ہیں کہ ایمانی حس کو وہ پہلے سے ضائع کر چکے ہوتے ہیں۔

اہل حکومت اور مسیحیت کا سد باب:

اس وقت جتنے مسیحی مشن پاکستان میں سرگرم عمل ہیں ان کی پشت پناہی جہاں ان کے بیرونی ممالک کر رہے ہیں وہاں حکومت پاکستان بھی اس میں برابر کی شریک ہے کیونکہ مسیحی اقلیت کو اتنے آزادانہ اختیار دیئے ہوئے ہیں کہ وہ جو چاہیں کریں۔ حالانکہ حکومت کا یہ فرض تھا کہ مسیحیت کی تمام کارکردگی کا نوٹس لیتی ان کے ذرائع محدود کرتی اور مسیحیت کی تبلیغ پر پابندی عائد کرتی مسیحیوں کے اسکولوں اور کالجوں کے لئے کوئی کمیٹی مقرر کرتی جو ان کے تمام امور کی نگہداشت کرتی اور جو رقم ان کے کسی ادارے یا اداروں کو دی جاتی اس کے مصارف پر کڑی نظر رکھی جاتی کہ کہیں وہ اسلام دشمنی پر تو صرف نہیں ہوئی اور عام امداد بلا محاسبہ بند کر دی جاتی مسیحیت کے جرائم پیشہ افراد کا خاص خیال رکھا جاتا اور سر عام مسیحیت کی اشاعت جلسوں' اشتہاروں' پمفلٹوں' کتابوں' تبلیغی اسکولوں' خط و کتابت کے اسکولوں اور خلاف اسلام کتب کی فروخت پر فوراً پابندی لگائی جاتی اور ایک جاسوسی ادارہ قائم کیا جاتا جس سے ان کی بخوبی نگہداشت کی جاتی اگر مذکورہ صورتوں پر عمل نہ کیا گیا تو مسیحیت کا سیلاب روز بروز بڑھے گا ان باتوں پر کوئی تردد نہیں ہونا چاہیے کیونکہ پرامن رہائش تو اقلیتوں کا حق ہے لیکن مسلمان آبادی کو مرتد کرنے کا ان کو کوئی حق نہیں دیا جا سکتا چنانچہ بھارت میں سیکولرازم ہونے کے باوجود ان کی تمام مذہبی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی ہے لہذا حکومت پاکستان کو بھی پابندی لگانے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہیے جب کہ سعودی عرب' ایران' عراق وغیرہ ملکوں میں بھی ان کی ایسی کارروائیوں پر پابندی ہے اور اب بھی ان کی سرگرمیوں پر پابندی نہ لگائی تو پھر خدانخواستہ کہیں عیسائی خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوں' کیونکہ وہ پاکستان کے بارے میں روم اور لندن میں عالمی تبلیغی رپورٹوں میں کہہ چکے ہیں کہ ''پوری دنیا میں تبلیغ کے لحاظ سے موزوں ترین ملک پاکستان ہے جس نے مسیحیت کو دیگر عالمی ممالک سے بہت زیادہ قبول کیا'' جب کہ پاکستان کی حالت یہ ہے کہ اس کے اہم حکومتی فیصلے بھی امریکہ میں ہوتے ہیں مسیحی آبادی کی بڑھتی ہوئی تعداد اور پاکستان پر امریکی فیصلوں کے تسلط سے عیسائی بدنیتی کی واضح نشاندہی ہوتی ہے۔

اہل ثروت کی ذمہ داری:

جو حالات اوپر لکھے گئے ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے دولت مند مسلم حضرات دینی مراکز سے تعاون جاری رکھتے ہوئے ان اداروں کو خصوصاً اہمیت دیں جو چند ایک ردمیسحیت میں کوشاں ہیں اس کے ساتھ ساتھ اپنے اسپتال کھولیں اوران کو اسلامی اخلاق سے مزین کر کے مسلمانوں کو مشن اسپتالوں سے متنفر کریں اور مشن اسکولز کے مقابلہ میں اسلامی مشن اسکولز قائم کریں اوران میں اسلامی اقدار کو فروغ دیں اور مسیحی اسکولز کے معیار کو پست کریں اور ان کے خلاف علماء کرام کی معاونت سے جماعتیں اور تنظیمیں بنائیں جن سے اسلامی لٹریچر کی خوب اشاعت کریں اپنے پیارے بچوں کوان کافروں کے اسکولوں میں دنیاوی تعلیم دلانے کے لالچ اور عمل سے پرہیز کریں اس کے مفاسد مشن اسکولز کے تحت لکھ چکا ہوں اور کسی ذی شعور مسلمان سے ڈھکے چھپے بھی نہیں ہیں۔

(تحریر: مولانا اسد اللہ انور)

اشاعت عیسائیت کے تین طریقے

یونیورسٹی اور کالج میں کرسچین سوسائٹی تین طریقوں سے اشاعت عیسائیت میں مصروف عمل ہے۔

(۱) قدرتی طریقہ:

اس طریقہ کے تحت مسلمانوں کے ساتھ سلوک بغیر کسی مذہبی تعصب کے صرف بحیثیت انسان کیا جاتا ہے مسلمان کے معاملات میں دلچسپی ظاہر کی جاتی ہے اور ساتھ ساتھ سخاوت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے جس میں عیسائی گھروں میں میزبانی بھی شامل ہے لیکن اصل مقصد آنے تک ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

(۲) گفتگو کے ذریعے:

اس طریقہ کے مطابق مبلغ اپنے نقطہ نظر کا اظہار قرآن یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تنقید کا

نشانہ بنائے بغیر کرتا ہے وہ اس بات کا اظہار نہایت ہوشیاری سے کرتا ہے کہ وہ مسلم نظریہ کو صحیح سمجھتا ہے لیکن اس سے اختلاف بھی رکھتا ہے مسیح کو خدا کے الفاظ کہہ کر پیش کیا جاتا ہے بجائے خدا کے بیٹے کے طور پر اس کے علاوہ اس کام میں عربوں کیخلاف اسرائیلی رویہ سے لاتعلقی کا اظہار، باہمی روابط کو مضبوط بنانے پر مبنی کتابیں دنیا اور رازداری سے کام لینا شامل ہے تاکہ مسلم طالب علم کو اس کے ساتھی بچانہ لیں۔

(۳) مسلمانوں تک رسائی؟

اس طریقہ میں یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں تک رسائی حاصل کی جائے اب اس میں مختلف پہلو ہیں عیسائی طلباء کا قابل فہم ادبی مواد سے بچاؤ تاکہ ان کا اپنا عقیدہ کمزور نہ ہو جائے اس لئے انہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ مخلص اور دین کی سمجھ رکھنے والے مسلمانوں سے میل ملاپ نہ رکھیں اگر یونیورسٹی کی اسلامی سوسائٹی ایسے مسلم طلباء پر شامل ہے جو کہ ہوشیار ہیں اور دین کی مکمل سمجھ رکھتے ہیں تو عیسائی یونین کو چاہیئے کہ وہ ان طلباء سے دور رہیں کیونکہ مسائل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لیکن اگر یہ صرف ایسے طلباء ہیں جو کہ صرف خدا کی مرضی پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو ان سے رابطہ سود مند ہو سکتا ہے کیونکہ سادہ لوح مسلمانوں کو تعلیم یافتہ عیسائی رہنما ضرور اپنا شکار بنالیں گے خاص طور پر اللہ کے الفاظ کا عقیدہ انہیں گمراہ کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

عام طور پر اشاعت عیسائیت کے نئے طریقہ کو باہمی ثقافت کے پرچار کا نام دیا جا سکتا ہے نہایت پرکشش الفاظ میں تبلیغ کی جاتی ہے دوسرے شخص کو محسوس کرایا جاتا ہے کہ ان کے اپنے لوگ ان سے بات کر رہے ہیں جس کے لئے ان کے لباس اور زبان کی عیسائیوں کو تربیت دی جاتی ہے عورتیں حجاب پہن کر گھروں میں جاتی ہیں اس کے علاوہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اب عیسائیوں نے مسلم نام رکھنے کی اجازت دے دی ہے لہذا اب جو لوگ مرتد ہوتے ہیں یہ طریقہ ان کے لئے بڑا مددگار ثابت ہوتا ہے سوسائٹی میں رہنے کے لئے اسے مشکل پیش نہیں آتی اس مقصد کے لئے ایک پاکستانی پادری جسکا تعلق کراچی سے ہے، اس مقصد کے لئے تعینات کیا گیا ہے جو تربیت دیتا ہے اس کے

خیال میں سماجی تعلقات کا نتیجہ عیسائیت کی اطاعت میں نکلے گا۔

اشاعت عیسائیت کی تنظیمیں

کالج اور یونیورسٹی کی عیسائی تنظیمیں مسلمانوں میں تبلیغی کام بڑی توجہ سے کر رہی ہیں خاص طور پر وہ مسلمان جو دوسرے ممالک سے صرف تعلیمی مقاصد کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ مسلمان طلباء کے کردار کو جانچ کر اس کے مطابق طریقہ تبلیغ وضع کیا جاتا ہے مثال کے طور پر عرب طلباء کے بارے میں خیال ہے کہ کیونکہ وہ نماز نہیں پڑھتے اور شراب پیتے ہیں لہذا قرآن کی تعلیمات سے غافل ہیں ملائشیا کے طالب علم بہت مخلص ہیں لیکن اس قانونی موقع سے فائدہ اٹھانا مناسب سمجھا جاتا ہے جب کہ ملائشیا میں تبلیغ عیسائیت پر پابندی ہے وہ برطانوی طلباء جن کا تعلق پاکستان سے ہے ان میں زیادہ تر تعداد وراثتی اور لادینی سوسائٹی کا شکار ہیں ایرانی طلباء یا تو مذہبی ذہن رکھتے یا سچائی کو جاننے کی کوشش میں انجیل کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

دار التعارف

لندن کا ایک ادارہ ہے جہاں مسلم طلباء کی انگریزی سیکھنے میں مدد کی جاتی ہے کافی اور چائے وغیرہ لڑکیاں پیش کرتی ہیں اور نفسیاتی اثر دینے کے لئے مکمل اسلامی لباس میں ہوتی ہیں انجیل کی تعلیمات (گڈ نیوز) عربی میں اور انگلش میں درمیان میں بیان کر دی جاتی ہیں جس کے لئے نہایت آسودہ ماحول پیدا کیا جاتا ہے چند اور تنظیمیں جو عربوں میں کام کر رہی ہیں ان میں قابل ذکر ''مسیح عربوں کے لئے'' اور منسٹری فار عرب (وزراء عرب) ہیں

ترکی کے دوست

ایک اور جماعت جو لندن میں کام کر رہی ہے کوشش کی جا رہی ہے کہ برطانیہ میں مقیم ترک اور ترکی میں رہائش پذیر باشندوں کی ایک جماعت بنا دی جائے اور یہ جماعت ترقی پسند باشندوں سے رابطہ کرے اس مقصد کے لئے جماعت

ISCHTAS میں ہے۔

ایرانی کرسچین فیلوشپ

۱۹۸۵ء میں قائم ہوئی جس کا مقصد ان لوگوں سے رابطہ کرنا ہے جو ایران کے انقلاب کے خلاف ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔

گائیڈ رزٹرسٹ

یہ جماعت چرچ کے کارندوں کو تربیت دیتی ہے تا کہ وہ مسلمانوں کو جو برطانیہ میں یا یورپ میں مقیم ہیں عیسائیت کی طرف لاسکیں یہ جماعت اہم ہے اور ترک' تاجک وغیرہ اور وسطی ایشیا کے دوسرے مسلمانوں کے درمیان کام کر رہی ہے۔

انٹرنیشنل کروسیڈ (بین الاقوامی صلیبی جنگ)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کافی بڑی جماعت ہے ایلی ناس' امریکہ میں قائم ہے' بہت سے پادری تربیت پا چکے ہیں مسلمانوں میں تبلیغی کام کرنے کے لئے انگلینڈ میں یہ تنظیم ۲۰ ہزار بنگالی مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنائے ہوئے ہے بوڑھے مرد وعورت کو یہ تنظیم انگلش سیکھنے میں مدد دیتی ہے نوجوان مسلم عورتوں کو سلائی کڑھائی اور بچوں کو انگریزی سیکھنے میں مدد کی جاتی ہے اور جولڑکے لڑکیاں والدین کی نافرمانی پر آمادہ ہوتے ہیں ان کو کام کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں بے روزگار نوجوانوں کو دوست بنایا جاتا ہے اور پھر قحبہ خانوں اور پارکوں میں کافی وغیرہ کی دعوتیں منعقد کی جاتی ہیں۔

پادریوں اور دوسرے تنظیمی کارکنوں کی ایک جماعت پاکستان سے لائی گئی ہے مکمل طور پر ان کی تربیت کی جارہی ہے ان سے ان کی اپنی زبان میں بات کی جاتی ہے بعض جگہوں کے بشپ جہاں مسلم آبادی کی اکثریت ہے کو قرآنی ماہر کی خدمات حاصل ہیں۔

لندن متحرک گروپ:

(لندن بیسڈ آپریشن موبلائیزیشن گروپ)

اس کی بنیاد ۱۹۵۸ء میں رکھی گئی تھی زیادہ تر پاکستانیوں اور بنگلہ دیشی باشندوں میں کام کر رہی ہے اس گروپ کے ممبروں کی تعداد کچھ عرصہ پہلے ۳۴۷ تھی جن میں سے ۴۰ پاکستان میں کام کر رہے ہیں جب کہ ۴ بنگلہ دیش میں۔ باقی جماعتیں ۱۹۵۷ء میں قائم ہوئیں اور لندن میں کام کر رہی ہیں۔

فیلوشپ فیتھ فار مسلمز:

یہ جماعت 1915ء سے مختلف فرقوں کے مابین کام کر رہی ہے۔ ہیمپشائر میں قائم کرسچین کروسیڈ مذہبی مواد اردو، بنگالی اور پنجابی زبانوں میں شائع کرتی ہے۔

کراس بیئریرز:

یہ بھی ایک مذہبی خیراتی تنظیم ہے اور اس کا مقصد بھی لوگوں کو عیسائیت کی طرف راغب کرنا ہے 1981ء میں قائم ہوئی اور برمنگھم میں کام کر رہی ہے اور نئے مسلمانوں کو ان کے سابقہ مذہب کی طرف راغب کرنے کی کوشش کر رہی ہے یہ فہرست کسی بھی طرح سے مکمل نہیں ہے لیکن اس کا مقصد صرف ان کوششوں کا جائزہ لینا ہے جو بڑے پیمانے پر برطانوی نژاد مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے بروئے کار لائی جا رہی ہیں اب وہ زمانہ نہیں رہا جب دعوت عیسائیت کے ذریعے کرختگی سے مسلم "کافر" کو "بچایا" جاتا تھا جب کہ مسلمان اپنے دعوت اسلامی سے مبالغہ آمیز حد تک مطمئن نظر آتے ہیں اشاعت عیسائیت کا کام بہت منظم طریقے سے ہو رہا ہے جس کو کہ بڑے پیمانے پر علمی اور عوامی حمایت حاصل ہے۔

سابقہ مسلمان جو "گڈ نیوز" مہم کا شکار ہوئے سابقہ مسلمان جنہوں نے گڈ نیوز کو خوش آمدید کہا۔

(۱) شمیم حسین

بنگلہ دیش سے اکاؤنٹنسی پڑھنے آیا اکیلا پن محسوس کیا اور اپنے استاد اور استاد

کی فیملی کی محبت اور تعاون کی وجہ سے عیسائیت کو اپنا لیا بقول اس کے جب اس کی فیملی نے مالی امداد روک دی تو زندگی گزارنی مشکل ہوگئی چند ماہ بعد برمنگھم (بائبل) انسٹی ٹیوٹ (ادارہ) میں مبلغ کی تربیت حاصل کرنے کے لئے داخلہ لے لیا اب شمیم حسین مکمل طور پر ایک مبلغ کی حیثیت سے ایشیائی باشندوں میں کام کر رہا ہے۔

(۲) صفت حسن ساھی

مدھیہ پردیش کی جانی پہچانی شیعہ فیملی سے تعلق ہے انڈیا میں مرتد ہوا صفت خودکشی کرنا چاہتا تھا کچھ عیسائی دوست بنے اور پھر وہ موگا (Moga) پنجاب میں چلا گیا اور وہاں عیسائیت کو اپنانے کا فیصلہ کیا اور مبلغ بننے کی تربیت حاصل کی صفت کے مطابق مسلمان ہونے کی وجہ سے نظریہ تجسیم پر ایمان لانا مشکل تھا اب وہ آکسفورڈ میں ایک ایشین چرچ کا پادری ہے۔

(۳) فہمیدہ حسین

فہمیدہ حسین بہت چھوٹی عمر میں والدین کے ساتھ پاکستان سے انگلینڈ آ گئی گھر کے ماحول سے بغاوت کی بقول اس کے اس کا باپ قرآن پڑھنے پر مجبور کرتا تھا جس کی وجہ سے اسے باغیانہ رویہ اپنانا پڑا انگلینڈ کی تمام برائیاں آزمانے کے بعد فہمیدہ نے عیسائیت کو اپنایا ''دیکھوں یہ آدمی (عیسیٰ) میرے لئے کیا کر سکتا ہے'' خدا چاہتا تھا کہ فہمیدہ گھر چھوڑ دے'' وہ برمنگھم میں رہتی ہے اور خدا اس کو پکار رہا ہے کہ باقی لوگوں کو بھی خدا کی طرف راغب کرے''

(۴) ایم رضا روشان ضمیر

تہران میں پیدا ہوا کاروباری گھرانے سے تعلق انگلینڈ میں زراعت کی تعلیم حاصل کرنے آیا بعد میں مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسرائیل چلا گیا ضمیر کوئی مخلص مسلمان نہیں تھا اور اسلام کے علاوہ بدھ مت اور بہائیت کی تعلیم بھی حاصل کی ہوئی تھی ضمیر واپس انگلینڈ آیا اور جوڈی سے شادی کر لی جس نے شادی سے پہلے اسلام قبول

کرنا تھا ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اسے تہران میں بائیبل سے متعارف کروایا گیا جہاں نہ صرف وہ مرتد ہو گیا بلکہ اس نے واضح طور پر ایک عالم کے سامنے اقرار بھی کیا جو کہ اس کے والد نے بلایا تھا تاکہ یہ راہ راست پر آجائے بقول اس کے ''میں ایک عملی شخص ہوں خدا (عیسیٰ) کی تعلیمات کو بھی قابل قبول پایا۔

(۵) یلدرن حسن کبیلو سمان

ترکی سے تعلق ہے اس کا باپ اسے عظیم مسلم شخصیات کی کہانیاں سنایا کرتا تھا اور اسے مسجد جانے کے لئے کہتا تھا بقول اس کے اس کو کوئی زیادہ لطف نہیں آیا کیونکہ اسے کسی قابل عمل آئیڈیل کی تلاش تھی ''میں زندگی میں خوشی' امن اور کوئی مقصد چاہتا تھا'' اس دوران میرے چھوٹے بھائی نے مسیح کی تعلیمات اختیار کیں اور آہستہ آہستہ مجھے بھی تسلیم کرنا پڑا کہ میں اس کی تلاش میں تھا۔

(۶) طالب اے باروانی

زنجباد سے تعلق سیاحت کا شوقین تھا اور آخر کار آزاد زندگی جونت نئے آزاد خیالات سے پر تھی شاہی ہوائی فوج سے تعلق تھا اور لیبیا بھیجا گیا تھا طرق کے نزدیک ایک صحرا میں اس نے اپنے ایک ساتھی جون کو گھٹنوں کے بل عبادت کرتے دیکھا باروانی نے پہلی دفعہ جون کی کوششوں کو مسترد کر دیا لیکن ایک دن جب وہ خوش تھا جون نے مجھ سے سارجنٹ سے ملنے کو کہا یہ شخص مختلف تھا اس نے مجھ سے بڑے اچھے طریقے سے گفتگو کی اس شخص (سارجنٹ) نے مسیح کو بجائے نبی بتانے کے اس کائنات کو بچانے والا بتایا باروانی ان کی باتوں پر زیادہ توجہ نہیں دے رہا تھا لیکن ایک آیت اس کے دماغ میں تیر کی طرح پیوست ہو گئی اور اسے محسوس ہوا کہ مسیح اس کے دل کے دروازے پر کھڑا ہے اسے یہ اچھی طرح یاد تھا کہ اس کی والدہ نے اسے بتایا تھا کہ تورات اور انجیل کے پیروکاروں نے بعد میں کافی تبدیلیاں کی تھیں اس نے کافی کوشش کی کہ وہ مسیح کے الفاظ ذہن سے نکال دے لیکن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اس کے بعد وہ کلب میں چلا گیا تاکہ وہ اپنے آپ کو خوش کر سکے واپسی پر اس کے راستے میں ایک

چرچ آیا لہذا وہ رہ نہ سکا اور اس میں چلا گیا طالب بار وانی ایک عرب خاتون سے شادی کر چکا ہے ''اور اب اپنے خدا کی خدمت کر رہا ہے'' اور شمالی امریکہ کے مشن میں خدمات انجام دے رہا ہے جس کا تعلق انگلش آفس لافبرا سے ہے۔

(۷) شہیدہ تبی

امیر اسماعیلی ماں باپ کی اکلوتی بیٹی والدین نے ۹ سال کی عمر میں تنزانیہ سے تعلیم کی غرض سے انگلینڈ بھیجا شہیدہ کے والدین نے اس کے سرپرست جو کہ عیسائی تھے سے وعدہ لیا کہ وہ شہیدہ کو عیسائیت کی تعلیم نہیں دیں گے لیکن پھر اس کے سرپرست کے طور پر اس کے عیسائی بننے میں اہم کردار ادا کیا ''میں نے اپنے آپ سے پوچھنا شروع کیا آیا اللہ سچا خدا تھا یا نہیں'' نومبر ۱۹۷۱ء میں اس نے جزوی طور پر تسلیم کر لیا کہ خدا زمین پر مجسم مسیح کے طور پر آیا تھا اس نے اپنے والدین کو بتایا لیکن انہوں نے کوئی خاص اہمیت نہ دی وہ تنزانیہ واپس چلی گئی اور دو کیمپوں میں رہنا شروع کر دیا آہستہ آہستہ وہ بیمار ہو گئی ایک ماہر نفسیات نے اس کا علاج کیا اس کے والدین برمنگھم آ گئے ایک اسکول میں اس نے پڑھانا شروع کیا جب کہ ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ دوبارہ پیدا ہونے پر یقین رکھتا تھا اس نے پھر تبی کو گمراہ کیا اب بنی فیملی کی مرضی کے خلاف عیسائیت کی ترویج میں بہت فعال ہے۔

باب نمبر ۱۲

دنیا بھر میں عیسائیوں کے لٹریچر کتب خانہ اور اخراجات کی تفاصیل

مطبوعہ مسیحی لٹریچر

خاموش مبلغین کے ساتھ ساتھ مطبوعات کی تقسیم کا کام بھی جاری رہتا ہے اس مقصد کے لئے خلیج میں کئی ایک ایسے کتب خانے موجود ہیں ان مشنری کتب کی خرید وفروخت میں ممد ومعاون ہیں مثلاً بحرین کا ''مکتبہ العائلہ'' جس کی سالانہ فروخت پانچ لاکھ ڈالر تک ہے اسی طرح بحرین اور متحدہ عرب امارات میں ایسے اسپتال اور اسکول بھی جو بظاہر عیسائیوں کی خدمت کے لئے بنائے گئے ہیں لیکن یہ ادارے اپنی پیشہ وارانہ خدمت کے ساتھ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے سرگرم عمل ہیں اور مسیحی مطبوعات تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

رسالہ کے مطابق اکتوبر ۱۹۷۱ء سے دنیا بھر میں سوسائٹی کی سرگرمیوں کا ریکارڈ ص ۱۳

(۱) لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ چوبیس کروڑ بارہ لاکھ اٹھارہ ہزار نو سو چالیس

(۲) مذہب تبدیل کیا گیا (کنورٹس بنائے گئے) سات لاکھ تینتالیس ہزار چار سو تیراسی

(۳) بپتسمہ دیا گیا — چار لاکھ انتیس ہزار دو سو ستر

(۴) نئے فل ٹائم کارکن — دس ہزار تین سو چون (۲۳۵۴)

(۵) شادیاں — چار سو ستتر (۴۷۷)

(۶) پیدائش — سات سو اکیس (۷۲۱)

(۷) نئی کالونیاں — چھتر (۷۶)

(۸) جملہ کالونیاں — چھ سو اکہتر (۶۷۱)

بہر حال اخفا کی بہت کچھ کوششوں کے باوجود اس سوسائٹی کی سرگرمیاں حکومت پاکستان کی نظر میں آ گئیں تھیں (یہ ایک طویل واقعہ ہے) اور حکومت نے فوراً اس پر پابندی عائد کر کے اس کے چند غیر ملکی ارکان کو ملک سے نکال دیا۔

جدول نمبر۳
پاکستان میں مسیحی جرائد ورسائل

(۱) شاداب' لاہور (۲) شعاع نور' لاہور (۳) کیتھولک' لاہور (۴) قاصد جدید' لاہور (۵) کلام حق' گوجرانوالہ (۶) المشیر' راولپنڈی (۷) اچھا چرواہا' راولپنڈی (۸) بشیر النسوان' راولپنڈی (۹) کلیسا' سیالکوٹ (۱۰) طلوع فکر' پشاور (۱۱) اخلاق' کراچی (۱۲) نعرہ جنگ' لاہور (۱۳) اخوت' لاہور۔

جدول نمبر۴
مسیحی کتب خانے/ دارالمطالعے

(۱) مشن اسپتال' بک شاپ' پشاور (۲) مسیحی دارالمطالعہ' ساہیوال (۳) کامیاب کتابیں' گوجرانوالہ (۴) خزینہ ادب' کوہاٹ (۵) مسیحی دارالمطالعہ' مظفر گڑھ (۶) تربیلا ڈیم کرسچین بک اسٹور' ڈیرہ غازی خان (۷) روشن مینار بک روم' کیمبل پور (۸) گنجینہ ادب' اسلام آباد (۹) کرسچین اسپتال بک شاپ' کوئٹہ (۱۰) کرسچین بک روم' کراچی (۱۱) ڈاٹرز آف سینٹ پال' صدر کراچی (۱۲) پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی' لاہور (۱۳) پاکستان بائبل سوسائٹی' لاہور (۱۴) کرسچین بک اسٹور' لاڑکانہ (۱۵) مسیحی

بک شاپ' حیدر آباد (۱۶) گنجینہ ادب' ڈیرہ اسماعیل خان (۱۷) کرسچین ریڈنگ روم' بنوں (۱۸) مشن ریڈنگ روم' مردان (۱۹) گوجرانوالہ ٹیکسٹ بک کمیٹی گوجرانوالہ' گوجرانوالہ تھویلا' جیکل سمیزی (۲۰) فیتھ تھیولاجیکلی سمیزی' گوجرانوالہ (۲۱) مسیحی کتاب خانہ' لاہور۔

بائیبل کی ۱۱۲ ملین کاپیاں تقسیم کی گئیں

بین الاقوامی مشنری ادارے کے امریکہ سے شائع ہونے والے رسالے نے جو تازہ ترین اعداد و شمار شائع کیے ہیں ان کے مطابق گزشتہ ۱۲ مہینوں کے دوران صرف مغربی ملکوں سے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جو رقم جمع ہوئی اس کی مقدار ۱۳۹ ہزار ملین ڈالر ہے جب کہ اس وقت دنیا بھر میں عیسائی مبلغین کی تعداد ۱۳ لاکھ ۷ ۴ ہزار ہے جو مقامی طور پر کام کر رہے ہیں' جب کہ غیر ملکوں میں کام کرنے والوں کی تعداد ۲ لاکھ ۵۰ ہزار ۴۰۰ ہے اس تازہ ترین رپورٹ میں یہ دعوٰی بھی کیا گیا ہے کہ دنیا میں ہر روز ۶۴ ہزار آدمی عیسائیت قبول کرتے ہیں جن میں ۱۶ ہزار ۴۰۰ صرف افریقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس کے علاوہ گزشتہ ایک سال میں بائیبل کے ۱۱۲ ملین نسخے تقسیم کیے گئے۔

فنی امداد کے ساتھ سیاسی مداخلت

اس کی بہترین مثال' مصر میں' دریائے نیل پر سد عالی کی تعمیر کا منصوبہ ہے ریاست ہائے متحدہ نے مصر کو پیش کش کی کہ وہ دریائے نیل پر ڈیم تعمیر کرنے کے لئے مصر کو مالی امداد فراہم کرے گا کچھ مالی امداد بطور ہبہ اور کچھ طویل المیعاد قرضوں کی صورت میں ہوگی مگر اس کے ساتھ ہی امریکہ نے بہت سی شرطیں گنوا دیں مصر نے ان شرطوں کا باریک بینی سے جائزہ لیا مصر اور امریکہ دونوں کے مابین' ان شرطوں پر گفتگو میں کافی وقت لگ گیا اتفاق سے اسی دوران عرب سیاست بالعموم اور مصری سیاست بالخصوص مشرقی کیمپ کے قریب ہوگئی انہوں نے سوویت یونین کے دوست ممالک سے اسلحہ خرید

لیا کیونکہ مغربی بلاک نے عربوں کو اسلحہ فروخت کرنے سے تقریباً انکار کر دیا تھا ان کی اسلحہ بیچنے کی شرائط بہت سخت تھیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ یہ اسلحہ اسرائیل کے خلاف، جنگ میں استعمال نہیں کیا جائے گا ریاست ہائے متحدہ نے جب دیکھا کہ مصر کو مغربی بلاک میں لانے کی کوئی امید نہیں رہی تو اس نے ڈیم کے سلسلہ میں مصر کو امداد دینے سے معذرت کر لی۔

عیسائیت ایک متعصب مذہب ہے

''جن لوگوں نے مشنریوں کے ہاتھ پر عیسائیت قبول کی تھی، وہ آج اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ عیسائیت، عام انسانی مذہب ہے، عیسائیت کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ یہ ایک متعصب مذہب ہے، جو گوروں کے ساتھ مخصوص ہے، گورے جو۔ رنگ دار قوموں سے الگ تھلگ رہتے ہیں، حتی کہ گرجا میں بھی رنگ دار عبادت گزاروں کے قریب نہیں پھٹکتے۔ رنگ دار آدمی اگر گورے رنگ کے آدمی کا مذہب قبول کرلے تو، اسے اپنی قوم کے افراد میں بددیانت اور خیانت کار سمجھا جاتا ہے''

عیسائیت مغربی استعمار کی ایک شاخ ہے

'' وہ ممالک جہاں جدید کلیسا قائم ہیں، (جہاں مشنریوں کے ہاتھوں عیسائیت پھیلی ہے) وہ انقلابی ملک بنے ہوئے ہیں حالت یہ ہے کہ آج یہ ملک مشن کے راستے میں الٹا رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں صورت حال یہی رہی تو ان ممالک کے عیسائی اپنے نصرانی عقیدوں کو خیرباد کہہ دیں گے کیونکہ ان کی نگاہ میں عیسائیت مغربی تسلط اور استعمار کی ایک شاخ ہے''

امریکہ میں اسلام کے خلاف ۲۵ ہزار کتابیں چھپیں

مراکش اور لبنان کے دو مسلمان اسکالروں نے ۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۸ء کے درمیان امریکہ میں اسلام کے موضوع پر شائع ہونے والی تحریروں کا جائزہ لیا تھا اور ان

تحقیق کے نتائج مرتب شکل میں پیش کئے تھے مراکش کے اسکالر کا نام ڈاکٹر حمید بن قلاب ہے اور لبنانی اسکالر کا نام محمد اقبال ہے۔ اپنی ریسرچ میں انہوں نے بتایا کہ امریکہ میں اسلام کی مخالفت میں ۲۵ ہزار کتابیں چھپیں۔ ۳۰ ہزار رسائل شائع ہوئے۔ ۶۰ ہزار مضامین لکھے گئے اور ۲۵۰۰ فلمیں بنائی گئیں۔ فرانس اور سویڈن میں ۱۵ ہزار کتابیں چھپیں، ۱۲ ہزار رسالے شائع ہوئے اور ۵۰ ہزار مضامین چھاپے گئے اور تین ہزار فلمیں تیار ہوئیں۔

یہ حال ان ملکوں کا ہے جنہیں جمہوریت پر ناز ہے اور جن کی دوستی پر مسلمانوں کو ناز ہے ان ملکوں میں اسلام کے خلاف بدگمانی پھیلانے کا مشن اتنا طاقتور ہے بھارت کے اخبارات کا جائزہ لینے کے لئے یونیورسل پیس فاؤنڈیشن انڈیا نے پریس مانیٹرنگ سیکشن قائم کیا ہے اس سیکشن کے ذمہ داروں کے سامنے جب اخبارات کے تراشے رکھے جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بڑے پیمانے پر یہاں بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فضا بنائی جارہی ہے۔ ہم مسلمانوں کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ ہم نے اسلام کے خلاف عالم گیر نشریاتی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا کیا کتنے کتابچے چھاپے، کتنی زبانوں میں چھاپے، کتنی دعوتی کتابیں تیار کیں اور کتنی زبانوں میں کیں۔ ہم نے غیر مسلموں تک کتابوں کے پہنچانے کا کیا انتظام کیا ہم نے انکے شبہات کو دور کرنے کے لئے کیا کیا۔

صرف کسی ایک ادارہ کی نہیں بلکہ یہ ہر ایک فرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے غیر مسلم پڑوسیوں اور حلقہ احباب تک اسلام پر کتابوں کا تحفہ پیش کرے اور اپنے حسن اخلاق سے دلوں کو جیتنے کی کوشش کرے ہر شخص کو چاہئے کہ دعوت کے مشن میں خود کو شامل کرے اور غیر مسلموں تک اللہ کا پیغام پہنچائے۔

(اداریہ شذرہ...... السلام، نئی دہلی)

☆ دنیا میں مجموعی طور پر عیسائیت سے وابستہ افراد کی تعداد سب سے زیادہ ہے عیسائی اکثریت کے ممالک ہوں یا عیسائی اقلیت کے، ہر جگہ عیسائیت بری حالت میں

ہے۔ یہ اب ایک ناکام مذہب شمار کیا جانے لگا ہے جو دلیل اور اخلاق کی طاقت سے بے بہرہ ہے عیسائیت کے نظریات اب فرسودہ ہو چکے ہیں اور عقل و شعور کی سچائی کے معیار پر پورے نہیں اترتے خود بہت سے عیسائی افراد اس سے الرجک ہیں اور اسے آسمانی مذہب ماننے سے انکاری یا متذبذب ہیں مثلاً عیسائیت کا ایک مشہور نظریہ اور عقیدہ ''تثلیث'' کا عقیدہ ہے چونکہ موجودہ عیسائیت کی بہت سی محرف تعلیمات (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے لیکر عصر حاضر تک عیسائیت کے بہت سے قوانین واحکام جو بائبل میں موجود ہیں ان میں غلط کار لوگوں نے تحریف کی ہوئی ہے اصل عیسائیت جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ وحی اتری تھی وہ آج ناپید ہے) کی طرح تثلیث جیسا مشرکانہ عقیدہ بھی خودساختہ ہے اور ان تمام محرف تعلیمات کا دین عیسوی سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں ہے اس لئے یہ نظریہ اب فرسودہ ہو چکا ہے۔

مسلم ممالک میں ۱۷۰۰ صلیبی مشنری ادارے

اسلامی ممالک میں اس وقت ۱۷۰۰ سے زیادہ صلیبی مشنری ادارے کام کر رہے ہیں یہ تعداد تمام دنیا میں صلیبی مشنری اداروں کا دوتہائی ہے برطانوی قومیت کے حامل اور اسلامی ممالک میں صلیبی تبلیغ کے ماہر ایک مشنری جوزف سمتھ کا کہنا ہے کہ برطانیہ میں مسلمان طلباء وطالبات کو عیسائی بنانے کے لئے مکمل کام ہو رہا ہے اور وہ مسلم طلباء کے ساتھ اس سلسلے میں مسلسل ملاقاتیں کرتا ہے اس کی بیگم مسلم طالبات سے روابط رکھے ہوئے ہے اس نے بتایا کہ مسلمان طلباء وطالبات کو عیسائی بنانے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

صلیبی مشنریز، ماہرین اور تاجر کے بھیس میں جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک میں داخل ہو کر عیسائیت پھیلا رہے ہیں امریکہ کے پینٹی کوسٹل ہولی نیس چرچ (Pentecostal Holiness Chruch) بھی بالواسطہ طریق پر عمل کرتے ہوئے ملائشیا میں اپنی جڑیں پھیلا چکا ہے اس تنظیم نے اپنے مشنریز کو ماہرین، تاجروں اور غیر سرکاری تنظیموں (NGOS) کے اہل کاروں کے بھیس میں ملائشیا میں داخل کیا

۔اس کے علاوہ اس نے انٹرنیٹ کا بھی استعمال کیا ہے ایک مشنری نے بتایا کہ وہ ملائشیا میں لینڈ اسکیپ ڈیزائنز کے بھیس میں داخل ہوا۔

مشنریوں کا روپیہ خرچ کرنے کا فائدہ؟

اب تو زمانہ کی دوڑ اتنی تیز ہو چلی ہے کہ مسلمان طلباء بڑی حد تک دین سے بیگانہ ہوئے جاتے ہیں۔ اکبر الہ آبادی نے اپنے زمانے میں کہا تھا اور آج بھی صورت حال پر ٹھیک چسپاں ہوتا ہے۔

انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

ڈاکٹر یونگ لاہور مشن کالج کے پرنسپل تھے، وہ ہندوستان مشن چرچ کے سربراہ بھی تھے ان سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگ جو مشن کالجوں اور اسکولوں پر اتنا روپیہ صرف کر رہے ہو، آخر اس کا کیا حاصل؟ انہوں نے جواب دیا: یہ درست ہے کہ ہم طالب علموں کو عیسائی بنانے میں زیادہ کامیاب نہیں ہوئے، لیکن ہمارے پیش نظر صرف عیسائی بنانا نہیں ہے ہم ان کو حتی الوسع مغربی تہذیب وتمدن اور افکار وتصورات سے متاثر کرنا چاہتے ہیں، اگر وہ عیسائی نہیں ہوتے تو کیا یہ کم یابی ہے کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان نہیں رہتا وہ بہرحال اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے اگر مشن یہ کام بھی کرلے تو اس پر صرف کیا ہوا روپیہ اکارت نہیں گیا۔

ان مشن اسکولوں اور کالجوں کے اساتذہ مختلف حربوں اور حیلوں سے کام لیکر ہمارے مسلم طلبہ کو عیسائی بنانے سے بھی نہیں چوکتے۔

سالانہ بجٹ

اگرچہ ہمارے پاس پوری معلومات تو نہیں، جن سے اندازہ ہو سکے کہ ان علاقوں میں سرگرم عمل مختلف مسیحی مشنریاں اپنے منصوبوں پر مجموعی اعتبار سے کتنی رقم صرف کر رہی ہیں لیکن یہ کھلا راز ہے کہ اس وقت خلیج میں سات بڑے عیسائی مشن سرگرم

عمل ہیں انہیں اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے جو رقم دی جاتی ہے وہ سالانہ تیرہ ملین ڈالر (یعنی ایک کروڑ تیس لاکھ ڈالر) تک پہنچی ہوئی ہے' یہ مشنریاں خلیج میں مزید کس قدر رقوم صرف کر رہی ہیں اس کے بارے میں ہمیں یا کسی کو کچھ علم نہیں۔

پاپائی مشن انجمنوں کا اجلاس اور تبشیری مقاصد کے لئے رقم کی تقسیم

دنیا بھر سے پاپائی مشن انجمنوں کے قومی ڈائریکٹر ۱۰ سے ۱۳ مئی ۱۹۹۳ء تک روم میں یک جا ہوئے انہوں نے پاپائی مشن انجمنوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور مشنری چوپائی' جوش و جذبہ اور تعاون کے مسائل پر تبادلہ خیال کیا انہوں نے امداد حاصل کرنے والے مشن اداروں کے درمیان پاپائی مشن انجمنوں کے مشترکہ فنڈ کی برابر برابر تقسیم کا فیصلہ کیا اجلاس کی صدارت کا فریضہ ''جماعت برائے تبشیر'' کے سیکریٹری اور پاپائی مشن انجمنوں کے صدر نے انجام دیا۔ پاپائی مشن انجمنوں میں سے ایک ''اشاعت ایمان کی انجمن'' ہے اس کے سیکریٹری جنرل' فادر پرلس نے ۱۹۹۲ء میں امداد کی تقسیم پر رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے مطابق انجمن کے پاس ۱۳٬۵۸٬۶۶٬۰۶۹ امریکی ڈالر تھے۔ اس رقم میں سے ۵٬۲۱٬۸۴٬۲۳۸ امریکی ڈالر عمومی امداد تھی اور ۸٬۳۶٬۸۱٬۸۳۱ امریکی ڈالر غیر معمولی امداد تھی یہ رقم براعظموں کے حساب سے اس طرح تقسیم ہوئی تھی۔

افریقہ	۴٬۷۴٬۰۸٬۲۱۱	امریکی ڈالر (۵۶٫۶۶ فیصد)
امریکہ	۷۳٬۸۰٬۱۴۷	امریکی ڈالر (۸٫۸۲ فیصد)
ایشیا	۲٬۵۱٬۲۲٬۴۰۵	امریکی ڈالر (۳۰٫۰۲ فیصد)
یورپ	۱۱٬۴۹٬۳۹۶	امریکی ڈالر (۱٫۳۷ فیصد)
آسٹریلیا اور ملحقہ جزائر	۲۶٬۲۱٬۶۷۲	امریکی ڈالر (۳٫۱۳ فیصد)

انجمن کے وسائل کا زیادہ تر حصہ مذہبی معلمین کی تیاری اور ان کی امداد (۱٬۷۳٬۵۶٬۸۷۰ ڈالر)' کلیسائی عمارتوں کی تعمیر و مرمت (۱٬۹۴٬۷۴٬۰۰۰ ڈالر) اسقفی

حلقوں کی تنظیم (۱۸،۳۸،۰۰۰ امریکی ڈالر) اور مختلف مذہبی برادریوں میں چوپانی کام میں مدد (۱،۱۸،۳۸،۰۰۰ امریکی ڈالر) پر خرچ ہوا۔ ''مقدس پطرس رسول کی انجمن'' بھی پاپاوی مشن انجمنوں میں سے ایک ہے۔ ۱۹۹۲ء میں اس انجمن نے ۸۷۸ سیمیزیوں کی امداد کی جن میں استفادہ کرنے والوں کی تعداد ۸،۳۲۹ ہے۔ اسی عرصے میں ''مقدس پطرس کی انجمن'' نے ۴،۴۴،۶۸،۶۷۳ امریکی ڈالر کی رقم تقسیم کی ہے۔

عیسائی مشنریوں نے اریٹریا اور ایتھوپیا میں بیس کروڑ ڈالر خرچ کر ڈالے

اریٹریا اور ایتھوپیا افریقہ کے غریب اور پس ماندہ ممالک ہیں جہاں کے باشندے ارضی وسماوی مختلف قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں لیکن ان مشکلات و پریشانیوں کی پرواہ کئے بغیر عیسائی مشنریاں وہاں بہت زیادہ منظم اور متحرک ہیں اور وہ اپنی تبلیغ کے لئے مادی اسباب کو بطور وسیلہ استعمال کر رہی ہیں جان پوپ نے ایک سال میں ان کے لئے تقریباً بیس کروڑ ڈالر کی رقم کی منظوری دی۔

عیسائی مشنریاں عموماً اریٹریا میں اس رقم سے مختلف چرچ اور مدارس کی تعمیر کرتے ہیں اور امداد کا ایک حصہ انتہائی ضرورت مندوں پر خرچ کیا جاتا ہے لیکن ان کی غربت سے پہلے ان کا مذہب تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مدارس کے نصاب اور تربیتی پروگراموں میں عیسائی تعلیمات اور نظریات کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے اور دوسری طرف حکومت اریٹریا نے مسلمان تنظیموں پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں اور مساجد کی تعمیر بھی آسان نہیں کیونکہ حکومتی قانون کے مطابق یہ اوقاف کی زمین ہے اس پر خصوصی اجازت حاصل کئے بغیر کچھ نہیں کیا جاسکتا بلکہ اسلامی سرگرمیوں کو بھی مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔

آذربائیجان میں ۳۷ عیسائی تنظیموں کے مقابلے میں صرف ۹ مسلمان تنظیمیں

آذربائیجان میں صرف ۹ اسلامی فلاحی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جب کہ اس کے مقابلے میں ۳۷ عیسائی تنظیمیں سرگرم عمل ہیں اسلامی تنظیموں کا تعلق سعودی عرب، قطر، کویت اور ترکی سے ہے جب کہ عیسائی تنظیموں میں سے ۷ کا تعلق امریکہ، تین کا جرمنی، تین کا سوئٹزرلینڈ اور دیگر کا برطانیہ، فرانس، اٹلی اور بیلجیم سے ہے عیسائی تنظیمیں عیسائیت کی تبلیغ بھی کر رہی ہیں۔ امریکی مسلمان مسلم تنظیموں کو امداد فراہم کرتے ہیں۔

مالی اعانت میں دھوکہ بازی

پس ماندہ ممالک کو دی جانے والی امداد کا بڑا حصہ اس کے ملازموں پر خرچ ہو جاتا ہے۔ یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں کہ بین الاقوامی ملازم (جو زیادہ تر امریکی ہوتے ہیں) بڑی بڑی تنخواہیں وصول کرتے ہیں، انکے مقابلے میں مقامی ملازموں کو بہت کم تنخواہ ملتی ہے ہم اس سلسلہ میں ایک سادہ سی مثال پیش کرتے ہیں کہ فلسطینی پناہ گزینوں کی امدادی ایجنسی کام تو تھوڑا کرتی ہے، مگر اس بارے میں اپنا ڈھنڈورا زیادہ پیٹتی ہے اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے، جس کا عنوان ہے ''امدادی ایجنسی کے کام اور ۱۹۵۴ء کے دوران میں پناہ گزینوں پر کیے گئے اخراجات'' مگر جب ہم نے رپورٹ کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس پورٹ کا تعلق صرف ۱۹۵۴ء کے سال سے نہیں جیسا کہ عنوان میں بتایا گیا ہے بلکہ یہ (۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۵ء) تک کے پانچ سالوں پر محیط ہے (۱۸) یوں عنوان میں ہی دھوکا دیا گیا ہے اور اس سے پروپیگنڈا کا کام لیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں تقریباً ۱۴۵ ملین ڈالر کا ذکر ہے یہ رقم پناہ گزینوں پر ایک سال میں خرچ نہیں کی گئی جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ پانچ سال میں خرچ کی گئی ہے یوں اس ایجنسی نے پناہ گزینوں پر سالانہ ۲۹ ملین ڈالر رقم خرچ کی اس میں سے، ایک ملین ڈالر ہر سال عرب حکومتیں ادا کرتی تھیں رپورٹ کے مطالعہ سے یہ بھی

معلوم ہوتا ہے کہ اس امدادی ایجنسی میں تقریباً نو ہزار ملازم تھے جن کو اسی رقم میں سے تنخواہیں دی جاتی تھیں ان کی تنخواہیں اور انتظامی اخراجات دس ملین ڈالر سے کسی صورت میں کم نہیں ہوں گے چلیے ہم فرض کرتے ہیں کہ ملازموں کی تنخواہیں اور انتظامی اخراجات اقوام متحدہ الگ سے دیتی ہے مذکورہ کل رقم ۲۹۰۰۰۰۰۰ ڈالر ہے، جو ایجنسی کے ریکارڈ میں ان رجسٹر شدہ پناہ گزینوں پر خرچ کی جاتی ہے جن کی تعداد ۹۶۰۰۲۱ ہے۔ اس طرح ہر پناہ گزین کو سالانہ ۳۰ ڈالر ملنے چاہئیں حقیقت میں ہر پناہ گزین کو سال میں ۱۵ ڈالر یا ہر ماہ سوا ڈالر ملتا ہے مگر ان امدادی ایجنسی کی درج ذیل رپورٹ میں اسے بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے۔

باب نمبر ۱۳

عیسائیوں کے پر فریب جال کا انکشاف)

مسلمانوں کی غیر مسلموں سے شادی کی سازش

جب اسلامی ماحول میں غیر مسلم عورتوں سے شادیاں کثرت سے ہونے لگیں تو صورت حال سنگین ہو جاتی ہے پورا ماحول خراب ہونے لگتا ہے اور اس میں اسلامی زندگی کے شعائر کمزور پڑنے لگتے ہیں یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ غیر ملکی عورتوں سے شادی کے خاندان اور معاشرے پر برے اثرات پڑتے ہیں ہماری نوجوان عورت کو اس وقت سخت نفسیاتی دھچکا لگتا ہے جب وہ اپنے کسی قریبی رشتہ دار یا ہم وطن کو دیکھتی ہے کہ اس نے ایک غیر ملکی عورت کو اس پر ترجیح دی یہ نفسیاتی صدمہ بعض اوقات اتنا شدید ہوتا ہے کہ یہ نوجوان عورت بھیانک انتقام پر اتر آتی ہے وہ اپنے غصہ پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہے اس میں ناکامی پر وہ شدید بغاوت کی مرتکب ہوتی ہے یا پھر خاموشی سے آوارگی اور بدچلنی کو اپنا لیتی ہے اور یہ سب صورتیں انتہائی ضرر رساں ہیں اسی طرح غیر ملکی عورتوں سے شدای کی وجہ سے جہاں ہمارے معاشرہ میں مردوں کی تعداد کم ہو سکتی ہے وہاں عورتوں کی تعداد میں اضافہ ممکن ہے اس سے ہمارے لئے ایک سماجی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔

مشرقی معاشرہ میں اور عربی معاشرہ میں بڑی حد تک پہلے سے موجود یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے اس طرح مشرقی مردوں کے مغربی عورتوں سے شادی کر لینے سے مغربی معاشرہ کے مسائل میں تو کمی ہو جائے گی لیکن مشرقی معاشرہ کی مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا اور یوں مغربی ملک (ارادہ کریں یا نہ کریں اور ہم خواہ چاہیں یا نہ چاہیں) اپنے سیاسی اور مذہبی ٹارگٹ حاصل کر لیتے ہیں

اس سے بھی بڑھ کر افسوسناک بات یہ ہے کہ کچھ عرب لیڈر اور قومی عرب تحریکوں کے کچھ کرتا دھرتا حضرات نے غیر ملکی عورتوں سے شادیاں رچا رکھی ہیں ان لوگوں سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی قومی جدوجہد میں کسی جرات مندانہ پالیسی کا مظاہرہ کرسکیں گے رہی ان کی اولاد تو انہیں اپنی ماں کی طرف سے مثال کے طور پر فرانسیسی عصبیت ورثہ میں ملی ہے جو باپ کی عربی حمیت پر غالب آ گئی ہے۔

غیر ملکی عورتوں سے شادی

غیر مسیحی نوجوانوں کو غیر ملکی (یورپی) مسیحی لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنے کی ترغیب دینا بھی مشن کا ایک ذریعہ ہے تاہم اس خاردار موضوع کی تھوڑی سی وضاحت ضروری ہے۔

جب یہ غیر ملکی مبلغات، مقامی عورتوں کی تربیت کرلیں گی، تو وہ تبلیغ کے میدان سے پیچھے ہٹ آئیں گی اور متعلقہ ملک کی مبلغات کو اپنی جگہ لینے دیں گی البتہ غیر ملکی مبلغات کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ پس پردہ رہ کر، عورتوں اور ان کے کام کی نگرانی اور سرپرستی جاری رکھیں۔

شادی کی سازش

اسلام نے یہودی اور عیسائی اہل کتاب سے شادی کی اجازت اس وقت دی تھی جب اسلام اور یہودیوں اور رومن عیسائیوں کے درمیان دشمنی کے شعلے سرد پڑ گئے تھے مگر آج ہم فرانسیسی، برطانوی اور امریکی عورتوں سے محض ان کی عیسائیت کی بنیاد پر بلا روک ٹوک شادیاں رچا رہے ہیں حالانکہ آج یہ امریکی، برطانوی اور فرانسیسی ہمارے سخت ترین دشمن ہیں دعوت اسلام کے آغاز میں عیسائی اور یہودی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا حرام تھا اسلام نے اہل کتاب کی ان عورتوں سے اس وقت شادی کی اجازت دی جب عداوت اور لڑائی کے محرکات ختم ہو گئے لیکن آج فرانسیسی، برطانوی اور امریکی عورتوں سے شادی کرنا، حکماً ممنوع ہونا چاہیئے کیونکہ اہل مغرب کو اسلام سے سخت دشمنی ہے اس وقت مسلمانوں اور اہل مغرب کے مابین ہر جگہ عملاً لڑائی ہو رہی ہے اس میں کوئی

شک نہیں ہونا چاہیے کہ اسرائیلی عورتوں سے شادی قطعاً حرام ہے۔

مرعوب کن امارات

مشنری' مشرقی ذہنوں میں پراثر انداز ہونے کے لئے عظیم الشان اور بلند و بالا عمارات کا سہارا لیتے ہیں مشنریوں کی نظر میں' مشنوں کے چرچ' ان کے اسکول اور کلب بڑے مرعوب کن ہونے چاہئیں تاکہ وہ دیکھنے والوں کے جذبات وخیالات پراثر انداز ہوسکیں مشنریوں کے خیال میں یہ عظیم الشان عمارات' غیر مسیحیوں کو' عیسائیت کے قریب لاتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ بلند و بالا عمارات اور پرشکوہ مناظر کا' دلوں پر اثر ہوتا ہے لیکن خوب صورت عمارت کا مذہب کے صحیح اور برحق ہونے سے کیا تعلق ہے؟ اگر ہم اس قسم کے کسی تعلق کو درست مان لیں تو پھر ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اہرام مصر' لبنان کے قلعہ بعلبک' برما اور ہندوستان کے مندر' اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مصری بیل کی پوجا' رومی بت پرستی اور ہندو مت عیسائیت سے افضل ہیں یہ تو نظری لحاظ سے تھا عملی صورت یہ ہے کہ مشنریوں نے القدس میں ایک عظیم عمارت تعمیر کی جو جمعیۃ ایجمین کے تحت تھی یہ عمارت مشرق کی خوب صورت ترین اور عظیم ترین عمارتوں میں شمار ہوتی ہے مگر خود مشنریوں نے فلسطین کو یہودیوں کے حوالہ کرنے کے لئے تعاون کیا حقیقت یہ ہے کہ مشنری' مسیحی مذہب کی اتنی بشارت نہیں دیتے' جتنا وہ امریکی کاروں اور برطانوی مصنوعات کا پروپیگنڈا کرتے ہیں وہ پوری دنیا میں دین مسیح کو پھیلانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں' مگر خود ہی یسوع کے گہوارا تک کو' مسیح کے دشمنوں کے حوالہ کردیتے ہیں۔

ان کلبوں میں کیا ہوتا ہے؟

ان کلبوں میں مختلف قسم کی سماجی سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ یہیں جلسے ہوتے ہیں۔ لیکچر دیئے جاتے ہیں دوستی اور شب بیداری کی تقاریب منعقد ہوتی ہیں کھانے کی دعوتیں دی جاتی ہیں انہی کلبوں میں شب خوابی کا انتظام ہوتا ہے کفایت شعار لوگ اور تفریح طبع کے شائقین نوجوان انہی کلبوں کی طرف رجوع کرتے ہیں مگر یاد رہے کہ جو

کچھ ان کلبوں کی ظاہری سرگرمیاں ہیں وہ ان کا مقصود بالذات نہیں یہ کلب اس لئے قائم نہیں کیے گئے کہ لوگ یہاں آ کر تفریح کریں بلکہ ان کلبوں کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ ان ذرائع سے عوام کے لئے دلچسپی پیدا کریں تا کہ وہ امریکی، فرانسیسی، ولندیزی یا انگریز مشنری کی آواز سنیں یا کم از کم وہ مشنریوں کے دلوں میں مغرب کی محبت پیدا کریں باقی رہا ''مسیحی تقویٰ'' اور ''مغربی انسانیت'' تو ہمیں اس کی تلاش، ریاست ہائے متحدہ اور یورپ کے میدانوں میں کرنی چاہئے۔

ان کلبوں کا صحیح ہدف کیا ہے؟

یہ عظیم الشان عمارتیں، یہ کلب، یہ طعام گاہیں اور یہ رستوران لوگوں پر اثر انداز ہونے کے لئے ہیں جنہیں جلد ہی اپنے ملک میں اہم حیثیت حاصل ہونے والی ہے اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں مشن سے تعاون کرنا چاہئے یہ وہ ذرائع ہیں جو مشرقیوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

ان کلبوں کی ایک نمایاں قسم ''نوجوانوں کے گھر'' ہیں یہ اصل میں بے گھر، بے روزگار اور پریشان حال نوجوانوں کے لئے اقامت گاہیں ہیں یہ اقامت گاہیں پہلی عالمی جنگ کے بعد سے مشنری منصوبے کا ایک اہم حصہ بن چکی ہیں مشنری ان گھروں میں ان لڑکوں، لڑکیوں اور لوگوں کو ٹھکانا مہیا کرتے ہیں جن کے اپنے گھر نہیں ہوتے یہاں پر ان لوگوں کی مسیحی اسلوب پر تعلیم و تربیت کی جاتی ہے شمالی افریقہ اور خاص طور پر جنوبی الجزائر میں فرانسیسی پروٹسٹنٹ مشن اور اس کے اثرات کو بڑھانے کی خاطر، اس قسم کے کلبوں پر انحصار کرتے رہے ہیں۔

لبنان میں کیتھولک، اس قسم کے کلبوں کو ''صلیبی جنگ'' کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں یہ لوگ کہتے ہیں ''دس برس کے لڑکوں اور چھوٹی عمر کے بچوں میں عیسائیت تیزی سے پھیل رہی ہے اس صلیبی جنگ سے مسیحی مذہب کے لئے بہترین فوج تیار ہو گی یہ لوگ کیتھولک کلب کے وہ بیج ہیں جنہیں آگے چل کر بیروت کی کیتھولک سینٹ جوزف یونیورسٹی میں اگایا جائے گا۔''

مفت تعلیم

مشنری ہر اس تعلیم میں گہری دلچسپی لیتے ہیں جس پر امداد و خیرات کی چھاپ ہو کیتھولکوں کا خیال ہے کہ ہر اس اسکول کے قریب جس کے طلبہ فیس ادا کرتے ہوں' ایک چھوٹا سا اسکول غریبوں کے لئے بھی ہونا چاہیئے اس اسکول کا بنیادی مقصد ان غریب بچوں کی تعلیم نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کے سامنے اپنے مشنری مظہر اور مسیحی تشخص کی حفاظت ہوگا۔

عیسائی مشنریوں کا چندہ لینے کا طریقہ

''اسمبلی آف گاڈ چرچ کا ایک مشنری گھانا سے آیا تھا اور وہ کچھ فلم و تصاویر دکھا رہا تھا گرجا لوگوں سے بھرا ہوا تھا ایک موٹا شخص برادر بل جو مشنری تھا کبھی تیز اور کبھی دھیمے لہجے میں فلم کے مناظر پر تبصرہ کر رہا تھا برادر بل تقریر کا سلیقہ اچھی طرح جانتا تھا۔

اسکرین پر تاریک براعظم افریقہ کے گاؤں کا ایک منظر ابھرا جنگلی قبیلہ کے کچھ افراد معمولی کپڑے سے بدن ڈھانکے ہوئے تھے مٹی کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے' کھلے ہوئے باورچی خانے تھے ان گھروں میں بکریاں اور مرغیاں گھوم رہی تھیں ایک مٹی کا کالا برتن آگ پر دھرا ہوا' اس کے پاس ہی ایک مریل سا بچہ اپنی ماں کے بازو پر لیٹا ہوا تھا جس پر مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں گویا یہ تصویر جہالت' غربت اور غیر انسانی زندگی کا مرقع تھی۔ اس گھر کے باہر چند لڑکے مٹی اور کیچڑ میں لت پت کھیل میں مشغول تھے ...... اس منظر پر مشنری چلایا ''یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم یسوع مسیح کا پیغام لیکر پہنچے تھے یہ لوگ نہ تعلیم جانتے تھے نہ تہذیب اور نہ مذہب۔ ان کی زندگی بدنصیبوں اور محرومیوں سے بھری تھی۔ سین بدلا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشنری کی آواز میں تبدیلی ہوئی ...... اس نے بتایا کہ یہ مشن اسکول تیار کیا گیا اور یہ خوبصورت گرجا اسی گاؤں میں تعمیر کیا گیا۔

لیکن ...... کچھ دیر رک کر اپنی آواز کو مزید پر اسرار بناتے ہوئے اس نے کہا

...... ہم اس سے زیادہ کامیابی حاصل کرتے ...... لیکن جیسے ہی ہم وہاں پہنچے ...... شمالی علاقہ سے ایک ''لعنت'' نازل ہوئی ...... یہ مسلمان یہ کافر (میں ان سے بہت زیادہ سخت الفاظ کو حذف کر رہا ہوں) جو عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے کچھ اجزاء پر ایمان رکھتے ہیں مگر حقیقت میں وہ ایمان والے نہیں ہیں وہ یسوع مسیح کو خدا کے بیٹے کی حیثیت سے نہیں مانتے ...... اب ہم ان سے افریقہ میں دو چار ہیں ...... ان سے ہر طرح نبٹنا ہے اس ''مقدس جنگ'' کو جیتنا ہے آپ لوگ'' مجاہدین کی فوج میں شامل ہو جائیں اور گھر بیٹھ کر اس ''مقدس جہاد'' میں شرکت کریں اور پورا ثواب حاصل کریں۔ وہ اس طرح کہ فیاضی کے ساتھ عطیہ دیں تا کہ ہم فرنٹ لائن میں رہتے ہوئے کام کریں۔ آپ وہ افراد ہیں جن پر مسیح نے فضل کیا آپ دنیا میں مالدار ترین ہیں جو ہر قسم کے عیش و عشرت سے متمتع ہو رہے ہیں۔ اس جہاد میں بھی دل کھول کر چندہ دیں۔ مسلمانوں کو اس طرح نوازنے کے بعد جب اس نے امریکیوں اور عیسائیت کی تعریف کرتے ہوئے ایک بڑا کٹورہ سا حاضرین کے سامنے کیا تو اس میں دھڑا دھڑ ڈالر گرنے لگے ایک، دو، ۴، ۸، ۱۰ اور لمحوں میں وہ کٹورہ نوٹوں سے بھر گیا۔''

اس چھوٹے سے واقعہ سے نہ صرف عیسائیوں کے مجموعی انداز فکر کا پتہ چلتا ہے بلکہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ عیسائی مشنریز اس روشن اور سائینٹفک دور میں بھی مسلمان اور اسلام کے بارے میں کس طرح کے نظریات رکھتے ہیں۔

اس قسم کا ایک اور واقعہ ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے کے ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے بیان کیا تھا جب وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے جرمنی گئے تھے انہوں نے بیان کیا۔

ایک دن انہوں نے یونیورسٹی میں ایک نوٹس لگا دیکھا کہ فلاں دن ایک مشنری یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب کرے گا اپنے چند دوستوں کے ساتھ وہ بھی مقررہ دن پر آڈیٹوریم پہنچے انہوں نے دیکھا کہ ایک مشنری پاکستان کے بارے میں عجیب خیالات کا اظہار کر رہا ہے اور سامعین سے کہہ رہا ہے کہ پاکستان میں عیسائیوں پر بہت ظلم کیا جاتا ہے انہیں طرح طرح سے ستایا جاتا ہے اور ان کے گھروں تک کو لوٹا جاتا ہے

وغیرہ ان بے کسوں اور مظلوموں کی امداد ہر عیسائی پر فرض ہے اس کے لئے آپ بھی آگے بڑھیں اور جو بھی آپ سے ہوسکتا ہے مدد کریں چنانچہ بہت سے طلبہ نے چندہ دیا ڈاکٹر صاحب کے دوست طلبہ نے مشنری کے بیان کی ان سے تصدیق چاہی ڈاکٹر صاحب نے انہیں بتایا کہ یہ سب ایک گھناؤنا پروپیگنڈا ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں بجز اس کے کہ مشنری اپنی جیب آپ کے نوٹوں سے بھرنا چاہتا تھا۔

"طب کے ذریعے تبلیغ" مسیحیوں کا ایک اہم ہتھیار ہے اس موضوع پر کئی کتابیں دستیاب ہیں ان میں سے ایک کتاب کا نام ہے "طبی مشن" یہ جان لو کی تصنیف ہے جو ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی۔

تبلیغ میں نسوانی عنصر

مشنریوں نے خاندان میں عورت کی حیثیت کو فراموش نہیں کیا انہوں نے عورتوں پر اثر انداز ہونے میں گہری دلچسپی لی اسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں عورتوں کو تبلیغ کی انہوں نے عورتوں سے براہ راست رابطہ قائم کرنے کے لئے مشنری لیڈی ڈاکٹروں کو گھروں اور دیہات میں بھیجا وہ بزعم خویش اپنے "شریفانہ مقاصد" کے حصول میں عورت کی حیثیت اور اس کے اثرات کو استعمال کرنا چاہتے تھے حالانکہ ان کا ہدف سامراج کے سیاسی اثر ونفوذ کے پھیلاؤ کی کوشش کے سوا کچھ نہ تھا۔

مشنریوں نے عیسائی بنانے کے لئے نرسوں کو حربے کے طور پر استعمال کیا ہے ان کی رائے میں نرس صرف بیماروں کے دکھ ہی کم نہیں کرتی بلکہ وہ ان تک مسیح کا پیغام بھی پہنچاتی ہے۔ اسی لئے مشنریوں نے نرسنگ اسکول قائم کرنے میں دلچسپی لی خاص طور پر ایران میں۔

مشنریوں کا بیماروں کو دھوکہ دینے کا اقرار

اگر آپ یہ جاننا چاہیں کہ ان ڈاکٹروں کو طب کے بجائے تبلیغ سے کتنی دلچسپی تھی تو آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے سوڈان کے شہر النصار میں ایک ڈسپنسری کھولی یہ لوگ اس وقت تک بیمار کا علاج نہیں کرتے تھے جب

تک کہ اس سے یہ اعتراف نہ کروا لیتے کہ اسے مسیح ہی شفا دے گا۔

اگرچہ مصنف نے یہاں جو لفظ استعمال کیے ہیں اس میں اور ہماری بات میں صرف لفظی فرق ہے دوسرے مقامات پر بھی ان کا یہی وطیرہ تھا' مثلاً خود اسی الناصر شہر میں خود مؤلف کے بقول طب اور تبلیغ پہلو بہ پہلو چل رہے تھے۔

حبشہ میں اس وقت تک علاج شروع نہیں ہوتا تھا' جب تک مریض گھٹنوں کے بل جھک کر مسیح سے یہ درخواست نہیں کر لیتے کہ وہ انہیں شفا دے گا۔

مشنریوں نے وادی نیل میں تبلیغ عیسائیت کا انوکھا ہتھکنڈا استعمال کیا انہوں نے دریائے نیل میں تین کشتیوں پر مشتمل ایک گشتی شفا خانہ بنایا وہ ڈاکٹر کے آنے سے کافی پہلے' ڈاکٹر کی آمد کا اعلان کر دیتے لوگ دور دراز سے مریضوں کو اٹھا کر لاتے اور ڈاکٹر کا انتظار کرنے لگتے اتنے میں کوئی مشنری اٹھ کر اتنے بڑے مجمع سے تبلیغ کرنا شروع کر دیتا مگر افسوس کہ مریضوں کو دھوپ میں کھڑا کرنے اور دھوکے سے انتظار کروانے پر اس کا ضمیر اس کو ملامت نہ کرتا یمن میں بلدہ الشیخ عثمان میں بھی یہ لوگ یہی حرکت کرتے لوگ دور دور سے اپنے مریض اٹھا کر ان کے پاس آتے اور یہ سنگدل ڈاکٹر' جن کے دلوں میں خدا نے انسانیت کی ذرہ بھر محبت نہیں ڈالی' اس وقت تک مریضوں کا علاج نہ کرتے جب تک کہ انہیں تبلیغ نہ کر لیتے۔ ایک دفعہ ایک عورت اپنے بیمار بچے کو لیکر سوڈان کی الناصر ڈسپنسری میں علاج کے لئے روانہ ہوئی' لیکن بچہ طویل سفر کے دوران میں ہی مر گیا ڈاکٹر نے اس دکھیاری ماں سے تعزیت نہ کی بلکہ اسے تبلیغ کرنے بیٹھ گیا۔

مشنری ان باتوں کا کھلم کھلا اعتراف کرتے ہیں رچرڈ نے ڈسپنسری اور اسپتال میں علاج معالجہ کے سلسلہ میں کہا ہے کہ ڈاکٹر مسلمانوں سے کافی دیر تک ایسی باتیں کر سکتا ہے' کہ اگر مسلمان ان میں سے کچھ باتیں اسپتال کے باہر یا ڈاکٹر کے علاوہ کسی اور سے سنیں تو وہ غیظ و غضب کا اظہار کریں۔

عیسائیوں کا اصل مقصد علاج نہیں! تبلیغ ہے!

تمہیں ان موقعوں کی تلاش جاری رکھنا چاہئے جب تم مسلمانوں کے کانوں

اوران کے دلوں تک پہنچ سکو گے اور انہیں انجیل کی تبلیغ کر سکو گے تم اسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں محض علاج معالجہ میں ہی اپنا وقت نہ ضائع کر دینا یاد رکھو کہ یہ موقعے بڑے قیمتی ہوا کرتے ہیں شاید تمہیں شیطان یہ کہ کر بہکائے کہ تمہارا اصل فرض تو صرف علاج کرنا ہے، تبلیغ نہیں تم شیطان کے اس بہکاوے میں نہ آنا اور اس کی وسوسہ اندازی پر کان نہ دھرنا۔

امریکن یونیورسٹی بیروت کے پہلے سربراہ دانیال بلس مشنریوں کو اس قسم کی تلقین کرتا ہے اس نے بظاہر لوگوں کا علاج کرنے والے ان دھوکہ باز ڈاکٹروں کو ہدایت کی ہے کہ جب مریض انکے پاس سے واپس جانے لگے تو اس کے پاس انجیل اور ایک جھوٹا طبی نسخہ ضرور ہونا چاہئے دانیال بلس اپنے اس قول کی خود تشریح کرتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد مریض کو معلوم ہو جائے گا کہ انجیل بھی اسے ملنے والی دوا کی طرح اس کی طبیب و معالج ہے۔

لڑکی کا علاج اور مسیح کی طاقت

''ایک لڑکی کو اس کے پاؤں کی بیماری کے علاج کے دوران مسیح کی صحت دلانے کی طاقت کے واقعات سنائے گئے تھے وہ اس کے ذہن میں بیٹھ گئے جب صحت یاب ہو گئی تو ایک عیسائی اسکول میں داخلہ لیا اسی دوران وہ بڑی ہو گئی اور یسوع مسیح کی سچی فدائی بن گئی اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ایک پختہ ذہن کے فرد کا ہے جو بالآخر بپتسمہ یافتہ ہو گیا۔''

آگے چل کر مسلمانوں میں طبی مشنریوں کو بھیجنے پر بہت زور دیا گیا کہا گیا کہ ان بہترین مواقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو پھر اس بات پر زور دیا گیا کہ:

''طبی مشنری کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ وہ پہلے ایک مسیحی مبلغ ہے بعد میں ڈاکٹر اس کا فرض ہے کہ وہ 'سچائی' کو پیش کرے۔''

ایک پادری نے جو امریکن بپٹسٹ مشنری سوسائٹی سے تعلق رکھتا تھا میڈیکل مشنریوں کی افادیت پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے کہا کہ:

''ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ طبی کام کو تبلیغی ایجنسی کی حیثیت سے استعمال کیا جائے اسپتالوں میں باقاعدہ ''سرویز'' کی جائیں مسیحی لٹریچر تعلیم ہو مریض پر ذاتی محنت ہو اور اچھے ہونے پر ان کے گھروں تک جایا جائے طبی کام کے ذریعہ ہی بلاشبہ لوگوں کے دلوں کو جیتا جا سکتا ہے ہر طبی مشنری کا قطعی مقصد (حضرت) مسیح کی عظمت کا اظہار اور اس کی بادشاہت کی ترقی ہونا چاہئے یہ کام بہت سے بند دروازوں کو کھولتا ہے حتی کہ عورتوں تک رسائی ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔''

ان چند اقتباسات کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خدمت انسانیت کے بارے میں پیدا شدہ غلط فہمی دور ہو اور حقیقی مقصد کا علم ہو۔

مسلمانوں کو پر فریب جال میں پھنسا کے

مسلمانوں کے لئے خاص طور پر لٹریچر تیار کرنے کا فیصلہ بھی اس کانفرنس میں کیا گیا اور مختلف علاقوں کے پادریوں کے تجربوں کی روشنی میں ان میں ایسی تبدیلیوں کی ہدایات کی گئیں جن سے مسلمان نہ صرف یہ کہ دھوکے و مغالطہ میں پڑ جائیں بلکہ اس لٹریچر کے مطالعہ کے بعد ان کے عقائد و افکار میں تزلزل واقع ہو جائے اور وہ پر فریب جالوں میں پھنس جائیں مثال کے طور پر چند اصولی ہدایات نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) ایسی پر جوش کتابیں اور ٹریکٹس لکھی جائیں جو انسانی ''قلب'' کو کشش کریں جن میں ''گناہ'' اور ''نجات'' کی اہمیت ہو۔

(۲) اسلام سے اچھی چیزیں لی جائیں اور بتایا جائے کہ ان کی تکمیل کس طرح انجیل میں ہوئی۔

(۳) قرآن کے جو اچھے حوالے ہیں لیکر ثابت کیا جائے کہ یہ انجیل کے ذریعہ سے پوری ہوتی ہیں۔

(۴) عیسائی ''دین'' اور ''ایمان'' کا خلاصہ تیار کیا جائے۔

(۵) گناہ کی حقیقت اور کفارہ کی ضرورت۔

(۶) ہمیں ''نجات'' کی ''اب'' ضرورت ہے جو صرف انجیل ہی مہیا کرتی ہے انجیل کے

ذریعہ ہی گناہ کو فتح کیا جا سکتا ہے اس کے ذریعہ ہی سے ذہنی سکون خدا کی رضامندی حاصل کی جا سکتی ہے اور وہی ''وسیلہ'' ہے۔

(۷) صحیح مذہب کی بنیاد ''عبدیت'' ہو سکتی ہے یا ''فرزندیت''

(۸) انسان ''معاشرتی ہستی'' (سوشل بیئنگ) ہے تو کیا اس کا خالق سوشل نہیں ہو سکتا اس لئے ایک سوشل خدا تین خداؤں میں ظاہر ہوا۔

(۹) ایک ''زندہ بچانے والا'' نہ کہ ایک ''مردہ پیغمبر''

(۱۰) گناہ اور اس کا علاج۔

(۱۱) توبہ اور ایمان

(۱۲) فاتحہ اور لارڈز پریئر کا تقابل وغیرہ وغیرہ۔

اس پر لاہور کے پادری وہائٹ برشت نے ان الفاظ میں ریمارکس دیا۔

مسلمانوں کے لئے لٹریچر کی تیاری و تقسیم سب سے بڑا طاقتور کام ہے ان کے لئے مختلف قسم کا لٹریچر تیار کیا جائے۔ مثلاً

(۱) اختلافی

اس کو بہت احتیاط سے کیا جائے گا۔

ا۔ عیسائیوں کو پرانے لٹریچر کو از سر نو ترتیب دیکر جدید زندگی کی ضروریات کے مطابق بنانا چاہئے بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان ہیں جو آکسفورڈ اور برلن کے اثرات اور تصورات کو پھیلائیں گے ہمیں اپنے مخالفین سے ان کی اپنی سرزمین پر ملنا چاہئے۔

ب۔ اس کے علاوہ ہمیں اختلافات کے ان فوائد کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے جو غیر عیسائیوں کے مذاہب کے علم سے بڑھتے ہیں تقابل ادیان کے مطالعہ سے ہمیں دوسرے مذاہب کو مختلف طریقوں سے دیکھنے کا موقعہ ملے گا۔

اس طرح ہم ان کو بتلا سکیں گے کہ وہ ''جاہلانہ عبادت'' کرتے ہیں۔

(ج) صرف اسی نکتہ پر بحث کریں جو صاف ہو اور ہمارے خلاف نہ جاتا ہو۔

(۲) لٹریچر کے ذریعہ ہم عیسائی عقائد اس طرح پیش کریں کہ اس پر مسلمان کو

اپنی بھرپور توجہ دینی پڑے۔ وغیرہ

ان مباحث میں بار بار مسیحی کتب خانہ لاہور ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کی خدمات کو سراہا گیا اور تعریف کی گئی۔

اسپتال تبلیغی مراکز ہیں

بات ادھوری رہے گی اگر طبی مشن کا مختصر ذکر نہ کیا جائے عام طور پر سادہ لوحی یا لاعلمی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ گوروں کے اسپتال اور ڈسپنسریاں صرف ''خدمت انسانیت'' کے جذبہ پر قائم ہوتی ہیں اور وہاں کام کرنے والا ہر فرد اس جذبہ سے سرشار ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل مختلف ہے یہ خدمت خلق کے ادارے نہیں ہوتے ہیں بلکہ مریضوں کے ایمان و اقدار کو اچک لینے والے مراکز ہیں۔

چنانچہ کتاب مذکور پر تحریر ہے۔

''جاہل (لاعلم) اور کٹر مسلمانوں تک پہنچنے کا بہترین و طاقتور ذریعہ سوائے طبی مشن کے اور کوئی نہیں ہے۔''

''عیسائی اسپتال میں تبلیغ عیسائیت بہتر طور پر براہ راست ہو سکتی ہے اسپتال میں داخل شدہ مریض ہمارا مستقل سننے والا ہوتا ہے جس کو ہم ''مناسب ہدایات'' دے سکتے ہیں۔''

''یہ ذمہ داری طبی مشنری پر عائد ہوتی ہے کہ وہ ہمارے اسپتالوں کے لئے مسلمانوں کی کثیر آبادی کے علاقوں میں سے مریضوں کو ''کھینچے'' اس طرح ہم لوگوں سے بہت قریبی رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

باب نمبر ۱۴

سندھ، پنجاب، بلوچستان، سرحد میں مشنری سرگرمیاں

اندرون سندھ مشنری اداروں کی سرگرمیاں

خیر پور میں ۱۴ سو بھیل خاندان اور چولستان میں ۸ ہزار خاندان عیسائی ہو گئے

کسی فرد نے خوشی سے عیسائیت قبول نہیں کی انہیں ترغیبات کے ذریعہ مائل کیا گیا اسلام قبول کرنے والے مشہور عیسائی مبلغ ملز ڈینل کے انکشافات (تکبیر)

مشہور عیسائی مبلغ اور وکٹر پبلک اسکولز کے پرنسپل ملز ڈینل نیوٹن نے نماز جمعہ کے موقع پر جامع مسجد سکھر کے پیش امام قاری خلیل کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد بتایا کہ ''میں گزشتہ دس سال سے سندھ بلوچستان کے غریب اور پسماندہ عوام کی بستیوں میں مسیحی تنظیمی لٹریچر تقسیم کر کے لوگوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے کی تعلیم دیتا رہا' لیکن مجھے وہ قلبی سکون حاصل نہ ہو سکا جو اسلام کے حلقہ ارادت میں آنے سے میسر ہوا موجودہ عیسائی مذہب انسان کی کوئی رہنمائی نہیں کرتا صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو مغرب زدہ معاشرے کو تباہی سے بچا سکتا ہے۔

میں ایک عیسائی پادری خاندان میں ٹھٹھہ شہر میں پیدا ہوا میرے والد وکٹر مومن مشہور پادری تھے اور مجھے بھی پادری بنانا چاہتے تھے چنانچہ میں نے کلیسا کے خادم کی حیثیت سے ۱۹۸۲ء سے اندرون سندھ کے اضلاع کو اپنا مرکز بنایا جس میں جیکب آباد' شکار پور' سکھر' نواب شاہ اور خیر پور میں سندھی چرچ قائم کر کے ۲۲ ہزار سے زائد بھیل' مارواڑی قبیلے کے لوگوں کو عیسائی فرقہ میں شامل کیا جب کہ دیگر علاقوں میں عیسائیت کی تعلیم کا سلسلہ سندھی زبان میں شروع کیا پاکستان کے دیگر علاقوں میں تبلیغ کے سلسلہ میں علماء سے جھگڑے بھی ہوئے اور اس کے نتیجہ میں ۱۹۸۷ء میں بہاولپور میں ہمارے گروپ کے تین ساتھیوں کو جیل بھی جانا پڑا' جب کہ خود ان کی گردن کی ہڈی میں شدید

چوٹ آئی تاہم امریکی سفارت خانے کی سفارش پر ان کے ساتھیوں کو رہا کر دیا گیا انہوں نے کہا کہ ہمارے مشن کے منصوبوں کی سرپرستی میں بیلجیئم' سنگاپور' برطانیہ' ہالینڈ اور امریکی سفارت خانے پیش پیش ہوتے تھے اور ان کی ''امداد'' کے بل بوتے پر تعلیم بالغان' مشنری ہسپتال یا دیگر سماجی اداروں کی آڑ میں مسیحیت کا پرچار کیا جاتا ہے جب کہ پاکستان کرسچن کونسل ہمارے مفادات کی نگرانی کرتی ہے اور اس کی جانب سے تبلیغی ٹیم کے افراد کو جملہ سہولتیں میسر ہوتی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں عیسائی مشنری ادارے جس تیزی کے ساتھ اسلامی ریاست کی نظریاتی جڑیں کھودنے میں مصروف ہیں اس کا ایک مقصد یہ ہے کہ وہ پاکستانی نوجوانوں کو اگر عیسائی نہ بھی بنا سکیں تو کم از کم انہیں اسلام سے بیگانہ ضرور کر دیں اور اس کے لئے وہ انتہائی پستی کا مظاہرہ کرتے نظر آتے ہیں دنیاوی لالچ جس میں بیرونی ملازمت' انگریزی تعلیم' شادی' روزگار اور بیرونی وظائف شامل ہیں دیکر پہلے اپنا گرویدہ بناتے ہیں' اس کے بعد اس کی برین واشن کا سلسلہ شروع کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ کراچی میں OMT پر پابندی عائد ہونے کے بعد شکار پور ضلع کو مسیحی سرگرمیوں کا مرکز بنایا گیا ہے جس کا نچارج ایک امریکی مفکر ہے زیادہ تر اسکول و کالج کے طلباء کو خط و کتابت کے کورس کے ذریعہ راغب کیا جاتا ہے پاکستان میں آج تک کسی بھی فرد نے اپنی خوشی سے عیسائی مذہب قبول نہیں کیا بلکہ انہیں ترغیبات کے ذریعے مسیحیت کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔

بھیل قبیلہ کے ۱۴ سو خاندان جو عیسائیت کی طرف مائل تھے اب اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں' دینی جماعتوں کو اس طرف توجہ دینا ہوگی خط و کتابت کورس کے ذریعہ اس وقت ۷ لاکھ بیس ہزار افراد سے ہمارا رابطہ ہے جنہیں عیسایت کی تعلیم کا لٹریچر فراہم کیا گیا ہے سکھر میں روبن ہدایت اللہ روبن ریلوے ملازم ہیں جو مسلمان سے عیسائی ہوئے ہیں' ان کے ساتھ پادری عبدالرشید ''سیونتھ ڈے'' ادارے کے تحت اسکول و کالج کے بچوں پر کام کر رہے ہیں اسی طرح شکار پور کے جہانگیر درانی فیبا ریڈیو

کے ذریعے ان بچوں کے لئے پیغامات نشر کر کے انجیل کے سبق پڑھاتے ہیں جو خط و کتابت کے ذریعے کورس پورا کرتے ہیں، سینکڑوں ممنوعہ مسیحی کتب سفارت خانوں کے ذریعہ لوگوں میں تقسیم کی گئی ہیں جن میں میزان الحق، دو اسلام، دو قرآن اور آسمان شیریں زیادہ تعداد میں تقسیم کی گئی ہیں فلم کے ذریعہ عیسیٰ اور دیگر انبیاء کرامؑ کے فرضی حوالوں سے فلم تیار کی گئی ہے جو مذہبی تقاریب میں دکھائی جاتی ہے اور لوگوں کے ذہنوں کو پراگندہ کیا جاتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جب سے میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے عیسائی مشنری ادارے میرے سخت خلاف ہو گئے ہیں اور مجھے مختلف انداز میں دھمکیاں دی جارہی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ اسکول کی عیسائی ملازمہ کو بھی میرے خلاف ورغلایا گیا ہے میری والدہ اور بھائیوں کو برگشتہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے حتیٰ کہ سکھر چرچ کے پادری برناباز جلال میرے شدید مخالف ہو گئے ہیں۔ اسیطرح عام ملنے والے عیسائی رشتہ داروں کا ردعمل بھی خوشگوار نہیں ہے تاہم میرا ضمیر مطمئن ہے اور اسلام قبول کرنے کے بعد جو قلبی سکون ملا ہے اس سے میری دنیا ہی نہیں عاقبت بھی انشاء اللہ درست ہوگی۔ میں اللہ تعالیٰ کی اس عنایت پر شکر گزار ہوں۔

سندھ میں عیسائیوں کی تنظیمیں

رومن کیتھولک فرقہ نے ۱۸۴۲ء سے صوبہ سندھ میں اپنی مساعی کا آغاز کیا یہ وہ زمانہ ہے جب کہ انگریز حکومت نے سندھ کو فوج کے ذریعہ فتح کیا تھا۔ ان کے ریکارڈ کے مطابق ۱۸۶۰ء میں کچھ سندھیوں نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ ۱۸۵۲ء میں یہ پنجاب کی طرف بڑھا اور لاہور میں اپنا پہلا مرکز قائم کیا ۱۸۸۰ء تک رومن کیتھولک ایک مشنری اسٹیشن اور لڑکیوں کا یتیم خانہ قائم کر چکے تھے اسی طرح سیالکوٹ میں ۱۸۸۹ء تک ان کے چھ مشنریاں کام کرنے لگے تھے۔ ۱۸۹۲ء میں انہوں نے چناب کینال کالونی کے علاقہ میں ایک سو پچھتر ایکڑ پر ''مریم آباد یا میر آباد'' نام سے بستی قائم

کی جو بعد میں (۷۰۰) ایکڑ پر پھیل گئی اسی سال سے ان کا تبلیغی کام پنجاب میں اور خاص طور پر ''چوڑوں'' میں تیزی سے بڑھنے لگا۔۱۸۸۳ء میں اس فرقہ کے افراد کوئٹہ تک پہنچ چکے تھے اور کوئٹہ کے ۱۹۳۵ء کے زلزلہ سے پہلے ان کے کانونیٹ گرل اسکول اور پیرش اسکول ہر علاقہ میں کام کر رہے تھے۔۱۹۳۸ء میں فورٹ سنڈیمن کے علاوہ بستی' چمن' مچھ' لورالئی اور پشین تک انہوں نے رسائی حاصل کر لی جہاں ان کے ریکارڈ کے مطابق لوگوں کو عیسائی بنا کر بپتسمہ دیا گیا۔

اس فرقہ نے بھی دوسرے عیسائی فرقوں کی طرح اپنی توجہ پست اقوام اور چوڑوں کی طرف خاص طور پر مبذول کی ۱۹۳۵ء تک ایک ہزار سے زائد چوڑوں کو جو پنجاب سے آئے تھے اور کراچی میں لیاری میں آباد ہو گئے تھے عیسائی بنایا اسی طرح حیدر آباد میں اسی زمانہ میں (۹۵) پنجابی افراد کو بپتسمہ دیا۔

۱۹۳۶ میں نواب شاہ کے بھیلوں میں کام شروع کیا وہاں ایک اسپتال' ایک اسکول اور ایک چرچ قائم کیا ان کے علاوہ ایک زرعی منصوبہ بنایا اور ایک فیئر پرائس شاپ کھولی اس طرح اس علاقہ کے لوگوں کو عیسائی بنایا پھر سانگھڑ کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں بھی اپنا اثر ورسوخ قائم کیا۔

۱۹۴۴ء میں ماتلی کے کوہلیوں کو عیسائی بنایا اس طرح کہ تین سال کی اندر اندر دو دیہاتوں کی آبادی عیسائی بن چکی تھی یہاں ایک بورڈنگ اسکول بھی قائم کیا۔ ۱۹۷۰ء تک ماتلی کے علاقہ کے تقریباً پچاس ہزار کوہلی جن کا تعلق پارکی گروہ سے تھا اور پانچ سو بجی کوہلی جو نواب شاہ اور میر پور خاص کے علاقہ سے تعلق رکھتے تھے۔عیسائی بنائے گئے۔

صوبہ سندھ میں عیسائیت کے کام کو بڑھانے والی تنظیم

دی انڈس کرسچین فیلوشپ

'دی کنزرویٹو بیٹیٹ مشن (امریکہ) نے اپنا تبلیغی کام پاکستان میں سندھ کے بالائی حصہ اور دریائے سندھ کے مغربی حصہ سے ۱۹۵۴ء سے شروع کیا اس مشن کو

انجیلیکن فرقہ نے پاکستان آنے کی دعوت دی تھی یہ فرقہ خود بھی اس علاقہ میں کام کرتا تھا چونکہ ان علاقوں میں مسلمانوں کی بہت زیادہ اکثریت تھی اس لئے اس مشن نے اپنی توجہ ان مسلمانوں پر لگا دی مسیحی لٹریچر ٹریکس، کتابچے اور انجیلوں کا ترجمہ نہ صرف اردو بلکہ سندھی زبانوں میں بھی کیا اور انہیں بے تحاشہ تقسیم کیا گیا مسیحی جماعتیں اس لٹریچر کو جانوروں کے میلے اور مذہبی تہواروں (عرس وغیرہ) میں جا کر مجمع لگا کر فروخت کرتی ہیں اس مشن نے انہی مساعی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سندھی بولنے والوں کے لئے خاص طور پر بائبل خط و کتابت اسکول قائم کیا جس کے ذریعہ سندھی، اردو اور انگریزی میں اسباق اور لٹریچر تقسیم کیا جانے لگا بائبل اسکول میں انرولمنٹ کی تعداد تیزی سے بڑھی جس کا مطلب (ان کے الفاظ میں) یہ ہوا کہ خدا یسوع مسیح نے کئی اہم شخصیتوں کو اپنی خدمت اور کام کے لئے کھینچ لیا۔

ان کے مشنریوں نے اردو کے علاوہ سندھی زبان میں بھی مہارت حاصل کر کے لوگوں سے رابطہ قائم کیا نصف مشنریوں نے سندھی کو پہلی زبان کی حیثیت اور نصف نے اردو کو پہلی زبان کی حیثیت سے سیکھا اور پنجابی کو اضافی زبان کی حیثیت سے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجابی جاروب کش (سویپرس) اور مزدور جو زرعی فارموں میں کام کرتے ہیں ان کو بھی یہ مشنریاں مذہبی تعلیم دینے لگیں۔

اس مشن نے اس علاقہ میں رہنے والے بازیگروں اور مداریوں کو بھی تبلیغ کی جو عیسائیت میں بہت دلچسپی لینے لگے بگاری ذات کے لوگوں کو بپتسمہ دیا بائبل خط و کتابت اسکول کے ذریعہ ''دوم جی'' نامی ایک بااثر بھیل نے عیسائیت قبول کی وہ اس حد تک متاثر ہوا کہ اس نے ایک مشن کو بلا بھیجا کہ وہ اس کے دیہات میں جو گھوٹکی کے قریب تھا عیسائیت کی تعلیم دے چنانچہ ایک دیسی پادری کو ایک ہفتہ کے لئے اس دیہات میں بھیجا گیا اس نے تعلیم دی اور واپسی پر راستہ میں مارواڑی بھیوں کو بھی بپتسمہ دیا جس کی وجہ سے اس دیسی پادری میں مذہبی جذبہ اور بڑھا اسی دوران کنزرویٹو بپٹسٹ ریبوکڑ کو مارواڑیوں پر کام کرنے کی ذمہ داری سونپی۔ اس نے ''دی

مارورڑیز'' نامی ایک تحقیقی مقالہ تیار کیا جس میں بتایا گیا کہ ۱۹۶۶ء کے آخر تک کئی سو مارورڑی یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کر کے ان پر ایمان لائے۔

''ایک غیر ملکی مشنری بیان کرتا ہے کہ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک و ہند کی جنگوں کے درمیان ان قبائل نے جو اصلاً ہندو تھے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ مسلمان اکثریت کے درمیان رہتے ہوئے غیر محفوظ ہیں اور کسی وقت بھی ان کے الفاظ میں مسلمانوں کی رائے ان کے بارے میں بدل سکتی ہے عیسائیت کی طرف رجوع کیا اس طرح تحفظ کے خیال سے اعلانیہ طور پر بہت سے لوگ عیسائی ہو گئے اس کے بعد ۱۹۷۲ء کے آخر تک کئی سو مارورڑی بھیلوں کو بپتسمہ دیا گیا پھر بھی کنز و دیٹو بیٹسٹ کو چاہیئے کہ بالائی سندھ میں رہنے والے مزید بیس ہزار مارورڑی بھیلوں کو عیسائی بنانے کے لئے مشنریوں اور بجٹ پر غور کرے۔

دادو ضلع میں روڈ قبیلہ پر بھی کام کیا گیا بائیبل کارسپانڈنس کورس کی بدولت ایک نوجوان تعلیم یافتہ رنجاہ اوڈ نے انجیل میں دلچسپی ظاہر کی تھی اور ۱۹۵۹ء میں اس نے باقاعدہ بپتسمہ لیا تھا اس کے سات رشتہ داروں کو بھی بعد میں عیسائی بنایا گیا خود رنجاہ نے تبلیغ میں پر جوش دلچسپی ظاہر کی تھی۔ ۱۹۶۹ء میں مسٹر اور مسز ونٹرس کو دادو ضلع میں مستقلاً رہائش کے لئے اس ہدایت کے ساتھ بھیجا گیا کہ وہ اس مہم کی حوصلہ افزائی کریں اس طرح سے تین برسوں میں رنجاہ کے مزید ساٹھ رشتہ داروں کو عیسائی بنایا گیا۔

صوبہ پنجاب میں عیسائیت کو پھیلانے والی تنظیمیں

دی ایسوسی ایٹ ریفارمڈ پریس بائی ٹیرین چرچ (اے ار پی)

اس مشن نے مس مینی الگزینڈر کو موجودہ پاکستانی علاقہ میں بھیجا تھا کہ وہ اپنی پسند کے علاقہ میں اس مشن کے کام کا آغاز کرے ڈاکٹر یوسنگ نے ساہیوال (سابقہ منٹگمری) کی چار تحصیلوں میں سے دو تحصیلوں کا علاقہ اس مشن کے کام کے لئے مس مینی کو دیا اس کے علاوہ اپنے تجربہ کار اور علاقہ سے واقف مشنری بھی دیئے۔

اس چرچ نے بھی چوڑھوں کی طرف توجہ دی اور ۱۹۲۱ء تک ان عیسائیوں کی تعداد اکتالیس ہزار سے زائد ہوگئی تھی جو اس فرقہ کے عقیدہ و مسلک کے مطابق بنائے گئے تھے ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۱ء تک تقریباً اسی لاکھ افراد صرف پنجاب میں ہیضہ و طاعون کا شکار ہوئے تھے اے آر پی مشن نے لوگوں کے علاج معالجہ کی طرف بہت زیادہ توجہ دی ایک چھوٹی ڈسپنسری عورتوں اور بچوں کے لئے کھولی گئی جو ۱۹۱۷ء میں نینسی فل وڈ میموریل اسپتال کے نام سے مشہور ہوئی۔

اسی طرح دیہاتوں میں اسکولوں کا سلسلہ جاری کیا جو عیسائی قیادت کو ابھارنے میں بہت مفید ثابت ہوئی عیسائی لڑکیوں کے لئے ساہیوال میں ایک بورڈنگ کھولا گیا ۱۹۱۶ء میں کینال کالونی میں تین دیہات قائم کئے گئے جن میں ایک کا نام دین سن آباد ہے۔

اس فرقہ نے چماروں کی طرف خاص توجہ دی جو میگھ ذات کے تھے اور جو یو پی مشن کے علاقہ میں رہتے تھے سن ۱۹۷۰ء میں چماروں کی ایک اور ذات میگھ وار نے عیسائیت قبول کرنے میں بہت دلچسپی ظاہر کی جو لیاقت پور (بہاولپور کے علاقہ) میں رہتے تھے چنانچہ کچھ مشنریوں کو وہاں بھیجا گیا ان کے علاوہ بواری اور بھیل بھی جو ''تھوری'' کے نام سے مشہور ہے عیسائی بنائے گئے گاگرے ذات کے افراد جو تمام پاکستان میں سب سے زیادہ ساہیوال ضلع میں رہتے ہیں عیسائی مبلغوں کی جدوجہد سے آج بھی حلقہ بگوش عیسائیت ہوتے جا رہے ہیں۔

دی یونائیٹڈ فیلوشپ فار کرسچین سروس

سابقہ نام دی ویمنز یونین مشنری سوسائٹی

یہ امریکہ کی مشنری سوسائٹی ہے جس نے اپنا کام ۱۹۵۶ء سے ملتان کے علاقہ میں شروع کیا۔ انجلیکن فرقہ نے درخواست کی تھی کہ اس کے کارکن اتنے کم پڑ گئے ہیں کہ وہ ویمنز اسپتال کا انتظام نہیں سنبھال سکتے چنانچہ اس سوسائٹی نے اسپتال کا بھی انتظام سنبھالا ادھر خواتین مشنریوں کی کمی کے باعث اس کا نام تبدیل کر کے یونائیٹڈ

فیلوشپ فار کرسچین سروسز رکھا گیا اسپتال میں علاج معالجہ کے ساتھ وہ نہایت موثر طور پر تبلیغ کا کام کر رہے ہیں انہوں نے مڈوائیفری ٹریننگ کورس بھی جاری کیا اس کے علاوہ یتیم بچوں کو کرسچین خاندانوں میں دینے کا انتظام بھی کیا۔ یعنی جو بچے یتیم پائے جائیں خواہ وہ کسی قوم وذات کے ہوں انہیں عیسائی خاندانوں میں متبنیٰ دیکر ان کی تعلیم وتربیت عیسائی طریقہ پر کیے جانے کا انتظام انہی کے سپرد ہے۔

دی پاکستان کرسچین فیلوشپ آف دی انٹرنیشنل کرسچین فیلوشپ

سابقہ نام دی سیلون اینڈ انڈیا جنرل مشن

یہ مشن انجیلیکن فرقہ کی دعوت پر پاکستان میں ۱۹۵۵ء میں داخل ہوا۔ اس فرقہ نے اس مشن کو رحیم یار خان اور بہاولپور کے ایک حصہ کے تبلیغی کام کی ذمہ داریاں سونپی یہ مشن غیر فرقہ داری لیکن تبلیغی ذہنیت واہمیت کا حامل ہے اس کے کارکن دنیا کے مختلف ممالک سے آتے ہیں جو پنجابی عیسائیوں کے چھوٹے چھوٹے گروپس کی سرپرستی ونگرانی کرتے ہیں ایک پورا عیسائی دیہات بھی ان کی نگرانی میں دے دیا گیا ۱۹۶۵ء سے اس مشن نے پست کردہ اقوام مثلاً مارورڑی بولنے والے بھیلوں میں کام کرنا شروع کیا یہ مشن کنزرویٹو بپٹسٹ فرقہ سے سرگرم اور قریبی تعاون کے ذریعہ کام کر رہا ہے کئی سالوں سے بائبل اسکول چلا رہا ہے جو ہفتہ کے سات دن کھلا رہتا ہے تاکہ بائبل کی تعلیمات سے بھیلوں کو زیادہ سے زیادہ روشناس کرایا جاسکے اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے اور بھیلوں میں بپتسمہ لینے کی تعداد بڑھ گئی یہ مشن مقامی زبانوں میں لٹریچر کا ترجمہ بھی کرتا ہے چنانچہ بائبل کا کچھ حصہ اور کئی ٹریکٹس کا ترجمہ مارورڑی زبان میں تقسیم کیا گیا مناجات کی کتاب کا مارواڑی' پنجابی اور اردو میں بھی ترجمہ ہوا جو مقبول ومشہور ہوا۔

اس مشن نے تعلیم بالغان کی طرف توجہ دی اور ایک ابتدائی کتاب مارورڑی میں تیار کی اس نے پنجابی عیسائیوں کو قبائلی علاقوں میں تبلیغ کی راہ پر ڈال دیا رحیم یار خان اور صادق آباد کی پنجابی جماعتوں کے ممبر رضا کارانہ طور پر تبلیغی مہم اور بائبل اسکول

میں حصہ لیتے ہیں۔ ایک عیسائی مؤرخ لکھتا ہے کہ ابھی اس مشن نے قبائلی لوگوں کی طرف بھرپور توجہ نہیں دی جو قبول عیسائیت کے لئے تیار و آمادہ ہیں اگر اس مشن نے اپنی مشنریاں کو زیادہ تعداد میں ان پست کردہ اقوام پر مامور کیا تو وہ بہت زیادہ عیسائی بنا سکے گا۔

صوبہ سرحد میں عیسائیوں کی یلغار

پشاور قبائلی علاقوں اور افغانستان کے صوبوں ننگر ہار اور کونڑ میں مقامی عیسائی تنظیموں اور غیر ملکی این جی اوز کے ذریعے عیسائیت پھیلانے کے مذموم منصوبے کا انکشاف ہوا ہے پشاور کے نواحی دیہات اور افغان مہاجر کیمپوں میں لاکھوں ڈالر کی لاگت سے اردو، پشتو، فارسی اور انگریزی زبانوں میں انجیل کے ترجموں پر مبنی دل آزار لٹریچر کھلے عام تقسیم کیا جا رہا ہے اور غیر ملکی نشریاتی اداروں سے پشتو سمیت کئی زبانوں میں عیسائیت کے پرچار پر مبنی ڈراموں کے لئے ساڑھے تین لاکھ امریکی ڈالر کی خطیر رقم مختص کر دی گئی ہے تفصیلات کے مطابق پشاور کے نواحی علاقوں لنڈی ارباب، داؤدزئی، ورسک روڈ اور متعدد دیہات میں عیسائیت کا پرچار عیسائی دوشیزاؤں کے ذریعے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا جا رہا ہے ان دیہات میں عیسائی خواتین کا ایک منظم گروہ یرقان اور ملیریا سے بچاؤ کے ٹیکے لگانے کے نام پر گھروں کے اندر داخل ہوتی ہیں خواتین خانہ سے ان کے شوہروں اور بھائیوں وغیرہ کی آمدنی کے بارے میں پوچھ گچھ کر کے فارم پر کرتی ہیں اور جاتے وقت گھروں کے اندر انجیل کا ترجمہ شدہ لٹریچر چھوڑ جاتی ہیں جن کے ساتھ مزید لٹریچر مفت منگوانے کے لئے رابطہ اور پتہ کارڈز بھی چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

ان کتابوں پر پاکستان بائیبل سوسائٹی انارکلی لاہور کا ایڈریس درج ہے بتایا گیا ہے کہ ہنگو اور صوبہ سرحد کے دیگر علاقوں میں بھی مذکورہ دل آزار لٹریچر کی تقسیم دھڑا دھڑ جاری ہے یہ انکشاف بھی ہوا ہے کہ پشاور میں واقع افغان مہاجر کیمپوں اضاخیل، کچھ گڑھی اور ناصر باغ میں بچوں اور بڑوں کے لئے پشتو، فارسی اور انگریزی زبانوں میں

تیار کردہ عیسائیت کا لٹریچر تقسیم کیا جارہا ہے جن میں بعض مرتدوں کی کتابیں بھی شامل ہیں بچوں کے لئے دلچسپ کہانیوں کا لٹریچر خصوصی طور پر تیار کیا گیا ہے جن میں دل آزار مواد کو غیر محسوس انداز میں شامل کیا گیا ہے پاکٹ سائز کے انجیل لوقا اور زبور کے ترجموں پر مبنی کتابچوں کی تقسیم بھی مہاجر کیمپوں میں جاری ہے علاوہ ازیں ناصر باغ کیمپ میں مہاجر خواتین کو گھی کے ڈبے اس شرط پر مفت دیئے جارہے ہیں کہ وہ مہاجر کیمپوں میں عیسائی تنظیموں اور این جی اوز کے مدرسہ مریم میں انجیل کے درسوں میں شرکت کرلیا کریں جب کہ خواتین کو ٹیلرنگ اور قالین سازی کی تربیت دینے والے اداروں میں بھی افغانی خواتین کو کھلے عام انجیل کے درس دیئے جارہے ہیں بتایا گیا ہے کہ چند ماہ قبل امریکی نائب وزیر خارجہ میڈیلین البرائیٹ ''مدرسہ مریم'' کا دورہ کرنے کے لئے خصوصی طور پر پشاور آئی تھیں قابل اعتراض لٹریچر اور کتابوں پر دار العلوم لائبریری ایس ٹی جوزف کیتھیڈرل چرچ سرسید روڈ پشاور کی مہریں بھی لگائی گئی ہیں ذرائع کے مطابق بی بی سی اور دیگر غیر ملکی نشریاتی اداروں سے پشتو ڈرامہ ''نوے کور'' نوے جوند'' (نیا گھر نئی زندگی) کے عنوان سے نشر کیا جاتا ہے جس میں عیسائیت کی پرچار کی جاتی ہے ادھر افغان مہاجر کیمپوں میں عیسائیت پر مبنی لٹریچر کی تقسیم روکنے کے لئے حلقہ الدعوت السلفیہ نامی تنظیم قائم کی گئی ہے جس کے عہدے داروں مرکزی امیر عبد الرحمان محتاج، ناظم اعلیٰ عبد الروف، خزانچی سمیع اللہ ربانی اور ناظم نشرو اشاعت عبد الواحد سلفی نے گورنر سرحد وزیر اعلیٰ سرحد، کمشنر افغان مہاجرین اور افغان حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ صوبہ سرحد اور افغان مہاجر کیمپوں میں عیسائیت کے دل آزار لٹریچر کی تقسیم کا سلسلہ فوری طور پر بند کیا جائے ان عہدے داروں کا کہنا ہے کہ جلال آباد اور کونڑ میں مذکورہ لٹریچر کی تقسیم جاری ہے جس کی ہم مزاحمت کریں گے۔

سرحدی اصلاح میں مسیحی آبادی

قیام پاکستان کے بعد ابتدائی دور میں پاک بھارت کے ملحقہ سرحدی اضلاع کے اندر مسیحی آبادی میں چند در چند اضافہ ہوا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۵۱-۱۹۶۱ء کے عشرہ کے دوران مسیحی بادی میں اضافہ صوبہ سندھ میں ۱۰۸ فیصد اور صوبہ پنجاب میں صرف ۳ فیصد ہوا تھا (ملاحظہ ہو چارٹ نمبر (۵) صفحہ ۹) لیکن اس عشرہ میں دونوں صوبوں کے بھارت سے ملحقہ پاکستانی اضلاع میں مسیحی آبادی ۱۲۱ فیصد سے ۹۵۰ فیصد تک بڑھ گئی مثلاً:

بہاولنگر	۱۵۷٪	بہاولپور	۵۳۴ فیصد
رحیم یار خان	۶۳۲٪	سکھر	۳۳۶ فیصد
خیر پور	۶۴۳٪	حیدرآباد	۷۶۵٪
تھرپارکر	۶۴۳٪	ٹھٹھہ	۹۵۰٪

ان اعداد و شمار پر ادنیٰ تامل سے ہماری طرح قارئین بھی یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ سرحدی اضلاع میں مسیحی آبادی کا اضافہ محض اتفاقی امر سے نہیں ہوا' بلکہ اس کی پشت پر گہری سوچ اور منصوبہ بندی کارفرما تھی اس منصوبہ بندی کے مقاصد کیا تھے؟ ۱۹۶۵ء کی پہلی پاک بھارت جنگ کے دوران متعدد سرحدی مقامات میں بے چینی' جاسوسی' اور دشمن کی رہنمائی نے سب کچھ واضح کر دیا۔

مسیحی منصوبے سے متاثر ہو کر ۱۹۶۲ء میں ہم نے ایک سروے رپورٹ زیر عنوان ''مسیحیت مغربی پاکستان میں'' مرتب کی جو صدر مملکت سربراہ عساکر پاکستان' صوبائی گورنرز' صوبائی اور وفاقی حکام' علمائے کرام اور دیگر افراد ملت کو روانہ کی گئی رابطہ دعوت و تبلیغ لاہور نے ۵۴ صفحات کے کتابچہ کی صورت میں بارہ ہزار مزید برآں اسلامی مشن لاہور نے بھی کئی ہزار کی تعداد میں اسے شائع کیا۔

مردم شماری رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ اس کے بعد سرحدی اضلاع پر مشنریوں کی یلغار رک گئی لیکن میدانی علاقوں سے ان کا رخ پہاڑی علاقوں کی طرف پھر گیا۔

دوسری پاک بھارت جنگ کے بعد صوبہ سرحد و بلوچستان

اس مرحلہ پر ہم قارئین کرام کی توجہ ایک نئی صورت حال کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ۱۹۷۱ء کی دوسری پاک بھارت جنگ کے بعد مسیحی مشنریوں

نے اپنی پوری قوت بلوچستان اور سرحدی صوبہ کے لئے وقف کردی ہے۔

غور کیجئے ملکی اور غیر ملکی تقریباً تمام مشنوں کے مرکزی دفاتر پنجاب میں قائم ہیں لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور سیالکوٹ مسیحی اداروں کے شہر تصور کیے جاتے ہیں لیکن مشنری کام اور مسیحی آبادی کا اضافہ پنجاب میں برائے نام بھی نہیں ہوا۔

اس کے مقابل صوبہ بلوچستان میں اس عشرہ کے دوران آبادی ساڑھے نو ہزار سے بیس ہزار ہوگئی یعنی ۱۰۸ فیصد اضافہ ہوا۔

صوبہ سرحد میں مسیحی آبادی سوا بارہ ہزار سے ساڑھے اڑتیس ہزار ہوگئی یعنی اس عشرہ کے دوران غیور دیندار پٹھانوں کے علاقہ میں مسیحی آبادی میں ۲۱۰ فیصد اضافہ ہوا۔

مندرجہ بالا اعداد و شمار ۱۹۸۱ء سے قبل کے ہیں اس وقت کیفیت یہ ہے کہ بلوچستان اور سرحدی صوبہ کے افغان مہاجر کیمپوں میں غذائی امداد، علاج معالجے، سوشل سروس اور خدمت خلق کے سہارے مشنری شب و روز گھومتے پھرتے ہیں مسیحی تبلیغی لٹریچر بے تحاشا تقسیم کر رہے ہیں جب کہ اپنے رفاہی اداروں کو ''بوجوہ'' افغان مہاجر کیمپوں میں داخلہ کی اجازت بھی نہیں ارباب حل و عقد اور علماء حضرات کو اس مسئلہ کی نزاکت کا احساس کرنا چاہئے اور بروقت توجہ کرنی چاہئے۔

تربت، عیسائی مشنریوں نے سینکڑوں نوجوان مرتد بنادیئے

کراچی کے پرائیویٹ ریڈیو اسٹیشن سے ہفتے میں

تین دن بلوچی زبان میں تبلیغ کی جاتی ہے

کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقے مل جل کر کام کر رہے ہیں

تربت (مراسلہ نگار) صوبہ بلوچستان کے دور اور پسماندہ علاقے تربت میں عیسائی مشنریاں انتہائی سرگرم ہوچکی ہیں اور ان مشنریوں کے ناپاک اثرات انتہائی

تیزی سے پھیل چکے ہیں اور سینکڑوں تعلیم یافتہ نوجوانوں کے علاوہ سادہ لوح افراد مرتد ہو چکے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق عیسائی مشنریوں نے صوبہ سرحد کے پسماندہ اور دیہی علاقوں سے ناکامی کے بعد بلوچستان کے پسماندہ علاقوں میں ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ ان عیسائی مشنریوں نے کوئٹہ کے بعد مکران ڈویژن کے صدر مقام تربت کو اپنا دوسرا بڑا مرکز بنالیا ہے۔ مقامی لوگوں کے مطابق اس علاقے میں جذام کے مریضوں کے علاج معالجے کے لئے ڈیوڈ نامی ڈاکٹر نے پچیس تیس برس قبل ایک مرکز قائم کیا تھا جو آج کل بیرون ملک پادری کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق تربت کے اس مرکز میں درجنوں عیسائی پادری اپنی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ جذام کے اس مرکز کے قریب ہی ولسن نامی ایک شخص عیسائیت کے فروغ میں سرگرم عمل ہے' بتایا جاتا ہے کہ مذکورہ شخص M.A.L.C سے ریٹائرڈ ہے' ولسن اس علاقے میں چرچ کے لئے زمین کے حصول کے علاوہ دیگر سرگرمیوں میں ملوث ہے جس میں ایک عیسائی اسکول سینٹ جوزف کی تعمیر بھی شامل ہے اطلاعات کے مطابق اس سلسلے کی کڑی کراچی میں قائم پاکستان بائبل کارسپونڈس اسکول سے ملتی ہے جس میں شاہد نامی شخص عیسائی مذہب کی طرف راغب کرنے کے لئے خط و کتابت کے فرائض انجام دے رہا ہے' ذرائع کے مطابق کراچی سے عیسائی برادری کے اپنے ریڈیو اسٹیشن سے ہفتہ میں تین پروگرام بلوچی زبان میں نشر کئے جاتے ہیں جو "وژن" "گند نند" اور "شجے" کے نام سے بالترتیب بروز جمعہ' ہفتہ اور اتوار کے روز صبح ساڑھے سات بجے شارٹ وی ۳۱ میٹر بینڈ پر نشر ہوتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق ان پروگراموں کے پروڈیوسر محمد رفیق سکنہ ناصر آباد' طاہر سکنہ ہیرونگ کا تعلق تربت سے ہے' پروگرام کی اناؤنسر ایک بلوچ خاتون ہیں' ذرائع کے مطابق قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں پر عیسائیوں کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دونوں فرقے مل جل کر کام کر رہے ہیں۔

سرحد میں عیسائیت کے کام کو پھیلانے والی تنظیم

دی افغان بارڈر کروسیڈ

دی افغان بارڈر کروسیڈ جس کو آئندہ اے بی سی کہا جائے گا جیک رنگر نے ۱۹۴۴ء میں صوبہ سرحد میں قائم کیا کیونکہ یہ وہاں کے لوگوں کے لئے اجنبی نہیں تھا یہ پہلے برطانوی فوج میں کام کر چکا تھا اور اس کے بعد سینٹرل ایشیا مشن میں ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۰ء تک اس مشن نے بعد میں جب اپنی توجہ و توانائیاں کشمیر پر مبذول کیں تو جیک رنگر نے اے بی سی قائم کیا تاکہ اس صوبہ میں عیسائیت کی ترویج کا کام جاری رکھ سکے افغان بارڈر کروسیڈ مشن اب انٹرنیشنل اور انٹرڈی نامی نیشنل فیتھ مشن بن چکا تھا جس کا ابتدائی مقصد صوبہ سرحد کے پٹھانوں میں عیسائیت کی تبلیغ ہے صوبہ سرحد میں جو پنجابی کام کرتے تھے اور جو روانی سے پشتو زبان بولتے تھے کام کے آغاز پر بہت مفید ثابت ہوئے جن کی وجہ سے عیسائیت کے خطرناک دشمن پٹھانوں کا تعصب کچھ ہلکا پڑ گیا تھا کچھ پٹھانوں کو بپتسمہ بھی دیا گیا اور ایک چرچ ''دی ایونجیلیکل فری چرچ'' قائم ہو گیا اے بی سی نے چھیاسٹھ خاندانوں پر مشتمل اپنی برادری کی تشکیل کی جن میں سے نصف سے زائد مردان میں رہتے ہیں جہاں مشن کا ہیڈ کوارٹر ہے باقی پشاور' کوہاٹ' نوشہرہ اور ادغی میں جہاں دواخانوں کے ذریعہ کام کیا جا رہا ہے۔

اس کے ۱۹۷۳ء میں چھ مشنریاں تھے ان کی مشنریوں میں سے ایک بہترین مشنری ایئر فورس کے عیسائی افسروں کی ہے جو صوبہ سرحد کے اسٹیشن پر کام کرتے ہیں بائبل کے مطالعہ اور فیلوشپ گروپس کی وجہ سے بہت سے نوجوان مسیح پر اپنا اعتقاد مضبوط کر رہے ہیں۔

لوتھران

دی پاکستان لوتھران چرچ کلیسائے پاکستان کا چوتھا اور آخری ممبر ہے جن لوگوں نے مارٹن لوتھر کے خیالات وعقائد کو قبول کیا ان کو لوتھران کہا جاتا ہے یہ لوگ ریفارمڈ چرچز سے اپنے آپ کو ممیز کرنے کے لئے یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں مارٹن لوتھر خود ایک کیتھولک پادری تھا اس نے پوپ کی زندگی وتعلیمات کو بہت قریب سے دیکھا

تھا جس سے کچھ عجیب سے تاثرات اس کے ذہن پر مرتسم ہوئے جب وہ جرمنی واپس آیا تو وہاں پوپ کا نمائندہ بشپ ٹیٹزل ''معافی نامے'' فروخت کررہا تھا لوتھر نے اس سے کہا کہ وہ مسیحی مذہب کے خلاف کام کر رہا ہے اس پر مباحثہ ہوا لوتھر نے پچانوے سوالوں پر مشتمل ایک محضر نامہ تیار کر کے گرجا کے دروازہ پر لگا دیا جرمن میں اس سوال نامے سے ایک مذہبی انقلاب برپا ہو گیا پوپ نے لوتھر کو دائرہ مذہب سے خارج کر دیا ۱۵۲۰ء میں جرمنوں نے مارٹن لوتھر کے دلائل سے متاثر ہو کر رومن کیتھولک سے علیحدگی اختیار کر لی اس طرح ایک اور نیا فرقہ وجود میں آ گیا المانیک میں اس فرقہ کے کچھ عقائد اس طرح بتائے گئے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کی وجہ سے تمام فطرت انسانی آلودہ ہوئی جس کے نتیجہ میں برائی سے مزاحمت کی قوت کمزور پڑ گئی اس لئے انسان نیک کام نہیں کر سکتا اور نہ اس پر اخلاقی کام کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے نیک کام کرنا ضروری بھی نہیں عقائد کے لئے بائبل کافی ہے ولیوں کے مجسمے وغیرہ رکھنے اور مردہ لوگوں سے دعائیں مانگنے کے مخالف ہیں اس کے بھی بعد میں کئی انتہا پسند اور کئی معتدل فرقے بن گئے۔

پاکستان میں اس کے کئی مشنز ہیں سب سے پہلے ۱۹۰۳ء میں صوبہ سرحد میں مردان میں قائم کرنے کے لئے اس فرقہ کے ایک مشن ''ڈینش پٹھان مشن'' نے چند عورتوں کو بھیجا جن کا بنیادی مقصد صوبہ سرحد کے غیور پٹھانوں میں عیسائیت کی تبلیغ تھی مسلمان پٹھانوں نے بڑی ہوشیاری سے مشنریوں کی چالبازیوں کا مقابلہ کیا اور بیشتر مشنریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تقریباً پچیس برس بعد مشنریاں عملاً کامیاب ہوئیں ایک مسلمان پٹھان سے اس اسپتال کی ایک نرس نے شادی کر لی۔ اس کے بعد ۱۹۲۸ء میں ایک اور پٹھان عیسائی ہوا آخرکار مردان پشتو بولنے والوں میں عیسائیت کا اچھا خاص مرکز بن گیا اور مزید مسلمانوں کو چسمہ دیا گیا پٹھانوں کے علاوہ ان پنجابی مزدوروں اور چوڑھوں میں بھی تبلیغ عیسائیت ہوئی جو روزی کمانے کے لئے اس علاقہ میں آ گئے تھے۔

۱۹۴۶ء میں انجلیکن فرقہ نے ورلڈ پریئر لیگ سے درخواست کی تھی کہ ڈیرہ

اسماعیل خان، ٹانک اور رسالپور میں مشن کا کام سنبھالے اس عظیم مقصد کے لئے کئی لوتھران گروپ تیار ہوئے اور پاکستان پہنچے ناروے مشن ٹو مسلم نے اپنی مشنریاں ۱۹۵۹ء میں بھیجیں دی فنش مشنری سوسائٹی نے ۱۹۶۰ء میں اسی طرح سوسائٹی ان ایڈ نے بھی اپنی مشنریاں پاکستان میں مامور کیں اور یہ پاکستان میں لوتھران فرقے کا سب سے بڑا مشن بن گئے انہوں نے غیر عیسائیوں کے لئے متعدد مطالعہ گھر قائم کئے مقامی زبانوں پر مشتمل لٹریچر کی تقسیم کے لئے گشتی لائبریری کا قیام عمل میں لایا ان کی بہت زیادہ توجہ پٹھانوں پر مرکوز ہے ٹانک میں ایک اسپتال چلا رہے ہیں جو غیر عیسائیوں میں عیسائیت کے اثرات کا بہترین ذریعہ ثابت ہوا ہے اس طرح کئی اسکول بھی قائم کئے ڈیرہ اسماعیل خان میں ۱۹۶۰ء میں بائبل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کھولا جس کے ساتھ انڈسٹریل شعبہ بھی ہے اس فرقہ کو سرکاری طور پر نام دی پاکستان لوتھران چرچ ۱۹۵۵ء میں دیا گیا اور یہ ۱۹۷۰ء میں چرچ آف پاکستان میں شامل ہوا۔

باب نمبر ۱۴ (ب)

عیسائیوں کی کتاب میں مسلمانوں میں تبلیغی کام کے طریقے

"جاہل (غیر تعلیم یافتہ) مسلمانوں میں گھسنے کا بہتر ذریعہ "اسکول" ہیں پہلے ان کو تعلیم دی جائے۔ اسکولوں کے ذریعہ مشنری کارکن مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو سکتے ہیں اور یسوع مسیح کا پیغام پہنچا سکتے ہیں"

اس کے بعد ہی مشنریوں کو فریب کارانہ طریقے استعمال کرنے کی ہدایت کی گئی ہے کہا گیا ہے کہ:

"ان میں اپنی بات کی ابتدا مسلمہ سچائیوں سے کرو خدا کے بیٹے اور تثلیث کے نظریہ کے ابتداً اظہار سے مخالفت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے ان میں اپنی بات سنانے کے لئے مسیح کی معجزانہ پیدائش نبوت اور مسیحائی سے آغاز کرو یہ سچائیاں اسلام میں بھی مانی جاتی ہیں اس کے بعد "آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر "ابن خدا یا خدا کا بیٹا کی طرف ان کے خیالات کو موڑ دو"

اس شاطرانہ ہدایت ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ مسلمانوں کے دل موہ لینے کے لئے یہاں تک کہا گیا ہے کہ:

"(حضرت) عیسیٰؑ کے ساتھ مسلمانوں کی طرح "حضرت" کا لفظ استعمال کیا کریں اور قرآن کو "قرآن شریف" کہا کریں لوگوں کے سامنے اس کا ادب کیا کریں اسے ایسی جگہ نہ رکھیں جو ناپاک ہو اور جس سے مسلمان برا مان جائیں اور مزید کہ ہر مشنری کو قرآن شریف کی تیس سے پچاس تک کی آیتیں بالکل صحیح تلفظ کے ساتھ معہ اس کی تفسیر کے زبانی یاد کر کے موقعہ محل کے لحاظ سے مسلمان حاضرین کے سامنے پڑھا

کریں"

ظاہر ہے مشنریوں کے اس طرز عمل سے مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ عیسائی کتنے روادار ہیں یہ دوسرے مذاہب کے شعائر کا کتنا احترام کرتے ہیں یہ کتنے عظیم اور فراخ دل ہیں لیکن اس ظاہرداری کے پیچھے جو سمیت پوشیدہ ہے اس تک ہر نظر نہیں جا سکتی۔

"مسیحی کارکنوں کو مسلمانوں کے اختلاف کے اہم نکات پر مہارت ہونی چاہئے نیز اسلامی عقیدہ کی کمزوری کی جڑوں سے خوب واقف ہونا چاہئے ان کے علاوہ ان ذہنی دشواریوں اور اعتراضوں کا بھی جن کی وجہ سے مسلمان عیسائیت قبول سے ہچکچاتے ہیں"

ان رہنما اصول کو اپناتے ہوئے جب ایک مسیحی کارکن تبلیغ کے میدان میں نکلتا ہے تو گویا وہ پوری طرح کیل کانٹوں سے لیس ہوتا ہے جن کا استعمال وہ حسب موقعہ مسلمانوں میں کرتا رہتا ہے اور پھر کچھ ہی عرصہ میں اس کے نتائج نکلنے لگتے ہیں۔

مشنریوں کی تربیت کے اسکولوں میں جو نصاب ہوتا ہے اس میں پہلے سال ہی مسلمانوں کے فرقوں اور اختلافات کا تفصیل سے مطالعہ کرایا جاتا ہے اس ایک سالہ نصاب میں تقریباً اسلامی تاریخ مکمل پڑھائی جاتی ہے اس طرح مسیحی کارکن بالکل آغاز ہی سے مسلمانوں کے اختلافات کو منفی نقطہ نظر سے دیکھنے کا عادی بن جاتا ہے۔

اسی کتاب کے ص ۵۵ پر یہ ہدایت بھی ہے۔

"مسلمانوں سے دوستانہ مراسم قائم کئے جائیں یہ کام نہایت عظیم ہوگا کہ مشنری مسلمانوں کے گھروں پر جایا کریں اور ان سے "ملنسارانہ میل جول" قائم کریں اس مقصد کے ساتھ کہ ان سے عیسائیت پر گفتگو کریں اور یہ کام خاتون مشنری کو انجام دینا چاہئے"

ان جملوں کی گہرائی کا اندازہ سطحی طور پر پڑھ کر نہیں کیا جا سکتا "ملنسارانہ میل جول" یا سوشل ریلیشنز کا مطلب بہت گہرا ہو سکتا ہے خصوصیت سے خاتون مشنری کے

ساتھ۔ جیسا کہ میں نے کہیں لکھا ہے کہ صوبہ سرحد کا ۱۹۲۸ء میں پہلا مسلمان پٹھان جو عیسائی ہوا تھا وہ ایک مشنری خاتون نرس کے اثرات کی وجہ سے ہوا تھا۔ اسی سے ملنسارانہ میل جول کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پھر مشنریوں کو تین نہایت اہم نصیحتیں کی گئیں کہ مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کے لئے انگوگرہ میں باندھ لیا جائے۔

(۱) نہایت فراست وذہانت کے ساتھ تبلیغی تیاری کی ضرورت۔

(۲) ذاتی زندگی میں روحانیت کی ضرورت

(۳) ان کو یسوع مسیح کے لئے حاصل کرنے کے لئے مسلسل محنت و جدوجہد کی ضرورت۔

غیر تعلیم یافتہ افراد میں تبلیغ

اس مقالہ پر بحث ومباحثہ ہوا جس کے اہم نکات مختصراً حسب ذیل ہے۔

پادری جارج سورن نے پوچھا تھا کہ غیر تعلیم یافتہ مسلمانوں کے طبقہ سے عیسائی ہونے والوں کی شرح فیصد کیا ہے اور کیا عام لوگوں کے لئے بائیبل تیار کی گئی۔

ڈاکٹر وہایٹ برشٹ (جو لاہور کا اعلیٰ عہدہ پر فائز پادری تھا) نے کہا ہم شمالی ہندوستان کے دیہاتیوں کے لئے ان کی زبان میں بائیبل دے رہے ہیں جیسا کہ بنگال میں کیا گیا۔

پادری جارڈن نے جو تہران (ایران) کا ذمہ دار پادری تھا ایک نکتہ کو بیان کیا کہ "ہمارے مشنریوں کو "مشرقی ذہن" کو سمجھنے کی نفسیات سے واقف ہونا چاہئے جس کی وجہ سے مشرقی ذہن ہماری بات سمجھ سکے۔

ڈاکٹر وہایٹ برشٹ نے اظہار کیا کہ میں نے جن لوگوں کو عیسائی بنا کر بپتسمہ دیا ان میں سے تقریباً نصف غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس پر گولڈسیک نے جو بنگال کا پادری تھا کہا کہ "عیسائی ہونے والوں کی اکثریت غیر تعلیم یافتہ (جاہل) مسلمانوں کی ہے"

مشنریوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام ذرائع کو...... خواہ وہ کیسے بھی ہوں تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے حتی کہ خیراتی کاموں سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔ ان کا کہنا ہے:

''طب اور تعلیم مشن کے ذرائع ہیں حسن سلوک اور خیرات کے کاموں کے سلسلے میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیئے کہ ان سے بڑی حکمت کے ساتھ فائدہ اٹھایا جائے تاکہ وہ مشن کے اصل مقصد کے خلاف نہ جانے پائیں شروع میں ان لوگوں کی مالی مدد کی جائے جو کلیسا سے دور ہیں، پھر جوں جوں یہ لوگ کلیسا میں داخل ہونے کے قریب ہوتے جائیں، ان کی مالی مدد آہستہ آہستہ کم کی جائے، جب وہ کلیسا میں داخل ہو جائیں تو فوراً ان کی مدد روک لی جائے''

مشنری، جیل کے قیدیوں سے ملاقات اور اسپتالوں میں کام کرنے کو بھی تبلیغ کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

مشنریوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ رسمی تبلیغ سے مسلمانوں کو عیسائی صفوں میں لانے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ لہذا اب ان مشنریوں نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ کم از کم ان کا یہ ''انسانی عمل'' مسلمانوں کے عقیدہ کو ڈگمگانے تک محدود ہو۔

صحافت اور مشنری

جنگ عظیم اول کے خاتمے کے بعد مشنریوں نے صحافت کو، مشن کی خاطر وسیع پیمانہ پر استعمال کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں ان کی رائے میں عام مسلمان اخبارات و رسائل کا کثرت سے مطالعہ کرنے کے باوجود ''مسیحی مواد'' کو بہت کم قبول کرتے ہیں مشنریوں کو صحافیوں سے شکایت ہے کہ وہ صفحہ اول پر ''مسیحی مواد'' کو بہت کم جگہ دیتے ہیں سوائے اس کے کہ اعلانات و اشتہارات کے صفحہ میں کچھ چھاپ دیا جائے اور وہ بھی اس صورت میں جب مشنری اس کا سطروں کے حساب سے معاوضہ ادا کریں۔

صحافت رائے عامہ کو ہموار کرتی ہے اخبارات میں جو کچھ شائع ہوتا ہے لوگ

اسے قبول کرنے پر پس وپیش نہیں کرتے کیونکہ صحافت رائے عامہ کو بیدار کرتی ہے مشنری فخریہ اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے مصری صحافت کو کسی بھی دوسرے اسلامی ملک کے مقابلہ میں اپنی مسیحی آراء کے اظہار کے لئے زیادہ استعمال کیا۔ ہم ان کے بہت سے مقالات ومضامین کئی مصری اخبارات ومجلات میں شائع ہوئے ان میں سے زیادہ تر کی اجرت دی گئی۔لیکن کبھی کبھی یہ مضامین بغیر اجرت بھی شائع ہوئے۔

مشنری اخبار''البشیر'' کا مختصر تعارف

یہاں ہم روزنامہ اخبار''البشیر'' کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں اس اخبار کو تمام مشنری اخبارات ورسائل کے لئے ایک نمونہ سمجھا جاسکتا ہے پروٹسٹنٹ اور کیتھولک فرقوں کے مابین شدید محاذ آرائی تھی جب پروٹسٹنٹ مشن کا مرکز لبنان کے علاقہ الشوف کے شہر عبیہ سے بیروت منتقل ہوگیا تو کیتھولک بھی غزیر (شمالی لبنان) سے اپنا ہیڈ کوارٹر بیروت لے آئے اسلام کی مخالفت پر متفق ان دونوں گروہوں کی محاذ آرائی کا اولین ہدف صحافت تھی۔اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ بیروت سے ۱۸۷۰ء میں شائع ہونے والے چار مشنری اخبارات میں سے تین پروٹسٹنٹ تھے صرف ایک اخبار کیتھولک تھا۔

مشنریوں نے اپنی کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے لئے قاہرہ اور بیروت کے دوشہروں پر انحصار کیا پراٹسٹنٹ نے قاہرہ کو مملکت مصر اور تمام دنیائے اسلام میں مسیحی لٹریچر کی تقسیم کا مرکز بنایا۔اس طرح انہوں نے بیروت میں امریکن پریس (المطبعہ الامریکیہ) لگایا جو پورے مشرق میں مشن کا اہم ترین ذریعہ ثابت ہوا۔

کیتھولک ۱۸۷۱ء سے بیروت میں اپنا پریس لگانے میں مصروف تھے جب یہ پریس لگ گیا تو مشنری عمل پہلے سے کہیں تیز ہوگیا۔

اسکاؤٹنگ کیمپ اور مشنری

آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اسکاؤٹنگ بھی ان لوگوں کے تبلیغی ذرائع میں شامل ہے القدس میں منعقدہ مشنریوں کی کانفرنسوں کی قراردادوں میں سے ایک

قرارداد درج ذیل ہے۔

''ہم بچوں میں کام کرنے کی اہمیت کو واضح کرنا چاہتے ہیں ایسے چھوٹے بچوں میں تبلیغ کرنا' جن کی ذہنیت اور اخلاق نے ابھی اسلامی شکل اختیار نہ کی ہو نہایت اہم ہے وہ تمام ذرائع جو ماضی میں استعمال ہوئے اور جن کی کامیابی کا تجربہ ہو چکا ہے' اب ان کو از سر نو استعمال کیا جانا چاہیے۔ ان سے بچوں کی سوچ کو بیدار اور ان کے اخلاق کو آراستہ کیا جا سکے گا خواہ ایسا اسکول کی چار دیواری میں کیا جائے یا اس سے باہر۔ اس قسم کے کاموں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اسکاؤٹنگ اور سنڈے اسکولز سے کام لیا جا سکتا ہے جمعیت برائے مسیحی نوجوانان (مردانہ) جمعیت برائے مسیحی نوجوانان (زنانہ)' کے علاوہ نوجوانوں کی دیگر تنظیمیں اس سلسلے میں کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔''

طلبہ کی کانفرنسیں' کلب' کھیل اور طلبہ گھر بھی کچھ کم اہم نہیں ہیں ان سے طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے جس کی ہمیں پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے طلبہ گھر جتنے زیادہ ہوں گے' وہ اتنے ہی طلبہ کو مملکت مسیح میں جذب کر سکیں گے لیکن ضروری ہے کہ بچوں کے ان گھروں کے نگران صرف مشنری ہوں۔

اس قسم کی حرکتیں' المغرب میں فرانسیسی کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسکاؤٹنگ کیمپس کی نگرانی کے لئے جو پادری بھیجتے ہیں بلا شرم و حیا کھلے عام تبلیغ کرتے ہیں ۱۹۳۸ء سے قبل نوجوانوں کی مختلف تنظیموں کی دو کانفرنسیں ہوئیں ان میں لڑکوں اور لڑکیوں' دونوں کے لئے' اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ شامل تھی ان کانفرنسوں کے پروگرام درج ذیل عنوانات کے گرد گھومتے رہے۔

''بائبل' اللہ کا کلمہ' کلیسا' جسد مسیح''

۱۹۳۵ء میں ایک ادارہ ''الحزمۃ المغربیۃ'' (Gerbe nord africaine) مشنری کمیٹی برائے جوانان فرانس کے تعاون سے قائم کیا گیا یہ ایک کیمپ لگانے والا مشنری ادارہ تھا' جو کچھ مدت بعد جنوبی الجزائر منتقل ہو گیا اس مشنری کانفرنس میں فرانس اور سوئزرلینڈ کے ساتھ مشنری رہنماؤں نے شرکت کی۔

کتب خانے، مصوری، اسکاؤٹنگ اور نشر و اشاعت

مشنریوں نے تمام معاشرتی سرگرمیوں کو ''مشن'' کے لئے استعمال کیا حتی کہ اس سے پہلے کبھی یہ خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ چیزیں مشنری حربہ کے طور پر استعمال ہو سکتی ہیں ان حربوں میں سے ایک کتب فروشی کے لئے دکانیں کھولنا ہے در پردہ یہ مشن کا کام کرتی ہیں اس کی ابتداء اس وقت ہوئی جب سلطنت عثمانیہ مشنریوں پر اس طرح کڑی نظر رکھتی تھی جیسے کہ وہ جاسوس ہوں ان مکتبوں میں سے ایک مکتبہ چار بازیہ Charliev (Bezies) تھا یہ کچھ عرصہ پہلے تک اسی نام سے اپنی عمارت میں بیروت کے ''لمبے بازار'' میں موجود تھا اسی طرح ایک مصور بونفس (Bonfils) ہوا کرتا تھا۔ بیروت میں اس کا اسٹوڈیو بہت مشہور تھا اس شخص نے ڈاک ٹکٹوں پر شام اور لبنان کے قدرتی مناظر پیش کرنے میں بڑا نام کمایا مگر آج کل ''بونفس'' کا اسٹوڈیو موجود نہیں ہے بہت سے ایسے لوگ تھے، جو ہمارے ان عرب ممالک میں تاجر، پروفیسر اور ڈاکٹر کی حیثیت سے آئے مگر وہ حقیقت میں مشن کے مقدمۃ الجیش تھے اسی طرح مکتبہ ''چارے بازیہ'' کا مالک اور مصور بونفس، دونوں پروٹسٹنٹ فرانسیسی تھے یہ لوگ ہمارے ملک میں ۱۹۲۶ء تک رہے۔

کچھ ایسے مشنری بھی ہیں جو ہمارے ملک میں علمی و سائنسی تحقیقات جیسے جغرافیائی اور جیالوجیکل چھان بین کے پردہ میں آئے ان لوگوں میں ولیم گوڈل، ایلی سمتھ اور ولیم تھامسن شامل ہیں وہ سائنس کے پس پردہ پچاس سال تک یہاں کام کرتے رہے۔

اس میں شک نہیں کہ عوام پر کتابوں کا بڑا اثر انداز ہوتا ہے مشنری اس حقیقت سے غافل نہ تھے ان کی رائے تھی کہ ''مسیحی مطبوعات کو کسی نہ کسی ذریعے سے مسلمانوں تک پہنچایا جائے'' اپنی مطبوعات کے فروغ کے سلسلہ میں ان کی پالیسی کی بنیاد درج ذیل ہے۔

مشنری اپنی مذہبی کتابوں (اناجیل اربعہ اور بائبل) سے اقتباسات کی نشر و

اشاعت کو اولیت دیتے ہیں پھر یہ لوگ اپنی مطبوعات میں مختلف موضوعات کو پیش کرتے ہیں جنہیں خالص مسیحی مذہبی قالب میں ڈھالا جاتا ہے مشنری اس بات کی بہت کوشش کرتے ہیں کہ یہ موضوعات غیر ملکی مشنریوں کے بجائے، مقامی اہل قلم لکھیں یا ایسے لوگ لکھیں جنہوں نے ابھی ابھی عیسائیت قبول کی ہو کیونکہ مقامی اور نئے عیسائی اپنے عوام کی ذہنیت کو زیادہ بہتر طریقہ سے سمجھ سکتے ہیں اور ان موضوعات کو ایسی صورت میں پیش کر سکتے ہیں جو عوام کے فہم کے قریب تر ہو سکتی ہے۔

دیہات سدھار اسکیمیں اور زراعت وصنعت کے مشنری منصوبے

شام اور لبنان کے رہنے والوں کو وہ دیہات سدھار منصوبہ ابھی تک یاد ہو گا جو بیروت کی امیریکن یونیورسٹی نے بنایا تھا اس منصوبہ کے لئے عطیات کی صورت میں رقم اکٹھی کی گئی تھی اس میں نوجوان مسیحی لڑکوں اور لڑکیوں کے علاوہ مسلمانوں کو بھی بھرتی کیا گیا تھا۔

دیہات سدھار کا یہ منصوبہ، مشن کے دوسرے منصوبوں سے اس لحاظ سے منفرد تھا کہ اس میں دعوت وتبلیغ پوشیدہ تھی ہم نے جب اس پروجیکٹ میں بھرتی کئے ہوئے نوجوان مسلمانوں سے بات چیت کی تو پھر کہیں جا کر انہیں مشنری عزائم کا علم ہوا مشنری قصبات اور دیہات میں عورتوں پر خصوصی توجہ دینا چاہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ مشن جو صرف شہری باشندوں تک محدود ہو کے رہ گیا ہے' اس کا دائرہ کار دیہات تک وسیع کرنے کی ضرورت ہے مشن کو ایک خاص شکل میں کھیتوں تک لے جانا بہت ضروری ہے مشنری کسانوں کے ساتھ زراعت اور کھیتی باڑی کرتے ہوئے اس طرح رہیں کہ ان کا مشنری ہونے کا پتہ نہ چلے اس طرح وہ کسانوں کے درمیان مسیحی زندگی گزارنے کا تجربہ کریں اس طریقے سے مسیحی اثرات غیر عیسائی کسانوں تک خاموشی سے اور کسانوں کے نوٹس میں آئے بغیر پہنچ جائیں گے لیکن یہ اس وقت ممکن ہے کہ عام مشنری تحریک کا ایک حصہ بن جائے۔

ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حقیقی مشن' اسکول' کالج' اسپتال' ڈسپنسریاں' گشتی شفا

خانے' زرعی اڈے اور کتب خانے کی شکل میں بہت سے مفید کام سرانجام دیتا ہے ہر وہ مشنری کام جو ان اداروں سے باہر ہو وہ صحیح قاعدہ اور اصول سے ہٹ کر ہو گا۔

زراعت کی طرح صنعت بھی مشنریوں کی توجہ کی مستحق ہے مشنریوں نے مشنری عیسائیوں اور عام عیسائیوں پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ مزدوروں سے میل جول رکھیں تاکہ صنعتی ماحول پر عیسائیت کی چھاپ مسلط کی جاسکے مشنریوں کا فرض ہے کہ وہ غیر مسیحی مزدوروں پر اپنے شخصی رویہ اور طرز عمل سے اثر انداز ہوں وہ اپنے اقوال و اعمال سے ان پر یہ واضح کر دیں کہ ترقی مسیحی طور طریقے پر چلنے میں ہے ایجادات' نئی تحقیقات' اور دریافتیں مسیحی ہیں مزدوروں کو یہ بتانا ضروری ہے کہ صنعت و حرفت کے جدید طریقے مسیحیوں کے مرہون منت ہیں۔

گزشتہ بحث سے یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ فلاح و بہبود کے وہ تمام خیراتی کام' جو مشنری کرتے ہیں' اصل میں غیر عیسائی اقوام تک عیسائیت پہنچانے کا ذریعہ ہیں ان کا بنیادی مقصد مشرقی اقوام کو مغربی استعمار کی غلامی کے چنگل میں دینا ہے مشنری جس نیکی' بھلائی اور شرافت کا اظہار کرتے ہیں' وہ محض فریب ہے۔

دوسرے تعلیمی ادارے

پاکستان میں مندرجہ ذیل دوسرے مسیحی تعلیمی اور تربیتی ادارے موجود ہیں۔

(۱)	پیشہ وارانہ تعلیم کے ادارے	۱۳
(۲)	دیگر تعلیمی ادارے	۲۴
(۳)	لڑکوں کے ہوسٹل	۳۲
(۴)	لڑکیوں کے ہوسٹل	۳۰
(۵)	یتیم خانے بچوں اور بچیوں کیلئے	متعدد
(۶)	کتب خانے	۳۵
(۷)	مسیحی نشرو اشاعت کے ادارے	۱۸
(۸)	مسیحی جرائد و رسائل	۱۸

(۹) سماجی ادارے ۳۶
(۱۰) دوسری انجمنیں، کلب وغیرہ ۵۴

مشن اسپتال

مشن اسپتالوں میں مسلم مریضوں کو حیلے بہانے سے عیسائیت قبول کرنے پر آمادہ کیا جاتا ہے' اسپتال کا پادری انہیں تبلیغ کرتا ہے' مریض کے پاس رکھی ہوئی میز پر ہر صبح مسیح یلٹریچر رکھا جاتا ہے۔

جب کسی مریض کا آپریشن کیا جاتا ہے' تو آپریشن کرنے والے ڈاکٹرز نرس اور دوسرے معاون کہتے ہیں: ''ہم خداوند یسوع مسیح سے اس آپریشن کی کامیابی کے لئے دعا کر رہے ہیں اور مدد مانگ رہے ہیں'' اس طرح اس نازک موقعے پر مریضوں کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ اس کی زندگی یسوع مسیح کے ہاتھ میں ہے' یا کم از کم یسوع مسیح کے ماننے والوں کے ہاتھ میں ہے۔

مشن اسپتالوں میں عموماً مریضہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے اسپتال کا پورا عملہ اس کے آگے پیچھے دوڑتا ہے یہ سلوک اچھے اور پڑھے لکھے گھرانوں اور تعلیم یافتہ مریضوں کے ساتھ ہوتا ہے ایک عرصہ تک ان کے علاج پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے دوسری جانب ان کے خاندانی اور ذاتی حالات کے متعلق کرید کی جاتی ہے اگر کوئی مریضہ غیر مطمئن پائی جائے تو اس کا ذہنی الجھاؤ مزید بڑھا دیا جاتا ہے بالآخر مریضہ جسمانی طور پر تو صحت یاب ہوتی ہے لیکن ذہنی اور روحانی طور سے اور بیمار ہو جاتی ہے۔

ان ہی اسپتالوں میں جب کوئی ایسا مریض و مریضہ آتی ہے جو کسی شدید مرض اور سخت تکلیف میں مبتلا ہو تو ڈاکٹر اس کے لئے فوراً نسخہ لکھتا ہے نرس کوئی خوش رنگ کسچر اور رنگین گولیاں لیکر مریض کے پاس جاتی ہے یہ گولیاں دراصل بلینک ٹیبلٹ دوا کے بغیر ہوتی ہیں نرس خود بھی مسیحی تعلیمات اور نفسیات کی تربیت یافتہ ہوتی ہے وہ مریض کے پاس جاتی اور کہتی ہے کہ اللہ و رسول کا نام لیکر پی جا تو مریض عقیدت اور غیور کے ساتھ بسم اللہ کہہ کر دوا پی لیتا ہے مگر دوا کے استعمال کے باوجود تکلیف میں کوئی افاقہ نہیں

ہوتا اور مریض تکلیف اور مصیبت سے ہلکان ہونے لگتا ہے دوا کا کوئی اثر نہیں ہوتا خدا اور رسو کا مقدس نام اپنا کام نہیں دکھاتا۔

ایک دو دن کے بعد اسی پریشانی و ناامیدی کے عالم میں مریض کو اسی رنگ اور ذائقہ کی دوا پیش کی جاتی ہے جو اصلی ہوتی ہے اور مریض سے کہا جاتا ہے کہ اب خداوند یسوع مسیح کا نام لیکر پی جاؤ' آخر حضرت عیسیٰ کو بھی نبی مانتے ہیں ان کے معجزات کے قائل ہیں وہ مردوں کو زندہ اور بیماروں کو تندرست کیا کرتے تھے اب ان کا نام لیکر دوا پی لو مریض کی نفسیات کا کھلا راز ہے کہ وہ مرض سے جلد از جلد چھٹکارا چاہتا ہے وہ عام طور پر مذہب اور عقیدے کی باریکیوں سے واسطہ نہیں رکھتا یہ کمزوری عورتوں میں خاص طور پر پائی جاتی ہے وہ اولاد کے لئے مرض سے نجات پانے کے لئے اپنے شوہر کو مسخر کرنے کے لئے پیروں فقیروں کے پاس جا کر نہ معلوم کیا کیا جتن کرتی ہیں' جب مریض اصلی دوا پیتا ہے تو یقینی طور پر فائدہ ہوتا ہے وہ پہلے ہی خوراک سے افاقہ محسوس کرتا ہے اب اس کے ذہن میں غیر محسوس طور پر اپنے رسول اللہ ﷺ کی محبت و احترام کی جگہ خداوند اور یسوع مسیح کی محبت اور اس نام کی اعجاز نما تاثیر کا اعتراف ہونے لگتا ہے۔

بائبل خط و کتابت کورس

پاکستان میں بہت سے بائبل خط و کتابت اسکول ہیں جو عیسائیت کی تبلیغ پوری تندہی سے کر رہے ہیں اخبارات میں دل کش اشتہارات کے ذریعے قارئین کو یہ کورس کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے' طلبہ کو اردو اور انگریزی کے بہت سے کورس کروائے جاتے ہیں اور اسناد دی جاتی ہیں ایک جائزہ کے مطابق انگریزی زبان میں بائبل کورسوں کی تعداد ۵۰ ہے ان کے اسباق ۲۰۷' یہ اسباق ۵۶۰۷ صفحات پر مشتمل ہیں اردو میں ۲۴ کورس ہیں جو ۶۳۳ اسباق پر مشتمل ہیں' جن کے ۱۴۰۱ صفحات ہیں انگریزی زبان کے کورس عام طور پر امریکہ سے چھپ کر آتے ہیں۔

عیسائیوں کا مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے کا ایک واقعہ

مسیحی مبلغ انسانوں کی مجبوریوں سے کس طرح فائدہ اٹھا کر انہیں دائرہ عیسائیت میں داخل ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں اس کا اندازہ لگانے کے لئے یہاں دو واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

یہ ڈاکٹر تصدق حسین صاحب راجا کی خودنوشت سوانح حیات ''داستان میری'' سے ماخوذ ہیں۔

راجا صاحب سینٹ جانز ہائی اسکول پشاور میں استاد تھے' آپ بیان کرتے ہیں۔

۱۹۶۳ء میں کرسمس کے موقع پر ہاسٹل کے وارڈن مسٹر انتھونی نے مجھے اور خالد میاں عظمی صاحب کو چائے پر مدعو کیا مسٹر انتھونی تدریسی عملے میں شامل تھے دونوں ٹانگیں مفلوج تھیں اس لئے وہ پہیوں والی کرسی پر Wheel Chair کلاس میں آتے جاتے تھے اسے ہاسٹل کے لڑکے دھکیلتے تھے بعد ازاں انہیں امریکہ سے ایک چار پہیوں والی سائیکل منگوادی گئی تھی جس میں موٹر فٹ تھی اور اب مسٹر انتھونی کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

میں اور عظمی صاحب حیران تھے کہ کرسمس کے موقعہ پر عیسائی اساتذہ کے بجائے ہم دو مسلم اساتذہ کو مسٹر انتھونی نے کیوں مدعو کیا ہے ہاسٹل کے بچے جب ادھر ادھر کھیلنے لگے تو مسٹر انتھونی ہم دونوں کے قریب آگئے اور نہایت رازدارانہ انداز میں ایک دل ہلا دینے والی داستان سنا ڈالی کہنے لگے۔

آپ دونوں دوست ضرور حیران ہوں گے کہ میں نے آپ کو آج کیوں دعوت دی ڈینیل صاحب یا مسٹر ناظر کو کیوں نہیں بلایا بات یہ ہے دوستو کہ میں آج بے حد اداس تھا دل پر ایک ایسا بوجھ تھا جس سے اس وقت نجات اس صورت میں ممکن تھی کہ آپ کو اس درد سے آشنا کروں جسے پچھلے کئی سال سے سہہ رہا ہوں' مسٹر انتھونی کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے تھے ہندوستان میں ان کا خاندان اپنی مذہبی روایات کی پاسداری اور زہد و تقویٰ کے لئے مشہور تھا والد محترم نمازی و پرہیزگار تھے والدہ عبادت

گزار خاتون تھیں فجر کی نماز کے بعد گھر میں تلاوت قرآن حکیم کے وقت کلام ربانی کی آواز ایک عجیب کیف و سرور کی کیفیت طاری کردیتی تھی۔

پھر پاکستان بنا تو مسٹر انتھونی اپنے والدین اور دوسرے عزیز و اقارب کے ہمراہ آزاد وطن کی طرف چل پڑے اس وطن کی طرف جو ان سب کی امنگوں اور آرزوؤں کا مرکز تھا جس وطن کے لئے ہجرت کر کے آنے والوں نے بڑے بڑے خواب دیکھے تھے راستے میں مسٹر انتھونی کے گھر کے سارے افراد ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑ گئے شہادت ان کا مقدر تھی اور کفر و الحاد کی نہ ختم ہونے والی شب تاریک ہمارے اس رفیق کا نصیب۔ انتھونی جسمانی طور پر کمزور تھے بیماری نے اور کمزور کر دیا تھا انتھونی نے کچھ توقف کے بعد دوبارہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

ظالم دشمنوں نے مجھے زندہ رہنے دیا، ننگی تلوار ہاتھ میں لئے جو سفاک ہندو نہایت بے دردی سے میرے آس پاس لاشوں کے ڈھیر لگا رہے تھے ان میں سے ایک کے یہ الفاظ مجھے آج تک یاد ہیں اس حرامزادے کو مت قتل کرو یہ ٹانگوں سے مفلوج نظر آتا ہے، دیکھتے ہیں ایسے کتنے اپاہجوں کو ان کا اپاہج پاکستان سہارا دیتا ہے پھر اس بھیڑیے نے مغلظات کے ڈھیر میں سے سب سے گندی گالی میرے پیارے وطن کے لئے چن کر میری جھولی میں ڈال دی کاش میں معذور نہ ہوتا یا پھر اس لمحے مجھے موت آ گئی ہوتی ہماری ٹرین جب راولپنڈی پہنچی تو میرے سوا تمام مسافر اتر گئے کافی دیر بعد ایک پولیس کا حوالدار آیا جس نے گالیوں سے میرا استقبال کرتے ہوئے مجھے بازو سے پکڑ کر پلیٹ فارم پر یوں پھینکا جیسے بھیڑ بکریوں کو پھینکا جاتا ہے میں درد کے مارے کراہتا رہا کہ پھر کچھ دیر بعد سفید لمبے کوٹوں میں ملبوس کچھ انگریز ڈاکٹر نظر آئے جن میں عورتیں بھی شامل تھیں ایک پادری بھی ان کے ہمراہ تھے مجھے ہولی فیملی اسپتال راولپنڈی میں داخل کر لیا گیا یہاں میں کئی ماہ زیر علاج رہا مسٹر انتھونی اپنی بپتا سنا رہے تھے اور عظمی صاحب اور میں شرمندگی و ندامت سے زمین میں گڑے جا رہے تھے خیال آیا بیماروں، بے سہاروں کے لئے ایسی مثالیں تو ہمارے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ

کے ساتھیوں نے پیش کی تھیں اور انہیں اپنانے پر زور دیا تھا۔"

پادریوں کا مشنری اداروں کو رائے دیکر کام کیا جائے

ایک اور مشنری کی رائے میں، اسکول کسی بھی اور ذریعہ کے مقابلہ میں، نوخیز نسلوں کو مسیحی تعلیم کے زیر اثر لانے میں سب سے بڑی قوت ہیں۔ مشنریوں کی یہ رائے کبھی تبدیل نہیں ہوئی مسٹر پن روز جو ۱۹۴۸ء میں امریکن یونیورسٹی بیروت کی سربراہی کے لئے تشریف لائے تھے، انکا کہنا تھا "امریکی مشنریوں نے شام اور لبنان کو عیسائی بنانے کے لئے تعلیم کا ذریعہ استعمال کیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سب سے مہنگا ذریعہ ہے۔ اس لئے یہ بات طے پائی کہ پراٹسٹنٹ انجیلی کالج (موجودہ امریکن یونیورسٹی) کا پرنسپل، شام کے مشنریوں میں سے چنا جائے۔

ڈانبی اپنی کتاب کے (ص۔۱) پر کہتا ہے۔ "تعلیم، طلبہ کے قلوب واذہان میں، مسیحی عقیدہ اور مسیحی عبادت کو راسخ کرنے کا ایک قیمتی ذریعہ ہے" مؤلف "مسیحی اسکولوں" اور "مشنری اسکولوں" میں فرق کرتا ہے اس کے مطابق مشنری اسکولوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ مختلف مذاہب کے طلباء کو اپنے مذہب میں لے آئیں، جب کہ مسیحی "اسکولوں" کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ طالب علم کے لئے خواہ اس کا کوئی مذہب بھی ہو، ایسی مسیحی فضا تیار کریں جس میں وہ مسیحی تقویٰ اور مسیحی اخلاق پر عمل کر سکے۔

مشنریوں کو تیار کرنا

جو لوگ مشن کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں، انہیں خاص کورس کروائے جاتے ہیں، جن میں مشرق کی نفسیات اور مشرق کے انداز و اطوار سمجھائے جاتے ہیں اس تدریس میں ایک پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ ہے مشرق کی ایسی تصویر کشی جس میں اسے پس ماندہ اور برائیوں کی آماج گاہ بنا کر پیش کیا جائے نتیجتاً مشنری طالب علم اپنی مہم میں اندھا دھند مصروف ہو جاتا ہے اس مقصد کے لئے پرانے زمانہ سے روم، پیرس اور

طلیطلہ (ہسپانیہ) میں اسکول قائم کیئے گئے ان مدارس میں فوجی تربیت کا بھی کورس ہوتا تھا تا کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ طاقت کو بھی استعمال کیا جاسکے۔

تین امور زیر بحث

۱۹۶۲ء میں پوپ یوحنا نے بہت سے امور پر بحث کے لئے روم میں دوسری ویٹیکن کونسل کا اجلاس طلب کیا جو امور زیر بحث لائے گئے ان میں سے درج ذیل کا تعلق ہمری کتاب کے موضوعات سے بھی تھا۔

(۱) مبلغ تیار کرنا (مذہبی رہنماؤں میں سے اور دوسرے لوگوں میں سے بھی)

(۲) مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے مابین مذاکرہ ومباحثہ کا اجراء۔

(۳) یہودیوں کے بارے میں عام طور پر اور اسرائیل کے بارے میں خاص طور پر کلیسا کی رائے کا اظہار۔

جہاں تک پادریوں اور غیر پادیوں میں سے مبلغین کی تیاری کا تعلق ہے، ہم اس کتاب میں کئی بار اس کی طرف اشارہ کر چکے ہیں مشنری ہمارے پاس مختلف روپوں میں آتے ہیں وہ مذہبی پیشواؤں، ڈاکٹروں، سائنس دانوں، موجدوں اور سرکاری ملازمین کے روپ میں تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔

عیسائی مشنری کے غلط خیالات پھیلانا

ایک عرصہ سے مشنری اسلام کے اس مضبوط قلعہ پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے ان کا خیال تھا کہ مسلمان عورت پس ماندہ ہے۔ اسلیئے وہ عیسائیت میں داخل ہوئے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ ان کا یہ بھی وہم تھا کہ دین اسلام مسلمان عورت کی پسماندگی کا سبب ہے وہ جسمانی، اخلاقی اور عقلی لحاظ سے دکھی ہے، وہ اپنے خاوند، موت اور طلاق سے ڈرتی رہتی ہے۔ مشنریوں نے مسلمان عورت کے خلاف اتنے زیادہ ڈھونگ رچائے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ان کے دو مقاصد ہیں۔

(۱) وہ یورپ اور امریکہ کے امراء کا جذبہ ہمدردی ابھارنا چاہتے ہیں تا کہ وہ

مشن کے لئے اپنا مال پیش کریں یوں وہ ان کا مال بٹور سکیں۔

(۲) مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کریں اور انہیں احساس کمتری میں مبتلا کریں۔

ایک مشنری مبالغہ آرائی کرتے ہوئے یہاں تک کہتا ہے کہ مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ عورت مذہبی تعلیم حاصل کر سکتی ہے اس طرح یہ چالاک مشنری، تمام دوسرے مشنریوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنی مشنری عورتیں افغانستان بھیجیں وہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر وہاں کی عورتوں میں عیسائیت کی تبلیغ کریں گی اور افغانوں کو اس کی خبر تک نہ ہوگی۔

۱۹۳۱ء میں بیروت سے شائع ہونے والی کتاب میں کیتھولک لکھتے ہیں:

''بہنیں صرف راہبہ استانیاں نہیں ہیں بلکہ وہ راہبہ مشنری بھی ہیں وہ جہاں کہیں بھی ہوتی ہیں اپنے تعلیمی کام کے ساتھ ساتھ تبلیغی کام بھی کرتی ہیں'' یہ راہبہ بھی اس حقیقت کو چھپاتی نہیں بلکہ اعلان کرتی ہیں کہ وہ گم شدہ یا بھٹکی ہوئی بھیڑ کو مسیح کے باڑے میں لانے کے لئے کام کر رہی ہیں۔

اسلام اور عیسائیت میں سیاہ فاموں کی الگ الگ حیثیت

عیسائی مبلغین، کالے عیسائیوں کو اپنا ہم مرتبہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ تو انہیں ایسے آدمی بنانا چاہتے تھے کہ جس ملک میں وہ تبلیغ کر رہے ہوں، اس کا استحصال کرنے میں وہ انکے دست و بازو بنیں۔ یہ بات اسلام قبول کرنے والوں اور عیسائی بننے والے سیاہ فاموں کی حالت کا موازنہ کرنے سے بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ پروفیسر ویسٹر مان کہتا ہے:

''جوں ہی ایک زنگی اسلام قبول کرتا ہے، وہ جس سوسائٹی میں پہلے تھا اس سے اعلیٰ و برتر سوسائٹی کا رکن بن جاتا ہے اسے جلد ہی اپنی ذات اور اپنے مقام و مرتبہ کا احساس ہونے لگتا ہے وہ پہلی بار یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تنظیم کا رکن بن چکا ہے اس کے ساتھ ہی یورپیوں کے ساتھ اس کے تعلق کی نوعیت واضح

ہو جاتی ہے وہ سیاہ فام جو کل تک حقیر و کم تر تھا' اسلام لاتے ہی باحیثیت محترم بن جاتا ہے' وہ دیکھتا ہے کہ اب یورپی بھی اپنی ناپسندیدگی کے باوجود بظاہر اس کا احترام کرنے پر مجبور ہیں مگر جب ایک بت پرست عیسائیت کے دائرے میں داخل ہوتا ہے' تو اس کے ساتھ بالکل برعکس معاملہ ہوتا ہے ہم یورپی لوگ' افریقی سے ہمیشہ اجنبی بن کر رہتے ہیں۔ وہ بظاہر ہماری تہذیب کو اپنا لیتا ہے لیکن اصل میں ہماری اس تہذیب سے ناآشنا ہی رہتا ہے اس کے بعد نہ ہم یورپی اور نہ ہی ہمارے مشنری' سیاہ فام کی امتیازی خصوصیت کو جاننے کی زحمت اٹھاتے ہیں نہ ہم اس کی تہذیب کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں کہ ہماری تہذیب کی بدولت اور عیسائیت کی مدد سے' اس افریقی کی تہذیب کیونکر ترقی کر سکتی ہے؟ بجائے اس کے کہ ہم ایسا کریں' ہم الٹا اس کی تہذیب کو ہی ختم کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں اسے اپنی تہذیب میں ضم کرنے کی کوشش کرتے ہیں یوں ہم سیاہ فام کی حیثیت کو ایک یورپی کی نظر میں مسخ کر دیتے ہیں جب کہ اسلام اسے ایک ایسا افریقی بنانا چاہتا ہے جو احترام آدمیت کے جذبہ سے سرشار ہو ایک ایسا انسان جو عزت و حرمت کا پاسباں رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپی تمدن میں رنگے جانے والے کسی سیاہ فام کو نہ وہ احترام ملتا ہے نہ ہی وہ معاشرتی مساوات جو اسلام ایک نومسلم کو رنگ و نسل کی تمیز کے بغیر فوراً پہنچا دیتا ہے''

بہت کم یورپی ہوں گے جنہوں نے اس حقیقت کو چھپانے کا تکلف کیا ہو کہ کالے کلوٹے مسیحی' ابھی تک ان کی نظروں میں اس سیاہ فام کی طرح حقیر و ذلیل ہیں جو ہنوز بت پرستی میں مبتلا ہے اسی طرح یہ لوگ ہر موقع پر سیاہ فام مسلمانوں کو کالے عیسائیوں پر ترجیح دیتے ہیں تنہا یہ حقیقت اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ ماضی میں مسیحی تعلیم حاصل کرنے والے لوگ اسلام کے داعی اور مبلغ کیسے بن گئے اصل میں افریقیوں نے کبھی یہ امید نہیں باندھی کہ عیسائیت قبول کرنے سے انہیں یورپی عیسائی بھائیوں جیسا مقام مل جائے گا یہی وجہ ہے کہ ہر افریقی نے اسلام کو ہی اپنا واحد دین سمجھنا شروع کر دیا ہے۔''

مشنریوں کے لئے راستہ ہموار تھا دنیا میں یورپی تسلط کے ساتھ ساتھ عیسائیت پھیلنے لگی استعمار کے عسکری تسلط نے عیسائیت کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا''

مگر اب حالت تبدیل ہو چکی ہے دو عالمی جنگوں نے 'ایشیائیوں اور افریقیوں کی آنکھوں میں یورپی عظمت کو گرا دیا ہے آج یہ لوگ' عیسائیت کو یہ سمجھ کر قبول نہیں کر رہے ہیں کہ یہ ایک برتر ترقی یافتہ تہذیب کا حصہ ہے۔ جیسا کہ کل تھا

مشنریوں کے بارے میں یہ کہا جانے لگا ہے کہ یہ لوگ استعمار کے ایجنٹ ہیں ان پر ہمیشہ یہ الزام رہا ہے کہ یہ لوگ تخریب کار اور غیر ملکی تسلط کے آلہ کار ہوتے ہیں۔

باب نمبر ۱۵

عیسائیت کا انٹرنیٹ کے ذریعہ مشن کی تکمیل

اور ذرائع ابلاغ کا وسیع دائرہ کار

تبلیغ اسلام بذریعہ انٹرنیٹ

اس وقت انٹرنیٹ پر ساڑھے چار لاکھ سے زائد مذہبی ویب سائٹس ہیں ان میں سے کم و بیش دو لاکھ صرف عیسائیت کی معلومات اور تبلیغ کے لئے مخصوص ہیں اسلام کے حوالے سے ویب سائٹس کی تعداد بمشکل چند ہزار ہے اور وہ بھی بڑی معمولی نوعیت کی ہیں۔

اسلام میں خدا کا تصور

مذہب اتنا ہی قدیم ہے جتنا خود انسان کا اپنا وجود ہمارے لئے تاریخ میں ایسا ایک بھی گوشہ دریافت کرنا ممکن نہیں جب دنیا' مذاہب سے مکمل طور پر عاری رہی ہو مذہب کے ساتھ ساتھ خدا کا تصور بھی لازماً ذہنوں میں آتا ہے اب اسے کسی بھی نام سے یاد کیا جائے اور کیسا بھی سمجھا جائے لیکن کسی نہ کسی طور پر سارا عالم انسانیت' خدا کے وجود پر یقین رکھتا ہے اور اسے مانتا آرہا ہے' بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ آج بھی اس دنیا میں ۵۹ فیصد لوگ خدا کو مانتے ہیں مگر فرق عقائد کا ہے ان ہی عقائد کی روشنی میں عمل کا تعین ہوتا ہے اور اپنے اعمال کے نتیجے میں اچھے یا برے اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں مسلمان اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں کیوں کہ اسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ تمام کائنات کا خالق و مالک اور چلانے والا صرف ایک ہے یہی ہمارے رب کا تصور ہے عیسائی اور یہودی بھی اسی اللہ کو مانتے ہیں مگر وہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت عزیر علیہ السلام کو بالترتیب (

یعنی اپنے اپنے عقائد کے لحاظ سے) خدا کا بیٹا بھی کہتے ہیں اسی طرح ہندومت میں بھگوان کا تصور ہے اور وہاں ہر ایک مظہر قدرت کا ایک علیحدہ بھگوان ہے۔

بحیثیت مسلمان ہمارے لئے یہ ایک گمراہ کن عقیدہ ہے کیوں کہ یہ اسلام کی مبادیات سے متصادم ہے اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کا خاتم النبیین ماننا بھی ہمارے لئے ضروری ہے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو یکتا و تنہا تو مانتا ہے مگر حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر (نعوذ باللہ) ایمان نہیں رکھتا تب بھی وہ اسلام سے خارج ہے۔

سائنس لامذہب ہے ؟ ؟ ؟

مذہب کی دوسری طرف سائنس ہے جس کے بارے میں بڑے زور و شور سے یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ سائنس لامذہب ہے؟ اس جملے کی غلط تشریح سے ہمارے ہاں یہ بات عام ہوگئی ہے کہ سائنس دان بھی لادین ہوتا ہے سائنس کے لامذہب ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ سائنس پڑھنے کے لئے ہم اپنے مذہب کو خیر باد کہہ دیں بلکہ اس کا سادہ اور درست مطلب یہ ہے کہ سائنسی نظریات' مشاہدات اور ایجادات چند مخصوص اصولوں اور ضابطوں کی پابند ہیں یہ اصول اور یہ ضوابط' تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لئے یکساں رہتے ہیں اگر ایک کمپیوٹر پروگرام مخصوص ہدایات دینے اور معلومات فراہم کرنے پر مطلوبہ نتائج دے دیتا ہے تو اس میں مذہب سے تعلق یا لاتعلقی کا عمل دخل بالکل نہیں دیئے گئے طریقے کے مطابق جو آپریٹر بھی کام کرے (خواہ وہ مسلمان ہو' ہندو ہو' سکھ ہو' عیسائی ہو' یا یہودی ہو) تو کمپیوٹر اسے پروگرام کے مطابق ہی نتائج دے گا کیمیا کی تجربہ گاہ میں کوئی کیمیائی تعامل اپنے کیمیادان کا مذہب نہیں پوچھتا کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ سائنس تو بے جان فارمولوں اور مساواتوں کی غلام ہے اور مشاہدے و تجربے کی قیدی۔ جو کام بھی کرتی ہے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہی کرتی ہے (اور کر بھی سکتی ہے) یہ بالکل درست ہے کہ سائنس بذاتہ لامذہب ہے مگر سائنس دان اپنے عقیدے پر کاربند رہتے ہوئے بھی تجربات و مشاہدات کرسکتا ہے ہاں! مذہب سے وابستگی کا اہم

ترین فائدہ یہ ہے کہ مذہب ہی سے سائنس دان کو اچھائی یا برائی کا فرق معلوم ہوتا ہے اور وہ سائنس دان کے لئے ایک اخلاقی قوت کا کام کرتا ہے' اسے اچھے برے کی پہچان کراتا ہے اور بنی نوع انسان کی بھلائی کی خاطر ایجادات واختراعات کرنے پر مامور رکھتا ہے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اگر مذہب نہ ہوتا تو سائنس بھی اخلاق سے عاری ایک حیوانیت انگیز طاقت بن کر کبھی کی اس دنیا کو ہڑپ کر گئی ہوتی۔

''سائنس لا مذہب ہے'' اس ایک جملے کو اتنی بار دہرایا گیا ہے کہ عوام الناس تو کیا خواص الناس تک سائنس کو خطرہ سمجھنے لگے ہیں۔ محض اس ایک جملے کی بدولت بعض ناعاقبت اندیش اچھا خاصا وقت سائنس کے ساتھ رسہ کشی کرنے میں گزار دیتے ہیں ہماری اسی غفلت اور جنون آمیز حماقت سے فائدہ اٹھا کر دوسری قومیں نہ صرف سائنس کے میدان میں ہم سے آگے نکل گئیں' بلکہ انہوں نے سائنس کو اپنے مذاہب کی تبلیغ کا ذریعہ بھی بنا لیا انٹرنیٹ اس کی تازہ ترین اور جدید ترین مثال ہے۔

انٹرنیٹ اور مذہب کی تبلیغ

اس وقت انٹرنیٹ پر ساڑھے چار لاکھ سے زائد مذہبی ویب سائٹس ہیں ان میں سے کم وبیش دو لاکھ صرف عیسائیت کی معلومات اور تبلیغ کے لئے مخصوص ہیں اسلام کے حوالے سے ویب سائٹس کی تعداد بمشکل چند ہزار ہے اور ان میں سے بھی اکثر یا تو غیر مسلم افراد چلا رہے ہیں یا پھر ایسے لوگ اسلام کے بارے میں معلومات فراہم کر رہے ہیں جنہیں خود بھی اسلام کے متعلق موزوں معلومات حاصل نہیں اور اگر معلومات ہیں تو بھی ان پر شخصیتوں کا غلبہ وقبضہ ہے یہ لوگ ان سب کے علاوہ ہیں جو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انٹرنیٹ پر اسلام کا لبادہ اوڑھے بیٹھے ہیں' خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور اسلام سے واقفیت کے نام پر دوسروں کو گمراہ کر رہے ہیں ان میں سر فہرست قادیانی ہیں جسے اہل باطل کی مکمل مشاورت ومعاونت حاصل ہے۔

اب حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اور اس کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کچھ نوجوان علمائے دین نے اس بارے میں سوچنا شروع کر دیا ہے اور دعا ہے کہ ان کی سوچ جلد از

جلد کسی عملی منصوبے کا روپ اختیار کر جائے۔

اب تک انٹرنیٹ پر اسلام کے حوالے سے جتنی ویب سائٹس ہم نے دیکھی ہیں ان پر یا تو مساجد اور مقدس مقامات کی تصاویر ہوتی ہیں اسلامی ممالک کے جغرافیہ پر کچھ معلومات دے دی جاتی ہیں، تھوڑا بہت اسلامی تاریخ کا تذکرہ مل جاتا ہے اور چند ایک عقائد کے بارے میں بھی بتا دیا جاتا ہے۔

دیگر مذاہب منظم ہیں

اس کے برعکس دیگر مذاہب بڑے منظم اور سائنسی انداز میں انٹرنیٹ پر تبلیغ کر رہے ہیں مثال کے طور پر عیسائیت کی تبلیغ کرنے والی ایک ویب سائٹ پر آپ نہ صرف عیسائیت کے بنیادی عقائد و نظریات کی بابت تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں بلکہ روز کے معاملات و مسائل کے بارے میں بھی کسی پادری سے مشورہ لے سکتے ہیں ایسے ویب سائٹس بھی ہیں جن کے ذریعے پوپ جان پال تک سے براہ راست رابطہ کیا جا سکتا ہے حالیہ مذہبی معاملات پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے علیحدہ نیوز گروپ ہیں اور روحانی رہنمائی کے بلیٹن بورڈز الگ ہیں قصہ مختصر یہ کہ انٹرنیٹ پر دیگر مذاہب پوری طرح چھائے ہوئے ہیں اگر ہمیں یہاں پر اسلام کا دفاع کرنا ہے تو انٹرنیٹ کے استعمال پر کفر کا فتویٰ لگا دینے سے کام نہیں چلے گا کمپیوٹر توڑ ڈالنے سے بھی ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ ہمیں بھی اپنی حکمت عملی کو جدید خطوط پر استوار کرنا ہوگا تا کہ ابلاغ کے اس نئے ذریعے پر درپیش چیلنج کا مقابلہ کیا جا سکے اس ضمن میں چند ایک تجاویز ہمارے ذہن میں ہیں ان کے قابل عمل ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ علمائے دین اور انٹرنیٹ کے ماہرین ہی کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

انٹرنیٹ پر اسلام کا مخالف محاذ

دور حاضر میں اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لئے اسلام کی واقفیت کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے تقاضوں سے مکمل آگہی بھی ناگزیر ہے۔ کیونکہ انٹرنیٹ کی حیثیت لسان العصر کی سی ہوگئی ہے۔ اس لئے دعوت کے میدان میں انٹرنیٹ کا منصوبہ

بنداور دانشمندانہ استعمال وقت کی ضرورت ہوگیا ہے۔ اگر ہم نے یہ ضرورت پوری نہ کی تو اس کے بھیانک نتائج ہمیں صدیوں تک بھگتنے پڑیں گے۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ باطل طاقتوں نے بڑی ہی ہوشیاری سے انٹرنیٹ پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز مہم چھیڑ رکھی ہے۔ الازھر کے سینٹر فار اسلامک اکانومی کے ڈائریکٹر جنرل کا بیان ہے کہ اب تک انٹرنیٹ پر آنے والے ۱۲۷ ایسے پروگراموں کا پتہ چل چکا ہے جو اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔ اس نفرت انگیز مہم کے حجم اور ابعاد کا اندازہ مندرجہ ذیل کی چند مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

(۱) اگست ۱۹۹۷ء میں امریکہ میں متعصب عیسائیوں نے ایک فورم تشکیل دیا اور اس کا نام تلوار کے مقابلے میں قلم رکھا۔ یہ فورم اسلام کے بارے میں انکشاف حقائق کے عنوان سے عربی، انگریزی، فرانسیسی اور ہسپانوی زبان میں انٹرنیٹ پر اپنا پروگرام پیش کرتا ہے۔ پروگرام کے عناوین کچھ یوں ہے اسلام کے مخفی چہرے کی نقاب کشائی اسلام کے بارے میں حقائق اور جعل سازیاں حقائق حیات قرآن کی نظر میں ہیبت ناک تعلیمات کیا آپ کسی مسلمان کی بیوی بننا پسند کریں گی۔

(۲) امریکہ آن لائن انٹرنیٹ پر اپنی خدمات پیش کرنے والی سب سے بڑی کمپنی ہے۔ جس کے چینل ۷/ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۷ء سے دو اسلام مخالف پروگرام شروع کئے گئے ہیں ان میں سے ایک کا آغاز تو آیت کریمہ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتو بسورۃ من مثلہ

یعنی'' قرآن کی شکل میں'' جو کچھ ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کیا ہے اگر اس کے منزل من اللہ ہونے میں تمہیں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنالاؤ کے انگریزی ترجمے سے ہوتا تھا۔ اس کے بعد قرآنی آیات کے وزن پر نصرانی الفاظ سے بنی چار سورتیں پیش کی جاتی تھیں مقصد یہ باور کرانا ہوتا تھا کہ ان جعلی سورتوں کے ذریعے قرآن کے اس چیلنج کو قبول کرلیا گیا۔ ان سورتوں کے نام یہ ہیں۔ الایمان، التجسد، المسلمین، الوصایا پھر مسلمان نے احتجاجی خطوط لکھے تو کمپنی نے یہ دونوں پروگرام بند

کردیے۔ مگر جیو سٹیز اور ٹرائی بورڈ نامی دو کمپنیوں کے چینلوں پر پھر وہی مجرمانہ حرکت کی۔ دوبارہ احتجاج کیا گیا تو ٹرائی بورڈ نے اپنے چینل پر نشر ہونے والے پروگرام کو بند کردیا۔ لیکن جیو سیٹز نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔

عالم اسلام کیا کرے؟

مسئلہ کے نزاکت کو سمجھنے کے لئے یہ دونوں مثالیں کافی ہیں۔ دعوت کے میدان میں اگر جلد انٹرنیٹ کی منصوبہ بندی استعمال نہ کی گئی تو مسلمانان عالم کو اپنے دین وایمان اور ملی تشخص کی خیر منانی پڑے گی کیونکہ انفارمیشن سپر ہائی وے کے اس دور میں اس میڈیائی طوفان کا مقابلہ روایتی ذرائع ابلاغ سے ناممکن ہے یہاں تو نامعلوم فرد یا گروہ کا سامنا ہے۔ اگر ہم ایک پروگرام بند کرواتے ہیں تو کئی دوسرے پروگرام شروع کردیے جاتے ہیں۔ اس لئے مثبت خطوط پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) دعوت دین کے لئے انٹرنیٹ کے منصوبہ بند طرز استعمال کے بارے میں سنجیدہ سوچ اور انٹرنیٹ پر اپنے پروگرام پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

(۲) تمام دعوتی مراکز کو انٹرنیٹ سے جوڑنے کی کوشش کی جائے۔

(۳) اس کے لئے باضابطہ کمپنیاں اور تنظیمیں بنائی جائیں بلکہ حکومتوں کو اس جانب متوجہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ کسی فرد واحد کے بس کی بات نہیں۔

بین الاقوامی اسلامی نیٹ ورک

اسلام سارے عالم انسانیت کا مذہب ہے جس میں رنگ ونسل کی پابندی نہیں تجویز یہ ہے کہ اسلامی عقائد، شعائر اسلامی، اسلامی مسائل، تاریخ اسلام، فقہ، حدیث، قرآن اور احکامات اسلامی پر مبنی ایک وسیع البنیاد مربوط نظام (نیٹ ورک) تشکیل دیا جائے۔ یہ ویب سائٹ، علمائے کرام کی مشاورت اور رہنمائی سے بنائی جائے اس کا اہم ترین محور ومقصد صرف ایک ہو تبلیغ اسلام کرنا اور مسلکی اختلافات سے صرف نظر کرنا تاکہ دنیا میں یہ احساس بیدار ہو کہ مسلمان قوم متحدہ ہے اور اپنی مسلکی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ایک اجتماعی شعور بھی رکھتی ہے۔

بنیادی عقائد

آغاز کرنے کے لئے یوں کیا جاسکتا ہے کہ پہلے بنیادی عقائد کے بارے میں مختصر لیکن جامع معلومات پر مبنی ویب پیجز انٹرنیٹ پر ڈالے جائیں' کیوں کہ اب انٹرنیٹ پر عربی خط بھی انگریزی حروف تہجی کی مانند آسانی سے بھیجا جاسکتا ہے لہذا یہ معلومات' ابتداء میں ان دونوں زبانوں میں رکھی جائیں (بعد ازاں انکا دائرہ بڑھا کر اردو ہندی' فرانسیسی' جرمن اور دوسری مقبول زبانوں تک وسیع کردیا جائے)

نماز کے مسائل

نماز کے مسائل سمجھانے کے لئے شرعی نوعیت کے خاکہ جات' گرافکس کی شکل میں ویب سائٹ پر ڈال دیئے جائیں اس طرح یہ ہوگا کہ نماز کے دوران صحیح حرکات و سکنات میں بھی رہنمائی بذریعہ انٹرنیٹ حاصل ہوسکے گی حرام وحلال کے بارے میں بھی اس ویب سائٹ پر معلومات رکھی جائیں قرآن کریم کو صحیح مخارج اور درست تلفظ کے ساتھ پڑھنے کے لئے صوتی فائلیں انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کی جاسکتی ہیں یہ صوتی فائلیں خاص طور پر ان لوگوں کے لئے مفید ہوں گی جو کہ نو مسلم ہیں یا عربی رسم الخط سے اور عربی تلفظ سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے۔

تفسیر قرآن

اس سلسلے کو مزید توسیع دیکر انٹرنیٹ پر قرآنی آیات کی تفسیر پر مبنی ایک جامع ڈیٹا بیس بنایا جائے اس ڈیٹا بیس میں یہ سہولت ہو کہ قرآنی ترتیب کے ساتھ ساتھ آیات کی موضوع وار تفسیر بھی دیکھی جاسکے۔

روزمرہ کے مسائل کے جواب

دریں اثناء روزمرہ مسائل کے مستند جوابات دینے کے لئے ''آن لائن فتاویٰ'' کا سلسلہ بھی جاری کیا جائے اس سلسلے میں استعمال کنندگان کو یہ سہولت دی جائے کہ ان کے سوالات کے جوابات' مفتی صاحبان خود دیں یہ خیال بھی رکھا جائے کہ فتاویٰ

کی زبان سادہ اور آسان ہوتا کہ ان سے ابہام پیدا نہ ہو اور بعد ازاں انہیں استفادے کے لئے اسی ویب سائٹ پر بھی رکھا جاسکے اس کے بعد قرآنی تفسیر کی طرز پر احادیث کا ڈیٹا بیس بھی مرتب کیا جائے اور اس میں صحاح ستہ کی تمام احادیث ترجیحی بنیادوں پر شامل ہوں ان ہی خطوط پر آگے بڑھتے ہوئے فقہ' تاریخ' معارف و مسائل کے سلسلوں کو بہتر بنایا جائے۔

انٹرنیٹ پر تبلیغ اسلام کے ضمن میں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ وہاں ہر طرح کے معاشرے اور مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد سے علماء کا رابطہ ہوگا لہذا اسلام کی تبلیغ اس انداز سے کی جائے جو ایک تو جدیدیت پسند ذہن رکھنے والے مسلمانوں کو اسلامی مبادیات کی جانب مائل کر سکے اور دوسری طرف اسلامی شعائر کی خوبیاں بھی سنجیدہ مگر پر کشش انداز اور لب و لہجے کے ساتھ روشناس کرائی جائیں تب ہی بین الاقوامی اسلامی نیٹ ورک کے مقاصد حاصل ہوں گے ورنہ نہیں۔

امریکہ نے دنیا بھر میں ذرائع ابلاغ کا جال بچھادیا

نقار خانہ میں طوطی کی آواز

عیسائیوں کی یہ تبلیغی سرگرمیاں ہر سطح پر اپنی قیمت وصول کرتی ہیں مخاطبین بھٹکتے ہیں متاثر ہوتے ہیں بد عقیدہ یا کم از کم ان کی ہمنوائی اور بے ہمدردی کا دم ضرور بھرنے اور مسیحی مذہب و ملت کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھنے لگتے ہیں ایک نوجوان کرسمس کے دن ریلوے اسٹیشن سے بس میں بیٹھا تھا کہ اس کی طرف انجیل یوحنا پھینکی گئی اس پر مزید مطالعے کے لئے' بائبل خط و کتابت اسکول کا پتہ درج تھا اس نے اسکول کے کئی کورس پاس کئے ایک سبق میں (حضرت داؤد علیہ السلام) کے بارے میں لکھا تھا کہ ان کی نظر نہاتی ہوئی پڑوسن پر پڑ گئی تھی وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اسے بلا کر زنا کا مرتکب ہوا وہ حاملہ ہو گئی...... نعوذ باللہ من ہذا خرافات) اتفاق سے وہ نوجوان ''المذاہب'' کا بھی قاری تھا الحمد للہ کہ بچ گیا ایک اور طالب علم کورس کرتا ہے عیسائی دوستوں کے نرغے میں

پھنس چکا ہے اگر احتیاط نہ کی جائے تو قریباً ہر سبق پر دیئے گئے سوالات کے جوابات لکھتے وقت طالب علم ایمان سے محروم ہو سکتا ہے۔

بڑی بڑی سیاسی پارٹیاں اقلیتی ووٹ حاصل کرنے کے لئے لالچ میں عیسائیوں کی تبلیغی اور اسلام دشمن سرگرمیوں کی ضرر رسانی کو نظر انداز کر دیتی ہیں جمہوریت کی لعنت انہیں ملکی مصالح، ملی مفادات اور مذہبی اقدار کو اولیت دینے میں رکاوٹ کا موجب ہے مذہبی حلقوں کو بھی اس محاذ پر کام کرنے کا احساس نہیں ہے غور طلب مقام ہے کہ عیسائیوں کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کے لئے سیکولر بھارت کی نسبت اسلامی پاکستان موزوں تر نظر آیا! جب کہ حکومتی سطح پر کفر و شرک کی تبلیغ اور اشاعت سے اغماض، اس کی اجازت اور پاکستان کا بطور بنیادی ملک استعمال اسلامی پاکستان کے لئے کسی طور پر بھی روا نہیں ہے۔

یہ سرگرمیاں اقلیتی مذہبی حقوق کی ذیل میں نہیں آتی ہیں اقلیتیں مذہبی عقائد کو اپنانے اور اپنے اپنے مندروں میں رسوم و پوجا پاٹھ کے لئے آزاد ہیں انہیں بت پرستی اور ترویج کے لئے ذرائع و رسائل اختیار کرنے، ریڈیو اسٹیشن تک قائم کرنے اور مسلمانوں کو اس کی ترغیب و توجہ دلانے کے لئے قطعی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔

اسلام کے مقابلے میں دنیا بھر عیسائیت کے فروغ کے لئے امریکہ کے ایک منصوبے کا انکشاف ہوا ہے جس کے مطابق امریکہ نے عیسائیت کے مختلف فرقوں کو فروغ دینے کے لئے بھاری مالی امداد سے ٹیلی ویژن نیٹ ورک، ریڈیو اور اشاعتی اداروں کو یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے ممالک میں پھیلا دیا ہے اس سلسلے میں دنیا کو آٹھ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے جہاں سے دنیا بھر میں صبح و شام ایک ایک گھنٹے کے پروگرام نشر ہوتے ہیں جہاں سے عیسائی مذہب کی تشہیر کی جاتی ہے دنیا کے آٹھ ممالک میں قائم ہیڈ آفس میں ایک ملک سلوا کیہ ہے جو پاکستان سمیت ایشیا کو کنٹرول کرتا ہے پاکستان کے مختلف شہروں میں واقع اسکول ریڈیو اسٹیشن، نیوز سینٹر وغیرہ کام کر رہے ہیں جو عیسائی مذہب کی تشہیر کے لئے سرگرم عمل ہو کر مسلمانوں کو اپنے مذہب کی طرف

راغب کر رہے ہیں ایسے ہی ایک ریڈیو اسٹیشن ایڈونٹیسٹ ورلڈ ریڈیو کے نام سے لاہور میں گزشتہ ایک سال سے اپنے مقاصد پورے کر رہا ہے اس کے علاوہ ملک کے دوسرے شہروں میں بھی تعلیمی ادارے اور ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں لوگوں کی طرف سے موصول ہونے والی شکایات پر گزشتہ دنوں ''خبریں'' ٹیم نے ملتان روڈ پر اس ریڈیو اسٹیشن کا سروے کیا اور معلومات اکٹھی کیں تو معلوم ہوا کہ امریکہ کے تعاون سے چلنے والا یہ ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کے لئے کروڑوں روپے کی اراضی خرید کر رہائشی مکانات اور دفاتر وغیرہ بنائے گئے ہیں جن میں آواز کو ریکارڈ کرنے کے لئے لاکھوں روپے کی مشینری بھی نصب کر دی گئی ہے اس کے علاوہ بھاری تنخواہوں پر عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کو ملازمتیں دی گئی ہیں جو با قاعدہ ان کے مشن کو چلا رہے ہیں پاکستان سمیت دیگر ممالک کے رہنے والوں سے ان کے رابطے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ جن کے جواب بھی دیئے جاتے ہیں تمام نظام کمپیوٹرائزڈ ہے یہاں سے ہر سال قریباً ۱۲۲ کے قریب کیسٹیں ریکارڈ کر کے سلواکیہ بھجوائی جاتی ہیں جہاں سے یہ پروگرام پاکستان اسٹینڈرڈ ٹائم کے مطابق صبح ۸ تا نو بجے تک اور شام یعنی رات ۹ بجے تا دس بجے تک نشر ہوتے ہیں جن کا زیادہ تر موضوع مذہب کی ترغیب ہوتی ہے تمام پروگرام پاکستانی ماحول، حالات اور لوگوں کے احساسات کو مدنظر رکھ کر ریکارڈ کئے جاتے ہیں جس کے بعد انہیں سلواکیہ بھجوا کر انہیں روزانہ نشر کر دیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف راغب کیا جاتا ہے ''خبریں'' ٹیم جب دفتر پہنچی تو وسیع اراضی پر واقع خوبصورت عمارت میں منی ریڈیو اسٹیشن کا دفتر قائم تھا جو مین دروازے سے چند قدم آگے تھا یہاں پہنچنے پر امریکہ کے مشن کو چلانے والے ڈائریکٹر بشیر عالم سے ملاقات ہوئی ڈائریکٹر کے کمرے میں خوبصورت میز کرسیاں اور جدید کمپیوٹر نصب تھے اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کی طرف سے موصول ہونے والے خطوط پڑے ہوئے تھے جنہیں پڑھ کر وہ انکے جوابات لکھ رہے تھے اس کمرے میں مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی کتابیں اور ریکارڈنگ کرنے والی کیسٹیں پڑی تھیں انہوں نے بتایا کہ یہاں لوگوں کی رہائش گاہ بھی موجود

ہے مذکورہ ریڈیو اسٹیشن کا سروے کرنے کے دوران دفتر میں ملازم ایک شخص نے بتایا کہ یہ ریڈیو اسٹیشن کامیابی سے چل رہا ہے۔ کیتھولک عیسائیوں کے مشنری ادارے کی طرف سے ایک اخبار ''پراسپکٹر'' شائع ہوا تھا اس میں لکھا ہے کہ پاکستان میں یہ بے حد مقبول ہوا ہے۔ جس کے باعث ۱۹۵۷ء میں آٹھ ہزار مسلمانوں نے اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی اور اب تو ۱۹۹۶ء ہے پتہ نہیں اب تک کتنے ہزار مسلمان اپنا مذہب چھوڑ چکے ہوں گے اس کے علاوہ مذکورہ ادارہ آسان الفاظ میں لٹریچر شائع کر کے عیسائی مذہب کو فروغ دینے کے لئے کوشاں ہیں لاہور کے علاوہ اسلام آباد میں بھی ایک ریڈیو اسٹیشن ''زندگی کے سنگ'' اپنے پروگرام نشر کر کے اپنے مقاصد کی تکمیل کرتا ہے فیصل آباد میں بھی ایک بائبل کارسپانڈنس اسکول کام کر رہا ہے جو اپنے تمام کورس کی تعلیم مفت کراتے ہیں یہاں چھوٹی عمر کے بچوں کو زیادہ تعلیم دی جا رہی ہے جو پختہ ذہن نہ ہونے کے باعث گمراہ کئے جا رہے ہیں اس کے علاوہ ڈیرہ غازی خان میں ایک ادارہ گڈ نیوز سینٹر کے نام سے کام کر رہا ہے جو اکثر یہاں کے نوجوانوں کو فلموں اور کبھی دعوت کے نام پر بلاتا ہے اور کھلے عام انہیں عیسائیت کی ترغیب دیتا ہے یہ تمام ادارے پاکستان میں غیر قانونی طور پر کام کر رہے ہیں لیکن حکومت نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔

(۸) اسٹیشن عیسائیت کو فروغ دے رہے ہیں

ایڈومنٹسٹ ورلڈ ریڈیو کے تحت دنیا میں عیسائیت کے فروغ کے لئے ۸ ریڈیو سینٹر نشریاتی اداروں کے طور پر کام کر رہے ہیں ان میں یورپ میں ۵ ریڈیو اسٹیشن، جنوبی امریکہ میں ۲ ریڈیو اسٹیشن اور انتہائی مشرق میں جاپان کے پاس جزیرہ میں ایک ریڈیو اسٹیشن کام کر رہا ہے یہ ریڈیو اسٹیشنز جن شہروں یا ممالک میں ہیں ان میں اٹلی، ماسکو، سلواکیہ، سمارا، دوسبر سک، گوئٹے مالا، کوسٹاریکا اور گرام شامل ہیں۔

حکومت نشریات نہیں روک سکتی

لاہور میں ایڈومنٹسٹ ورلڈ ریڈیو کے اسٹوڈیو ڈائریکٹر اے ڈبلیو آر بشیر عالم نے ''خبریں'' ٹیم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سلواکیہ سے عیسائیت کے ذریعے سے

ترغیب غیر قانونی نہیں ہے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی اس پروگرام کو نہیں سننا چاہتا تو اسے ریڈیو سیٹ بند کر دینا چاہیے انہوں نے کہا کہ جس طرح سے ہندوستان کے ریڈیو سروس کو چیک کرنا حکومت پاکستان کے بس کی بات نہیں ہے ایسے ہی سلوا کیہ سے جاری ہونے والی نشریات کو حکومت پاکستان نہیں روک سکتی انہوں نے کہا کہ ان نشریات سے کسی بھی مذہب کے لوگوں کے خلاف پروپیگنڈہ نہیں کیا جاتا اس ریڈیو پروگرام سے صرف عیسائیت کی ترویج کی جاتی ہے کسی مذہبی طبقہ کو ناراض نہیں کیا جاتا انہوں نے مزید کہا کہ ایڈوینٹسٹ ورلڈ ریڈیو کی نشریات دور دراز کے ممالک تک پہنچانے کے لئے امریکہ کے کروڑوں روپے سالانہ خرچ ہوتے ہیں تب کہیں ایڈومنٹ ورلڈ ریڈیو کا پیغام لوگوں تک پہنچتا ہے۔

بشیر عالم نے کہا کہ سلوا کیہ سے نشر ہونے والا پروگرام بہت مقبول ہو رہا ہے روزانہ سینکڑوں کے حساب سے لوگ اس پروگرام کے بارے میں ہمیں خط لکھتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہاں پر اسٹوڈیو میں صرف سوالکیہ پروگرام بھیجنے کے لئے ریکارڈنگ کی جاتی ہے جب کہ ان کی نشریات سوالکیہ سے ہوتی ہے۔

اسلام کے خلاف عیسائیت کی نئی منصوبہ بندی

نئے مواصلاتی چینل، لٹریچر اور بھاری بھرکم بجٹ سے لیس

ہو کر صلیبی اسلام کے خلاف پھر صف آراء ہو رہے ہیں

انکشافات پر مبنی خصوصی تحریر

دنیا اس وقت بہت سے بحرانوں میں مبتلا ہے بہت سے محاذوں پر الگ الگ نوعیت کی جنگ جاری ہے یہ جنگ عسکری محاذ سے لیکر سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور مذہبی محاذ تک پھیلی ہوئی ہے اس میں سب سے قدیم ترین جنگ مذہب کے محاذ پر لڑی جا رہی ہے اس جنگ میں دنیا کے بڑے بڑے مذاہب برسرپیکار ہیں اس جنگ کی

انفرادیت یہ ہے کہ اس میں اسلام ایک طرف اور دوسرے مذاہب عالم دوسری طرف ہیں یہودیت چونکہ تبلیغی مذہب نہیں ہے اس لئے اس کی تمام تر کاوشوں کا دائرہ اسلام میں فکری سطح پر تشکک کا بیج بونا اور اسلام دشمن قوتوں کی اعانت کرنا ہے مذاہب کی اس جنگ میں عیسائیت بین الاقوامی سطح پر سرخیل کی حیثیت رکھتی ہے جو تمام دنیا خصوصاً اسلامی ممالک میں انتہائی خاموشی کے ساتھ اس محاذ پر ڈٹی ہوئی ہے۔

امریکہ اور یورپ میں پھیلے ہوئے عیسائیت کے بڑے مراکز اگلی صدی میں دنیا میں عیسائیت کی ترویج کے لئے نئی منصوبہ بندی کر رہے ہیں جس کے مطابق ۹۲۰ بلین ڈالر اس مقصد میں صرف کیے جائیں گے جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ۹۳۷۱ مواصلاتی چینل اور ۸۲ لاکھ مبلغین اس کام کے لئے مختص کیے جا رہے ہیں اس فکری اور مذہبی یلغار میں شرق الاوسط اور عالم اسلام کے علاوہ مشرق بعید، وسطی ایشیا اور بلقان کا علاقہ شامل ہے۔ اکیسویں صدی میں عیسائیت کے غلبے کے لئے ہونے والی منصوبہ بندی کا آغاز ۱۹۷۸ء میں ایک کانفرنس کے دوران کیا گیا تھا یہ کانفرنس شمالی امریکہ کے علاقے ''لوزان'' میں ہوئی تھی نئی صدی میں عیسائیت کا محاذ کھولنے کے لئے اس کانفرنس میں آئندہ کے لئے منصوبہ بندی کی گئی کانفرنس میں عیسائیت سے متعلق مختلف عقائد اور کلیساؤں کی نمائندگی کرتے ہوئے ۲۰۰ کے قریب نمائندوں نے شرکت کی تھی اس کانفرنس میں ایک خاص بات اور بھی تھی یعنی تمام دنیا میں اب تک کتنے مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا اس سلسلے میں وسطی افریقہ، جنوبی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا سے ''حوصلہ افزا'' رپورٹ موصول ہوئی تھی اس کے ساتھ ساتھ مستقبل میں مسلمانوں کے درمیان عیسائیت کی تبلیغ کے لئے نئے طریقہ کار پر بھی غور کیا گیا تھا آئندہ صدی میں کام کرنے کے لئے اس علاقے میں ''سموئیل زویمر'' کے نام سے ایک ادارہ تشکیل دیا گیا امریکہ میں واقع اس ادارے کا کام صرف یہ ہوگا کہ مسلمانوں کے درمیان کس طرح عیسائیت کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیا جائے اور اس کے لئے کون کون سے نئے طریقے وضع کیے جائیں تاکہ مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کے عقائد شک وشبہ کا شکار ہو سکیں اس لئے ہم دیکھتے

ہیں کہ طویل خاموشی کے بعد عیسائی تنظیمیں نئے ولولے کے ساتھ اٹھی ہیں یورپ اور امریکہ سے اٹھنے والے اس فکری طوفان کا مقابلہ عالم اسلام کس طرح کرتا ہے یہ الگ موضوع ہے مگر یہ طے ہے کہ اس کا بنیادی ہدف زیادہ تر عالم اسلام ہی ہوگا۔

کسی زمانے میں مغرب کی یہ فکری کارروائیاں خاموشی اور پراسراریت کی دھند میں لپٹی ہوئی تھیں مگر اب بڑی حد تک یہ کام علی الاعلان کیا جارہا ہے' یورپ اور امریکہ میں فروغ عیسائیت کے ماضی پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے مگر اب ہمیں اس کے مستقبل کا جائزہ لینا ہوگا آئندہ صدی میں عالمی سطح پر عیسائیت نے کیا منصوبہ بندی کر رکھی ہے؟ اس کے لئے انہوں نے کتنا بجٹ مختص کیا ہے؟ اس خوفناک منصوبہ بندی میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہزاروں عیسائی تنظیمیں' اربوں ڈالر' کروڑوں اناجیل اور دوسری مذہبی کتابیں شامل ہیں' جب کہ ہزاروں مبلغین کی فوج اس کے علاوہ ہے جس کا سامنا بالعموم تمام دنیا اور بالخصوص عالم اسلام نے کرنا ہے۔

۱۹۸۵ء میں اس منصوبے کو حتمی شکل دی گئی تھی اور اس پر تحقیقی بنیادوں پر کام کیا گیا تھا جس کی مفصل رپورٹ ۱۹۹۸ء کے آخر میں شائع کی گئی تھی جس کی روشنی میں مزید سفارشات پیش کی گئیں تھیں یہ رپورٹ امریکہ میں Intermation publishing about christianity نامی ادارے نے شائع کی تھی جس کا زیادہ تر حصہ امریکی ریاست ورجینیا میں ''ریجنٹ یونیورسٹی'' کے شعبہ مذہبی لٹریچر کے استاد ''ڈیوڈ باریٹ'' نے تحریر کیا تھا۔ اس رپورٹ میں لکھا گیا تھا کہ ''دنیا میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے حالات انتہائی موافق ہیں ۱۹۹۶ء میں تقریباً ۲۰۹ ملین اناجیل تمام دنیا میں تقسیم کی گئی تھیں' جب کہ اس سے ایک سال پہلے اس سلسلے میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی تھی'' ڈیوڈ باریٹ کے مطابق ایشیا اور جنوب مشرق ایشیا میں عیسائیت کے زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔''

اکیسویں صدی میں کام کرنے کے لئے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جو نئی صف بندی کی جارہی ہے اس کے مطابق عیسائی تنظیموں نے دنیا کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا

ہے سب سے پہلے اس تقسیم میں وہ علاقے آتے ہیں جہاں عیسائیت کی تبلیغ کے سلسلے میں کسی قسم کی مزاحمت کی توقع نہیں ہے دوسری قسم ایسے علاقوں کی ہے جہاں تھوڑی بہت مزاحمت کی توقع کی جاسکتی ہے ان تنظیموں کی لسٹ میں ایسے علاقے بھی شامل ہیں جہاں آج تک عیسائیت سے متعلق کوئی کام نہیں ہوسکا ہے ان علاقوں میں عیسائی تنظیموں نے اپنا کام ۱۹۹۸ء میں ہی شروع کردیا تھا۔

گزشتہ تیس سالوں کے دوران امریکہ اور یورپ میں ایسے ادارے تشکیل دیئے گئے ہیں جو مشنری تنظیموں کے زیر انتظام کام کررہے ہیں ان اداروں میں دنیا میں رہنے والے لوگوں کی عادات، ثقافت اور ان کی لغات سے آگاہی کی مبلغین کو تعلیم دی جاتی ہے، ان اداروں میں زیادہ زور اسلامی ممالک کے امور پر دیا جاتا ہے یورپ میں ایسے ادارے بیلجیم میں برسلز، سینٹ ٹیکلیس، مچیلن، جرمنی میں فرینکفرٹ، بون، فالز، فرانس میں ایمیس، آرڈینس، پاس ڈی کلاس، ہالینڈ میں رورمونڈ، سوئٹزرلینڈ میں برن، فرائی برگ، کینیڈا میں مونٹریال، جیرالٹن، امریکہ میں نیویارک، شکاگو اور نیوجرسی میں ایسے ادارے قائم ہیں عیسائی تنظیموں کے اعداد و شمار کے مطابق اس وقت دنیا کی غیر مسیحی آبادی ۹۔۳ بلین افراد پر مشتمل ہے جس میں سالانہ ۴۸ ملین کا اضافہ ہوتا ہے یعنی ۱۳۹۰۰۰ غیر عیسائی روزانہ پیدا ہوتے ہیں ایک اندازے کے مطابق اس صدی کے آخر تک یعنی ۲۰۰۰ تک غیر عیسائی لوگوں کے تناسب میں ایک بلین تک اضافہ ہوگا جب کہ ۲۰۲۰ء تک اس میں ۱۔۴ بلین تک مزید اضافہ ہوجائے گا اس وقت دنیا میں کسی نہ کسی مذہب کے پیروکاروں کی مجموعی تعداد تقریباً ۴۰ ملین نفوس پر مشتمل ہے ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں پندرہ ہزار کے قریب مذاہب اور فکری تحریکیں ہیں جو زیادہ تر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں اس کے علاوہ کوئی نہ کوئی مذہبی تحریک عیسائیت کے خلاف برسرپیکار ہوجاتی ہے انہی عوامل کی بنیاد پر عیسائی مشنری تنظیموں کو مطلوبہ علاقوں میں خاطر خواہ کامیابی نصیب نہیں ہورہی اس وقت تمام اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کے سلسلے میں مشنری تنظیموں کو سب سے زیادہ ناکامی کا سامنا ہے، عیسائیت کے مشن کو

جدید شکل میں بروئے کار لانے کے بعد ہو سکتا ہے۔ عالمی مشنری تنظیمیں جلد ہی نئی کامیابیوں کا اعلان بھی کرنے لگیں ۲۰۰۳ء تک فروغ عیسائیت کے سلسلے میں تمام دنیا میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرنے کا پروگرام وضع کیا جارہا ہے نئے مواصلاتی چینلوں اور لٹریچر کے ذریعے عیسائیت کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے بڑے پیمانے پر بجٹ مختص کیا جارہا ہے اس وقت عیسائی مشنریاں زیادہ تر بلقان کے علاقے میں کام کررہی ہیں ۱۹۹۷ء تک بوسنیا کے علاقے سے ایک لاکھ نوے ہزار مسلمان لاوارث بچوں کو مشنری تنظیموں نے کفالت کی غرض سے جرمنی ہالینڈ آسٹریا اور فرانس منتقل کیا تھا' لازمی بات ہے کہ یہ بچے اب مسلمان نہیں ہوں گے یہی صورتحال اس وقت کوسووا کی ہے جہاں مسلمان جلاوطنوں کو مشنریوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے' ایک طرف سے سرب انہیں ان کے گھروں سے بے دخل اور قتل کررہے ہیں اور دوسری طرف عیسائی مشنری تنظیمیں ان کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر انہیں سہولتوں کے بدلے مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

اکیسویں صدی میں داخلے کے لئے عالمی سطح پر مشنری تنظیموں نے مختلف بڑی تنظیموں کے لئے جو بجٹ مختص کیا ہے اس کے مطابق:

(1) Compassion international ...... 46 Million dollar

(2)Campus crusades forchurch of christ .... 46.9 Million

(3)Church world service 48.7 Million Dollar

(4) MAP international .... 51.3 Million dollar

(5) Churches of Christ .... 51 Million dollar

(6) Wycliff bible Translation USA 59.6 Million dollar

(7) World vision ..... 210.5 Million dollar

(8) Southern Babtist convent .... 165.7 Million dollar

(9) Assemblies of God .. 97.3 Million dollar

(10) Seventh day Adventist ..... 72.2 Million dollar

ان تمام اعداد و شمار سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اکیسویں صدی میں عیسائیت کس طرح دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے منظم ہورہی ہے اس صدی کی آخری دہائی میں عیسائیت کے مشن کو اس وقت زیادہ سہولت میسر آئی جب سوویت یونین فکری اور جغرافیائی سطح پر تحلیل ہوگیا ترکے میں بچی کھچی عیسائیت مشنریوں کے حصے میں آئی جس نے عالمی سطح پر اسے مضبوطی کا احساس دلایا۔

امریکی مفکر ڈیوڈ باریٹ کے مطابق ''صلیبی ایک مرتبہ پھر فکری میدان میں اسلام کے خلاف صف آراء ہورہے ہیں اس وقت عیسائیت کا سب سے بڑا ہدف افریقہ ہے جہاں معاشی پریشانیوں سے تنگ آئے ہوئے لوگ مسیحیت کے پیغام پر اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے کے لئے تیار ہیں' صرف افریقہ میں مشنری کی خدمات کے لئے ۳۲۰۰ مواصلاتی چینل کام کررہے ہیں۔''

آئندہ صدی میں آنے والے مسلمان اس فکری جنگ کا کیسے مقابلہ کریں گے؟ یہ سوال تاحال جواب طلب ہے مگر یہ بات طے ہے کہ جدید تقاضوں کو مدنظر رکھے بغیر اس نئے چیلنج کا مقابلہ آسانی سے نہیں کیا جاسکے گا۔

عالم اسلام اور مغربی میڈیا

موجودہ ترقی یافتہ دور میں مؤثر اور وسیع تر ریج والے ذرائع ابلاغ کسی بھی ملک کی بقاء و سلامتی کے لئے مضبوط سے مضبوط تر فوج اور مستحکم سیاسی' معاشی' اقتصادی و معاشرتی ڈھانچے سے بھی زیادہ اہمیت و افادیت اختیار کرگئے ہیں اور اس امر کا ہر سطح پر بلاشبہ اعتراف بھی کیا جانے لگا ہے کہ آج کل دنیا بھر کے ممالک کو کسی نہ کسی شکل میں ''میڈیا وار'' کا سامنا کرنا پڑرہا ہے اور میڈیا موجودہ سائنسی دور میں ایسے خطرناک ایٹمی ہتھیار کی شکل اختیار کرچکا ہے جس کی رینج اس قدر وسیع ہے کہ پوری دنیا کے ممالک کی

ثقافت، سیاست، مذہب، معیشت، معاشرت اور نظریاتی ودفاعی سرحدیں اس کے نشانوں پر ہیں اور اس کے اثرات ونتائج اس قدر تباہ کن ہیں کہ مہلک سے مہلک ایٹمی ہتھیار بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے امریکہ اور یورپ کی دنیا بھر میں برتری میں جہاں ان کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ترقی کا عمل دخل ہے وہاں کے ذرائع ابلاغ کے مؤثر پروپیگنڈے نے بھی دنیا بھر میں نفسیاتی حکمرانی اور خوف قائم کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

امریکی اور یورپی ذرائع ابلاغ کا زہریلا کردار کسی سے بھی پوشیدہ نہیں رہا اور آج بھی امریکی اور یورپی ذرائع ابلاغ اپنے مشترکہ منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھرپور طریقوں سے سرگرم عمل ہیں اپنے بڑے دشمن روس کے خلاف جنگ جیتنے کے بعد ان کی توپوں کے دھانوں کا تمام تر رخ اب عالم اسلام کی طرف ہے اور وہ نام نہاد گرین ٹیرر سے نپٹنے کے لئے میڈیا وار کا عملی آغاز جاری رکھے ہوئے ہیں اس سلسلے میں امریکی اور مغربی پالیسی ساز اور ذرائع ابلاغ یورپی ممالک کے عوام اور پوری دنیا کو اسلام سے گمراہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو جنونی، متشدد، جارحیت پسند، انتہا پسند، دہشت گرد، ذلیل، منطق اور مقبولیت سے لاتعلق افراد کے طور پر متعارف کرتے ہیں مسلمانوں کو یورپی اور دیگر غیر مسلم ممالک میں بدنام کرنے کے لئے ''بنیاد پرست'' کی اصطلاح منتخب کر لی ہے اور امریکہ اور یورپ میں اسلامک فنڈ امنٹلزم (بنیاد پرستی) پر ریسرچ کی جارہی ہے یہودی ریسرچ اسکالرز ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامک فنڈ امنٹلزم کا ہوا کھڑا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

آج کل پروپیگنڈہ کے میدان میں مغربی میڈیا اسلام کو ایک غیر متحرک، جامد اور سخت گیر نظام اور مسلمانوں کو بنیاد پرست قرار دیکر نئے عالمی سیاسی نظام سے باہر کرنیکا پورا سامان کر رہے ہیں امریکی حکومت نے جس سات ممالک کو دہشت گرد قرار دیا ہے ان میں سے پانچ ملک مسلم ہیں اور ابھی وہ پاکستان اور دیگر چند مسلم ممالک کو اس لسٹ میں شامل کر کے ان پر بالادستی قائم کرنے کے لئے دھمکیاں دیتا رہا ہے۔

میڈیا جو آج عالمی سطح پر سیاسی وثقافتی بالادستی کا مؤثر ہتھیار ہے اس میں

مسلمانوں کی کوئی مؤثر آواز نہیں مغربی میڈیا (جو اس میدان میں پوری دنیا پر حاوی ہے) کا رویہ اسلام دشمن ہے اور وہ مسلم ثقافت' تہذیب' روایات' اعتقادات اور قوانین کو جنونیت کا نام دے رہا ہے آج کل مغربی ذرائع ابلاغ اسلامی دنیا کی غلط تصویر پیش کر رہے ہیں کیونکہ ان کو کوئی روک ٹوک نہیں ہے اس لئے اب یہ بات شدت سے محسوس کی جانے لگی ہے کہ اسلامی ذرائع ابلاغ کو اہم کردار ادا کرنا ہوگا ورنہ صورت حال کا مستقبل' حال سے بھی بدتر ہوگا کیونکہ ذرائع ابلاغ ہر معاشرہ میں تہذیب وتمدن کے رنگ میں اپنا خوبصورت اور دلکش کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح ذرائع ابلاغ کو تین حصوں میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

(۱) سمعی وبصری ذرائع ابلاغ مثلاً ریڈیو' ٹیلی ویژن اور فلم

(۲) تحریری ذرائع ابلاغ' مثلاً اخبارات وجرائد' پمفلٹ' کتابیں' اخباری ادب وغیرہ

(۳) تقریری ذرائع ابلاغ' مثلاً تبلیغی وسیاسی اور ثقافتی وفود کی سرگرمیاں وغیرہ

تحریری ذرائع ابلاغ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اسلامی دنیا میں یہ کردار کون ادا کر رہا ہے دنیا میں اس وقت ۵۴ ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی آزاد اور خود مختار حکومتیں قائم ہیں اس کے علاوہ بہت سے ایسے ممالک میں مسلمانوں کی خاصی آبادی اقلیت ہے اور حکومت غیر مسلمانوں کی ہے مسلمانوں کی اکثریتی آبادی کے ممالک میں ۳۵۰۰ کے قریب اخبارات وجرائد شائع ہوتے ہیں مسلمانوں کی اقلیتی آبادی والے ممالک سے ایک ہزار سے زائد اخبارات ورسائل شائع ہو رہے ہیں ۵۴ مسلم ممالک میں جون ۱۹۹۰ء کے اعداد وشمار کے مطابق ۱۵۴۴ روزنامے' ۱۰۷۳ ہفت روزے' ۱۲۲۹ ماہنامے اور مختلف قسم کے معیاری مجلّے شائع ہو رہے تھے یہ اخبارات و جرائد بہت سی مختلف زبانوں میں ہیں سب سے زیادہ یعنی ۱۹ فیصد انگریزی زبان میں ہیں جب کہ ۱۱ فیصد عربی میں اور باقی اردو مقامی زبانوں میں شائع ہوتے ہیں ہر مسلم ممالک میں انگریزی وفرانسیسی زبان کے اخبارات عام ملتے ہیں ان ۵۴ مسلم ممالک میں سے ۵۲ مسلم ممالک میں اپنے قومی یا نجی خبر رساں ادارے موجود ہیں ان اشاعتی

اداروں اور خبر رساں ایجنسیوں میں ۴ لاکھ سے زیادہ کارکن ملازمت کرتے ہیں مسلم ممالک میں پاکستان واحد ملک ہے جس میں "پاکستان فری لانس جرنلسٹس ایسوسی ایشن" باقاعدہ طور پر ۱۹۷۷ء سے قائم ہے جو فری لانس (غیر ملازم) صحافیوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور عالمی صحافتی تنظیم "انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس" سے الحاق شدہ ہے بعد ازاں اس طرح کی بے شمار تنظیمیں قائم ہو چکی ہیں جو صحافیوں کی صحیح خطوط پر رہنمائی اور ان کے لئے تربیت کا سامان فراہم کر رہی ہیں۔

دنیا کے ۵۴ مسلم ممالک میں ۳۹ غیر ملکی خبر رساں ایجنسیاں ایسی ہیں جو مختلف مسلم ممالک کی نمائندگی دوسرے ملکوں میں کرتی ہیں اس کے علاوہ ۱۰ مسلمان ملکوں کی خبر رساں ایجنسیوں نے دولت مشترکہ کے ممالک امریکہ، فرانس، بھارت، جرمنی، سوئزرلینڈ میں اپنے فارن بیورو قائم کئے ہوئے ہیں۔ مغربی ممالک کے بہت سے جرنلسٹس مختلف مسلم ممالک سے وابستہ ہیں جو بطور فری لانسر یا اپنے اپنے ملک کے اخباری نمائندوں، نامہ نگاروں، نمائندہ خصوصی، اسٹاف رپورٹر، اسپیشل رپورٹر، جنرل رپورٹر، بیورو چیف یا کسی اور طریقے سے کام کرتے ہیں بہرحال مسلم ممالک میں واقع اخبارات یا خبر رساں ایجنسیاں ایسی ہیں جو مسلم ورلڈ کو آزادانہ کام کرنے نہیں دیتیں یہ میڈیا کسی بڑے طاقت ور ملک کے زیر اثر رہ کر کام کرتا ہے انگریزی، اردو، عربی، فارسی، پشتو، پنجابی، سندھی، سرائیکی اور دیگر علاقائی اخبارات و جرائد سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ مسلم ممالک کے متعلق کوئی اسی فیصد بڑی بڑی خبریں مغربی زہر آلود بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیاں مثلاً رائٹر ایسوسی ایٹڈ ایجنسی (اے پی پی) فرانس پریس، یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل (یو پی آئی) ڈچ پریس انٹرنیشنل (ڈی پی آئی) وائس آف امریکہ (وی او اے)، برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (بی بی سی) ڈوئچے ویلے (جرمن پریس) وغیرہ سے حاصل کر کے اپنا کام چلاتے ہیں اسی طرح مسلم ممالک کے اخبارات میں چھپنے والے مضامین، آرٹیکل یا کالموں کے اصل مصنف رائٹر مسلم ممالک سے تعلق نہیں رکھتے۔

خبر رساں ایجنسیوں کی محکومی کی اس پیدا شدہ صورت حال میں یہ بات تقریباً

ناممکن ہو جاتی ہے کہ اہم تقریبات یا مواقع کی کوریج کے متبادل ذرائع پیدا کیے جائیں قاری کا ذہن تازہ ترین بین الاقوامی حالات اور واقعات یا اس کے اپنے ملک یا کسی دوسرے ملک کے بارے میں خبروں تبصروں یا ادارتی کالموں کے نظریات' مشاہدات' تاثرات اور بیانات کو قبول کرتا ہے جو اس غیر ملکی ایجنسی نے فوری طور پر اپنے قارئین یا ناظرین کو پیش کیے ہیں اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ عالمی خبر رساں ایجنسی یا ادارے زیادہ ذرائع اور افرادی قوت رکھتی ہیں یا یہ کہ صحافت مغربی قواعد وضوابط اور اصولوں کی پابند ہے جہاں دوسرے ممالک کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ مغربی ممالک کے اس طرز کا مسلم ممالک کے ذرائع ابلاغ نظام نہیں رکھتے جو دنیا کا چوتھا کاروباری اثاثہ ہیں؟ یہ ایسے اہم سوالات ہیں جو مسلم ممالک کے قارئین کے ذہنوں میں نہایت شدت سے ابھر رہے ہیں حالانکہ کویتی نیوز ایجنسی ''کونا'' اور اسلامی ری پبلک نیوز ایجنسی ''ارنا'' کا بجٹ ایسوسی ایٹیڈ پریس ایجنسی یا فرانس پریس انٹرنیشنل کے برابر نظر آتا ہے اس کے علاوہ اسلامی کانفرنس تنظیم کی طرف سے قائم کردہ اسلام نیوز ایجنسی کا ابتدائی سرمایہ یا اے ایف پی یا یو پی آئی سے لگ بھگ ۲۰ گنا زیادہ تھا اور اگر یوں افرادی قوت کا معاملہ ہے تو مسلم ممالک کے جرنلسٹوں کی تعداد مغربی ممالک سے کسی طرح کم نہیں اگر جرنلزم قطعی طور پر مغرب کی جاگیر ہے تو پھر دنیائے اسلام کے اخبارات و جرائد کی آزادانہ اشاعت میں کسی فوری تبدیلی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

اصل بات یہ ہے کہ مسلم پریس جب بھی کسی جدید ٹیکنالوجی کو اختیار کرتا ہے تو اس سے پہلے تمام معاملات امریکہ' فرانس' برطانیہ' جرمنی وغیرہ میں بیٹھ کر طے کیے جاتے ہیں پاکستان دنیا کے تمام مسلم ممالک میں سرفہرست ہے جس نے جدید ٹیکنالوجی اختیار کر کے رنگین اخبارات و جرائد'' روزنامہ نوائے وقت' روزنامہ جنگ' روزنامہ پاکستان' روزنامہ خبریں' روزنامہ مشرق شروع کیے یہ دلیل ترکی' سعودی عرب' ایران' کویت پر پوری طرح صادق آتی ہے۔''

دنیا بھر میں ذرائع ابلاغ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ مغربی میڈیا کی جڑیں

بنیادی طور پر لبرل ازم میں استوار ہیں جب کہ اسلام کسی بھی ازم کی کسی طرح بھی اجازت نہیں دیتا اس کے اپنے لگے بندھے اور مستقل معتدل اصول وضوابط ہیں اس کا اپنا اعلیٰ ضابطہ اخلاق ہے مگر المیہ یہ ہے کہ مسلم میڈیا کی جڑیں اسلامک آئیڈیالوجی میں نہیں ہیں مسلم ممالک کے میڈیا کو صرف اسلام سے رہنمائی حاصل کرنا چاہیے تھی مگر افسوس کی بات ہے کہ عالم فاضل، دانشور اور تجربہ کار لوگ بھی اسلام کے آفاقی اصول و ضوابط اور پیغام خداوندی کے مطلب سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں اور دوسری قباحت یہ ہے کہ مسلم ممالک کی کئی حکومتوں کو ایک آزاد اور مستعد میڈیا پسند نہیں ہے حالانکہ مسلم ممالک میں جمہوریت کو فروغ دینے کی کوششوں کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا جانے لگا ہے اور اس خدشے کا اظہار کیا جانے لگا ہے کہ کہیں جمہوریت کے راستے ''مسلم بنیاد پرست'' قرار دلوایا گیا آج کل یورپی میڈیا نمبرون کے طور پر پاکستان کے خلاف زہر آلودہ پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور اس ضمن میں پاکستان کا دیرینہ دشمن بھارت ان کا ہر ممکن طریقوں سے ساتھ دے رہا ہے یورپ کی اسلام دشمنی کا اندازہ اس امر سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ بنگلہ دیش کی ناول نگار تسلیمہ نسرین کو اسلامی طریقے سے اختلاف کرنے پر مغربی ممالک نے اپنے ہاں پناہ دینے کی کھلی پیش کش کی حتیٰ کہ سویڈن کے وزیراعظم نے ایئرپورٹ پر اس کا استقبال کر کے بعدازاں اسے ادبی خدمات کے نام پر ایوارڈ سے نوازا ہے قبل ازیں بدنام زمانہ سلمان رشید کو یورپ نے عزت بخشی اور یورپی میڈیا نے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہونے کے عمل کو متشددانہ رویہ قرار دیا۔

یورپی میڈیا کو اسلامی ممالک میں انسانی حقوق اور جمہوری اقدار کی پامالی تو نظر آتی ہے اور وہ اکثر شور مچاتا ہے لیکن اسے الجزائر میں جمہوریت کی پامالی نظر نہیں آتی، کیونکہ وہاں جمہوریت کا عمل بحال ہو جائے تو اسلام پسندوں کی حکومت قائم ہو جاتی ہے اسے چیچنیا، بوسنیا، مقبوضہ کشمیر، فلسطین، میں انسانی حقوق کی پامالی نظر نہیں آتی کیونکہ انسانی حقوق کی پامالی پر مذمت کرنے سے عیسائی اور ہندو بے نقاب ہوتے ہیں اور فلسطین میں یہودی کی ''انتہا پسندی'' نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے کیونکہ ظلم کرنے والے یہودی ہیں

ایران، پاکستان، الجزائر، چیچنیا میں اسلام پسندی کا پہاڑ کھڑا ضرور نظر آتا ہے اور وہ نہایت چالاکی اور کامیابی سے اسلام پسندی کو جہالت، ترقی دشمن، دہشت گردی، دقیانوسی اور کٹر خیالات اور نظریات کی علامت کے طور پر پیش کر رہا ہے اور اس پراپیگنڈے میں اس کی کامیابی کا عالم یہ ہے کہ غیر مسلم تو مسلمانوں سے متنفر ہو ہی رہے ہیں ہماری مسلم حکومتیں اور نام و نہاد لبرل گروہ بھی امریکہ بہادر اور یورپی ممالک کے سامنے اپنی صفائیاں پیش کرنے میں لگے ہوئے ہیں کہ حضور ہم بنیاد پرست نہیں ہیں۔

اس صورت حال سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ابلاغ عامہ کے میدان میں حالات نہایت برے ہیں تنظیم اسلامی کانفرنس کی بدقسمتی ہے کہ عالم اسلام کو درپیش مسائل کو محض روایتی انداز میں لیا جاتا ہے چنانچہ صورت حال نشستند گفتند اور برخاستند ہو چکی ہے۔ اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام اجلاسوں میں اسلامی خبر رساں ایجنسی کے قیام کے سلسلہ میں ۱۹۶۹ء سے تبادلہ خیال کیا جا رہا ہے اس طرح تنظیم کے قیام سے اب تک عملی پیش رفت صفر ہے اسلامی خبر رساں ایجنسی کے قیام کے لئے مالی امور کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے کہ وہ عالم اسلام کے اس اہم مسئلے کے حل کی طرف توجہ مبذول کریں مگر بیشتر سالامی ممالک تاحال بالکل خاموش ہیں اور ان پر سکتے کا علم طاری ہے بیشتر پر مایوسی اور بے یقینی کا غلبہ ہے لیکن شاید وہ اس امر کو بھول چکے ہیں کہ دنیا بھر کے نظاموں اور نظریوں میں انسانیت اور عملی زندگی کے مسائل کا حل صرف اسلام ہی میں مضمر ہے اسلامی ممالک کے مابین صرف اس حد تک زور دیا جاتا ہے کہ وہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پروگراموں کا تبادلہ کریں مگر حقیقت پسندانہ جائزہ لیں تو یہ بات منکشف ہو جاتی ہے کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پروگراموں کا تبادلہ عالم اسلام کی تعمیر و ترقی کا راز نہیں ہے بلکہ یہ تفریح کا سامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اسلامی ممالک دنیا کے مسائل خود حل کرنے کے بجائے واحد سپر پاور کے حلیف بن کر اپنے حقیقی مشن سے ہٹ گئے ہیں۔

ہمیں تو متحد اور مضبوط ہو کر اغیار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرنا چاہئے تھا اب جب کہ دنیا کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں مقبوضہ کشمیر کے عوام

جاگ اٹھے ہیں افغانستان کے بعد چیچنیا سے روس ذلت آمیز طریقے سے پسپا ہوا ہے اور جنگ بندی کے لئے گھٹنے ٹیک بیٹھا ہے فلسطین کے عوام زیادہ سے زیادہ آزادی اور اقتدار اعلیٰ کے کوشاں ہیں ان حالات و واقعات میں اسلامی کانفرنس تنظیم کی حقیقی ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں چنانچہ ان مسائل کے حل کے لئے گہرے غور و فکر کی اشد ضرورت ہے جس کے لئے مشترکہ کوششیں بروئے کار لانے کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔

طاقتور یورپی ممالک کی طرف سے دنیا بھر میں مسلمانوں کو ختم کرکے گہرے منصوبے بنائے جا رہے ہیں اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے اقلیتی مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں اور بعض ممالک کے مسلمانوں کو روزگار سے محروم کرکے ان کو کمزور مجبور اور بے بس کیا جا رہا ہے۔

برطانیہ کو ہی لے لیجئے اپنے نہایت محدود مسائل کے باوجود "بی بی سی" (برطانوی نشریاتی ادارہ) اخبارات و جرائد جب کہ امریکہ اپنی "وائس آف امریکہ" اخبارات ہفت روزہ جرائد کے ذریعے پوری دنیا سے اپنا رابطہ قائم رکھے ہوئے ہیں برطانوی اور امریکی نشریاتی اداروں سے کئی زبانوں سے نشریات جاری ہیں تاکہ عوام کو دنیا کی تازہ ترین صورتحال سے اپنے ذہن کے مطابق آگاہ کیا جا سکے اسی طرح مختلف تبصروں اور مختلف شعبوں کے ماہرین کی آراء سے دنیا پر براہ راست اثر انداز ہونے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے دنیا کے کسی خطے میں کوئی واقعہ رونما ہو برطانوی اور امریکی نشریاتی ادارے ان مواقع پر اہم کردار ادا کرتے ہیں وہ اپنے سامعین اور ناظرین کو دنیا کی تلزہ ترین صورت حال سے آگاہ رکھ کر عوام کو متحرک رکھتے ہیں گویا برطانیہ اور امریکہ کے نزدیک دور حاضر میں عوام کو متحرک رکھنا اشد ضروری ہے یہ نشریاتی ذرائع دنیا میں پیش آنے والے نئے واقعات کو اپنے انداز میں پیش کرتے ہیں ان خبروں اور تبصروں میں برطانوی اور امریکی رنگ چھایا ہوتا ہے مگر عالم اسلام اپنے لامحدود اور بے پناہ وسائل کے باوجود ایک بھی مرکزی اور بین الاقوامی معیار کی براڈ کاسٹنگ کارپوریشن قائم نہ کر سکا ہمارے مسلم ممالک کے اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن مغربی ذرائع کے حوالوں

سے خبریں حاصل کرتے ہیں ان کی خبروں میں متعصبانہ زہر کھلا ہوا ہوتا ہے انکی اپنی سوچ ہوتی ہے اور وہ خبروں اور تبصروں کو اپنے انداز سے بناتے اور سنوارتے ہیں ان کا خبروں کا تراش خراش کا مقصد اپنے مذموم عزائم کی تکمیل ہوتی ہے اس طرح ان یورپی اور امریکی نشریاتی اداروں کا دلفریب کمال ہے کہ عالم اسلام کو ایک دوسرے سے نفرت پیدا کر کے تقسیم کر رکھا ہے ایک ارب سے زائد مسلمان جدا جدا طریقوں سے اپنی عملی زندگیاں گزار رہے ہیں جب بھی مسلمانوں میں اتحاد و تنظیم کی خبریں سامنے آتی ہیں اور اسلامی کانفرنس کی طرف سے کوئی مربوط کوششیں بروئے کار لائی جاتی ہے یہ ادارے زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر دیتے ہیں۔

اس ساری صورتحال میں سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ عالم اسلام کی بیشتر اسلامی تحریکیں اور ان کے رہنما امریکہ اور مغرب کے خلاف بلا سوچے سمجھے جارحانہ لب ولہجہ اختیار کر کے اسلام کے خلاف مغربی ذرائع ابلاغ کے بے بنیاد پروپیگنڈے کو تقویت پہنچانے کا ذریعہ بن رہے ہیں کئی نام نہاد اسلامی گروپوں نے جو عملی طور پر عالمی سیاست کے اتار چڑھاؤ اور پالیسیوں سے بالکل نابلد ہیں صرف اپنی سیاسی دکانداری چمکانے کے لئے امریکہ اور یورپ کی مخالفت کو اپنے ایمان کا حصہ بنا رکھا ہے اور عوامی جذبات کو ہموار کرنے کے لئے امریکہ اور یورپ میں تلوار کے ذریعے اسلام کے جھنڈے گاڑنے کے ہوائی نعرے لگانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے حالانکہ حکمت و دانائی کا تقاضا یہ ہے کہ موجودہ صورت حال میں ہمیں جب کہ مغرب خود سکون کی تلاش میں ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کو ان کے سامنے امن و سلامتی کے راستے کی حیثیت سے پیش کیا جائے مغربی ذرائع ابلاغ نے پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے انہیں بتایا جائے کہ اسلام اپنے آپ کو جبر کے ذریعے کسی معاشرے یا فرد پر مسلط نہیں کرتا بلکہ لوگوں کے ذہن و قلب کو متاثر کرتا ہے اسلام کی اصل قوت ہتھیار نہیں بلکہ دلیل ہے یہ اہل مغرب کے لئے ایک متبادل نظام ہے یہ کسی کے خلاف نہیں بلکہ انسانیت کے خیر خواہ ہے اسلام پر مسلمانوں کی اجارہ داری نہیں بلکہ یہ تمام انسانوں کے

لئے ہے آج انسان کو چاہیئے وہ مغرب میں ہو یا مشرق میں جو مسائل درپیش ہیں ان سب کا قابل عمل اور اطمینان بخش حل اس میں موجود ہے اس لئے اس سے دہشت زدہ ہونے کے بجائے آپ اسے دیکھئے' اس کا مطالعہ کیجئے' اپنے مسائل کا حل آپ کو اس میں ضرور نظر آئے گا آپ اس کا تجربہ ضرور کرسکتے ہیں ورنہ قبول نہ کرنے کا پورا حق اور اختیار آپ کو حاصل ہے اس طریقے سے مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے تشدد اور جارحیت پسند ہونے کے پروپیگنڈے کا توڑ کر کے اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہیئے ۔ضد' ہٹ دھرمی اور مخالفت برائے مخالفت کی روش اختیار کر کے اسلام کو ٹھنڈے دل و دماغ سے قبول کرنے کا ماحول کیسے پیدا ہوسکتا ہے......؟

اسلامی تحریکوں کو اس امر پر خصوصی طور پر غور و فکر کرنا چاہیئے کہ آخر مسلم معاشرے میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کیوں پیدا ہو رہے ہیں؟ اور ایسے نظریات کی ذہنوں میں پیدائش کو روکنے کے لئے دھمکی اور تشدد کا راستہ اپنایا ہے یا دلائل کے ذریعے اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور کرنے کی مہم چلانا چاہیئے اس طرح عالم اسلام کی حکومتوں کو امریکہ اور یورپ کے سامنے معذرت خواہانہ رویہ اختیار اور بنیاد پرستی کے لفظ سے بدکنے کے بجائے یورپی میڈیا کے پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لئے جنگی بنیادوں پر منصوبہ بندی کرتے ہوئے ایک مشترکہ میڈیا پالیسی تشکیل دینا چاہیئے جس میں مسلم ممالک کے عوام کو مغربی ذرائع ابلاغ کے منفی پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لئے جنگی بنیادوں پر منصوبہ بندی کرتے ہوئے ایک مشترکہ میڈیا پالیسی تشکیل دینا چاہیئے جس میں مسلم ممالک کے عوام کو مغربی ذرائع ابلاغ کے منفی پروپیگنڈے کے مضر اثرات سے محفوظ رکھنے اور یورپی و دیگر ممالک کے عوام کو جدید خطوط پر اسلام کی صحیح تصویر دکھانے کے لئے بی بی سی' سی این این اور اسٹار ٹی وی کی طرح گرین چینل کا آغاز کرنا چاہیئے اس کے علاوہ ریڈیائی سطح پر ''وائس آف اسلامک ورلڈ'' یا وائس آف پیس کے نام سے نشریات کی عالمی سروس شروع کرنا چاہیئے جن کی نشریات دنیا بھر کے ممالک میں ان کی مخصوص زبان میں تاریخی' ثقافتی اور جغرافیائی دلچسپی سے ہم آہنگ کر کے پیش کی

جائیں اور اسلامی نیوز ایجنسی کے نام سے منصوبے کو دوبارہ بحال کیا جانا انتہائی ضروری اور وقت کا تقاضا ہے جس کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

اس کے علاوہ ہر اسلامی ملک اپنے ذرائع ابلاغ کو اپنی جغرافیائی ضرورتوں کے مطابق مؤثر بنائے اپنے دشمن کے پروپیگنڈے کا بڑی سمجھداری سے جواب دے اسلامی تحریکوں اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹس کو مغربی ممالک میں مغربی پروپیگنڈے کا جواب دینے اور اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے بڑے حکمت ودلیل سے کام لینا ہوگا سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کو غیر مسلموں کے لئے آئیڈیل بنانے کے لئے مسلم حکمرانوں کو اپنے ممالک میں جدید خطوط پر استوار فلاحی مملکتیں تشکیل دینا ہوں گی موجودہ دور میں جنگ اور علاقے فتح کرنے کا دور گزر چکا ہے اب ایک قوم دوسری قوم کے ذہن مسخر کر کے بغیر کسی جنگ کے اپنے مقاصد حاصل کر لیتی ہے اور اس مقصد کے لئے میڈیا ایک اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے یہ وہ سرسری خاکہ ہے جس کو سامنے رکھ کر عالم اسلام موجودہ نئے عالمی سیاسی تبدیلیوں میں پسپا ہونے کے بجائے سپر پاور بن کر سامنے آسکتا ہے۔

این جی اوز کے پس پردہ حقائق

آج کل پاکستان میں این جی اوز کا راج ہے اس سے پہلے حکومتی سطح پر ان غیر سرکاری تنظیموں کو اتنا اجاگر نہیں کیا گیا تھا' ان تمام این جی اوز میں ایک چیز قدر مشترک ہے۔

گزشتہ پچاس برسوں کے دوران مغرب میں بے شمار رفاہی ادارے وجود میں آئے مغرب کی ان غیر سرکاری امدادی تنظیموں کے تانے بانے اقوام متحدہ کی ذیلی تنظیموں کے ساتھ مغربی ممالک کے حساس اداروں سے جا ملتے ہیں جو تیسری دنیا میں

اپنے مقصد کے حصول کے لئے ان فلاحی اداروں کو استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔
دوسری عالمی جنگ کے خاتمے کے بعد اقوام متحدہ کے زیر نگرانی فلاحی اداروں کی اہمیت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا' سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد اور نئے عالمی نظام کے نعرے کے ساتھ ان رفاہی تنظیموں کی سرگرمی میں کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد ان کی سرگرمیاں زیادہ طاقتور انداز میں ظہور پذیر ہونے لگی ہیں۔ پچھلے چند برسوں کے دوران مغرب کے یہ غیر سرکاری فلاحی ادارے نئے عالمی نظام کے لئے انتہائی کار آمد ثابت ہوئے ہیں ان فلاحی تنظیموں نے اب تک عالم اسلام اور تیسری دنیا کے کئی ملکوں میں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی کانفرنسوں کا انعقاد کیا ہے جس میں در پردہ نئے عالمی نظام کی ان شقوں کو نافذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو امریکہ اور یورپ عالم اسلام اور تیسری دنیا کے ممالک پر لاگو کرنا چاہتے ہیں۔ یہ امدادی اور فلاحی ادارے مسلم ممالک کے ان حلقوں میں جہاں بھوک و افلاس نے ڈیرے جمائے ہوں ہوں یا کسی سیاسی تنازع کے نذر ہو گئے ہوں' امدادی کارروائیوں کی آڑ میں جاسوسی کے غرض سے وہاں خفیہ ایجنسیوں کے لئے خدمات انجام دیتے ہیں۔ مغرب کے یہ غیر سرکاری فلاحی ادارے جنہیں عرف عام میں این جی اوز کہا جاتا ہے۔ فلاح سے زیادہ مسلم ممالک کے لئے فساد کا سبب بنتے ہیں۔ آج کل ان تنظیموں کا نشانہ شمالی افریقہ میں سب سے زیادہ سوڈان اور الجزائر بنے ہوئے ہیں۔ جہاد افغانستان کے دوران یورپی تنظیموں نے پاکستان کے مختلف شہروں میں اپنے دفاتر قائم کیے ہوئے تھے۔ مثلاً پشاور میں ان کا مرکز تھا جہاں افغان مہاجروں کو طبی امداد کے ساتھ عیسائیت کی بھی تعلیم دی جاتی تھی' اسی طرح پاکستان کے دیگر شہروں میں خاص طور پر بلوچستان کے پس ماندہ علاقے (مکران' تربت) اور گوادر کے علاوہ سندھ میں اور شمالی علاقہ جات کو اپنا ٹارگٹ بنالیا ہے' اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والی امدادی تنظیموں نے ان کے خلاف کئی مرتبہ صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ جس کے بعد ان تنظیموں نے اپنا دائرہ عمل محدود کر دیا تھا۔ ہم نے مغربی تنظیموں کی وہ پانچ اقسام کی درجہ بندیاں بھی کی ہیں تاکہ ان کے مقاصد کے لحاظ ہم ان

کی کارروائیوں کا اندازہ لگا سکیں۔
(۱) ایسی تنظیمیں جو کلیسا کے نام پر کام کرتی ہیں۔
(۲) ایسی تنظیمیں جو حقوق انسانی کے نام پر کام کرتی ہیں۔
(۳) ایسی تنظیمیں جو غذائی امداد کے نام پر کام کرتی ہیں۔
(۴) ایسی تنظیمیں جو براہ راست تاج برطانیہ کے تحت کام کرتی ہیں۔
(۵) ایسی تنظیمیں جو اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں سے منسلک ہوں مثلاً انٹر کرسچن سولیڈ پرٹی، ورلڈ چرچ ایسوسی ایشن، انٹر لوتھر زیونٹی اس کا سالانہ بجٹ پچاس ملین ڈالر ہے، بریڈ فار ورلڈ کیتھولک ریلیف سروس اس تنظیم کا موجودہ سالانہ بجٹ ۳۰۰ ملین ڈالر کے قریب ہے۔ امریکا کی دوسری امدای تنظیم ''ایڈ'' کا اس تنظیم کو بھرپور مالی تعاون حاصل ہوتا ہے۔

کرسچن پیس، ورلڈ فیشن انٹر امریکا کا امدادی ادارہ ریڈ اس تنظیم کو سالانہ ۴۵۰۰ ملین ڈالر کے فنڈز مہیا کرتا ہے۔ یہ مختصر سا جائزہ ان بین الاقوامی اور غیر سرکاری تنظیموں سے متعلق ہے جو اس وقت بھرپور طریقے سے عالم اسلام اور تیسری دنیا کے ممالک میں مغرب کی سرکاری سرپرستی میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔ یورپ اور امریکا کی بہت سی سرکاری پالیسی ان این جی اوز کی رپورٹوں پر مبنی ہے، مغرب اس سے پہلے عیسائی مشنری تنظیموں کو استعماریت کے لئے استعمال کرتا رہا۔ آج ان کے ساتھ فلاحی ادارے بھی شامل ہو چکے ہیں جو تیسری دنیا میں فلاح کے نام پر معاشرتی اور معاشی تباہی کے لئے کام کر رہے ہیں یورپ اور امریکا تیسری دنیا میں فلاح کے نام پر بدترین انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اب ان فلاحی اداروں کے روح رواں بنے ہوئے ہیں۔ اربوں ڈالر کے سالانہ فنڈ ان اداروں کو دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ مسلم ممالک سے متعلق مغربی مفادات کے لئے کام کر سکیں۔ سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ عالم اسلام اور تیسری دنیا کی مقامی عیسائی مشنری تنظیمیں امریکا اور یورپ کے ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے معاون ثابت ہو رہی ہیں جو مسلم ممالک کو اپنا ہدف

بنا رہی ہیں۔

ان کا مشن عیسائیت کا پرچار کرنا ہے' ان تنظیموں کا مرکز ملک کے ان علاقوں میں ہوتا ہے جہاں ناقص حکمت عملیوں کی وجہ سے غربت نے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہوں' ان کا نقطہ نگاہ مسلم ممالک کے ایسے نوجوانوں کو شکار کرنا ہے جو بے روزگار ہوں اور معاشی طور پر کمزور ہوں۔ حالیہ دنوں میں اسلام آباد سے ایک رپورٹ شائع ہو چکی ہے کہ غیر ملکیوں کی پروردہ این جی اوز نے پاکستان کو اپنا ہدف بنا لیا ہے سادہ لوح خواتین اور بے روزگار افراد کو ٹارگٹ بنا کر عیسائیت اور بے راہ روی کی ترغیب دی جانے لگی ہے۔ تنظیموں کو فنڈز قانونی ذرائع کے بجائے ہنڈی اور کئی ممالک کے سفارتی دفاتر کے ذریعے ہوتی ہے' غیر ملکی امداد اسٹیٹ بینک کے ذریعے دلوانے کی حکومتی کوشش دفتر خارجہ میں تعینات قادیانی لابی نے ناکام بنا دی ہے۔ متعدد وزراء اور سلامتی کے اراکین سرکاری عہدوں پر تعیناتی کے بعد بھی ان تنظیموں کی سرپرستی کرتے ہیں۔

غیر ملکی امداد سے چلنے والی این جی اوز نے اسلام آباد' بلوچستان' سندھ اور شمالی علاقہ جات کو اپنا ٹارگٹ بنا لیا ہے۔ پاکستان کی نظریاتی اساس کے خلاف کام کرنے والی این جی اوز کو دفتر خارجہ کے اعلیٰ افسران اور قادیانیوں کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ حالیہ دنوں میں اسلام آباد سے متعدد اخبارات اور دیگر ذرائع کے ذریعے یہ رپورٹ شائع ہو چکی ہے کہ این جی اوز ملک میں افراتفری پیدا کر رہی ہیں۔ فلاحی لبادے میں خواتین کے حقوق اور دیگر سماجی مسائل کو ایشوز بنا کر ملک میں کام کرنے والی این جی اوز اور وفاقی وصوبائی محکموں اور دیگر سرکاری اداروں کے اعلیٰ عہدے داروں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں۔ غیر ملکی امداد کے تحت چلنے والی این جی اوز کے ذریعے رقوم بھیجتے ہیں' حکومت نے ان تمام این جی اوز کو سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کرنے کی باقاعدہ کوشش کی تھی تاکہ انہیں غیر ملکی امداد ہنڈی کے بجائے اسٹیٹ بینک کے ذریعے سے مل سکے مگر دفتر خارجہ اور بیوروکریسی کے ایک مخصوص طبقے نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔ یہ سب چیزیں این جی اوز کے پس پردہ حقائق پر مبنی کسی طور پر بھی قومی سلامتی کے لئے سودمند ثابت نہیں

ہو سکتے اس سلسلے میں ان پر کڑی نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

NGO'S نے ۱۲ لاکھ مسلمان مرتد کر دیئے' مولانا فضل الرحمٰن

عیاش حکمرانوں کی بدولت آج پاکستان مختلف

اداروں اور ملکوں کا ۴۰ ارب کا مقروض ہے

لکیانی (پ ر) جمعیت علماء السلام پاکستان کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمٰن نے صوبائی قائدین گل نصیب جان' سید رحیم شاہ باچا' مولانا گہر شاہ محمد ادریس اور حنیف اللہ حنیف کی موجودگی میں دورہ چارسدہ کے دوران گندھارا یونین آف جرنلسٹ رجسٹرڈ کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران خصوصی اور تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ضلعی حکومتوں کے قیام کا منصوبہ جنرل مشرف کا نہیں بلکہ ورلڈ بینک کا منصوبہ ہے جو کہ پہلے بھی بعض منتخب حکومتوں کے سربراہوں کو پیش کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ عیاش حکمرانوں کی بدولت آج پاکستان مختلف اداروں اور ممالک کا چالیس ارب ڈالر کا مقروض ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ امریکی حکومت ہم پر اپنا چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے کبھی عسکری تو کبھی سیاسی اور اقتصادی قوتوں کو استعمال کر رہا ہے اور کچھ عرصہ سے این جی اوز کے ذریعے بھاری رقوم خرچ کر کے ہماری تہذیب وثقافت اور حیا وغیرت کو بھی تہس نہس کرنے کی مذموم کوشش کر رہا ہے اور ۱۹۸۰ء تا ۱۹۹۹ء افغان مہاجرین کے کیمپوں میں تین لاکھ مسلمانوں کو غیر مسلم بنادیا جب کہ پاکستان کے دیگر علاقوں میں ۳ لاکھ مسلمانوں کے گلے میں کفر کا طوق ڈالا گیا۔ اسی طرح بنگلہ دیش کے بہاریوں کو بھی چھ لاکھ کی تعداد میں غیر مسلم بنادیا ہے۔

دنیا بھر میں پانچ کروڑ این جی اوز اپنا کھیل کھیل رہی ہیں

غیر مسلم ممالک میں معاشرتی فلاح و بہبود اور مسلم ممالک میں عوام کے عقائد اور نظریات پر اثر انداز ہونے کے لئے سرگرم عمل ہیں

کراچی (عالم زیب قاسم) وطن عزیز میں گزشتہ کئی سالوں سے رفاہی کاموں کی آڑ میں کچھ غیر معروف تنظیمیں سرگرم نظر آتی ہیں یہ تنظیمیں زیادہ تر پسماندہ علاقوں میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں جہاں عوام معاشی اور علمی طور پر پسماندہ ہیں ہندوستان میں ایسٹ انڈیا نامی کمپنی بھی انہی این جی اوز کی ایک قدیم اور مضبوط ترین شکل تھی جس نے آہستہ آہستہ برصغیر کا جغرافیائی نقشہ تک تبدیل کر دیا۔ حال ہی میں ذرائع ابلاغ میں جاری ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق اس وقت پوری دنیا میں ۵ کروڑ این جی اوز اپنا کھیل کھیل رہی ہے مسلم اور غیر مسلم ممالک میں ان کی تعداد میں کوئی بڑا فرق نہیں البتہ غیر مسلم ممالک میں قائم این جی اوز کا مقصد معاشرتی فلاح و بہبود اور سماجی مسائل اور مشکلات کا مادی وسائل سے حل پیدا کرنا ہے۔ تاہم اسلامی ممالک میں یہی این جی اوز عوام کے عقائد و نظریات اور ان کے طرز زندگی و معاشرت پر اثر انداز ہونے کے مقاصد کی تکمیل میں مصروف عمل نظر آتی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق اسلامی نظام کی حامل اسلامی مملکت امارت اسلامیہ افغانستان میں این جی اوز کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہے۔ پاکستان میں رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ این جی اوز کی کل تعداد انتیس ہزار کے لگ بھگ ہے جن میں صرف صوبہ پنجاب میں پانچ ہزار نو سو ساٹھ این جی اوز ہیں جب کہ ایک ہزار نو سو اکتالیس این جی اوز پر پابندی لگائی جا چکی ہے۔ رپورٹ کے مطابق یہ این جی اوز ملکی معاشرے میں اقتصادی اور معاشی خوشحالی پر خصوصی توجہ مرکوز کرتی ہیں بعد ازاں جس صنعت سے ملک کو فائدہ پہنچتا ہے اسے یہی این جی اوز خامیاں نکال کر اس کو تباہی کے دہانے تک پہنچا دیتی ہیں کہ جس سے ملکی معیشت کو ناقابل تلافی دھچکا لگتا ہے پاکستان میں قالین بافی اور کھیلوں کی صنعت گزشتہ کئی سالوں سے انتہائی ترقی کر رہی تھی نام نہاد این جی اوز اور حقوق انسانی کے علمبرداروں نے چائلڈ لیبر کے نام سے پروپیگنڈہ پہ پروپیگنڈہ اس زور سے کیا گیا کہ عالمی کانفرنس اور بین الاقوامی

اداروں میں پاکستان کو حقوق اطفال کی پامالی کے حوالے سے بدنام کیا گیا۔ اس پروپیگنڈے کا یہ نتیجہ نکلا کہ پاکستان کی یہ مشہور صنعتیں اپنے برے انجام تک پہنچ گئیں اور پاکستان کو اربوں ڈالر کا خسارہ برداشت کرنا پڑا۔

باب نمبر ۱۶

عیسائیت کی تبلیغ کے امکانات

عیسائیت کی غیر مسلموں میں تبلیغ

لارڈ لوتھین (۱۸۸۲-۱۹۴۰) برطانیہ کے اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہ اپنی وفات سے دو سال پہلے ۱۹۳۸ء میں ہندوستان آئے اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تقسیم اسناد کے موقع پر خطبہ پڑھا اس خطبہ میں انہوں نے مسلمان نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

''یورپ اپنے سیاسی' معاشی' تمدنی اور عائلی مسائل کا تسلی بخش حل دریافت کرنے میں ناکام ہو چکا ہے آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ اسلام زندگی کا مکمل دستورالعمل ہے اور اس میں اجتماعی مسائل کا بہترین حل موجود ہے اس سلسلے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ بلاد مغرب میں جا کر وہاں کے باشندوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔''

یورپ کے ایک ذمہ دار شخص نے ایک مسلم ادارہ میں یہ بات ادب سے ۶۰ سال پہلے کہی تھی مگر نصف صدی گزر گئی اور اس پوری مدت میں کوئی ایک بھی قابل ذکر مسلمان نہیں اٹھا جو خدا کا دین لیکر اہل یورپ کے درمیان دیوانہ وار داخل ہو جائے موجودہ زمانہ میں مختلف اسباب کے تحت مسلم شخصیتوں کے یورپ کے سفر ہوتے رہتے ہیں مگر یہ تمام اسفار صرف یورپ میں قیام کرنے والے مسلمانوں کے درمیان ہوتے ہیں نہ کہ حقیقتاً یورپ کے ان اصل باشندوں کے درمیان جن کے ایک فرد لارڈ لوتھین تھے۔

لارڈ لوتھین کی مذکورہ تجویز پر عمل کرنے کے لئے انگریزی دانی کی ضرورت تھی،

اس لئے عام مسلم رہنماؤں کے لئے یہ عذر ہوسکتا ہے کہ وہ انگریزی نہیں جانتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک اور دعوتی موقع پیدا کیا تھا اور اس موقع کو استعمال کرنے کے لئے اپنی مادری زبان ہی کافی تھی مگر یہاں بھی ہمارے رہنما صدفی صد ناکام رہے۔

یورپ کی قومیں جدید طاقت کے زور پر جب ساری دنیا میں پھیل گئیں اور جگہ جگہ انہوں نے اپنا اقتدار قائم کیا تو اس قسم کے لوگ خود اپنی ضرورت اور مصلحت کے تحت ہر جگہ کی مقامی زبان بھی سیکھتے تھے مثلاً جو انگریز اس زمانہ میں ہندوستان آئے انہوں نے یہاں کی مقامی زبان بھی سیکھی اور یہ حیثیت اس زمانہ میں جس زبان کو حاصل تھی وہ اردو زبان تھی۔

اس سلسلے میں کثیر واقعات بتائے جاتے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے۔

۱۹۴۷ء سے پہلے جب فیض احمد فیض کا تعلق فوج کے رابطہ عامہ Public Relations کے شعبہ سے تھا ایک بار فیض کے ذمہ یہ کام سپرد ہوا کہ وہ اس وقت کے وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی تقریر کا اردو زبان میں ترجمہ کریں فیض نے ترجمہ کرکے بھیج دیا اس کے بعد فیض احمد فیض وائسریگل لاج (راشٹرپتی بھون) بلائے گئے تاکہ وہ ادائیگی الفاظ کے معاملہ میں وائسرائے کی رہنمائی کرسکیں جب فیض احمد فیض وائسرائے سے ملاقات کے لئے گئے تو ماؤنٹ بیٹن اپنے موجودہ راشٹرپتی بھون کے کمرہ میں ادھر سے ادھر چل رہے تھے اور اپنی تقریر کو دہرا رہے تھے اس وقت وہ بالکل صاف اردو بول رہے تھے یہ دیکھ کر سب کو بہت تعجب ہوا۔

یہ واقعہ ۱۹۴۷ء سے پہلے اس دور کی یاد دلاتا ہے جب کہ ملک میں ہندوستانی (یا اردو) کا غلبہ تھا ملک کے اعلیٰ ترین حکام بھی اردو اور ہندوستانی کو بولتے اور سمجھتے تھے دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہندوستان کی اردو بولنے والی قوم اور حکمرانوں کے درمیان زبان کا وہ فاصلہ Languagegap موجود نہ تھا جو آج پایا جارہا ہے اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت داعی کی جو زبان تھی وہی مدعو کی زبان بھی تھی مگر کیسی عجیب بات ہے کہ داعیوں کے گروہ نے اس امکان کو ایک فیصد بھی استعمال نہیں کیا

تاریخ بتاتی ہے کہ ہمارے لیڈروں نے اس زمانے میں ان حکمرانوں سے بے شمار ملاقاتیں کیں مگر یہ تمام لیڈران حکمرانوں سے صرف مانگنے کے لئے ملتے تھے نہ کہ انہیں دینے کے لئے وہ یہی کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دور ختم ہو گیا اور اب آزادی ملنے کے بعد بھی وہی کیفیت نظر آتی ہے لاکھوں مسلمان یورپ اور امریکہ کے ممالک میں آباد ہو چکے ہیں اور سیر سپاٹے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں ہر سال وہاں جاتے ہیں لیکن وہاں کے باشندوں کو ان کے اسلوب اور زبان میں اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کی کسی کے پاس نہ فرصت ہے اور نہ خواہش۔

اس کے برعکس اغیار کی دعوتی سرگرمیوں کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے یہ منظر بھی نگاہوں میں لائیے۔

''اس جزیرہ میں تو صرف مگرمچھ اور سانپ اور کنکھجورے ہیں'' مسیح سیاح نے اپنی سیاحت سے واپس آ کر مسیحی مشنری کو رپورٹ دی۔

''خیر انہیں ہونے دو' یہ بتاؤ کہ کیا وہاں کچھ انسان بھی ہیں''۔

''ہاں' ہیں کیوں نہیں۔ مگر ایسے وحشی اور خونخوار ہیں کہ ان کے درمیان قدم رکھنے کا تو خیال بھی نہ کیجئے''

'' بس معلوم ہو گیا۔ اتنی اطلاع کافی ہے انسان جہاں کہیں بھی آباد ہیں' مشنری کا وہاں پہنچنا ضروری ہے''۔

یہ خلاصہ ہے اس گفتگو کا جو ایک مسیحی سیاح اور لندن مشنری سوسائٹی کے ایک ذمہ دار کے درمیان ۱۸۷۱ء میں جزیرہ نیوگنی کے جنوبی ساحل پر ہوئی اس کے بعد جزیرہ میں مشنری کا کام شروع ہو گیا اور اب اس گفتگو کے ۱۲۵ برس بعد جزیرہ نہ صرف مہذب ہو چکا ہے بلکہ اس کی بیشتر آبادی عیسائی ہے دو ہزار برس پہلے مسیح اس دنیا سے گئے تو ان کے پیچھے صرف ایک درجن عیسائی تھے مگر مسلسل تبلیغ کے نتیجہ میں آج عیسائیوں کی تعداد تمام مذاہب میں سب سے زیادہ ہے عیسائیوں کے تبلیغی ادارے اتنے منظم ہیں اور اتنے وسیع پیمانہ پر کام کر رہے ہیں جس کی کوئی دوسری مثال ساری انسانی تاریخ میں نہیں

ملتی۔

اس کے برعکس مسلمانوں پر ان کے پیغمبر نے یہ ذمہ داری ڈالی تھی کہ وہ قیامت تک ساری قوموں تک اسلام کا پیغام پہنچاتے رہیں مگر پیغمبر اسلام کے ابتدائی پیروؤں کے بعد یہ کام تقریباً بند ہوگیا بلاشبہ اسلام بعد کی صدیوں میں بھی پھیلتا رہا ہے مگر وہ زیادہ تر خود اپنے زور پر پھیلا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کا محبوب ترین مشغلہ جس میں وہ موجودہ سائنٹفک دور میں بھی انتہائی انہماک کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، وہ جنگ وجدل اور سیاسی معرکہ آرائی ہے اس کے سوا کوئی اور چیز انہیں کام ہی نظر نہیں آتی جس میں وہ اپنے آپ کو مشغول کریں۔

انسان کیا نہیں کرسکتا

عیسائی مشنری کے تبلیغی مشن کا واقعہ

عیسائی دنیا میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے "خدا کے لئے خطرہ مول لینے والے" (Adventurers for God) اس عجیب وغریب کتاب کا ایک باب ہے "ہمیں دو ہزار زبانوں تک پہنچنا ہے" اس باب میں عیسائی مشنریوں کی اس کوشش کا ذکر ہے جس کے متعلق یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وہ تبلیغ کی دنیا میں ایک نئے میدان کا اضافہ ہے یعنی جنگلی قبائل کو تعلیم یافتہ بنا کر انہیں عیسائیت سکھانا اور اپنے دین میں انہیں شامل کرنا۔

اس مقصد کے لئے ایک ادارہ قائم ہے جس میں نوجوان طلبہ اور طالبات گرمیوں کی چھٹیوں میں شریک ہوکر ٹریننگ حاصل کرتے ہیں اسی مناسبت سے اس کا نام ہے موسم گرما کا لسانی اسکول (Summer Institute of Linguisties) اس درسگاہ کے فارغین جنوبی امریکہ کے دور دراز جنگلوں میں جاتے ہیں قدیم وحشی قبائل کے ساتھ رہتے ہیں جن کا حال یہ ہے کہ شکار کر کے کھانا اب بھی ان

کا محبوب مشغلہ ہے ان کے مشن دو ہیں جنگلی قبائل کی غیر تحریر بولیوں کو ترقی دیکر تحریری زبانیں بنانا اور پھر اس کے ذریعہ سے ان کے درمیان تعلیم و تہذیب پھیلانا اور ان وحشی نیم جانور قبائل کو عیسائی بنانا یہ مبلغین ان اتھاہ جنگلوں میں صرف ریڈیو اور اپنے ہوائی جہازوں کے ذریعہ مربوط ہوتے ہیں یہ جرات مند نوجوان روزانہ ایسے ہولناک خطرات سے دوچار ہوتے ہیں جو بڑے بڑے جاں بازوں کو گھبرا دینے کے لئے کافی ہے۔

ذیل میں ''ہمیں دو ہزار زبانوں تک پہنچنا ہے'' کا ترجمہ صرف چند غیر اہم حصے حذف کر کے دیا جاتا ہے۔

ٹاؤن سینڈ (William Camerom Tounsend) کے اندر یہ جذبہ تھا کہ وہ عیسائیوں کی مقدس کتاب کو پھیلائے ۱۹۱۷ء میں جب کہ وہ ۲۱ سال کا تھا' اس نے بائبل کے اسپینی ترجموں سے ایک بکس بھرا اور اس کو لیکر گوئٹمالا پہنچا اس کو جلد ہی محسوس ہوا کہ اس کی اسپینی زبان کی بائبل یہاں کے بازار میں ایک ناقابل فروخت مال ہے' گوئٹمالا کی دو تہائی سے زیادہ آبادی ریڈ انڈین تھی وہاں بہت کم لوگ اسپینی زبان جانتے تھے ایسے لوگ اور بھی کم تھے جو اس کو سیکھنے کا شوق رکھتے ہوں۔

ایک روز ٹاؤن سینڈ نے ایک ریڈ انڈین کے سامنے بائبل کا ایک نسخہ پیش کیا اس نے اسپینی ترجمہ کو لینے سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا ''اگر تمہارا خدا اتنا باکمال ہے تو اس نے ہماری زبان بھی کیوں نہیں سیکھ لی'' ٹاؤن سینڈ کو اس جملہ نے چونکا دیا اس نے اسی وقت اپنی دکان سمیٹ کر رکھ دی اور اس کوشش میں لگ گیا کہ ''خدا کے لئے دوسری زبان فراہم کرے''

ٹاؤن سینڈ کا کام بے حد مشکل تھا اس کو ایک ایسی زبان میں بائبل کا ترجمہ فراہم کرنا تھا جو نہ صرف اس کے لئے مکمل طور پر اجنبی تھی' بلکہ وہ ابھی تک سرے سے لکھنے پڑھنے کی زبان بھی نہیں بنی تھی اگلے پندرہ برس وہ گوئٹمالا کے وحشی قبیلہ کاکچی کیل (Cakchiquel) کے ساتھ رہا وہ ان کا کھانا کھاتا تھا جو صرف ایک چیز پر مشتمل ہوتا تھا: ''معمولی طور پر بھنی ہوئی چیونٹیاں'' ان کی مشکل زبان سیکھتا تھا اس کو

دھیرے دھیرے تحریری شکل دینے کی کوشش کرتا تھا ایک صبر آزما محنت کے بعد اس نے قبیلہ کی زبان کو ایک صوتی طور پر قابل تحریر زبان کی شکل دینے میں کامیابی حاصل کر لی۔

بالآخر ۱۹۳۲ء میں جب وہ ٹی بی میں مبتلا ہو چکا تھا ٹاؤن سینڈ دوبارہ ایک خچر پر سوار ہو کر مہذب دنیا کی طرف واپس آیا اس وقت اس نے کچی کیل انڈین میں جو چیزیں چھوڑیں وہ یہ تھیں۔ پانچ اسکول' ایک چھوٹا اسپتال' ایک پریس' بیسیوں چھوٹے چرچ اور سیکڑوں کی تعداد میں تعلیم یافتہ نئے عیسائی' ٹاؤن سینڈ کی روح خوشی سے باغ باغ تھی اس کی خورجی (Saddle Bag) میں ایک چھپی ہوئی کتاب تھی یہ کاچی کیل زبان میں نئے عہد نامہ کا مکمل نسخہ تھا جو ابھی تک غیر تحریری زبان سمجھی جاتی تھی۔

امریکہ واپس آنے کے بعد جب ٹاؤن سینڈ ٹی بی سے صحت یاب ہو گئے ان کی ملاقات ایک پرانے مشنری دوست سے ہوئی جس نے خواہش ظاہر کی کہ وہ لاطینی امریکہ کے دوسرے انڈین میں وہی کام کریں جو وہ کاچی کیل میں کر چکے تھے ٹاؤن سینڈ نے کچھ دیر سوچا اور اس کے بعد جواب دیا ''بہتر ہے' میں اس کام کو کروں گا مگر ایک شرط ہے وہ یہ کہ تم ایک تربیتی کیمپ قائم کرنے میں میری مدد کرو گے جہاں ہم ایسے کارکن تیار کر سکیں جو قدیم زبانوں کی اصلاح اور ان میں بائبل ترجمے کا کام کر سکیں ہم ایک ایسا کام کرنے جا رہے ہیں جس میں کثرت سے ہمیں معاونین کی ضرورت ہوگی۔''

اس کے بعد آغاز کار کے طور پر دونوں آدمی ناخواندگی سے متعلق اعداد و شمار کی کتابوں کے مطالعہ میں لگ گئے انہیں یہ معلوم کر کے سخت تعجب ہوا کہ دنیا کی بالغ آبادی کا تقریباً نصف حصہ نہ تو پڑھ سکتا ہے اور نہ لکھ سکتا ہے اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ دنیا میں تین ہزار مختلف اور الگ الگ زبانیں ہیں جن میں دو ہزار سے زیادہ زبانیں ایسی ہیں جن میں بائبل کا ترجمہ موجود نہیں۔

''یہ ہے ہماری منزل'' ٹاؤن سینڈ بولا ''ہمیں دو ہزار زبانوں میں کام کرنا ہے''

۱۹۳۴ء کے موسم سرما میں ٹاؤن سینڈ اور اس کے دوست (Legters) نے ارکناس کے ایک دیہاتی مکان میں اپنا اسکول کھولا پہلے سیشن کے لئے صرف دو طالب علم مل سکے

مگر آٹھویں موسم گرما میں اسکول اتنا بڑھ چکا تھا کہ مزید مکانات اس کے لئے حاصل کرنا پڑے یہ انوکھا اسکول جو موسم گرما کے لسانی اسکول (Summer Institute of Linguistics) مختصر SiL کے طور پر کھولا گیا تھا' وہ اب سالانہ پانچ سو طالب علموں کو لسانی تجزیہ Analysis Language کی تعلیم دیتا ہے اور اس کی شاخیں برطانیہ' کناڈا' اور آسٹریلیا میں قائم ہو چکی ہیں چار ہزار سے زیادہ گریجویٹ اس سے فارغ ہو کر نکل چکے ہیں اور وہ مشن بورڈوں Mission Boards کے تحت چالیس قومیتوں کے درمیان ۲۵ ملکوں میں کام کر رہے ہیں۔

قبل اس کے کہ یہ فارغین ایس آئی ایل (SIL) کے پر وحشت کام پر روانہ ہوں' انہیں ایک جنگل کے تربیتی کیمپ میں تین مہینے صلاحیت بقا کے امتحانات (Survival Tests) کے سخت ترین تجربوں سے گزرنا ہوتا ہے یہاں مرد اور عورت دونوں کو اس لیاقت کا ثبوت دینا ہوتا ہے کہ وہ آری' ہتھوڑی اور کیل کے بغیر خود اپنا جنگلی جھونپڑا بنا سکتے ہیں (اس کے لئے وہ جنگلی بید اور پتیاں استعمال کرتے ہیں) لٹھوں کو جوڑ کر کشتی بناتے ہیں اس کو لیکر نہایت تیز بہنے والی اور گھڑیال سے بھری ہوئی ندیوں کو پار کرتے ہیں وحشی جانوروں کا مقابلہ کرتے ہیں ٹوٹی ہوئی ہڈیوں سے لیکر وبائی بیماریوں تک کا علاج کرتے ہیں انہیں بے نشان وسیع جنگلوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں سے وہ اپنے راستہ پر پہنچتے ہیں' جو لوگ اس شدید امتحان میں پورے اترتے ہیں اور ایسے لوگ ۹۰ فیصدی سے زیادہ ہوتے ہیں وہ دوسرے تین مہینوں کے لئے تجرباتی قبیلوں (Test Tribes) میں زندگی گزارنے کے لئے بھیج دیئے جاتے ہیں۔

چند لوگوں کو اپنے لسانی طریقے کی تربیت دینے کے بعد ٹاؤن سینڈ اور اس کے شاگردوں نے میکسیکو کا رخ کیا ان لوگوں کو سرحد پر روک دیا گیا اور ان سے کہا گیا'' ہمیں ترجمانوں کی ضرورت نہیں' انڈین زبانوں کو تو ختم ہو جانا ہے۔'' ٹاؤن سینڈ نے جواب دیا'' انکے خاتمہ کا عمل اور زیادہ تیز ہو جائے گا اگر آپ انڈین قبیلوں کی زبانوں کو انہیں اسپینی زبان سکھانے کے لئے استعمال کریں''

بلآخر ٹاؤن سینڈ اپنے کچھ ساتھیوں کو لیکر میکسیکو میں داخل ہوگیا اور ریاست مارلوز میں قبیلہ ازٹکس (Aztecs) کے درمیان مقیم ہوگیا اور زبان سکھانے کا لمبا اور صبر آزما کام شروع کردیا اب حکومت کے مکمل تعاون سے اس کے ۲۱۶ ترجمان ہیں جو اکیاون پست قبائل میں کام کررہے ہیں۔

ٹاؤن سینڈ کی اس اسکیم میں جن لوگوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے ان میں سے ایک عجیب کارکن مریانا سلوکم (Marianna slocum) تھی 'مریانہ اور اس کا منگیتر دونوں ایس آئی ایل (SIL) کے تحت تعلیم و تربیت حاصل کررہے تھے تاکہ وہ زلٹال (Tzeltals) قبائل میں جاکر کام کریں جو چیاپس میں چالیس ہزار کی تعداد میں آباد ہیں' جب اس کا منگیتر شادی کے صرف ایک دن پہلے مرگیا تو مریانا نے اصرار کیا کہ وہ تنہا جاکر کام کرے گی ''میرے خاندان والے بہت ڈرے ہوئے ہیں'' اس نے کہا ''مگر میں نے انہیں منالیا''

قبائل کی پیچیدہ زبانوں میں مہارت پیدا کرنے کے بعد مریانا نے اسکول کی نصابی کتابیں تیار کیں' لکھنا اور پڑھنا سکھانے کے لئے درجات کھولے اور سولہ برس میں اس نے دہرا زبانوں کے سات کامیاب اسکول قائم کرلئے زلٹال زبان میں بہت سی کتابیں اور پمفلٹ ترجمہ کرڈالیں جن میں وحشی قبائل کو میکسیکو کے قومی کلچر کا تعارف کرایا گیا تھا اسی کے ساتھ اس نے ان کے درمیان سے جادو ٹونے اور شراب خوری ختم کی علاج کے لئے ٹونے ٹوٹکے والی چیزوں کے بجائے جدید دوائیں رائج کیں اور مزید یہ کہ پانچ سوزلٹالیوں کو سورج کی پرستش سے نکال کر عیسائی بنادیا۔

۱۹۴۵ کی گرمیوں میں صدر مینول پراڈو کی دعوت پر ٹاؤن سینڈ نے چند مہینے پیرو کے جنگلوں کے سروے میں گزارے' وہ ان علاقوں کے قبائلی سرداروں سے ملا اس کے بعد اس نے کارکنوں کے ایک گروہ کو تین انتہائی بعید علاقوں کے قبائل سے ملنے کے لئے بھیجا وہاں تک پہنچنے کے لئے نوجوان رضا کاروں کو کئی کئی ہفتے ڈونگوں اور لٹھے کے بیڑوں پر سفر کرنا پڑا' تقریباً ناقابل گزر جنگلوں میں وہ مارے مارے پھرے مردم خور

قبائل سے بچنے کے لئے پھیر کے راستے اختیار کرنے پڑے۔

اس بھیانک تجربے نے ٹاؤن سینڈ کو شدت سے ایک رائے پر پہنچا دیا ''ہمیں ایک ہوائی جہاز حاصل کرنا چاہئے'' لیما میں ایک فوجی مشن اپنے ایک پرانے ہوائی جہاز کو الگ کرنے والا تھا پیرو کی حکومت نے از راہ ہمدردی اس کو ٹاؤن سینڈ کے لئے خرید لیا اور اس کو چلانے کے لئے ٹاؤن سینڈ نے ایک سابق فوجی ہوا باز لاری منٹگومری کی خدمات حاصل کرلیں اب ٹاؤن سنڈ کے ہوائی ہتھیار نے ایک مستقل شعبے کی شکل اختیار کرلی ہے جسکا نام ہے Service Jungle Aviation and Radio اس کا اختصار Jaars ہے اور منٹگومری اس کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔

جے اے اے آر ایس اس وقت ۱۹ ہوائی جہازوں کا دستہ رکھتا ہے اس میں ۲۱ ہوا باز ہیں اس کے علاوہ اور بہت سے ماہرین اور ملازمین اس میں کام کررہے ہیں بیشتر ہوائی جہاز خاص طرح کی کشتیوں Pontoons سے لیس ہوتے ہیں' تاکہ وہ دریا میں اترسکیں ان کے ہوائی دستہ کا سب سے نمایاں وہ جہاز ہے جس کا نام ہے ہیلیو کورے یہ تمام کا تمام دھات کا بنا ہوا مکمل طور پر محفوظ ہوائی جہاز ہے جو صرف ۳۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ۷۵ گز کے اندر اتر سکتا ہے یا پرواز کرسکتا ہے وہ زمین کے قریب اڑتے ہوئے ایک انوکھے چکر کے ذریعہ آدمی کو جنگل سے اٹھا سکتا ہے۔

۱۹۵۷ء میں ٹاؤن سنڈ کے بہادر ہوا بازوں نے ڈیڑھ ملین میل سے زیادہ ہوائی پروازیں کیں ان کی یہ پروازیں پیرو کے اس وسیع علاقے پر ہوئیں جو ہری جہنم (Green Hell) کہا جاتا ہے ان پروازوں میں کسی بھی مسافر کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا وہ روزانہ جنگل سے گھری ہوئی نہایت چھوٹی سی جگہ پر اپنا ہوائی جہاز اتارتے تھے یا پیچ دار ندیوں میں اترتے تھے جو گھڑیال سے بھری ہوتی ہیں ان کے دستہ کے ایک شخص ۳۵ سالہ اومر بانڈران نے کہا۔

We do our best, then leave the rest ot God

ہم اپنی حد تک بہترین کوشش کرتے ہیں اس کے بعد بقیہ معاملہ کو خدا پر چھوڑ

دیتے ہیں۔

ٹاؤن سنڈ کو جن دنوں دنیا کا چکر لگانے، نئے انڈین قبائل کو تلاش کرنے اور حکومت کو اپنے تعلیمی پروگرام کی طرف متوجہ کرنے کا کام نہیں رہتا تو وہ یارینا کوچا میں "گھر" پر آ جاتا ہے یہ گھر اس کی مہم کی چھاؤنی ہے جو جنگل کے اندر چار سو ایکڑ کی ایک پٹی میں بنائی گئی ہے اس چھاؤنی کی مثال وسیع جنگل کے ایک گوشہ میں بھنبھناتے ہوئے شہد کے چھتے کی طرح ہے جو صرف ایک مقصد کے لئے وقف ہے...... نوجوان زباندان تیار کرنا اور انہیں پیرو کے ۴۵ قبائلی گروہوں میں سے ۲۹ قبائل میں بھیجنا جہاں یہ کام ہو رہا ہے، ان قبائل میں سے ہر ایک کی زبان الگ ہے، روایات اور عادتیں الگ ہیں اور ہر ایک کے سلسلے میں خطرات کی نوعیت جداگانہ ہے۔

ٹاؤن سینڈ سے اس کے اس "گھر" پر ملئے اور وہ لے جا کر آپ کو وہ بڑی چھاؤنی دکھائیں گے جو خلیج یارینا کے کنارے پھیلی ہوئی ہے یہاں ہینگر (Hangars) ہیں، مرمت خانے ہیں اور ان کے ایئر فورس کے ہوائی میدان ہیں ۱۷۵ کارکنوں اور ان کے خاندانوں کے لئے جنگلی طرز کی قیام گاہیں ہیں ایک دواخانہ ہے، دکان ہے، کیفے ٹیریا ہے مسلسل محنت کرنے والوں کے لئے خواب گاہیں ہیں ایک چھاپہ خانہ ہے جہاں قبائل کے لئے ابتدائی کتابیں، لغات اور دوسری مطالعہ کی چیزیں تیار ہوتی ہیں ۱۹۵۷ء میں اس قسم کی ۱۸ ہزار جلدیں تیار کی گئیں یہاں کلاس روم بھی ہیں جہاں انڈین کو ان کے قبیلے سے لا کر نظامت تعلیم کے تحت مزید ٹریننگ دی جاتی ہے ان کو اپنی زبان سکھائی جاتی ہے اس کے بعد انہیں ان کے اپنے قبائل کے ان اسکولوں میں بحیثیت معلم بھیج دیا جاتا ہے جو حکومت نے جلد ہی قائم کئے ہیں۔

جنگل کا عصبی مرکز "ریڈیو سینٹرل" ہے یہ ایک کنٹرول ٹاور ہے جس پر آدمی رات دن کام کرتے ہیں یہ ریڈیائی نظام ان کارکنوں سے ربط قائم رکھتا ہے جو قبائل کو زبان سکھانے کے لئے جنگل میں بکھرے ہوئے ہیں ٹاؤن سینڈ نے خرید کر اور چندے میں مانگ کر ریڈیو سٹ حاصل کئے ہیں نیز جنگ کے بچے ہوئے ریڈیو سٹ اسے دیئے

گئے ہیں تا کہ جنگل میں پھیلے ہوئے وسیع کام کو ایک ریڈیائی جال میں مربوط کیا جا سکے۔

اکثر ایسے ڈرامائی واقعات ہوتے رہتے ہیں جو ریڈیو کے اس جال کی اہمیت ثابت کرتے ہیں مثال کے طور پر ایک وقت ایسا تھا جب کہ ایس آئی ایل ٹیم نے اپنے ٹرانسمیٹر کو استعمال کر کے ایک ہونے والی جنگ کو روک دیا ایوجین اسکاٹ اور کنتھ کننسگر ایک قبیلہ کے اندر کام کر رہے تھے جس کا نام کیشی نوس تھا ایک روز دونوں کارکنوں نے دیکھا کہ ان کا قبیلہ زور وشور کے ساتھ جنگ کی تیاری کر رہا ہے کیشی نوس کو یہ افواہ پہنچی تھی کہ ان کا ایک آدمی جو ایک دوسرے پڑوسی قبیلہ کولیناس میں بیاہا گیا تھا اس کو سسرال والوں نے مار ڈالا ہے وہ اپنے برچھے اور تیر کمان فضا میں لہرا رہے تھے اور چلا رہے تھے'' کولیناس کے تمام لوگوں کو ختم کر دو''

''تم لوگوں نے کیسے جانا کہ افواہ صحیح ہے'' اسکاٹ نے انڈینوں سے پوچھا'' آؤ ہم پتہ لگائیں کہ حقیقت کیا ہے''

قبیلہ کے لوگ حیرت زدہ حالت میں ٹرانسمیٹر کے گرد جمع ہو گئے اب ایک پیغام اس ٹیم کے پاس بھیجا گیا جو کولیناس کے درمیان کام کر رہی تھی تھوڑی ہی دیر کے بعد ''مقتول'' شخص کی آواز سو میل دور سے اپنے رشتہ داروں کو اطمینان دلا رہی تھی کہ وہ نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جا رہا ہے اس کے بعد قبیلہ والوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ان کے قبیلہ کے سردار نے کولیناس کو ایک بڑی دعوت پر بلایا تین دن بعد جہاں ایک خوں ریز جنگ ہونے والی تھی قبائل کے باہمی تعلقات کی ایک پرامن تقریب میں بدل گئی۔

جنگل میں جو زبان دان (Linguists) کام کر رہے ہیں ان کے لئے مستقل ریڈیائی رابطہ ضروری ہے۔ ان کی کسی ٹیم کے بارے میں دیر تک ہوا سے خبریں موصول نہ ہوں تو ایک ہوائی جہاز ان کا پتہ لگانے کے لئے اڑتا ہے جو اس کام کے لئے مقرر ہے ریڈیو کے مستریوں کا ایک اسٹاف مسلسل طور پر مختلف اسٹیشنوں کا چکر لگاتا رہتا ہے اس اسٹاف کا کام اس بات کی نگرانی کرنا ہے کہ ٹرانسمیٹر اور ریسیور صحیح حالت میں

ہیں یا نہیں۔

کبھی کبھی یارینا کو چاکے ریڈیوٹاور کو کارکنوں کے پھیلے ہوئے جال سے دعا اور عبادت کی درخواست کرنی ہوتی ہے' مثلاً ڈیوٹی پر جو آپریٹر کام کر رہا ہوتا ہے اس کو تمام کارکنوں کے لئے اس قسم کے پیغامات نشر کرنے پڑتے ہیں۔

''اگلے گھنٹے میں ہواباز جارج انسلی جنگل کے علاقے میں ایسی فضا میں ہوں گے جہاں وہ اتر نہیں سکتے''.........ویلس اور ایوا تائی سین نے رپورٹ دی ہے کہ ان کا قبیلہ سیلاب کے خطرہ سے دوچار ہے''...... ''چچا کام آج کالج کے طلباء کو خطاب کرنے جارہے ہیں تاکہ نئے کارکن حاصل کرسکیں''...... ''ہواباز وں اسمتھ کو انجن کی خرابی کی وجہ سے دریا میں اترنا پڑا''......تمام لوگ آپ کی دعا کے خواستگار ہیں۔

زباں داں عورتیں جو اپنے آپکو چچا کام پر وقف شدہ لڑکیاں کہتی ہیں وہ ناقابل یقین حد تک خطرناک جگہوں پر اس اطمینان اور شوق سے جاتی ہیں جیسے ان کی دوسری بہنیں بازار میں خرید وفروخت کے لئے جاتی ہیں اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مشن میں وہ مردوں سے زیادہ کامیاب ہیں غالباً اس لئے کہ جنگلی انڈین ان سے خطرہ محسوس نہیں کرتے جیسا کہ ڈاکٹر ٹاون سنڈ کا کہنا ہے...... ''جنگلی قبائل کے سردار خیال کرتے ہیں کہ یہ تو محض عورتیں ہیں وہ ہمیں کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔''

ٹاون سنڈ شروع میں ناقابل قیاس قبائلی حالات کے اندر لڑکیوں کو تنہا بھیجنے میں سخت متردد تھے مگر چند سال پہلے انہیں شرمندہ ہو کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا پڑا دو والینٹیر لڑکیوں نے ٹاون سنڈ کے تردد کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا:

You say that god takes care of his own- doesn't that include us?

آپ کہتے ہیں کہ خدا خود حفاظت کرنے والا ہے کیا ہم عورتیں اس میں شامل نہیں ہیں۔

اس کے بعد ٹاون سنڈ نے لڑکیوں کو جانے کی اجازت دے دی' اور یقیناً خدا

نے ان کے ایمان کی قدر کی'' وہ کہتے ہیں'' وہ پوری طرح ان کی حفاظت کرتا رہا ہے''

جتنی جرات مند زبان داں عورتیں پیرو میں یہ کام کر رہی ہیں' ان میں سب سے زیادہ خدا کی حفاظت میں نے لاریٹا اینڈرسن کے ساتھ دیکھی ہے جو شپرا قبائل میں سب سے پہلے کام کرنے گئی تھیں۔

نو سال گزرے' شپرا اپنی وحشیانہ مردم خوری کی وجہ سے پیرو کے تمام قبائل میں سب سے زیادہ دہشت ناک سمجھا جاتا تھا ان کے سردار تاریری نے جس سادہ تدبیر سے سرداری حاصل کی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنے پیش رو کو قتل کر دیا تھا۔ اور اپنے حق میں دہشت کی فضا پیدا کر کے قبیلہ کے اوپر سرداری قائم کر لی تھی تب ۱۹۵۰ء کے ایک دن ایسا ہوا کہ لاریٹا اپنی پہلی شریک کارڈورس ماکس کے ساتھ اپنی چھوٹی کشتی کو دریا میں چلاتی ہوئی قبیلہ کی بستی تک پہنچ گئی دریا کے کنارے اترتے ہی قبیلہ کے لوگوں کے غضبناک شور وغل کے درمیان دو نازک سفید فام لڑکیوں نے قبیلہ کے سردار کا سامنا کیا چند شپرا الفاظ اور اشارات کی زبان استعمال کر کے انہوں نے سردار کو بتایا کہ وہ اس کے قبیلہ کے درمیان رہنے اور ان کی زبان سیکھنے کے لئے آئی ہیں۔

قبیلہ کا سردار تاریری دونوں لڑکیوں کو خاموشی سے ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا اس کے بعد اس نے کھرے انداز میں حکم دیا کہ ان کو ایک جھونپڑا دے دیا جائے اور اسی کے ساتھ قبیلہ کی دو بوڑھی عورتیں ان کے ساتھ کر دی جائیں جو ان کے مقصد میں ان کی مدد کریں کئی سال کے بعد جب کہ یہ لوگ عیسائی ہو چکے تھے' سردار ٹاؤن سنڈ سے کہا'' اگر آپ نے شروع میں ہمارے پاس مرد بھیجے ہوتے تو ہم دیکھتے ہی ان کو قتل کر دیتے اور اگر مرد و عورت کا جوڑا گیا ہوتا تو میں یہ کرتا کہ مرد کو تو مار ڈالتا اور عورت کو اپنے رکھ لیتا مگر ایک عظیم سردار دو بے ضرر لڑکیوں کو کیا کرتا جو سردار کو اپنا بھائی بنا رہی تھیں۔''

ان کے جھونپڑے کے کنارے جو جنگل تھا اس کا ماحول یہ تھا گہرے رنگ کے بادل' بارش کے بعد جب گھنے پتوں کے شگاف سے دھوپ جھانکنا شروع کرتی تھی تو تتلیاں اڑنے لگتی تھیں' گہرے رنگ کی ٹوکن' طوطے اور طرح طرح کی چڑیاں درختوں

پر جھولنا شروع کرتی تھیں اسی کے ساتھ جنگل کی منحوس آوازیں آتی تھیں رات کے وقت' جنگل سے جو کثرت بارش کی وجہ سے اکثر ٹپکتا رہتا تھا بندروں کی چیخیں اور تیندوے کی چنگھاڑ سنائی دیتی تھی۔

سب سے زیادہ مصیبت کی چیز اڑنے اور رینگنے والی چیزوں کے غول تھے مچھروں کے جھنڈ کے جھنڈ جو دن بھر انہیں گھیرے رہتے تھے چیونٹیاں اور بھونرے جو انکے جھونپڑے کے ہر شگاف سے اندر آتے تھے' بڑے بڑے مکڑے جو رات کے وقت ان کے مختصر بستر پر گھومتے تھے۔

ابتدائی پانچ مہینوں میں ہر وقت ہم ڈرے رہتے تھے'' ڈورلیس اور لاریٹا آپ کو بتائیں گی'' مگر جب ہم زیادہ گھبراہٹ میں مبتلا ہوتے تھے تو ہم اور زیادہ دعائیں کرنے لگتے''۔

ایک رات انہوں نے سب سے زیادہ سخت دعائیں کیں موم بتی کی روشنی میں وہ اپنے نوٹ تیار کر رہی تھیں' اتنے میں ایک انڈین عورت تیزی سے اندر داخل ہوئی وہ بڑی اندیشہ ناک خبر لائی تھی قبیلہ کے مرد جو ایک دعوت میں شراب پی کر مخمور تھے' جھونپڑے کے رسے پر جھومتے ہوئے آ رہے تھے وہ بلند آواز سے اپنے اس ارادہ کا اعلان کر رہے تھے کہ وہ سفید فام لڑکیوں کی عصمت دری کریں گے'' تم لوگوں کو چھپ جانا چاہئے'' قبیلہ کی عورت نے کہا۔

لڑکیاں جنگل کی طرف بھاگیں۔ وہاں انہوں نے رات گزاری۔ اگلی صبح کو وہ اپنے ریڈیو ٹرانسمیٹر کے پاس پہنچیں' چار سو میل دوری پر یارن کو چا کو انہوں نے پیغام بھیجا۔

'' ٹاریری کو ریڈیو پر لے آؤ'' مرکز کے ڈائریکٹر نے کہا۔

قبیلہ کا سردار (ٹاریری) جو ہسپنی زبان جانتا تھا اس نے کالے بکس سے ایک سخت آواز آتی ہوئی سنی آواز بول رہی تھی'' تم قبیلے کے سردار ہو اور تم اپنے قبیلہ کو کنٹرول نہیں کر سکتے''

سردار کی اتھارٹی کو چیلنج کیا تھا وہ تعظیم کے احساس کے ساتھ کھڑا ہو گیا "ہاں میں سردار ہوں" وہ سنجیدگی سے بولا "میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان معززین (Senoritas) کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے پائے گی۔"

اور اس کے بعد پھر کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

اس طرح کے پریشان کن حالات میں لاریٹا اور ڈورلیس زبان سیکھنے کے تکلیف دہ حد تک سست کام میں مشغول رہیں یاس انگیز حالات میں وہ کوشش کرتی رہیں کہ ان کے منہ سے نکلی ہوئی ناقابل فہم بک بک جھک جھک کو سمجھیں اور ایک آواز کو دوسری آواز سے ممیز کریں چند مہینے کے بعد سفید لڑکیوں کے مسلسل عمل اور ان کے بہت سے ہمدردانہ برتاؤ سے بالآخر شپراؤں کا شک وشبہ دور ہو گیا وہ اس سے متاثر ہوئے کہ لڑکیاں بہت توجہ سے ان کی زبان سیکھنا چاہتی ہیں اب انڈینوں نے یہ کیا کہ جب لڑکیاں کسی چیز کی طرف اشارہ کر کے پوچھتیں تو وہ بتاتے کہ اس کے لئے ان کی زبان میں کیا لفظ ہے اور زبان کی نوٹ بک شپرا الفاظ اور جملوں سے بھرنے لگی جیسے ہی آوازوں کی بنیاد پر حروف تہجی تیار ہو گئے' ڈورلیس اور لاریٹا نے پرائمر تیار کرنے کا لمبا کام شروع کر دیا تاکہ شپرا کے لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا جا سکے شپرا قبیلہ کی کہانیوں اور داستانوں کے ساتھ انہوں نے بائبل کے بعض ٹکڑوں کا بھی ترجمہ کیا۔

اچانک سردار ٹاریری ایک روز اس چھوٹے سے کلاس میں آ کر شامل ہو گیا جس کو لڑکیاں پڑھا رہی تھیں وہ تیوری چڑھا کر کھڑا رہا اور سبق سنتا رہا اس نے جب کتاب مقدس کے ایک ٹکڑے کا ترجمہ اپنی زبان میں سنا' تو وہ بولا کہ اسے پھر سے دہراؤ۔ اسی طرح وہ کئی بار اس کا اعادہ کراتا رہا آخر میں اس نے تعجب کے لہجہ میں کہا "اس کو سن کر میرے دل میں عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے"

اس نے ڈورلیس اور لاریٹا سے کہا' جب تم لوگ آئیں تو میں نہیں سمجھ سکا تھا کہ تم لوگ کس لئے آئی ہو اب میں جانتا ہوں جو کچھ تم کر رہی ہو۔ وہ میری قوم کو زیادہ خوشی اور زیادہ محفوظ زندگی کے قابل بنائے گا"

اس کے بعد سردار روزانہ لڑکیوں کے جھونپڑے میں آنے لگا وہ گھنٹوں وہاں بیٹھا رہتا وہ انہیں الفاظ کے صحیح معنی سمجھنے میں مدد دیتا' قبائلی کہانیوں کو لکھواتا' بائیبل کے مزید حصوں کا ترجمہ کراتا' اس عمل کے دوران میں دھیرے دھیرے ٹاریری کے اندر تبدیلی کے نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے ۱۹۵۳ء کے ایک دن' لڑکیوں کے اس گاؤں میں آنے کے تین سال بعد' اس نے اپنے شہراؤں کو بلایا اور ایک ڈرامائی اعلان کیا۔

''میں ان سفید فام لڑکیوں کے خدا کو پسند کرتا ہوں'' اس نے کہا'' اس نے کہا'' اس نے ہمیں بہت سی اچھی چیزیں دی ہیں میں اب سانپ (BOA) کی پرستش کو ترک کر رہا ہوں''

اگلے مہینہ میں ڈورتھیں اور لاریٹا مطمئن ہو گئیں کہ ٹاریری واقعتہً بدل چکا ہے اس نے نہ صرف سانپ کی پرستش چھوڑ دی بلکہ خود ہی بغیر کہے ہوئے ٹونے ٹوٹکے کے طریقے بند کر دیے قتل کو ممنوع قرار دے دیا اور اسی طرح کے دوسرے بہت سے اقدامات کیے۔

۱۹۵۵ء میں جب ٹاؤن سنڈ نے ایس آئی ایل (SIL) کی دسویں سالگرہ پیرو میں منعقد کی' وہ ٹاریری کو اپنے ساتھ لیما لے گیا لاریٹا کی مدد سے جو اس کی ترجمانی کا کام کر رہی تھی' ٹاریری نے پیرو کے صدر اخباروں کے ایڈیٹر' اسکول کے بچوں سے بے دھڑک باتیں کیں سفید فام آدمیوں کے اس جنگل میں بھی وہ سردار ہی بنا رہا اس نے اپنا سر اونچا اٹھاتے ہوئے لاریٹا سے کہا'' میں جو کچھ کہوں وہ سب بتاؤ کوئی چیز اس میں سے مت چھوڑو''

دو سال بعد جون ۱۹۵۷ء میں ٹاؤن سنڈ نے ٹاریری اور لاریٹا کو ٹیلی ویژن کے ایک شو میں پیش کیا جس کا عنوان تھا (This is your life) یہ شو امریکہ میں ہوا پروگرام ایس آئی ایل کی ایک ترجمان راشل سینٹ نے بنایا تھا اس ترجمان نے شروع میں لاریٹا کی مدد کی تھی مگر اب وہ دوسرے قبیلہ اوکاس (Aucas) کی زبان لکھ

رہی تھی جس نے اس کے بھائی کو وحشیانہ طریقہ سے قتل کر دیا تھا اس کے علاوہ اس قبیلہ نے نیٹ سینٹ اور دوسرے چار مشنریوں کو قتل کیا تھا ٹاریری نے ٹیلی ویژن دیکھنے والوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی لاکھوں لوگوں کو اب بھی یاد ہے کہ وہاں وہ کس قدر پر فخر انداز میں کھڑا ہوا تھا کیمرہ کی طرف کتنی جرات سے دیکھ رہا تھا اور نئے حاصل شدہ عقیدہ کے بارے میں کتنی عظمت کا اظہار کیا تھا اس نے!

ٹاریری کا اپنے آپ کو مسیحی احکام کے حوالہ کر دینا اس وقت سخت آزمائش بن گیا، جب کہ جنگل میں واپس آنے کے بعد جلد ہی بعد ایک دشمن گروہ نے اس پر حملہ کر دیا اس کے سینے پر گولی لگی تھی اور اس کے کئی ٹیپرا ساتھی بالکل ہلاک کر دیئے گئے جنگل کا قانون خونی انتقام کے لئے تیار ہو گیا مگر ٹاریری کا عقیدہ بہت مضبوط تھا اس نے اپنے غضبناک ٹیپراؤں کے نام حکم جاری کیا کہ وہ اپنے غصہ کو ختم کر دیں لڑکیوں کو انکے سامنے بلایا اور کہا۔ ''مہربانی کر کے ان کو خدا کا وہ حکم سناؤ جہاں خدا کہتا ہے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دو۔''

آج وہاں بہت سے ٹیپرا اسکول چل رہے ہیں جن کے پاس ٹیپرا زبان کی پرائمریں اور دوسرے تعلیمی سامان ہیں قبیلہ کے نوجوان جو اس وقت زیر تربیت ہیں، وہ بہت جلد باقاعدہ ٹیچر ہو جائیں گے تقریباً ایک سو ٹیپراؤں نے ٹاریری کی تقلید کرتے ہوئے عیسائیت قبول کر لی ہے مرقس کی انجیل ٹیپرا زبان میں مکمل طور پر منتقل ہو کر چھپ چکی ہے مزید کام جاری ہے مزید پانچ یا سات سال ٹیپراؤں میں صرف ہوں گے، اس کے بعد لڑکیاں دوسرے قبیلہ میں چلی جائیں گی اور ایک نئی زبان سیکھنے کے لئے لمبی جدوجہد شروع کریں گی۔

عیسائیت قبول کرنے والوں کا ایک جائزہ

حسن مکی محمد احمد نے اپنی تحقیقی رپورٹ کے اختتام پر ان نوجوانوں کے ساتھ ہونے والی گفتگو کی جانب اشارہ کیا ہے جنہیں عیسائی سازوں نے اپنے دام تزویر میں پھانس رکھا ہے حسن صاحب کے نزدیک ان لوگوں کے عیسائیت کی آغوش چلے جانے کا

اہم سبب عیسائی اداروں کی مالی امداد ہے جو وہ خالص طور پر دارالحکومت میں نووارد کو پیش کرتے ہیں اسی طرح مشنری اسکولوں میں تعلیمی اور حفظان صحت کی سہولتیں بہم پہنچانے' ناخواندگی کا خاتمہ کرنے اور ڈسپنسریاں وغیرہ قائم کرنے سے بھی نوجوان ان کے دام ہم رنگ زمین میں پھنستے ہیں۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ عیسائیت قبول کرنے والوں کی عیسائیت کے بارے میں معلومات بہت محدود ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے عیسائیت قبول کرنے کے محرکات مذہبی کے بجائے معاشی ہوتے ہیں نیا مذہب ان کے دلوں میں گھر نہیں کرتا' تاہم وہ بقیہ زندگی اس نئے مذہب کے ساتھ ہی مربوط رکھتے ہیں کیونکہ انہیں اسی کے حوالے سے رہائش' تعلیمی اور دوسری سہولتیں ملتی ہیں اس کے برعکس اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کو نہ یہ سہولتیں نصیب ہوتی ہیں نہ کسی قسم کی مالی مدد میسر آتی ہے۔

نئے عیسائیوں میں سے کئی ایک کے ساتھ تبادلہ خیال سے واضح ہوتا ہے کہ ابھی تک ان میں مذہبی تعصب وتشدد پیدا نہیں ہوا ہنوز ان کا وجدان تشکیل کے مرحلہ میں ہے مسلمان اگر تھوڑی سی بھی کوشش کریں اور سادہ اور واضح اسلوب میں انہیں اسلام کی دعوت دیں' ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں تو انہیں بڑی آسانی سے دائرہ اسلام میں داخل کیا جاسکتا ہے۔

ہماری محنت سے مسلمان بھی کب رہتے ہیں

گارڈن کالج میں کیمسٹری کے ایک پروفیسر ڈبلیو جے ڈاونز تھے کتابی چہرہ چوڑا چکلا سینہ اور طویل قامت بزرگ تھے طبعاً اتنے تیز واقع ہوئے تھے کہ اسٹاف اور طلبا سب ان سے خوف کھاتے میں نے کالج میں داخلہ لیا تو فرسٹ ایئر کی بائبل کلاس وہی لیتے تھے میں پتلا دبلا اور کالج میں سب سے کم عمر طالب علم تھا انگریزی مجھے بولنا آتی نہ تھی ویسے بھی ڈاونز کے گول مول لہجے کی وجہ سے بعض باتیں ہی سمجھ میں نہ آتیں لیکن رفتہ رفتہ جب میں مانوس ہوگیا اور وہ اپنی عادت سے مجبور اسلام کو ہدف بناتے چلے گئے تو میرے دماغ کی رگیں بیدار ہونے لگیں ایک روز انہوں نے مسیحی مبلغوں کے

کارناموں پر لیکچر دیا اور اسلام پر بزور شمشیر اشاعت کی تہمت رکھی تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اس خوف کو بھی دل سے نکال دیا کہ ڈاونز نے پچھلے دنوں ایک مسلمان لڑکے کو گراونڈ میں بے تحاشا پیٹا تھا میں نے عرض کیا کہ صاحب جی بھول آپ کے مسیحی تبلیغ کے انداز معشوقانہ سہی پر جان کی امان پاؤں تو پوچھنے کی جسارت کروں کہ گزشتہ ربع صدی کے اندر تعلیم کے ساتھ تبلیغ کی مشقت کے نتیجے میں آپ کے اس ادارے نے کتنے مسلمان طلبا کو بپتسمہ دلایا ہے زمین شور تھی یا بیج کے نقص کی وجہ سے فصل بار آور نہیں ہو سکی۔

ڈاونز جھلا گیا اور تیور بگاڑ کر کہا' لاریب درست ہے کہ ہم کسی مسلمان کو عملاً اپنا ہم خیال نہیں بنا سکے مگر یہ بھی امر واقعہ ہے کہ وہ جب فارغ التحصیل ہو کر یہاں سے نکلتے ہیں تو مسلمان بھی کب رہتے ہیں میں نے مناظرہ میں شکست کا اعتراف خاموشی کے ساتھ کر لیا۔

میں آج بھی سوچتا ہوں کہ ڈاونز کی غضبناکی کتنی بڑی حقیقت بیان کر گئی۔

عیسائی بنانے کا حربہ

''دنیائے اسلام'' رسالہ کے ایڈیٹر سموئیل زویمر نے اپنے رسالہ میں ایک مضمون لکھا ہے' جس کا عنوان ہے ''غیر عیسائیوں کو عیسائی بنانے کے لئے صدقات کا استعمال'' مگر اس نے پورے مضمون میں صرف اس پر بحث کی ہے کہ اسلام نے ''مؤلفۃ القلوب'' کے لئے زکوٰۃ کی اجازت دی ہے۔ یعنی جو لوگ رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں اسلام میں داخل ہوئے اور وہ ضرورت مند تھے تو ان کی دلجوئی کے لئے زکوٰۃ کا مال استعمال کیا گیا اس پورے مضمون کا لب لباب یہ ہے کہ' خیرات وصدقات کو مسیحی تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے۔

بچے مسلمان بھی نہیں رہتے

المر دوگلاس نے ایک مضمون لکھا' جس کا عنوان ہے ''ہم الجزائر میں مسلمان بچوں کو اپنے ساتھ کس طرح ملا سکتے ہیں؟''

اس مضمون میں اس نے بیان کیا ہے کہ شمالی افریقہ میں الجزائر کے کئی علاقوں میں پناہ گاہیں بنائی گئی ہیں ان میں غریب بچوں کو کھانا اور کپڑا مہیا کیا جاتا ہے اس طرح بچے عیسائی تو نہیں بنتے مگر وہ اپنے باپوں کی طرح مسلمان بھی نہیں رہتے' اس طرح کی کوششیں مشنری شمالی افریقہ اور مصر میں کر رہے ہیں۔

ایک مسلم نوجوان بھٹکنے سے چھٹکے تک

میرا نام احسن جاوید ہے۔ شالیمار باغ لاہور کا رہائشی ہوں گورنمنٹ ہائی اسکول باغبانپورہ سے ۱۹۹۶ء میں ۶۱۷ نمبر لے کر میٹرک پاس کیا پھر پری میڈیکل میں داخلہ لیا اور پڑھائی میں مشغول ہو گیا۔ تقریباً دسمبر ٹیسٹ کے قریب ایک کتاب مل گئی اور کیونکہ میں مذہبی قسم کا آدمی تھا اس وجہ سے اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ بائبل نامی اس کتاب کو میں جیسے جیسے پڑھتا گیا میرے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے اور ایک اسٹیج ایسی آئی کہ میں پڑھائی سے بیگانہ ہو گیا۔ میں پڑھائی سے دور ہو گیا۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ ایف ایس سی (میڈیکل) میں پڑھائی بھی کافی کرنی پڑتی ہے اور ہر قسم کے مشغلہ اور کام کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ خاص کر مجھ جیسے لوگ جو کہ گورنمنٹ اسکولز سے تعلیم یافتہ ہوں نتیجہ میں ٹیسٹ کی تیاری بھی نہ کر سکا حتی کہ اکیڈمی جس میں پڑھتا تھا۔ میرے ٹیچرز نے مجھے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم پڑھ نہیں سکتے۔ میں بیک وقت دو مشکلات کا شکار ہو گیا تھا ایک تو ہر وقت ذہن پر پڑھائی کا بوجھ اور دوسری طرف بائبل کے انبیاء کرام کے متعلق توہین آمیز اور غیر اخلاقی مضامین! علاوہ ازیں قرآن مجید سے سخت ترین اختلافات علم کوئی خاص نہ تھا اور مجھے کوئی ایسا بندہ بھی نظر نہیں آتا تھا جو کہ مجھے مناسب طریقہ سے گائیڈ کر سکے۔ زیادہ سے زیادہ اپنی مسجد کے امام سے اس مسئلہ کے بارے میں گفتگو کرتا تھا تو ان سے یہ جواب ملتا کہ انہوں (یہودی اور عیسائیوں) نے تحریف کر دی ہے اس وجہ سے وہ قابل قبول نہیں رہیں مگر میرے دل میں یہ شبہات تھے کہ وہ کتابیں کب کیسے اور کیوں محرف کی گئیں؟ ان میں اختلاف اور تبدیلیاں کیسے

آئیں؟ خاص کر موسیٰؑ اور ہارونؑ کا قصہ، سلیمانؑ، داؤدؑ اور ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحاقؑ اور لوطؑ اور مسیحؑ کے قصص اور ان کا قرآن مجید سے اختلاف۔ میرے دل میں یہ بات کھٹکتی تھی کہ یہ کتابیں تو انبیاءؑ کی لکھی ہوئی ہیں اور مسیحؑ کے بارے میں کتابیں ان کے حواریوں نے لکھی ہیں جو ان کے ساتھ رہتے تھے اور سب کچھ دیکھنے والے تھے تب بھی ایسا سخت ترین اختلاف کیسے رونما ہوا!

اسی کشمکش میں میرا ذہن ایسا خراب ہوا کہ میں ڈپریشن کا شکار ہو گیا اور ذہنی مریض بن گیا۔ پڑھائی بھی چھوڑ دی کیونکہ پڑھتا تو کچھ یاد نہ ہوتا تھا۔ میرے والد صاحب واپڈا اسپتال میں ملازمت کرتے تھے وہ مجھے وہاں لے گئے کیونکہ وہ سیکریٹری میڈیکل بورڈ کے ساتھ تھے اس وجہ سے اسپتال میں کافی واقفیت تھی۔ کچھ دیر وہاں رہا۔ مگر میرے والد صاحب کو ان کے ایک واقف کار ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ اسے شادمان میں ایک ماہر نفسیات کے پاس لے جائیں۔ میرے والد صاحب مجھے وہاں لے گئے۔ اس سے چیک اپ کروایا تو اس نے کہا کہ بچہ بالکل ٹھیک ہے بس ان سوالات کی وجہ سے ہی ڈپریشن کا شکار ہے۔ اس نے مجھے کافی سمجھایا بھی مگر میں اپنے سوالات کا جواب چاہتا تھا جو کہ اس کے پاس نہ تھے۔ مگر اس نے کچھ دوائیاں وغیرہ دیں اور دوبارہ دوائی کھانے کے بعد لانے کو کہا۔

میرے ایک دوست شاہد کی کتابوں کی دکان مال پر ہے۔ میں اس کے پاس جاتا اور مختلف کتابوں کا مطالعہ کرتا اور گھر آ جاتا مگر مجھے میری مطلوبہ کتاب نہ مل سکی۔ وہ مجھے مختلف دکانوں کے نام لکھ دیتا کہ یہاں سے جا کر پتہ کرو۔ مولانا مودودیؒ کی تفہیم القرآن کا بھی مطالعہ کیا مگر انہوں نے بھی ان کتابوں کی اسناد اور حیثیت پر کوئی خاص نہیں لکھا۔ میری والدہ کوئی چھ سال پہلے وفات پا گئیں تھیں میں اور میرے والد صاحب اکیلے ہی لاہور میں رہتے تھے میں ان سے پیسے لیتا اور اردو بازار نکل کھڑا ہوتا تقریباً سارا اردو بازار پھر مارتا اور ایک ایک دکان پر کئی کئی گھنٹے کھڑا کتابوں کے مضامین دیکھتا رہتا کہ شاید کہیں میرے سوالوں کا جواب مل جائے جو ملنا تھا نہ ملا۔ میں نے ایک کتاب

اظہار الحق کا نام سن رکھا تھا۔ بعض جگہوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ کتاب عربی میں ہے اور اب نایاب ہی ہے۔ مجھے عربی پڑھنی کہاں آتی تھی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ "بائبل سے قرآن تک" کے نام سے تھا مگر میرے علم میں نہ تھا۔

آخر کار یہ کتاب مسلسل کوشش کے بعد مجھے مل ہی گئی اس کا بغور مطالعہ کیا۔ کچھ سکون ملا اور کافی سارے سوالات کے جواب ملے مگر میرے پاس عیسائیوں کی دکانوں اور مراکز پر جانے کی وجہ سے کافی لٹریچر بھی جمع ہوگیا تھا۔ اور بہت سے سوالات بھی ذہن میں تھے مگر طبعیت کافی سنبھل چکی تھی۔ پہلے تو مسلسل ڈپریشن کی وجہ سے موت مانگا کرتا تھا۔ مگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد دوبارہ پڑھائی کا ارادہ کیا۔ ایف ایس سی کیا کرنی تھی مجھے تو اپنا نام بھی بھول گیا تھا میرے والد صاحب کو میری طبعیت سنبھلنے ہی کی کافی خوشی تھی انہوں نے ایف اے کمپل کرنے کا مشورہ دیا اور میرا داخلہ پرائیویٹ ہی بھجوادیا۔ میں پڑھتا تو اب بھی کافی مشکل سے تھا کیونکہ یاد کچھ مشکل کے بعد ہوتا تھا۔ مگر اللہ تعالی نے ساتھ دیا اور ایف اے میں میں نے ۶۵۰ نمبر لئے۔

اس دوران محمد اسلم رانا صاحب کا پتہ بھی ہاتھ لگ گیا تھا۔ صرف اشارتاً معلوم ہوا کہ ملک پارک شاہدرہ میں رہتے ہیں۔ مگر مکمل پتہ معلوم نہ تھا۔ میں نے شاہدرہ کے ڈاکخانہ سے ملک پارک کا پتہ لیا اور پوچھتے پوچھتے ملک پارک جا کر تقریباً ایک ایک گلی سے پتہ کرتا ہوا اسلم صاحب کے پاس پہنچا۔ اسلم صاحب جو کہ ایک سادہ سے آدمی ہیں اور خدا ترس بھی ہیں انہوں نے مجھے مسلسل تین مہینے گائیڈ کیا ایف اے کا رزلٹ ابھی نہیں آیا تھا اور میں تو پہلے سے ہی پرائیویٹ طالب علم ہونے کی وجہ سے فارغ رہتا تھا اور جلد از جلد اپنا ذہن صاف کرنا چاہتا تھا۔ رانا صاحب نے صبر و سکون سے میرے سوالات سنے اور ہر ہر سوال کا جواب اطمینان بخش دیا۔ موصوف کا عیسائیت کے مطلوبہ پہلوؤں کا مطالعہ اس قدر وسیع اور عمیق ہے کہ ایک متلاشی حق اس سے متاثر اور اس کے آگے سرنگوں ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا!

اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر اور لمبی عمر عطا فرمائے تا کہ یہ اور بہت سے بھٹکوں کو راہ دکھائیں۔

ایک بات جو میں کہنا چاہوں گا کہ میں نے لاہور، ساہیوال اور قصور کے بہت سے علماء کے ایڈریس معلوم کیے حتیٰ کہ کراچی کے علماء کرام سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر افسوس کہ کچھ نے تو مجھ غریب کو وقت دینا ہی گوارا نہ کیا کیونکہ ان کے پاس جلسوں اور جلوسوں کی فلم میں کردار ادا کرنا ہوتا تھا اور اداکاری کر کے پیسے کمانے ہوتے تھے اور اپنے پیٹ جو کہ پیٹ کم اور کنوئیں زیادہ ہوتے ہیں کو بھرنا ہوتا ہے۔ جو کہ ساری عمر ان کے نہیں بھرتے اور کچھ تو ویسے ہی مفت میں فاتح عیسائیت کہلانے کے شوقین ہوتے ہیں علم ان کا ذرا کم ہی ہوتا ہے۔ میں نے ایسے بھی کئی علماء کو دیکھا جو کہ صرف یہ ہی کہتے کہ بس جی ہمارا قرآن پر ایمان ہے یہ بجا درست ہے۔ اس کا بائبل سے کیسا ہی اختلاف ہو ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ مگر بھٹکے ہوئے کو تسلی بخش جواب یہ نہیں دے سکتے۔

میرے بھٹکنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ میں نے عیسائیوں کا مختلف مسائل پر لٹریچر پڑھا تھا اور میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ نام نہاد عیسائی جو کہ حقیقت میں پولس کے ہمنوا ہیں جان بوجھ کر الف کو ب اور ب کو ن لکھتے اور پڑھتے ہیں اور علماء کم اور جہلاء زیادہ ہیں۔ یہ جان بوجھ کر مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو گمراہ کرتے ہیں مسلمان علماء بھی اس موضوع پر توجہ دینے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کیونکہ انہیں وضو اور نماز سے ہی فرصت نہیں ہوتی اور وہ اسی بات پر لڑتے مرتے رہتے ہیں کہ ہاتھ اوپر باندھنے ہیں اور دوسرا کہتا ہے نہیں نیچے اور تیسرا کہتا ہے کہ باندھنے ہی نہیں۔ بس روٹی کمانے کی خاطر کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ وہ مشرک ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ وہ کافر ہے اور پھر دونوں تیسرے کو کہتے ہیں کہ وہ تو یہودی کا پیروکار ہے مسلم نوجوان اس سے ہی بدظن ہو جاتا ہے۔ اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہیں عیسائی اور بکواس قسم اور جھوٹا اور حقائق کے برعکس لٹریچر شائع کرتے رہتے ہیں۔

ان حالات میں اسلم رانا صاحب ایسے عیسائیوں کا ناطقہ بند کرتے ہیں۔ انہوں نے اسلامی مشن ادارہ کے ساتھ مل کر بہت سا لٹریچر بھی شائع کیا ہے جو کہ لاجواب ہے اور وقتاً فوقتاً ہم جیسوں کی رہنمائی بھی کرتے رہتے ہیں۔ میں ملت اسلامیہ اور مسلمان علماء سے گزارش کروں گا کہ اس نیک کام میں اسلم صاحب کی معاونت کریں تا کہ سب مل جل کر اللہ کے دین کے آگے کافروں کے حملے سے بچنے کے لئے علم کا ایک بند باندھ دیں تا کہ مسلمان لڑکے اور لڑکیاں جو کہ آج کل اپنے دین سے بھی بیگانے ہیں گمراہ نہ ہوسکیں اور اسلم صاحب کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں جزائے خیر دے اور لمبی عمر نصیب فرمائے تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے دین کی خدمت سرانجام دیں اور کافروں کے زخم کا ایک ایک ٹانکا ادھیڑ دیں اور کافروں کے زخموں پر نمک چھڑکیں تا کہ وہ اپنی جان کی فکر میں ہی پڑے رہیں اسلام اور قرآن کریم پر انہیں حملہ کرنے کی فرصت ہی نہ ملے۔ آمین ثم آمین۔

مغربی ممالک میں مستقل آباد ہونے والے خاندان اپنی اولاد کو عیسائیت کی گود میں دھکیل رہے ہیں

انگلینڈ میں دوران تعلیم یونیورسٹی کے ایک انگریز انجینئر سے دریافت کیا کہ ایک جانب تم دولت مشترکہ (کامن ویلتھ) میں شامل ملکوں کے افراد کو ناپسند کرتے ہو دوسری جانب ان کو برطانیہ آنے کی اجازت دیتے ہو آخر ایسا کیوں ان تارکین وطن کی برطانیہ میں مستقل سکونت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اس لئے کہ طویل عرصہ اپنے وطن سے دور رہنے کے بعد تارکین وطن کی اکثریت اپنے ملک واپس جانا پسند نہیں کرے گی بلکہ برطانیہ میں مستقل سکونت کو ترجیح دے گی اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم اپنے ملک میں دو قومیں پیدا کر رہے ہو۔ دو قومیں ہر ملک میں ایک سنگین مسئلہ ہوتی ہیں۔

انگریز انجینئر کا جواب تھا کہ مجھے یہ کہنے میں عار نہیں کہ ناپسندیدگی کی وجہ رنگ

کا تعصب ہو سکتا ہے لیکن فی زمانہ رنگی تعصب تیزی سے گھٹتا جا رہا ہے۔ جہاں تک برطانیہ میں داخلے کی اجازت کا تعلق ہے ہم اپنی کمزور معاشی حالت کی بنا پر دولت مشترکہ کے ممالک سے افرادی طاقت لینے پر مجبور ہیں یورپی مزدور ہماری ضرورت پوری نہیں کر سکتے ہاں برطانیہ میں ان تارکین وطن کی مستقل سکونت حقیقی طور پر ایک سنجیدہ اور دور اثر مسئلہ ہے اور ہم لوگ اس نکتے پر نہایت سنجیدگی سے غور وخوض کرتے رہتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اگر انسان طویل عرصے تک اپنے وطن اور اعزا سے دور رہے تو اس پر دو قسم کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اول یہ کہ اپنے ملک اور اعزا سے شدید محبت عود کر آتی ہے اور وہ وطن واپس چلا جاتا ہے۔ دوسری صورت میں وطن اور اعزا کی محبت دھندلاتے دھندلاتے ختم ہو جاتی ہے اگر اسے غیر ملک میں آرام و سکون' امن و انصاف بھی میسر آ جائیں تو اکثریت واپس جانا پسند نہیں کرتی اور اگر ان کا اپنا ملک نہایت مفلس اور غیر محفوظ ہے تو مستقل ٹھہرنے والوں کی تعداد کافی بڑھ جاتی ہے ہمارے دولت مشترکہ ممالک کے باشندے کی اکثریت واپس جانے کا ارادہ نہیں رکھتی ہم ان تارکین وطن کی جانب سے قطعاً پریشان نہیں جو ہم میں ضم ہونے کو تیار ہیں ان کی آئندہ نسل ہم میں قطعی جذب ہو جائے گی مگر ان تارکین وطن کا باعث تشویش ہے جو اپنی انفرادیت اپنے سابقہ ملک یا مذہب کی بنیاد پر قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ہم میں ضم ہونے کو تیار نہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ انفرادیت برقرار رکھنے کی جو شدت ان تازہ تارکین وطن میں موجود ہے ان کی آئندہ نسلوں میں برقرار نہیں رہے گی ان پر برطانوی تعلیم و تربیت اور ماحول کا نہایت گہرا اثر ہوگا کچھ وقت تو ضرور لگے گا لیکن دوسری نہیں تو تیسری نسل کی اکثریت کو ہم ضرور جذب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ضم کرنے کی مدت اس لئے طویل ہوگی کہ ہمارا ملک چھوٹا ہے تارکین وطن کی اکثریت چند شہروں میں ایک ساتھ رہائش پذیر ہے امریکہ' کینیڈا اور آسٹریلیا میں معاملہ اس کے برعکس ہے یہ ممالک وسیع ہیں۔ تناسب کے لحاظ سے مقامی آبادی تارکین وطن سے بہت زیادہ ہے۔ نتیجتاً تارکین وطن پورے ملک میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کی پہلی نسل ہی مقامی آبادی میں بہت حد تک گم ہو جائے

گی۔ اگر کچھ باقی رہی تو دوسری تیسری نسل میں قطعاً جذب ہو جائے گی۔

انگریز انجینئر کے اس جواب کو میں نے اپنی آنکھوں سے امریکہ میں دیکھا جو لوگ وہاں مستقل آباد ہو گئے ہیں ان کے بچے اسلام کے بارے میں بہت کم اور عیسائیت کے بارے میں بہت زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ جس تہذیب اور ماحول میں پرورش پا رہے ہیں لامحالہ اس کے اثرات ذہنوں پر نہایت گہرے ہیں نتیجتاً دانستہ یا نادانستہ طور پر پیروی بھی کر رہے ہیں۔ عیسائی لڑکوں اور لڑکیوں سے ڈیٹنگ کرنا عام سی بات بن رہی ہے۔ والدین حالات و ماحول کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ ایک کثیر تعدادی مدافعت کمزور پڑ گئی ہے اور کہنے لگے ہیں جیسا دیس ویسا بھیس۔ عیسائی لڑکوں اور لڑکیوں سے شادی کے بعد عیسائی ماحول میں اولاد لامحالہ عیسائی ہو جائے گی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو مسلمان ان ممالک میں مستقل آباد ہو رہے ہیں دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنی اولاد کو عیسائیت کی گود میں دے رہے ہیں میرا خیال ہے کہ ان ممالک کی عمرانیاتی ماہرین نے ان مسائل پر اچھی طرح غور کیا ہوگا اور کمپیوٹر کی مدد سے شماریاتی اور ماحولیاتی بنیادوں پر تحقیق کی ہوگی کہ تارکین وطن کی کتنی تعداد کو ہر سال ملک میں آنے کی اجازت دی جائے تاکہ مقامی آبادی میں ضم ہونے کا عمل بھی ساتھ ہی ساتھ کامیابی اور تسلسل کے ساتھ جاری رہے۔

اسی قسم کی تبدیلی مذہب کے بارے میں میرے ایک قریبی دوست نے ایک واقعہ سنایا جس کے وہ خود شاہد ہیں کیلی فورنیا امریکہ میں انہیں ایک نماز جنازہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جنازہ مسجد میں رکھا ہوا تھا اور باہر اندازاً ۳۰، ۳۵ افراد بیٹھے ہوئے تھے میت کے بارے میں معلوم ہوا کہ موصوف تقسیم ہندوستان سے کافی پیشتر امریکہ آئے تھے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ بعد میں کچھ اعزا کو بھی بلا لیا۔ مسجد سے باہر جو افراد جمع تھے وہ سب کے سب موصوف کے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں وغیرہ تھے جو سب کے سب حالات اور ماحول کے ہاتھوں عیسائی ہو گئے اور اب مسجد کے باہر اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کچھ مسلمان جمع ہو جائیں تاکہ نماز جنازہ پڑھ دیں۔ جس کے لئے

مرحوم وصیت کر گئے تھے۔

کسی فرد یا قوم کو ذہنی طور پر تبدیل کرنے کے دو طریقے ہیں پہلا ذہنی ڈھلائی (برین مولڈنگ) اور دوسرا ذہنی غسل (برین واشنگ) بدقسمتی سے یہ دونوں حربے ہم مسلمانوں پر استعمال کئے جارہے ہیں ہمارے عیسائی مشنری اسکول معصوم اور ناپختہ اذہان کی ذہنی ڈھلائی اور مشنری اسپتال لائنز کلب روٹری کلب اور اسی نوع کے دوسرے مغربی تہذیب میں ڈھلے کلب اور ہوٹل ذہنی غسل میں مصروف ہیں ایک نہایت سادہ معصوم سا طریقہ ذہنی غسل ملاحظہ ہو۔

ایک مرتبہ دستاویزی فلم دیکھنے کا اتفاق ہوا جس کا عنوان تھا۔

افریقہ میں عیسائیت کا فروغ (دیپر اگریس آف کرسچیٹی ان افریکا)

فلم کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ ایک ڈاکٹر ایک پادری اور چند ننیس جن کے ذمہ نرسوں کے فرائض بھی تھے۔ افریقہ کے ایک جنگل میں ایک اسپتال اور اس سے منسلک ایک گرجا تعمیر کرتے ہیں۔ نزدیک ہی ایک جنگلی افریقی قبیلہ آباد ہے۔ طریقہ تبلیغ یا طریقہ ذہنی غسل نہایت سادہ اختیار کیا گیا۔ مریض اسپتال میں داخل کیا جاتا ہے اور اس کا باقاعدہ علاج ہوتا ہے۔ جب اس کے بیوی بچے ملنے آتے ہیں تو نرس ان کو متصل کمرے میں لے جاتی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کے مجسمے رکھے ہیں۔ نرس ان کے سامنے دوزانو ہو کر مریض کی صحت کے لئے دعا کرتی ہے اس کی نقل کرتے ہوئے مریض کی بیوی اور بچے بھی دوزانو ہو جاتے ہیں اور وہی حرکات کرتے ہیں جو نرس کرتی ہے حالانکہ نرس ان سے نقل کرنے کے لئے قطعاً نہیں کہتی۔ مریض کے صحت مند ہونے کے بعد یہ انتہائی سادہ طریق تبلیغ ان معصوم ذہنوں میں اعتقاد کا بیج بو دیتا ہے۔ جو مسلسل غسل سے جڑیں پیوست کر دیتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس قبیلے کے کچھ لوگ عیسائی ہو جاتے ہیں اور جو سخت مخالف تھے دوستی کا رویہ اختیار کر لیتے ہیں۔

وہ پاکستانی نوجوان جن کی عمریں ۲۰ سال کے لگ بھگ ہیں عموماً شعوری طور پر ناپختہ ہوتے ہیں۔ آج کل ایسے ہزاروں نوجوان یورپ امریکہ اور کمیونسٹ ممالک میں

ملازمت و تعلیم حاصل کر رہے ہیں کئی سال کے بعد جب وہ واپس وطن لوٹتے ہیں تو ان کی اکثریت ذہنی غسل کے مراحل سے گزر چکی ہوتی ہے۔

مغربی ممالک کی حکومتیں اور مختلف انجنسیں و ادارے ہماری خواتین کو مغربی تعلیمی اداروں میں تعلیم کے لئے وظیفہ دینے میں خاص طور پر فراغ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔ظاہر ہے کہ اگر ایک عورت ان کی ڈگر پر چل نکلی تو سمجھئے ایک نسل کو ہم خیال بنالیا کسی پادری کا کہا آپ نے سنا ہوگا کہ گو ہم تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں کو عیسائی نہ بنا سکے لیکن کیا یہ ہماری بڑی کامیابی نہیں کہ ہم نے انہیں صحیح مسلمان بھی نہیں رہنے دیا۔

آیئے اس ضمن میں مزید ایک نکتے پر غور کیا جائے۔

پوری دنیا میں تبدیلی مذہب کے بعد فرد کا نام اس مذہب کے تعلق سے رکھا جاتا ہے جو وہ اختیار کرتا ہے' بلکہ افریقہ کے وسطی ممالک نائجیریا' تنزانیہ اور زیمبیا وغیرہ میں اگر کوئی مسلمان لڑکا یا لڑکی مشنری اسکول میں داخلہ لینا چاہے تو اسکو ایک مزید عیسائی نام بھی رکھنا پڑتا ہے ورنہ داخلہ نہیں ملتا۔ مقصد واضح ہے کہ طالب علم کا ذہن نام کے لگاؤ سے عیسائیت کو اپنے دل میں نرم جگہ دے گا اجنبیت میں کمی آئے گی اور قربت میں اضافہ ہوتا جائے گا ساتھ ہی ملک کی آبادی میں اعداد وشمار میں عیسائی مذہب کے پیروکاروں کی تعداد بڑھ جائے گی جو ملکی سیاست اور معاشرت پر اثر انداز ہوگی۔ لیکن اس کے برعکس وہی عیسائی مشنریاں پاکستان میں نام کے معاملے میں ایک نئی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ یہاں تبدیلی مذہب کرنے والے کا نام تبدیل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ پرانا نام صرف مسیح کے اضافے سے بدستور قائم رہتا ہے۔ مثلاً اقبال مسیح' جمیلہ مسیح' عنایت مسیح وغیرہ۔ عجب بین الاقوامی پالیسی ہے کہ ایک طرف تو مسلمان رہتے ہوئے دوسرا عیسائی نام رکھانے پر ضد ہے دوسری طرف پاکستان میں تبدیلی مذہب کے بعد بھی عیسائی نام نہ رکھنے کی پابندی ہے۔

اس اہم نکتے سے ہم سب واقف ہیں کہ کسی فرد کا نام اس کے قبیلے ذات اور مذہب کے تعلق سے انتہائی اہم شناختی نشان اور اس گروہ سے قربت پیدا کرنے کا

ایک ذریعہ ہوتا ہے۔

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کے ذہین پیشواؤں نے یہ نکتہ کیوں نظر انداز کیا ہوا ہے آیا دانستہ یا نادانستہ۔ یہ سوچنا خام خیالی ہے کہ پاکستان میں نام نہ تبدیل کرنے کی پالیسی نادانستہ طور پر اپنائی گئی ہے یہ فیصلہ غیر ملکی اعلیٰ مذہبی رہنماؤں نے انتہائی غور وفکر کے بعد کیا ہوگا کہ پاکستان میں ترک کردہ مذہب کا نام جاری رکھنا چاہیے۔ میرا خیال ہے یہ فیصلہ دوررس نتائج کا حامل ہوگا۔ اس کے پس پشت کون سے ارادے کارفرما ہیں یہ نکتہ غور وفکر کا متقاضی ہے۔

باب نمبر ۱۷

مسیحی آبادی، مسیحی دعووں کی روشنی میں

(۱) ''قیام پاکستان کے دنوں پاکستان میں مسیحیوں کی تعداد ۸۰ ہزار تھی جو ۱۹۵۸ء میں ۴۸۸،۲۶۳ ہوگئی۔'' (''پراسپیکٹر'' کینڈا، اکتوبر ۱۹۵۸ء)

(۲) مدتوں مسیحی جریدہ ''شاداب'' کو ''بیس لاکھ مسیحیوں کا ترجمان'' ہونے کا دعویٰ رہا ہے۔

(۳) پاکستان میں مسیحی آبادی ۶۰ لاکھ ہے (پاکستان نیشنل کرسچن لیگ'' جنگ'' کراچی ۴۷-۸-۲۵)

(۴) پاکستان میں مسیحی آبادی ۷۵ لاکھ ہے (پاکستان نیشنل کرسچن لیگ کا اخباری بیان ۷۷-۹-۲۶)

(۵) پاکستان میں مسیحی آبادی ۶۰ لاکھ ہے (جے سالک کی پریس کانفرنس منعقدہ کراچی ۸۲-۸-۲۹)

(۶) مسیحی اقلیت کی تعداد ۷۰ لاکھ ہے (مسیحی دعویٰ ''سیارہ ڈائجسٹ'' لاہور ستمبر ۸۳، صفحہ ۱۲۳)

(۷) ''پاکستان میں مسیحیوں کی آبادی ایک کروڑ ہے'' (صدر کرسچن الیکشن ایکشن کمیٹی۔ ''جنگ'' کراچی ۸۵-۳-۵)

(۸) ''مسیحی اقلیت کی آبادی ڈیڑھ کروڑ کے لگ بھگ ہے'' (''نقیب'' یکم مارچ ۱۹۸۹ء صفحہ ۱۸)

(۹) ''ہماری تعداد ایک کروڑ سے بھی زیادہ ہے'' (''نقیب'' ۱۶ جولائی ۱۹۸۹ء، صفحہ ۱۱)

لیجیے! ۴ ماہ بعد آبادی بڑھنے کے بجائے ۵۰ لاکھ کم ہوگئی!

(۱۰) ''اقلیتی حلقے اس بات پر مصر ہیں کہ ان کی تعداد ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے'' (''ہم سخن'' صفحہ ۱۴)

دو سال بعد سب اقلیتیں مل کر ایک کروڑ ہوئیں! یا للعجب!

(۱۱) ''ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت ملک میں مسیحیوں کی تعداد ساڑھے اٹھارہ لاکھ اور ہندو اور شیڈول کاسٹ اٹھارہ لاکھ اور قادیانی ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہیں'' (مسیحی ماہنامہ ''کاریتاس'' نومبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۰)

(۱۲) ''چرچ ممبر شپ مسیحیوں کی تعداد ۸۰ لاکھ بتاتی ہے'' (''کاریتاس'' جنوری ۹۲ء صفحہ ۲۳)

(۱۳) ہمارے ملک میں مسیحیوں' ہندوؤں' پارسیوں' احمدیوں' سکھوں اور دوسرے قبائلی مذاہب کے قائل لوگ بھی بستے ہیں جن کی تعداد ایک کروڑ کے قریب ہے'' (''نقیب'' یکم اگست ۹۴ء صفحہ ۱۵)

(۱۴) مسیحی عوام ڈیڑھ کروڑ ہیں (''کاریتاس'' نومبر ۹۴ء صفحہ ۶۱)

(۱۵) پاکستانی تارکان وطن مسیحی ۱۹۹۴ء سے اولڈہم (برطانیہ) سے ایک سہ ماہی جریدہ ''نجات'' نکالنے لگے ہیں شمارہ نمبر ۱۴ اکتوبر تا دسمبر ۹۴ء کے صفحہ ۱۸ پر مرقوم ہے۔

''پاکستان میں دینی اعتبار سے مسیحیت دوسرا بڑا مذہب ہے ایک اندازے کے مطابق ۹۶-۱۹۹۵ء تک پاکستان میں مسیحیوں کی تعداد ۴۰ لاکھ کے لگ بھگ پہنچ جائے گی مسیحیوں کے علاوہ پاکستان میں ہندو' پارسی' سکھ اور بدھ مت کے ماننے والے بھی آباد ہیں جو تقریباً ۲۰ لاکھ کے قریب ہیں''

آگے اسی شمارہ کے صفحہ ۱۰ پر پڑھ کر قاری حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ:

''پاکستان کی کل آبادی تقریباً ۱۳ کروڑ ہے جس میں سے اقلیتوں کی آبادی ڈھائی کروڑ بنتی ہے''

(۱۶) ''کاتھولک نقیب'' ۱۶ نومبر ۹۳ء صفحہ ۱۶ کا بیان ہے۔

''پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کی آبادی ملک بھر کا تقریباً ۷ فیصد ہے حکومتی

اعداد و شمار کے مطابق (۰ گو اقلیتی لیڈران ان اعداد و شمار سے اختلاف کرتے ہیں) اقلیتوں میں ہندو سب سے بڑی اقلیت ہے جو اقلیتوں کی کل آبادی کا ۴۶،۸ فیصد ہے ہندوؤں کی اکثریت (۹۶ فیصد) سندھ میں رہائش پذیر ہے ہندوؤں کی کل آبادی ۱۲'۷۵'۲۵۵ ہے ہندوؤں کے بعد مسیحی اکثریت میں ہے جن کی کل آبادی ۱۲'۳'۶'۶۴۹ ہے یہ اقلیتوں کی کل آبادی کا ۴۵،۴ فیصد ہے ان کی اکثریت (۶۲،۴ فیصد) پنجاب میں مقیم ہے باقی اقلیتوں کی کل تعداد ۱۲'۴۳۲'۱ ہے''

اوپر دکھایا جا چکا ہے کہ ۸۱ء کی مردم شماری کی رو سے مسیحی سب سے بڑی اقلیت ہیں ان کی تعداد ۱۳'۱۰'۴۲۶ تھی ہندو دوسرے نمبر پر ہیں ان کی آبادی ۱۲'۷'۶'۱۱۶ تھی خدا معلوم ان انوکھے اعداد و شمار کا ماخذ کیا ہے؟

لکھنے والے کو ہوش ہے نہ چھاپنے والوں کو پتہ!

(۱۷) ''شاداب'' جون ۸۷ء صفحہ ۱۰ پر پاکستان میں مسیحی اقلیت کا تناسب ۵ فیصد ہے۔

(۱۸) ''شاداب'' جولائی ۸۷ء میں ۷ فیصد لکھا گیا۔

(۱۹) ''سیارہ ڈائجسٹ'' ستمبر ۸۳ء میں ۸،۲ فیصد درج تھا۔

خیال رہے کہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق مسیحی آبادی کا تناسب ۱،۵۶ فیصد تھا۔

القصہ کیا مسیحی اہل قلم و رہنما اور کیا مسیحی پریس' سبھی مسیحی آبادی کے تعین میں شدید ترین گھپلے بازیوں' غلطیوں اور کنفیوژن کا شکار ہیں ان کے دعاوی محض بڑھکیں ہیں اور بے سروپا ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس مسئلہ پر شدید مبالغہ آرائی' پراگندہ خیالی اور ذہنی انتشار کا شکار ہیں جو وہ کہتے ہیں انہیں اس کا شعور و ادراک نہیں ہے ہر ایک نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رکھی ہے ہر ایک اپنی اپنی ڈفلی پر اپنا اپنا راگ الاپنے میں مصروف ہے حقیقت کا احساس و تعلق کسی کو بھی نہیں ہے جو کہ حد درجہ افسوسناک ہے۔

حکومت پاکستان پر الزام دے لینا تو آسان ہے کہ یہاں ''سوچے سمجھے منصوبے'' اور ''سازش'' کے تحت مسیحیوں کی درست مردم شماری نہیں کی جاتی لیکن

انگریزی سرکار کے بارے کیا کہیں گے؟ لکھا ہے

”مسیحی آبادی کے لحاظ سے ۱۹۴۱ء کی مردم شماری بہت نامکمل تھی“
1941 Census was very deficient in regard to its "The of Christian population" (Directory of Treatment Missions in India and Pakistan : 1951 P.X.V) Chruches and

ڈائریکٹری کے صفحہ ۲۹ پر ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کی رو سے مسیحی آبادی ۶۳،۰۰،۰۰۰ بتائی گئی تھی جب کہ مسیحی اندازہ ۷۷،۵۰،۰۰۰ یا ۸۰،۰۰،۰۰۰ تھا۔

آبادی کے مسائل پر مسیحی اقلیت کو مطمئن کرنا شاید حد امکان سے باہر ہے!

خدا معلوم ہم یہ اندازہ لگانے میں کس قدر حق بجانب ہیں کہ ”سوچے سمجھے منصوبے“ اور ”سازش“ کے تحت ”مسیحی آبادی ایک محدود دائرے کے اندر رکھنے“ کی کذب بیانی کا مقصد و مطلب حکومت پاکستان کو بدنام کرنے اور مسیحی اقلیت کی مصنوعی اور مفروضہ بدحالی کا ڈھنڈورا پیٹنے کی قدیم مذموم مسیحی روش کا ایک حصہ ہے۔

مندرجہ بالا ٹھوس حقائق کا مطالعہ کرنے کے بعد امید ہے کہ عیسائی اپنا رویہ صحیح کرلیں گے۔

کچھ عیسائیوں کے مشن کے متعلق

دنیا کی عیسائی آبادی	ایک ارب اسی کروڑ
تناسب	۳۳،۴ فیصد یعنی ایک تہائی
عیسائی تنظیمیں	۲۱۳۰۰
غیر ملکی مشن	۴۰۵۰

مشنوں کی سالانہ آمدنی انیس ارب ڈالر
مکمل بائبل کی سالانہ تقسیم پانچ کروڑ بیس لاکھ
صرف انجیل کی تقسیم آٹھ کروڑ
عیسائی جریدے پچاس ہزار

(نوٹ: مسلمانوں کی دنیا بھر کی آبادی ۹۶ کروڑ یعنی کل آبادی کا پانچواں حصہ ہے)

پاکستان کے عیسائی اب اس دعوے سے حقوق مانگ رہے ہیں کہ ہم نے بھی پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا حالانکہ بیچارے کسی گنتی میں نہ تھے ان کی دلیل بھی عجیب ہے کہ تقسیم کے وقت ان کے دور ہنماؤں نے قرار دادیں منظور کرائیں کہ عیسائیوں کو مسلمانوں میں شامل کر کے تحصیل پٹھان کوٹ کو پاکستان میں شامل کیا جائے مگر اس سے فقط یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی عالی ظرفی سے بہتر سلوک کی امید رکھتے تھے جب کہ ہندوؤں نے انہیں اچھوت بنا رکھا تھا۔

پاکستان کے لئے لمحہ فکر

قابل غور بات یہ ہے کہ

(۱) پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور ایک نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آئی لیکن اس میں اس قدر تیزی سے عیسائیت کا فروغ کیوں ہوا۔

(۲) شدید اختلافات عقائد و مسلک کے باوجود عیسائی آپس میں ہر قسم کا تعاون کر کے غیر اقوام کو عیسائیت کی آغوش میں لے رہے ہیں۔

(۳) عیسائی مبلغین اپنے براعظموں سے دور دراز کے غیر مسیحی علاقوں میں جا کر نا مسائد حالات کے باوجود عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔

(۴) پاکستان میں پست اقوام اور مفلس قبائل کے بیشتر حصہ کو عیسائی بنا ڈالا اور اس صدی کے آخر تک تمام پست اقوام اور قبائل کو عیسائی بنانے کا مکمل منصوبہ تیار کر لیا۔

(۵) قیام پاکستان کے بعد صرف بارہ برس کے عرصہ میں عیسائیوں کے

پریس اور متفرق صنعتیں شامل ہیں تعلیمی اداروں میں کالج اسکول پیشہ وارانہ اسکول' تربیتی اسکول' طبی اداروں میں' اسپتال' ڈسپنسریاں' زچہ خانے' کوڑیوں کے اسپتال کے صرف ایک فرقے کے اداروں میں ہزاروں فیصد اضافہ ہوا۔

اکثر فرقوں نے پاکستان کو عیسائیت کے لئے کھلا میدان ظاہر کیا ہے اور اپنی رپورٹوں میں مزید مشنریوں کی کمک طلب کی ہے ایک مشنری جس کا سوڈان سے پاکستان تبادلہ کیا گیا تھا بے اختیار کہہ اٹھا۔

''اس نے ایسی کوئی اسلامی مملکت نہیں دیکھی جہاں اتنی آزادی سے عیسائیت کی تبلیغ ہوتی ہو جتنی کہ پاکستان میں ہوتی ہے۔''

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ یہاں کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اسلام کے برخلاف کسی نظریہ یا مذہب کی تبلیغ واشاعت کرے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ قیام پاکستان کے بعد اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو لادینی عناصر اور سیکولرازم اور کمیونزم کے حامی افراد کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا اور دوسری طرف عیسائیت نے فروغ پایا ہے ہم بے حس بنے رہے اور دوسروں نے پاکستان کو اپنے نظریات وعقائد کی تجربہ گاہ بنالیا۔

پاکستان میں عیسائیت کے اس فروغ کو دیکھ کر ہر مسلمان کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں انہیں احساس کرنا چاہیئے کہ جس مملکت کو ہم نے اتنی قربانیوں کے بعد حاصل کیا تھا اسے کس انداز سے ختم کرنے اور مسلمانوں کو اقلیت میں بدلنے کی سازشیں کی جارہی ہیں آج پاکستان کو چاروں طرف سے خطرات کا سامنا ہے۔

لادینیت' کمیونزم اور سیکولرازم کا سیلاب ہے جو پاکستان کی سرحدوں تک پہنچ چکا ہے۔

اغیار اسلامی نظریہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہے آج ہم میں افسوسناک حد تک قول وفعل کا تضاد پایا جاتا ہے ہمارے قول کا عمل سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہمارے عمل کو قول سے کوئی نسبت ہے ہمارا چھوٹا بڑا' عالم' جاہل' سب کم وبیش اسی تضاد کا شکار ہیں جب کہ اغیار قومیں مذہب سے بے زار ہونے کے باوجود اس کی تبلیغ و

اشاعت کے لئے سر توڑ کوششوں میں مصروف ہیں۔

ہمارا وہ مقدس و محترم گروہ جسے علماء کرام کہا جاتا ہے ورثاء نبی کی حیثیت سے ان کے کاندھوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ فروعی اختلافات کو اپنی حد تک رکھتے ہوئے پوری یکسوئی اور یکجہتی سے اپنے اپنے محاذ پر اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں مفلسی اور غربت سے بچنے کے لئے جو لوگ عیسائیت کے فریب کا شکار ہو رہے ہیں انہیں راہ راست پر لائیں ہمارے سرمایہ دار حضرات مفلس اور غریب مسلمانوں کی مدد کریں اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں ہمارے علماء کرام بین الاقوامی سطح پر اسلام کی تبلیغ کے لئے منظم پروگرام ترتیب دیں تربیت یافتہ اور علم کے زیور سے آراستہ علماء کرام جو جدید وقدیم دونوں علوم سے واقف ہوں پوری دنیا کے چپے چپے میں پھیل جائیں اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو اسلام کی نورانیت سے منور کرنے کے لئے انہیں اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں آج دنیا راہ حق کی متلاشی ہے اگر مسلمانوں نے اسلام کی تعلیمات اور سنت رسول پر پوری طرح عمل کرتے ہوئے اسلام کے ہمہ گیر عالمی پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا عزم کر لیا تو پوری دنیا ان کا استقبال کرے گی سکون قلب کے لئے آج پوری کائنات اسلام کے دامن میں سمٹ جانے کے لئے آمادہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مسلمان جدوجہد اور عمل کے اصولوں کو اپنائیں اسلام سے اپنی وابستگی کا عملی ثبوت فراہم کریں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے آمادہ ہو جائیں تاکہ ایک طرف تو لادینیت کے سیلاب کو روکا جاسکے اور دوسری طرف عیسائیت، یہودیت اور دیگر باطل مذاہب کی چیرہ دستیوں سے نجات حاصل کی جاسکے اور دنیا میں پھیلی ہوئی کروڑوں کی مسلم اقلیت کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے انکی ہر ممکن مدد کی جاسکے تاکہ مسلمان ایک نئے جذبہ اور قوت عمل سے اقوام عالم میں اپنا مقام حاصل کرسکیں۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ فروری ۱۹۸۰ء

(بشکریہ ماہنامہ النور لاہور)

مسیحی حضرات کے آبادی کے بارے میں جھوٹے دعوے

(۱) غیر ملکی اعلان

"تقسیم ہند کے وقت (۱۹۴۷ء میں) پاکستان میں مسیحیوں کی تعداد اسی ہزار (۸۰۰۰۰۰) تھی جو ۱۹۵۸ء میں دو لاکھ اٹھاسی ہزار دو سو تریسٹھ (۲۸۸۲۶۳) ہوگئی ہے۔"

(پراسپیکٹر، کینیڈا ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء)

(۲) ماہنامہ شاداب کا دعویٰ

مسیحی صحافی کنول فیروز کے پندرہ روزہ رسالہ "شاداب" لاہور کی پیشانی پر مسلسل لکھا جا رہا ہے "بیس لاکھ مسیحیوں کا ترجمان"

(شاداب لاہور ۱۱۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء و مابعد)

یاد رہے کہ ۱۹۷۲ء کی مردم شماری میں مسیحی افراد کی تعداد دس لاکھ سے بھی کم صرف ۹۰۷۸۶۱ تھی۔

(۳) پاکستان نیشنل کرسچن لیگ کا دعویٰ

پاکستان نیشنل کرسچن لیگ کے صدر مسٹر جیمز اور جنرل سیکریٹری مسٹر پطرس گل ہیں ان دونوں نے مشترکہ اعلان کیا کہ پاکستان میں مسیحی آبادی ساٹھ لاکھ ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ اگست ۱۹۷۴ء)

۱۹۷۲ء میں بیس لاکھ کا دعویٰ تھا ۱۹۷۴ء میں ساٹھ لاکھ کا دعویٰ ہوگیا جب کہ اصل تعداد دس لاکھ بھی نہ تھی۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ یہی دعویٰ روزنامہ امن کراچی کی ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں کیا گیا ہے۔

(۴) مبالغہ آرائی

۱۹۷۷ء میں پاکستان نیشنل کرسچن لیگ کے ایک رہنما خادم ولسن نے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان میں مسیحی آبادی پچھتر لاکھ ہے۔

(اخباری بیان ۲۶ ستمبر ۱۹۷۷)

(۵) جے سالک کا اعلان

معروف مسیحی قائد جے سالک نے اپنی پریس کانفرنس منعقدہ کراچی پریس کلب میں اعلان کیا ہے کہ پاکستان میں مسیحی آبادی ساٹھ لاکھ ہے (روئداد پریس کانفرنس ۱۲۹ اگست ۱۹۸۲ء)

(۶) متضاد دعوے

اگلے سال ستمبر ۱۹۸۳ء میں ایک دوسرے مسیحی صحافی کنول فیروز نے لکھا ہے کہ مسیحی اقلیت کی تعداد ستر لاکھ ہے۔

(سیارہ ڈائجسٹ لاہور ستمبر ۱۹۸۳ء ص ۱۲۳)

یاد رہے کہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کی مصدقہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں مسیحی آبادی چودہ لاکھ سے بھی کم ۱۳۱۰۴۲۶ تھی۔

(۷) مسیحی آبادی کا تناسب

(ا) مسٹر کنول فیروز کے رسالہ ''شاداب'' لاہور نے اشاعت جون ۱۹۷۸ء کے صفحہ ۱۰ پر پاکستان میں مسیحی اقلیت کا تناسب پانچ فیصد بیان کیا۔

(ب) اسی سال جولائی ۱۹۷۸ء میں ''شاداب'' کے اداریہ میں مدیر نے تناسب سات فیصد لکھا (گویا ایک مہینہ میں دو فیصد اضافہ ہوگیا)

(ج) چار سال بعد مسٹر فیروز کنول نے مسیحی آبادی کو پاکستان کی مجموعی آبادی کا آٹھ فیصد سے بھی زائد ۸،۲ فیصد لکھا۔

(سیارہ ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۸۳ء)

یاد رہے کہ پاکستان میں مسیحی آبادی سوا تیرہ لاکھ سے بھی کم صرف ۱۳۱۰۴۲۶ ہے۔

پاکستان کی مجموعی آبادی میں مسیحی آبادی کا تناسب ڈیڑھ فیصد کے قریب صرف ۱.۵۶ فیصد ہے۔

یہ مبالغہ آرائی کیوں؟

سوال یہ ہے کہ مسیحی قائدین اور انکے صحافی اپنی آبادی مبالغہ آرائی کے ساتھ بڑھا چڑھا کر کیوں پیش کرتے ہیں؟ ہمارے تجزیہ کے مطابق منجملہ دیگر وجوہات ان کے مقاصد تین ہیں:

(۱) ان کا اولین مطمح نظر یہ ہوتا ہے کہ اس مبالغہ آرائی کے سہارے اپنے غیر ملکی آقاؤں اور سرپرستوں کو خوش کر کے زیادہ سے زیادہ مالی امداد و مفادات حاصل کریں۔

ہمارے مقامی مسیحی حضرات کے اکثر منصوبوں کا انحصار غیر ملکی مشنز اور مغربی ممالک کی مالی امداد پر ہوتا ہے مالی امداد کے علاوہ باہر سے گھی، خشک دودھ، پرانے کپڑے اور دوسرے تحائف حاصل کرتے ہیں بیرونی یونیورسٹیوں میں اپنے بچوں کے داخلے اور تعلیمی وظائف حاصل کرتے ہیں تبلیغی دوروں اور کانفرنسوں میں شرکت کے نام پر سیرو سیاحت کے وسائل حاصل کرتے ہیں اندرون ملک اور بیرون ملک اعلیٰ منصب اور بڑے مشاہرے وصول کرتے ہیں۔

(۲) اس مبالغہ آرائی سے ان کا دوسرا مقصد مسلمانوں کو مرعوب کر کے انہیں احساس شکست میں مبتلا کرنا ہے وہ اپنی اس سرد جنگ کے منصوبے میں بہت حد تک کامیاب ہیں۔

شهداء على الناس کے منصب کی حامل ملت کے علماء، کارپرداز اور کارکن غیر مسلموں کے سامنے تبلیغ کی جرات رندانہ کھو بیٹھے ہیں اقصائے عالم میں تو کجا وہ خود اپنے ملک میں اس فریضہ کی ادائیگی سے غافل ہیں۔

(۳) ان کا تیسرا مقصد ان مبالغہ آمیز دعاوی کے ذریعہ "باخبر" ارباب حکومت سے

سودا بازی کرنا ہوتا ہے وہ اس طرح قومی صوبائی غرض ہر سطح پر اپنی نمائندگی میں اضافہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ملازمتوں میں اسکول کالجوں کے داخلوں میں تعلیمی وظائف میں غرض ہر مسئلہ میں اپنا کوٹہ اور نشستیں زیادہ کرا لیتے ہیں اس کے بے شمار شواہد موجود ہیں۔

مشنریوں کے جھوٹے دعوے

بہت سے مشنری یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے کئی لوگوں کو عیسائی بنالیا ہے یہ دعویٰ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ اس قسم کے منصوبوں پر خرچ کرنے والی سوسائٹیوں اور افراد سے زیادہ سے زیادہ رقم بٹوری جا سکیں ایک انگریز مشنری بلڈوین نے دعویٰ کیا کہ اس نے کئی مسلمانوں کو عیسائی بنالیا ہے چنانچہ جس تنظیم کے تحت بلڈوین کام کرتا تھا اس نے اس کی تصدیق کے لئے کچھ لوگ بھیجے تو انہیں وہاں ایک بھی ایسا مسلمان نہ ملا جس نے بلڈوین کے ہاتھ پر عیسائیت قبول کی ہو۔

باب نمبر ۱۸

بائبل پر خود عیسائی علماء کے اعتراضات

مسیحی مبلغ بائبل کو کلام الٰہی اور الہامی باور کراتے ہیں انہوں نے عیسائی عوام کے ذہنوں میں یہ نظریہ اتنا پختہ کر دیا ہے کہ وہ بائبل پڑھنے کے باوجود اس کے اختلافات' تضادات اور ناقابل فہم امور کو نظر انداز کر جاتے ہیں ان کو لاکھ سمجھاؤ مگر وہ کبھی بھی اس حقیقت کو سمجھنے کی طرف متوجہ نہ ہوں گے حالانکہ صاف دل مسیحی علماء اور محققین نے خود ان کتابوں کی اصلیت کو چیلنج کیا ہے اور ان پر معقول اور ٹھوس علمی اعتراضات کئے ہیں بطور نمونہ چند عیسائی اہل قلم کی نگارشات ملاحظہ فرمائیے۔

مشہور برطانوی مصنف مسٹر لیکی کہتا ہے کہ:

''آخر کار سب سے پہلے سترہویں صدی کے عین وسط یعنی ۱۶۴۹ء میں ایک فرنچ پروٹسٹنٹ پادری نے جرات کر کے یہ دعویٰ کیا کہ یہ تصانیف تمام تر جعلی اور موضوع ہیں چنانچہ مدت دراز کی ردوقدح کے بعد جا کر دنیائے مسیحیت کو اس کا یقین آیا'' (تاریخ اخلاق یورپ ص ۳۲۰ بحوالہ پاکستان میں مسیحیت)

مفسر ہورسلے کا اعتراف حقیقت

یہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''یہ بات کہ مقدس متن میں تحریف ہو چکی ہے' یقینی اور شبہ سے پاک ہے نیز نسخوں کے اختلاف سے بالکل نمایاں ہے کیونکہ مختلف عبارتوں میں صحیح عبارت صرف ایک ہی ہو سکتی ہے اور یہ بات قرین قیاس بلکہ یقینی ہے کہ بدترین عبارتیں بعض اوقات مطبوعہ متن میں شامل کر دی گئیں مگر اس دعویٰ کی کوئی دلیل مجھ کو نہیں مل سکی کہ کتاب یوشع میں پائی جانے والی تحریفات عہد عتیق کی تمام کتابوں کی تحریفات سے زیادہ ہیں'' (تفسیر

ہورسلے ج ۲،ص ۲۸۲)

پھر اسی جلد کے ص ۲۷۵ پر لکھتے ہیں کہ:

''یہ بات قطعی طور پر درست ہے کہ بخت نصر کے حادثہ کے بعد بلکہ اس سے کچھ پہلے بھی لوگوں کے پاس عبرانی متن کی جو نقلیں تھیں وہ تحریف کے لحاظ سے ان نسخوں سے بھی بدترین حالت میں تھیں جو عزرا کی تصحیح کے بعد وجود میں آئے''

ناظرین کرام، مندرجہ بالا اقتباسات کے مطالعہ کرنے سے مسئلہ تحریف بائبل دوٹوک انداز سے حل ہوجاتا ہے کہ بائبل مقدس یقیناً تحریف کا شکار ہو چکی ہے اس میں رتی بھر شک وشبہ نہیں۔ لہٰذا ہمارے دیسی پادریوں کو یہ حقیقت تسلیم کرلینے میں کوئی جھجک اور شرم محسوس نہ کرنی چاہیئے تاکہ آئے دن کا خلفشار ختم ہوجائے۔ مزید ملاحظہ فرمایئے۔

کریز آسٹم کا اعتراف و اقرار

یہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''انبیاء کی بہت سی کتابیں مٹ گئی ہیں کیونکہ یہودیوں نے اپنی غفلت کی وجہ سے ان کو ضائع کردیا بلکہ اپنی بددیانتی کی وجہ سے بعض کتابوں کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلادیا'' (بحوالہ ''تحریف کے یہ مجرم'' ص ۴۴ مطبوعہ ادارہ الہلال اسلامک اکیڈمی مانچسٹر، یوکے)

اس سے معلوم ہوا کہ جب یہود نے کئی کتب کو ضائع کردیا، پھاڑ ڈالا اور جلادیا تو پھر اصل کتب کا وجود کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ یا تو وہ گم ہوگئیں یا محرف ہو چکی ہیں۔

فلپس کوادنوس پادری کا اعتراف

یہ پادری صاحب اپنی کتاب ''خیالات'' مطبوعہ ۱۶۴۰ کی فصل نمبر ۶ میں لکھتے ہیں کہ:

''نسخہ قصاعبہ بالخصوص کتاب سلیمان میں بے شمار تحریف پائی جاتی ہے ربی

املانے جو کیلس کے نام سے مشہور ہے پوری تورات نقل کی اسی طرح ربی یوناہ بن عزیال نے کتاب یوشع بن نون اور کتاب القضاۃ و کتاب السلاطین و اشعیا اور دیگر پیغمبروں کی کتابیں نقل کیں اور ربی یوسف نابینا نے زبور کتاب ایوب اور روت و آستر و سلیمان نقل کیں۔ ان تمام ناقلین نے تحریف کی اور ہم عیسائیوں نے ان کتب کی مخالفت اس لئے کی تاکہ یہودیوں پر تحریف کا الزام قائم کر سکیں حالانکہ ان کی جھوٹی باتوں کو تسلیم نہیں کرتے"۔ (بحوالہ تحریف کے یہ مجرم ۴۵)

ملاحظہ فرمائیں کہ سترہویں صدی کا یہ فاضل پادری کس صفائی سے یہودیوں کی تحریف کی گواہی دے رہا ہے۔

مورخ موشیم کا اعتراف

یہ مورخ اپنی تاریخ مطبوعہ ۱۸۳۲ء ج ۱ ص ۶۵ میں دوسری صدی کے علماء کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"افلاطون اور فیثا غورث کے عقیدہ پر چلنے والوں میں ایک مقولہ مشہور تھا کہ سچائی بڑھانے اور خدا کی عبادت کے لئے جو جھوٹ اور فریب کئے جائیں وہ نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ لائق تحسین ہیں (اس اصول کا ماخذ خود عیسائی عہد مضامین اور ظاہر شکل و صورت کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ تمام موجودہ یونانی بائبلیں مسیحیوں کی تحریر کردہ ہیں سکندریہ کے یہودیوں نے کتب مقدسہ کا جو مجموعہ فلسطین سے وصول کیا تھا ممکن ہے انہوں نے ہی اس میں اضافہ کر لیا ہو یا انہوں نے یہ روایات فلسطینی حلقوں سے وراثتاً پائی ہوں جہاں زائد کتابیں پہلے سے ہی مستند مانی جاتی تھیں یہ بھی عین ممکن ہے کہ یونانی بائبل میں عبرانی کتب مقدسہ سے اضافہ مسیحیوں نے کیا ہو" (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مطبوعہ ۱۹۷۴ء ج ۲ ص ۸۸۳ کالم ۱ بحوالہ "بائبل میں رد و بدل" ص ۴۰ از رانا محمد اسلم صاحب مدیر ماہنامہ المذاہب شاہدرہ لاہور)

۵۔ مشہور اور معتبر مفسر بائبل پادری ڈلو صاحب واشگاف الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں کہ:

''موجودہ تورات میں کافی الحاقات اور نمایاں ملاوٹ موجود ہے بلکہ آج کل توراۃ کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ موسیٰ کی تصنیف ہی نہیں یہ تو بعد کے کسی آدمی کے تحریر ہے بلکہ متعدد لوگوں کی۔ اس پر انہوں نے کافی شواہدات اور دلائل مہیا کئے ہیں''
(پادری ڈملو کی انگریزی تفسیر کا دیباچہ)

طرابلس (لیبیا) سیمینار منعقدہ یکم تا ٦ فروری ۱۹۷۶ء میں ایک ایسا نسخہ بائبل مطبوعہ بیت المقدس پیش کیا گیا جس میں یہودیوں نے ٦٦٠ مقامات پر تحریف کردی ہے'' (منقول از کتاب پاکستان میں مسیحیت از رانا نادر رضا صدیقی ص ۴۳)

انجیل کے تمام نسخے تحریف شدہ ہیں

جدید محققین کے مطابق یسوع مسیح سے منسوب صرف ۱۸ فیصد تعلیمات اصلی ہیں

دنیا میں اگرچہ اس وقت عددی اعتبار سے عیسائیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن یہ تلخ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل ہے کہ عیسائیوں کا خاصا بڑا طبقہ خصوصاً دور جدید کے عقلیت پسند عیسائی نہ صرف انجیل کے پائے جانے والے تمام نسخوں کو تحریف شدہ خیال کرتے ہیں بلکہ یسوع مسیح کی شخصیت کے حوالے سے بھی تشکیک کا شکار ہیں۔ وہ موجودہ ''اناجیل'' کے یسوع مسیح کو تاریخی یسوع مسیح قرار دیتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہ تھی یہ محققین اس تاریخی یسوع مسیح کو موجودہ ''اناجیل'' کے مصنفین کی وضع کردہ شخصیت کہتے ہیں اور عہد نامہ جدید کے بیشتر حصہ کو تحریف شدہ مانتے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ان اناجیل کے تاریخی تجزیہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ان کا بیشتر حصہ غیر مصدقہ ہے اور موجودہ ''اناجیل'' کے متضاد و متخالف بیانات' تعلیمات اور واقعات سے جو نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں چونکہ وہ بڑی حد تک اس تصور سے مختلف اور گمراہ کن ہیں جس کی تصویر کشی عیسائیوں کی بڑی تعداد کرتی ہے اس لئے ان ''اناجیل'' کا یسوع مسیح محض ایک

''تصوراتی الہیاتی شخصیت'' ہے اس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس حوالہ سے اس کی تعلیمات بھی مسترد ٹھہرتی ہیں۔

ٹائم میگزین نے اپنے یورپی ایڈیشن کے شمارہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۶ء میں مذہب کے عنوان کے تحت سال گزشتہ سات روزہ کیلی فورنیا میں منعقدہ عیسائی دنیا کے چیدہ چیدہ مذہبی محققین کے سیمینار کی رپورٹ میں بتایا ہے کہ بحث وتمحیص میں حصہ لینے والے ۵۰ منتخب افراد کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ یسوع مسیح کے حوالے سے عہد نامہ جدید کے نام سے جو کچھ بھی عیسائیوں میں پایا جاتا ہے اس کا بہت بڑا حصہ نا قابل اعتماد ہے ان کی رائے میں یہوداہ (عیسیٰ علیہ السلام کا وہ حواری جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے غداری کی اور یہودی حکام کو عیسیٰ علیہ السلام کی نشاندہی کی) نے وہ کچھ نہیں کیا جس کا ذکر عہد نامہ جدید میں ہے ان اسکالرز نے دوسرے حواری متی' مرقس' لوقا اور یوحنا کی یہوداہ کے خلاف شہادتوں کو مسترد کرتے ہوئے ان چاروں کو نا قابل اعتماد ٹھہرادیا ہے اور کہا ہے کہ یسوع مسیح کی پیدائش' حیات ثانی' خطاب اور کئی دوسرے حوالوں سے ان چاروں مذکورہ حواریوں کی ''اناجیل'' کو مسترد کردیا جانا چاہیئے۔ شریک مندوبین کی متفقہ رائے تھی کہ یہ انتہائی ناممکن بات ہے کہ محض چاندی کے ۳۰ سکوں کی خاطر یہوداہ نے اپنے آقا (عیسیٰ علیہ السلام) سے غداری کی اور انہیں بوسہ دیا تاکہ دشمن حکام کو ان کی نشاندہی ہوجائے اور وہ انہیں گرفتار ومصلوب کردیں ان کے خیال میں ایسا تصور بھی بے حرمتی ہے۔ یوں ۱۴ سو سال قبل اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تورات' زبور اور انجیل سمیت دیگر تمام کتب سماوی کے تحریف شدہ اور نا قابل عمل ہونے کا جو اعلان کیا تھا آج گھر کے بھیدی خود اس کی گواہی دے رہے ہیں اس لئے کہ وہ نہ موجودہ بائبل و اناجیل کے تضادات کی گتھیوں کو ہی سلجھا سکے ہیں اور نہ ہی ان کی تعلیمات کی تفسیر وتعبیر میں کامیاب ہوسکے ہیں جو عام انسانی فطرت کے خلاف ہے۔

نام نہاد تاریخی یسوع مسیح کا معاملہ کوئی نیا نہیں ہے یہ تقریباً گزشتہ ڈیڑھ صدی سے عیسائی محققین کے لئے دردسر بنا ہوا ہے اور اسکے نتیجے میں ہی ۱۹۲۰ء میں امریکی پروٹسٹنٹ فرقہ وجود میں آیا تاہم اب تک چرچ میں جانے والی موجودہ نسل بائبل

وانا جیل (عہد نامہ قدیم وجدید) کے الجھاؤ سے واقف نہ تھی لیکن گزشتہ عشروں میں عیسائیوں کے مسلمہ عقائد ورسوم کی فرسودگی مختلف نسخوں میں حقائق و واقعات کی متضاد توجیہات' بائبل اور اناجیل کے مصنفین کی اعتقادی اور عملی تطبیق میں شدید اختلافات کو آزاد یورپی اسکالرز نے مسترد کردیا ''اناجیل'' کے یسوع مسیح کو تاریخی شخصیت قرار دیا گیا اور حقیقی یسوع مسیح کی تلاش وجستجو کے لئے عہد نامہ قدیم وجدید دونوں کو کھنگالنے کے لئے سیمینار منعقد کیے جانے لگے۔ان آزاد اسکالرز نے نہ صرف یہ کہ خواص کے مختصر اور منتخب گروہ کی اجارہ داری توڑ کر اناجیل کی انقلابی تفسیریں شروع کردیں بلکہ ان کی بہت سی تعلیمات اور واقعات کو مسترد کردیا۔

۱۹۹۳ء کے سیمینار کے بعد شائع ہونے والی کتاب ''پانچوں اناجیل'' کے مصنف ایموری یونیورسٹی میں عہد نامہ جدید کے اسکالر لیوک ٹموتھی جانسن نے ان اناجیل پر شدید تنقید اور جوابی حملے کیے ہیں۔اس سے قبل وہ ''تاریخی یسوع مسیح کی گمراہ کن تلاش'' اور ''روایتی اناجیل کی حقیقت'' کے عنوانات سے کتابیں شائع کرچکے ہیں جانسن کے نقطہ نظر کا لب لباب یہ ہے کہ ''ان ساری اناجیل میں بنیادی اہمیت کے تمام امور تحریف شدہ ہیں''۔

چینل سائن میکس نمبر ۲ پر ''یسوع مسیح کے مطابق انجیل'' کے عنوان سے اسٹیفن مائیکل نے ایک پروگرام پیش کیا جس میں انہوں نے یسوع مسیح سے منسوب انجیل کی بہت سی تعلیمات اور واقعات کو حذف کردیا یوں عقیدہ اور سائنس کے اس تصادم میں بہت سے قدیم آثار ختم ہوتے نظر آتے ہیں اسٹیفن مائیکل نے کہا ہے کہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ ''اناجیل'' میں یسوع مسیح سے جو کچھ منسوب ہے وہ یسوع مسیح کا کہا ہوا یا کیا ہوا ہے یوں اس وقت انجیل کے جتنے بھی نسخے پائے جاتے ہیں ان کے حوالے سے عیسائی دنیا کے ماہرین میں شدید اختلافات ہیں اور اب یہ موضوع کلیسا کے مذہبی پیشواؤں اور عمائدین کے علاوہ عام لوگوں میں بھی زیر بحث آنے لگا ہے۔

عام طور پر چرچ میں جانے والے مختلف رجحانات واذہان کے حامل ہیں لیکن جو کچھ یسوع مسیح اور اناجیل کے حوالے سے مذہبی عمائدین اور اسکالرز میں زیر بحث ہے

اس پر عیسائی عوام تذبذب اور حیرت زدہ ہیں ان میں سے ایک مورین اسمتھ بھی ہے پادری بننے کی مذہبی تربیت گاہ کے سابق طالب علم مورین اسمتھ نے کہا ہے کہ جو کچھ ریکارڈ پر ہے تشنہ ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یسوع مسیح کو مزید کچھ کہنا چاہیے تھا۔ اسمتھ کی تشویش سمجھ میں آنے والی ہے اس کا کہنا ہے کہ اگر سیمینار میں کیے گئے دعوے درست ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے عقیدہ کی پھر کیا بنیاد ہے؟ اگر عیسائیت پر مجرد ایمان رکھنے پر اصرار کرنے والوں کی بات مانی جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس کے اسوۂ کی پیروی کی جائے اس لئے کہ بائبل سمیت تمام اناجیل میں تعلیمات و واقعات میں شدید اختلاف ہیں۔

کئی صدیوں سے عیسائیوں میں حقیقی یسوع مسیح اور تاریخی یسوع مسیح کے درمیان امتیاز کا نقطہ نظر پایا جاتا ہے تاہم قدامت پسند عیسائی موجودہ اناجیل میں سے پال کے مکتوبات کو ہی سب سے بہترین تاریخ سمجھتے ہیں جو کلیساؤں میں عشائے ربانی میں پڑھے جاتے ہیں ان کے خیال میں ایک عیسائی کو اس سے ماورا غور و خوض اور جستجو نہیں کرنی چاہیے اور یہ سوال نہیں اٹھانا چاہیے کہ آیا یسوع مسیح نے واقعتاً مردوں کو زندہ کردیا تھا؟ اور نہ ہی یسوع مسیح کی مسیح موعود کی حیثیت سے آمد کے بارے میں سوال اٹھانا چاہیے قدامت پسند عیسائی متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی تصدیق کرتے ہیں تاہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ان حواریوں کی لکھی ہوئی نہیں ہیں بلکہ ان کے گمنام پیروی کرنے والوں یا ان پیروی کرنے والوں کے پیروکاروں نے بعد میں لکھی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر انجیل کا نسخہ یسوع مسیح کی تصویر کشی ایک مختلف انداز سے کرتا ہے۔

یسوع مسیح کے سیمینار کے شریک چیئرمین جان ڈومینک کروسان نے اپنی کتاب ''تاریخ یسوع مسیح'' میں کہا ہے کہ یسوع مسیح کا اپنے باپ کی سلطنت سے تعلق نہ تھا جیسا کہ روایتی طور پر سمجھا جاتا ہے۔ یوں آزاد خیال سیمینار منعقد کرنے والے عیسائی محققین نے ایسے اقتباسات کو ان اناجیل سے خارج کرنا شروع کردیا ہے جن کے بارے میں انہوں نے محسوس کیا ہے کہ یسوع مسیح کے بعد ان کے پیروکاروں نے ان کے نام سے ان میں شامل کردیا ہے ان محققین نے عہد نامہ قدیم سے بھی بہت کچھ لیا ہے

ان کے مطابق اناجیل میں یسوع مسیح سے منسوب صرف ۱۸ فیصد تعلیمات حقیقتاً یسوع مسیح کی ہیں۔

بعض برطانوی مورخین نے مذہبی کتابوں کے واقعاتی حوالہ جات کو چیلنج کر دیا

مذہبی امور کے بعض برطانوی ماہرین مورخین نے عیسائیوں کی مذہبی کتاب بائبل اور دوسری مذہبی دستاویزات کے مندرجات کو چیلنج کرتے ہوئے کہا ہے کہ تاریخ میں گہرا کھوج لگانے کے باوجود ایسے حوالہ جات نہیں دستیاب ہوتے کہ جن سے ان کتابوں میں درج بعض اہم واقعات کی تصدیق ہو سکے۔ اسکاٹ لینڈ کی سٹرلنگ یونیورسٹی کے پروفیسر کیتھ وائٹ لیج نے ان شکوک و شبہات پر باقاعدہ ایک کتاب قلمبند کر ڈالی ہے جس میں بائبل میں درج شدہ قدیم اسرائیلیوں کی نقل مکانی اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقلی کا خصوصی تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ جو آثار قدیمہ اس وقت فلسطین کے علاقے میں موجود ہیں۔ ان سے اسرائیلیوں کی آبادکاری سے متعلق کوئی شواہد نہیں ملتے۔ روایتی تذکروں کے مطابق اسرائیلیوں کا وطن بارہ سو سال قبل از مسیح فلسطین کے خطے میں اس وقت قائم کیا گیا تھا جب انہیں قدیم مصر سے نکال دیا گیا تھا یہ لوگ کنعان کے علاقے میں داخل ہو گئے جو آج کے دور میں اسرائیل کے بڑے خطے پر حاوی تھا۔ تاہم اس بارے میں بائبل اور دوسری مذہبی تاریخی دستاویزات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ آثار قدیمہ سے مطابقت نہیں رکھتا۔

بائبل کلام الٰہی نہیں، قصے کہانیوں کی کتاب ہے

فاران کلب انٹرنیشنل کے زیر اہتمام اجتماع سے

بائبل کے عالمی شہرت یافتہ مسلم اسکالر احمد دیدات کا خطاب

جنوبی افریقہ کے معروف مسلم مفکر اور مبلغ جناب احمد دیدات نے کراچی کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ موجودہ بائبل قصے کہانیوں کی کتاب ہے جو انسان کی تیار کردہ ہے اور مختلف ادوار میں اس کی تصحیح کی جاتی رہی ہے اور اس کے بہت سے ترمیم شدہ ایڈیشن آ چکے ہیں اور ترامیم کا کام ہوتا چلا آیا ہے ان حالات میں اگر یہ کہا جائے کہ یہ سچی اور اصلی آسمانی کتاب ہے تو لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی محض ایک ناکام کوشش ہے۔ انہوں نے کہا کہ صرف قرآن کریم ہی اللہ کی وہ حقیقی اور واحد کتاب ہے جو کسی قسم کی ترمیم یا تصحیح سے بالاتر ہے اور جس کی صداقت پر نوع انسانی کو شک نہیں ہو سکتا اگر عقل سلیم سے کام لے کر اس کا مطالعہ کیا جائے۔

یہ اجتماع فاران کلب انٹرنیشنل کے زیر اہتمام تاج محل کے وسیع آڈیٹوریم میں منعقد کیا گیا جس میں مسلم اور غیر مسلم اسکالرز، دانشور، اساتذہ اور طلبہ و طالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی اگر یہ کہا جائے کہ آڈیٹوریم اپنی گنجائش کے لحاظ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا تو غلط نہ ہوگا معروف دانشور اور قانون داں جناب خالد اسحٰق نے صدارت کی۔

جناب احمد دیدات نے اپنے چالیس سال اسلام کی خدمت میں اور عیسائی مشنری کے اوچھے حربوں کو بے نقاب کرنے اور مسلم امہ کو عیسائیت کے غلبہ سے بچانے میں خرچ کئے ہیں انہوں نے یورپ، امریکہ اور دوسرے مقامات پر بے شمار مشنری پادریوں اور عیسائی اسکالروں سے مناظرے کئے اور اسلام کی حقانیت کو تسلیم کروایا ہے۔ بہت سے عیسائی ان کی تبلیغ کا اثر قبول کر کے مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں اسی خدمت کو سراہتے ہوئے اس سال کا شاہ فیصل ایوارڈ جناب احمد دیدات کو عطا کیا گیا جس کی مالیت تقریباً پچاس ہزار ڈالر ہے طلائی تمغہ اس کے علاوہ تھا جناب دیدات نے یہ رقم اپنے تبلیغی

مشن کو جاری رکھنے اور ڈربن میں ایک اسلامی مرکز قائم کرنے پر خرچ کر دی ہے۔

جناب ویدات نے سوال کیا کہ جو کتاب اپنی اصلی زبان میں آج موجود نہ ہو جس کا انگریزی ترجمہ بہت سے ایڈیشنوں کی شکل میں ترمیم ہو کر آ تا رہا ہو وہ آسمانی کتاب آخر کیسے تصور کی جا سکتی ہے انجیل کی اصلی تعلیمات جو اسلام کے قریب تر تھیں آج اصل حالت میں موجود نہیں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے کچھ عرصہ بعد ہی اصل انجیل غائب کر دی گئی جس کا آج تک پتہ نہیں اسی لئے حضور اکرم ﷺ کو قرآن حکیم دیکر دنیا کی رہنمائی کے لئے مبعوث کیا گیا صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے جو کسی تحریف سے بالاتر ہے اور انسانی رہنمائی کے لئے کافی ہے اگر انسان اس کی طرف سے آنکھیں بند کئے رکھے گا تو کوئی تعلیم اس کے احوال نہیں بدل سکتی انہوں نے مسلم امہ کو متنبہ کیا کہ وہ عیسائیت کے حربوں اور سازشوں سے ہوشیار رہیں اپنے عقائد و اعمال درست کریں اور اپنی نوخیز نسلوں کی حفاظت کریں جنہیں عیسائی مشنری اپنے اسکولوں کے ذریعہ ان سے چھین رہے ہیں۔ برصغیر میں اس وقت ۷۰ ہزار مشنری اسی مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش اور پاکستان میں جتنے لوگ عیسائی ہوئے ہیں ان کی تعداد انگریز کے دور میں عیسائی ہونے والوں سے زیادہ ہے انڈونیشیا تیزی سے عیسائیت کی گود میں جا رہا ہے عیسائیت بے شمار غریب مسلم ممالک کو اقتصادی امداد کے بہانے اپنے چنگل میں جکڑتی چلی جا رہی ہے انہوں نے قرآن کریم کی آیات کے حوالے سے بتایا کہ یہودی اور عیسائی مسلمانوں کے دشمن ہیں اور یہ دشمنی اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک مسلمان اپنا عقیدہ ترک کر کے ان کے ہم خیال نہ بن جائیں۔ انہوں نے پاکستانیوں کی تعریف کی جو اسلام کی خدمت میں اپنے قدم آگے بڑھا رہے ہیں اور اسلام کا جھنڈا بلند کئے ہوئے ہیں انہوں نے تعدد ازواج، حدیث، شیعہ سنی تنازعہ اور عیسائیت سے متعلق متعدد سوالات کے بڑے مدلل جوابات دیئے۔

جناب عبدالرحمٰن چھاپرا صدر فاران کلب نے جناب احمد ویدات کا استقبال کیا اور ان کی خدمات کو سراہا جناب خالد اسحٰق نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ ہمیں

عیسائیت کے فتنے سے ہوشیار رہنا چاہیئے اور اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے اب تو عیسائی اکابرین حضرت عیسیٰؑ کے مصلوب ہونے کو ایک من گھڑت داستان قرار دے چکے ہیں، انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کا اصل مرض جہل اور منافقت ہے ہم عصر علوم پر قدرت حاصل کئے بغیر ہم عہد جدید کے چیلنج کا جواب نہیں دے سکتے جلسے میں معاون کے فرائض جناب کمانڈر ادریس نے انجام دیئے جناب احمد دیدات اگلے روز دبئی روانہ ہو گئے جہاں سے وہ امریکہ جائیں گے امریکہ میں بین الاقوامی شہرت یافتہ کرسچین مشنری اور سحر انگیز مقرر جمی سواگرٹ سے لوسیانا یونیورسٹی میں ۳ نومبر کو ان کا مناظرہ ہوگا جو ٹیلی ویژن اسٹیشنوں سے نشر ہوگا۔

باب نمبر ۱۹

مذہب عیسائیت کے یہاں انبیاء علیہ السلام کی توہین

بدکار مسیح (العیاذ باللہ)

انجیل مقدس نے حضرت یسوع مسیح کو بدکاروں کے زمرہ میں شمار کیا ہے (معاذ اللہ) اور اس پر خود حضرت یسوع مسیح کی مہر تصدیق بھی ثبت کی ہے چنانچہ انجیل لوقا باب ۲۲ آیت ۳۷ میں ہے "کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ جو لکھا گیا ہے کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا اس کا میرے حق میں پورا ہونا ضرور ہے اس لئے کہ جو کچھ مجھ سے نسبت رکھتا ہے وہ پورا ہونا ضرور ہے"

حیرت ہے کہ جب حضرت یسوع بدکاروں میں لکھے گئے (معاذ اللہ) تو وہ لوگوں کے منجی کیونکر ہو گئے کیا بدکار بھی منجی ہو سکتے ہیں اہل اسلام پیغمبروں کو احکام خداوندی کے مبلغ اور راہنما یقین کرتے ہیں۔ حقیقی طور پر منجی تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو ہی سمجھتے ہیں مع ہذا وہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں۔

اگر حضرت یسوع خدا کے بیٹے ہیں اور ساتھ ہی بدکار بھی ہیں (العیاذ باللہ) تو پادری صاحبان ہی از راہ انصاف و دیانت یہ بتلا دیں کہ دنیا میں بے شمار لوگوں کے بہت سے بیٹے تو نیک اور صالح ہوں اور خدا تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا ہو اور ہو وہ بھی بدکار' کیا اس میں ذات خداوندی پر تو حرف نہ آئے گا کیونکہ مشہور تو یہی ہے کہ الولد سر لابیہ اور زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔

توہین انبیاء کرامؑ (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے جن برگزیدہ شخصیتوں کو لوگوں کے رشد و ہدایت اور اصلاح و

تزکیہ کے لئے انتخاب فرمایا ہے ان کو ان تمام صفات حمیدہ سے متصف فرمایا ہے جو ان کے بلند اور رفیع مقام اور شان کے لائق ہیں اور ان سب رذائل اور آلائشوں سے محفوظ رکھا ہے جو ان کی جلالت شان کے منافی اور نا مناسب ہیں کفر و شرک' چوری و بدکاری' شراب نوشی اور زنا' جھوٹ اور مکر' فریب کاری اور دھوکا وغیرہ غرضیکہ تمام صغائر و کبائر سے اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ اور مامون رکھا ہے اور ہر طرح سے ان کی حفاظت فرما کر ان کو عصمت وعفت کا اونچا مقام مرحمت فرمایا ہے تمام اہل اسلام انبیاءؑ کی عصمت کا عقیدہ رکھتے اور اس پر کامل یقین کرتے ہیں۔ ہاں اجتہادی لغزش اور غلطی انبیاء کرامؑ سے بھی سرزد ہو سکتی ہے لیکن نہ تو وہ صغیرہ کی مد میں ہوتی ہے اور نہ کبیرہ کی زد میں' وہ چیز ہی الگ ہے اور ایسے ہی نسیان وخطا اور اجتہادی لغزشوں کے مقامات پر ان کے بلند اور ارفع مقام کے پیش نظر حسنات الابرار سیات المقربین اللہ تعالیٰ نے تشدیداً اس کو عصیان وغوایت' ظلم اور ذنب کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے حالانکہ درحقیقت نہ تو وہ صغائر ہیں اور نہ کبائر کیونکہ گناہ کے لئے قصد وارادہ ضروری ہوتا ہے مگر یہ افعال ان سے بغیر ارادی اور غیر شعوری اور نسیان وغیرہ کے طریقے سے سرزد ہوئے ہیں اور جو قصد وارادہ سے سرزد ہوئے ہیں وہ محض اجتہادی لغزش کا نتیجہ ہیں اور گناہ نہیں اور ان کی وجہ سے ان کی عصمت پر ہرگز کوئی اثر نہیں پڑتا اسی طرح بعض مقامات میں صرف تعریض اور صورت کے لحاظ سے نظر بظاہر بعض خلاف واقع قول ان کی طرف نسبت کئے گئے ہیں لیکن حقیقت میں نہ تو وہ گناہ ہیں اور نہ جرم یہی وجہ ہے کہ ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی تمام اہل اسلام انبیاء کرامؑ کو معصوم ہی سمجھتے ہیں اور جملہ صغائر و کبائر سے ان کو منزہ اور مبرا یقین کرتے ہیں اس کے برعکس جب ہم کتاب مقدس اور انجیل مقدس کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں انبیاء کرامؑ کے بارے میں ایسی گندی اور فحش باتیں اور ایسے مکروہ اور دل آزار افعال اور ایسے برے اور قبیح اعمال نظر آتے ہیں جن کو پڑھ کر حیا کے مارے آنکھیں زمین میں گڑ جاتی ہیں نگاہیں پرنم ہو جاتی ہیں اور دل سیماب کی طرح لرزتا ہے روح کانپتی ہے اور بدن پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے اور زمین پاؤں تلے سے نکلتی معلوم ہوتی ہے کہ اے خالق کائنات

ایسے لوگ اور ایسی کتابیں بھی دنیا میں موجود ہیں جن کا نظریہ اور عقیدہ تیرے برگزیدہ اور معصوم نبیوں اور پیغمبروں کے متعلق یہ ہے اور زبان یہ کہنے پر مجبور ہوتی ہے کہ

الٰہی کیوں نہیں آتی قیامت ماجرا کیا ہے

حضرت نوح علیہ السلام (العیاذ باللہ)

تورات یہ بتاتی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے (العیاذ باللہ) شراب پی اور اپنے گھر میں اس کے نشہ سے برہنہ ہو گئے ملاحظہ کیجئے:

''اور نوحؑ کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اس نے اس کی مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا'' (تورات' باب پیدائش باب ۹' آیت ۲۰۔۲۱)

کون غیور انسان اور باحیا اور شریف آدمی اس کو تسلیم کر سکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور اولوالعزم نبی نے شراب پی اور ان کو نشہ آیا اور ڈیرے میں برہنہ ہو گئے؟ (نعوذ باللہ منہ)

حضرت لوط علیہ السلام

ان کے متعلق بھی تورات کی کہانی اور پادریوں کا اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے تراشہ ہوا افسانہ ملاحظہ فرمائیے:

''اور لوط ضغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ اسے ضغر میں بستے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں غار میں رہنے لگے تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی' اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ

کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی آؤ آج رات بھی ہم اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تا کہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام موآب رکھا وہی موآبیوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اور اس کا نام بن عمی رکھا وہی بن عمیوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہے۔

(تورات کتاب پیدائش باب ۱۹ آیت ۳۱ تا ۳۸)

داد دیجئے کتاب مقدس کی اس تعلیم کی غالباً دنیا میں کوئی غیر مسلم بازاری کنجری بھی اس کو گوارا نہ کرے گی کہ اپنے باپ کو شراب پلا کر اس سے ہم آغوش ہو کر زنا کرائے مگر غضب ہے اس تعلیم پر کہ نبی معصوم حضرت لوط علیہ السلام کی ایک نہیں بلکہ دو مؤمن بیٹیاں اس جذبہ اور شوق سے اپنے باپ کو شراب پلا کر باری باری زنا کرواتی ہیں کہ بڈھے باپ کی نسل کو باقی رکھ سکیں اور بالآخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو جاتی ہیں اور دونوں کو باپ کا حمل بھی ہوتا ہے اور دونوں لڑکے جنتی ہیں جو بہت بڑی دو قوموں کے باپ قرار پاتے ہیں (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جن عیسائی ملکوں میں قحط الرجال ہے اور جہاں عورتیں مرد کی شکل کو ترستی ہیں انہوں نے اس سنت لوط پر عمل نہ کیا ہو۔ قوم اور ملک کی بہبودی اور ترقی کا بار گراں اپنے باپوں سے ہم آغوش ہو کر اپنے نازک کندھوں اور اپنی حسین اور خوبصورت چھاتیوں اور گلابی رخساروں پر نہ اٹھایا ہو کیونکہ آخر یہ کتاب مقدس کی مرکزی کتاب تورات کا حکم ہے جس کے بارے میں حضرت یسوع مسیح یہ کہنے پر مجبور کیوں ہیں کہ:

"یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں، کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ تورات سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے (انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷۔۱۸)

جب تورات کا ایک شوشہ یا نقطہ نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے تو بھلا یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ تورات کی یہ مذکورہ بالا کئی آیتیں پادری صاحبان اور ان کی پیاری بیٹیوں کے عمل سے رہ گئی ہوں؟

حضرت داؤد علیہ السلام

خدا تعالیٰ کے پیارے اور لاڈلے نبی اور خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت داؤد علیہ السلام جن کی بہت سی منکوحہ بیویاں اور کافی تعداد میں لونڈیاں بھی موجود تھیں مگر بائبل کے بیان کے مطابق انہوں نے اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کی اور وہ ان سے حاملہ ہوگئی اور یہ بدکاری بھی محض اس لئے کی کہ وہ نہایت خوبصورت تھی اور جس کو دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام سے بالکل نہ رہا گیا (معاذ اللہ) چنانچہ سموئیل ۲۔ باب ۱۱' آیت ۲ تا ۵ میں ہے کہ:

''اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا' کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا' وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی) پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی' اور وہ عورت حاملہ ہوگئی سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں''

قارئین کرام! اگر بالفرض داؤد علیہ السلام کی ایک بیوی بھی نہ ہوتی تب بھی ہرگز ہرگز یہ بیہودہ حرکت نہ کرتے کہ پہلے تو شاہی محل کی چھت پر چڑھ کر بیگانی اور غیر محرم عورت کو دیکھتے اور پھر غضب یہ ہے کہ وہ بھی اس کو غسل کرتے ہوئے اور عورت بھی وہ جس کا خاوند زندہ ہے اور وہ قوم اور ملک کی طرف سے مدافعت کرتے ہوئے فریضہ جہاد ادا کر رہا ہے اور وہ شخص تھا بھی ان کا پڑوسی اور استثناء باب ۵ آیت ۲۱ میں ہے کہ ''تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا الخ'' مگر حضرت داؤد ہیں کہ ان پر اس

نہایت خوبصورت عورت کا عشق سوار ہوگیا ہے اور جب تک لوگوں کو بھیج کر اس عورت کو اپنے پاس منگوا نہیں لیتے اور پھر اسے صحبت کر کے اسے حاملہ نہیں کر دیتے انہیں چین اور قرار ہی نہیں آتا (العیاذ باللہ) اور پھر جب وہ حاملہ ہوتی ہے تو حضرت داؤد کو یہ پیغام بھیجتی ہے کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں اس کا مطلب بظاہر یہی ہوگا کہ خاوند تو عرصہ سے گھر میں ہے نہیں اور میں اس کی غیر حاضری میں حاملہ ہوگئی ہوں اب یہ حمل کوئی مداری کا دھاگہ تو ہے نہیں جو چورائٹ کر کے کہیں غائب ہو جائے اس لئے مجھے کوئی صورت بتائیں کہ میں خاوند اور لوگوں کے سامنے کس طرح سرخرو ہوسکتی ہوں؟ اور کیونکر ان میں یہ اعتماد اور اعتبار پیدا کر سکتی ہوں کہ مجھے حمل نہیں اور اگر ہے تو خاوند کا ہے حضرت داؤد بھی آخر بادشاہ تھے' انہوں نے اپنے رقیب حتی اور یاہ کو ایک ایسے مورچہ پر بھیج کر قتل کروادیا جہاں سے اس کا زندہ اور صحیح سالم واپس آنا عالم اسباب میں بالکل محال تھا پھر کیا تھا؟ حضرت داؤد اور بت سبع کے مزے تھے چنانچہ اس عورت نے لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لئے اپنے شوہر کا کچھ ماتم بھی کیا اور پھر وہ حضرت داؤد کی بیوی بنی ۔چنانچہ حتی اور یاہ کے قتل کی پوری دلخراش داستان کے بعد لکھا ہے کہ:

''سوتو نے کیوں خداوند کی بات کی تحقیر کر کے اس کے حضور بدی کی؟ تو نے حتی اور یاہ کو تلوار سے مارا اور اس کی بیوی لے لی تاکہ وہ تیری بیوی بنے اور اس کو بنی عمون کی تلوار سے قتل کروایا (سموئیل باب ۱۲ آیت ۹)

اور باب ۱۱ آیت ۲۷ میں ہے کہ:

''اور جب سوگ کے دن گزر گئے تو داؤد نے اسے بلوا کر اس کو اپنے محل میں رکھ لیا اور وہ اس کی بیوی ہوگئی اور اس سے اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا پر اس کام سے جسے داؤد نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا''

آخر خداوند بڑا عادل اور غیور ہے' وہ ربڑ کا تو ہے نہیں جس کو غصہ نہ آئے وہ کیوں اس فعل بد پر ناراض نہ ہوتا؟ کہ حضرت داؤد نے اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے حتی اور یاہ کی بیوی سے زنا کیا اور وہ اس فعل کی وجہ سے حاملہ بھی ہوئی پھر تلوار سے اس کو قتل کروادیا' ایک نہ شد دو شد' زنا بھی ہوا اور قتل بھی ہو پھر خداوند کیوں ناراض ہو.

تورات استثناء باب ۲۷ آیت ۲۴ میں ہے۔

''لعنت اس پر جو ہمسایہ کو پوشیدگی میں مارے اور سب لوگ کہیں آمین''

اور خداوند نے اپنے غصے اور ناراضگی کے اظہار کے لئے ایک صورت یہ بھی اختیار فرمائی کہ:

''سو خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں شر کو تیرے ہی گھر سے تیرے خلاف اٹھاؤں گا اور میں تیری بیویوں کو لیکر تیری آنکھوں کے سامنے تیرے ہمسایہ کو دوں گا اور وہ دن دہاڑے تیری بیویوں سے صحبت کرے گا' کیونکہ تو نے تو چھپ کر یہ کیا پر میں سارے اسرائیل کے روبرو دن دہاڑے یہ کروں گا'' (باب ۱۲ آیت ۱۱'۱۲)

کون شریف انسان ان خرافات کو حضرت داؤد علیہ السلام کے خلاف سن اور برداشت کرسکتا ہے؟ (العیاذ باللہ) اور اس واقعہ سے متاثر ہو کر نہ معلوم کتنے پادری صاحبان نے نہایت خوبصورت عورتوں کی عصمتیں لوٹی ہوں گی اور کتنے ہی بے گناہ خاوندوں کو ٹھکانے لگایا ہوگا؟ جب حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہ تھا تو بھلا پادری صاحبان کے لئے ایسا کرنے میں آخر کیا ہرج ہے (العیاذ باللہ)

یہ یاد رہے کہ یہی بت سبع حضرت سلیمان کی والدہ تھیں چنانچہ انجیل متی باب ۱' آیت ۷ میں ہے کہ:

'' اور داؤد سے سلیمان اس عورت سے پیدا ہوا جو پہلے اوریاہ کی بیوی تھی''

اور انجیل متی باب ۱ میں اس کی تصریح ہے کہ اسی عورت کی نسل سے حضرت مسیح کی ولادت ہوئی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

باوجودیکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں تھیں اور تین سو لونڈیاں ان کے پاس رہتی تھیں بائبل کی کہانی کے مطابق وہ پھر بھی بہت سی اجنبی عورتوں کے دام محبت میں گرفتار تھے (العیاذ باللہ) چنانچہ سلاطین باب ۱۱ آیت ۱ تا ۶ میں

ہے

''اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی مو آبی، عمونی، ادومی، صیدانی اور حتی عورتوں سے محبت کرنے لگا یہ ان قوموں کی تھیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جانا اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کرلیں گی سلیمان ان ہی کے عشق کا دم بھرنے لگا اور اس کے پاس سات سو شہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں (لونڈیاں) تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر دیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا (اور حضرت داؤد کے دل کا ماجرا ابھی آپ بائبل کے حوالہ سے ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں نعوذ باللہ منہ) کیونکہ سلیمان صیدانیوں کی دیوی عستارات اور عمونیوں کی نفرتی ملکوم کی پیروی کرنے لگا اور سلیمان نے خداوند کے آگے بدی کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی نہ کی جیسی اس کے باپ داؤد نے کی تھی''

غور کیجئے کتنا بڑا سنگین جرم بائبل حضرت سلیمانؑ کے ذمہ تھوپتی ہے کہ سات سو منکوحہ بیویاں جو عام عورتیں نہیں بلکہ شہزادیاں تھیں جو اپنے حسن و جمال اور خوبصورتی میں اپنی مثال نہ رکھتی ہوں گی اور مستزاد برآں تین سو لونڈیاں بھی ان کے حرم میں داخل تھیں مگر باوجود ایک ہزار عورت کے گھر میں حاضر ہونے کے وہ فرعون کی بیٹی کے عشق میں بھی مبتلا ہوئے اور بہت سے دیگر خاندانوں کی اجنبی عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوئے انہی کے عشق کا دم بھرنے لگے اور پھر نوبت بایں جا رسید کہ ان عورتوں کے عشق میں گرفتار ہو کر خداوند کے ساتھ شرک بھی انہوں نے کیا اور غیر معبودوں کی طرف مائل ہو کر ان کی پوجا بھی شروع کر دی (معاذ اللہ) خداوند نے ان کاموں سے منع کیا تھا پر وہ باز نہ آئے چنانچہ اسی بارے میں آیت ۹ اور ۱۰ میں ہے کہ:

''اور خداوند سلیمان سے ناراض ہوا کیونکہ اس کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھر گیا تھا جس نے اسے دوبار دکھائی دے کر اس کو اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا''

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ خود خداوند ایک بار نہیں بلکہ دو بار حضرت سلیمانؑ کو دکھائی دیکر بالمشافہ یہ حکم دیتا ہے کہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرنا مگر غضب ہے کہ حضرت سلیمان نے وہ بات نہ مانی جسکا حکم ان کو خداوند نے دیا تھا جب ان کا دل خداوند سے پھر گیا تو خداوند کا ان سے ناراض ہو جانا ایک ناگزیر امر تھا ملاحظہ کیجئے اس پادریانہ داستان کو جس سے خداوند کے معصوم پیغمبر کو (معاذ اللہ) کس طرح خدا تعالیٰ کے احکام کا نافرمان ثابت کیا ہے اور کس طرح بہت سی اجنبی عورتوں کے عشق کے سمندر میں غرقاب کر دیا ہے اور کس انداز میں غیر معبودوں کی پرستش کروا کر پادری صاحبان نے اپنے قلب ماؤف کی تسکین کا سامان مہیا کیا ہے (لاحول ولا قوۃ) جس میں مسیحی مسلک کی نازنینوں کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ اپنے مذہبی پیشواؤں کی تکمیل خواہش سلف کی پوری پیروی ہے (معاذ اللہ) اور گرجوں اور کلیساؤں میں یہ خدمت بھی ادا کی جا سکتی ہے جہاں ایک ایک لمحہ میں ہزاروں حسینوں اور دوشیزاؤں پر رومانی نظر پڑتی اور پڑ سکتی ہے۔

اک دل ہے اور اس میں ہزاروں قیامتیں
پھرتا ہوں ساتھ کوچہ جاناں لئے ہوئے

ہیکل کی کئی مرتبہ بربادی ہوئی

یہ یاد رہے کہ خداوند کے گھر اور ہیکل کی جس میں خداوند کے عہد کے صندوق کے پاس تورات کا نسخہ بھی پڑا رہتا تھا کئی مرتبہ تباہی ہوئی چنانچہ ہندی تواریخ کلیسیا ص ۴۶ میں ہے کہ کانسٹن ٹائن کے عہد تک کلیسیا پر دس بڑی آفتیں آئیں الخ، اور پھر آگے ان کی پوری تفصیل بیان کی ہے کہ کس طرح یہ آفتیں آئیں اور کلیسیا کا کیا انجام ہوا۔ جب قسطنطین کے عہد تک دس مرتبہ ہیکل اور کلیسیا اور خداوند کے گھر کی تباہی ہوئی تو اس کے بعد سوچئے کہ کتنی مرتبہ بربادی ہوئی ہوگی؟ اور یہ دس بار کی تباہی بھی کیا کم ہے۔

تورات پر پابندی بھی عائد تھی

یہودیوں کی بے دینی' بدکاری' دغابازی اور لالچ وغیرہ کا مفصل حال تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں بایں ہمہ ان پر ایک ایسا دور بھی آیا ہے جس میں ان پر فاتح حکمرانوں کی طرف سے ایسی سخت پابندی تھی کہ وہ تورات کا نام تک نہیں لے سکتے تھے چنانچہ کتاب اول مقابیین باب اول میں ہے کہ:

"انیتوکسس نے یروشلم کو فتح کر کے عہد عتیق کی کتابوں کے جتنے نسخے اسے ملے پھاڑ کر جلا دیئے اور حکم دیا کہ جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلے گی یا وہ شریعت کی رسم بجالائے گا وہ جان سے مار ڈالا جائے گا اور ہر مہینہ میں اس کی تحقیق ہوتی تھی"

ایسے سخت اور سنگین قانون کے ہوتے ہوئے بھلا بزدل یہودیوں نے تورات کی کیا حفاظت کی ہوگی؟

اور ڈاکٹر جان ملکڈول صاحب لکھتے ہیں کہ

"انیتوکسس اپی فانس نے ان پر بڑا ظلم کیا' ان کی روزمرہ کی قربانیوں کو بند کر دیا ہیکل کی تعمیر کو ساڑھے تین برس تک بند رکھا' یہودی دین کے برباد کرنے میں نہایت کوشش کی بائیبل کی جلدوں کو تلاش کرا کر جلوا دیا اور اس کے چھپانے والوں کو قتل کی دھمکی سے دھمکایا" (تعلیم الایمان ص ۱۹ مطبوعہ امریکن مشن لودھیانہ ۱۸۶۹ء)

یہود نے خود بھی بعض کتابیں پھاڑ اور جلا ڈالی تھیں

دوسرے لوگوں نے تورات سے جو کچھ کیا وہ تو کیا ہی مگر صد حیرت ہے کہ خود یہودیوں نے بھی اس کے تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی چنانچہ گریز اسٹم صاحب اپنی "ہوم لی" یعنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"پیغمبروں کی بہت سی کتابیں ناپید ہوگئیں اس لئے کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بے دینی سے بعض کتابوں کو کھو دیا اور بعض کو پھاڑ ڈالا۔ اور بعض کو جلا ڈالا"

(بحوالہ تبیین الکلام ج ۱ ص ۴۵)

جب گھر کے لوگ ہی گھر کی تباہی کا بیڑا اٹھالیں تو پھر حفاظت کیسے اور کیونکر؟ کیونکہ مشہور تو یہی ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو نقصان گھر کا چور کر سکتا ہے وہ کسی دوسرے کے تصور ہی میں نہیں آ سکتا۔ سچ ہے کہ

''چوں دزد از خانہ برخیزد کجا ماند نگہبانی''

نتیجہ :

عہد عتیق (پرانا عہد نامہ) اور تورات کے مفقود' ناپید' محرف اور مبدل ہونے کے بارے میں باحوالہ جو کچھ اوپر عرض کیا جاچکا ہے وہ ایک سمجھدار آدمی کے لئے بالکل کافی ہے اور وہ اس سے یہی نتیجہ اخذ کرے گا جو ہم نے کیا ہے اور خود عیسائی دنیا کے حق پسند اور منصف مزاج لوگ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں چنانچہ مشہور عیسائی مؤرخ موسیو رینان حضرت مسیح علیہ السلام کے قرب زمانہ کے حالات میں لکھتا ہے کہ:

''اس زمانہ میں تورات میں بھی بہت سی اہم تبدیلیاں کی گئیں نئی کتابیں مثل کتاب استثناء مرتب کی گئیں اور کہا یہ گیا کہ یہ کتابیں موسیٰ کی اصلی شریعت کی حامل ہیں حالانکہ درحقیقت ان کی روح پرانی کتابوں سے بالکل مختلف تھی'' (لائف آف جوسس ص ۴۰)

کچھ اناجیل کے بارے میں:

ضرورت تو نہیں کہ ہم ان ٹھوس اور صریح حوالہ جات کے علاوہ عہد نامہ جدید یا انجیل مقدس کے بارے میں کچھ اور عرض کریں مگر محض تکمیل بحث کی خاطر اناجیل اور ان کی تاریخی حیثیت کے متعلق بھی کچھ ضروری باتیں عرض کرتے ہیں۔ غور سے سنیئے۔

مشہور فاضل اور مؤرخ سپنگلر لکھتا ہے کہ:

''جب (حضرت) مسیح کے دوست اور شاگرد بوڑھے ہو گئے اور یروشلم میں اس جماعت کا صدر آپ کا بھائی تھا انہوں نے ان قصص اور روایات کو جو عام طور پر زبان زد خلائق تھیں ایک جگہ مرتب کر کے آپ کی سوانح عمری تصنیف کی یہی انجیل ہے۔

(زوال مغرب جلد دوم ص ۲۱۴)

موسیو رینان ان اناجیل کے متعلق لکھتا ہے کہ: ''ابتدائی ڈیڑھ سو سال میں اناجیل کو کوئی مستند حیثیت حاصل نہ تھی' ان میں اضافے کرنے یا مختلف انداز سے ترتیب دینے یا ایک کی تکمیل دوسرے سے کرنے میں کوئی باک اور تامل نہ تھا۔ (حیات مسیح ص ۱۱)

اور بائبل کا مصنف پادری ڈسلو عہد نامہ جدید کے بے شمار اختلافات سے نالاں ہو کر یوں شکایت کرتا ہے کہ: ''اختلاف عبارات بہت زیادہ ہے'' جب ڈاکٹر مل نے عہد نامہ جدید کے نسخے ملائے تو تیس ہزار اختلاف عبارت کے نشان دیئے (دیکھئے کتاب اغلاط نامہ وارڈ صاحب) اور ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ: ''گریسباخ نے ڈیڑھ لاکھ اختلاف عبارت نکالے ہیں۔'' (انٹروڈکشن ج ۱' ص ۱۲۶ مطبوعہ لندن ۱۸۴۵ء) اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا اسکرپچر کے بیان میں مرقوم ہے کہ: ''ویسٹس ٹین نے ایسے اختلافات عبارت دس لاکھ سے زیادہ جمع کئے ہوئے ہیں۔''

باب نمبر ۲۰

عیسائی پادریوں کے جنسی اسکینڈل

مسیحی مبلغ اعظم

جمی سواگرٹ

کے جنسی اسکینڈل

میں نے شہوانیت سے مغلوب ہو کر جنسی گناہ کئے'

جمی سواگرٹ کا اعتراف

امریکہ کے بشپ اعظم مغربی دنیا کے سب سے بڑے مبلغ عیسائیت' متعدد مذہبی و تبلیغی کتب کے مصنف' مناظرے اور گفتگو کے ماہر جمی سواگرٹ نے امریکی ٹیلی ویژن پر اپنے ان کرتوتوں اور بھیانک جنسی گناہوں کا اعتراف کیا ہے جن کی وجہ سے آج امریکہ' یورپ اور ساری دنیا میں ایک ہنگامہ برپا ہے دنیا بھر میں اخبارات ورسائل نے دنیائے عیسائیت میں پرستش کی حد تک مقبول اس شخصیت پر خصوصی مضامین اداریے اور کئی اخبارات نے خصوصی ضمیمے شائع کیے ہیں ''ٹائمز'' اپنی ۷ مارچ کی اشاعت میں رقم طراز ہے ''امریکی ٹیلی ویژن کی تاریخ میں سب سے زیادہ ڈرامائی اعتراف باون سالہ جمی سواگرٹ نے کیا جب وہ منبر پر آئے تو چرچ' جہاں سے براہ راست یہ مذہبی پروگرام نشر ہو رہا تھا' بھرا ہوا تھا ۸ ہزار سامعین کی اس محفل کے علاوہ' جو براہ راست یہ پروگرام دیکھ رہی تھی' لاکھوں افراد اپنے اپنے گھروں میں ٹی وی پر نظریں جمائے دنیائے عیسائیت کا سب سے زیادہ حیرت ناک اور المناک پروگرام دیکھ رہے تھے جمی سواگرٹ نے ایک

عرصے سے اڑنے والی افواہوں پر اپنے ''ضمیر کی آواز'' کے مطابق لبیک کہتے ہوئے اعتراف کا ارادہ کر لیا تھا اگر چہ یہ پروگرام امریکہ کے ہفتہ وار مذہبی پروگرام کی ایک کڑی تھا' مگر اس میں جو کچھ کہا گیا جو اعترافات کیے گئے' انہوں نے دنیائے عیسائیت کی اخلاقی بنیادیں ہلا دیں' مذہب کی بوسیدہ عمارت میں شگاف ڈال دیے اور لاکھوں مذہب پسندوں کو مذہب سے کافی دور کر دیا۔

یہ وہی جمی سواگرٹ تھے جنہوں نے ۴ نومبر ۱۹۸۶ء کو مشہور اسلامی مبلغ جناب احمد ویدات سے ٹیلی ویژن پر مناظرہ کیا تھا اور انکی شہرہ آفاق کتاب ''کیا بائبل کلام الہی ہے؟'' پر بہت تیز و تند تنقید کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''نہ قرآن کلام الہی ہے اور نہ محمد ﷺ (نعوذ باللہ) اللہ کے نبی ہیں'' انہوں نے عیسائیوں کے نقطہ نظر سے انجیل کے کلام الہی ہونے کے حق میں دلائل دیتے ہوئے احمد ویدات' ان کی تصنیف اسلام اور قرآن سب پر کیچڑ اچھالی تھی اور عیسائیت کو اعلیٰ اخلاقی اور دینی اقدار کا سرچشمہ قرار دینے کی کوشش کی تھی اگر چہ وہ اس میں بری طرح ناکام رہے تھے اور خاص طور پر جناب احمد ویدات نے جب ان سے صحیفہ حزقی ایل کا ۲۳ واں باب باصرار پڑھوایا تو جس شکست خوردگی اور شرم و خجالت کا ان سے اظہار ہوا تھا اس نے ان کی ساری تیزی و طراری کے غبارے سے ہوا نکال دی تھی یہ وہی معرکۃ الآراء مناظرہ تھا جس میں اسلام کے مقابلے میں عیسائیت کو شکست فاش ہوئی تھی۔

ٹیلی ویژن کے اس ہفتہ وار خصوصی پروگرام میں اگر چہ امریکہ کی کئی دیگر مذہبی شخصیات نے بھی مالی غبن اور دیگر کجرویوں اور جنسی بے راہ رویوں کے اعتراف کیے تھے مگر جمی سواگرٹ کا اعتراف اس قدر تہلکہ خیز ثابت ہوا کہ سارا امریکہ ہل گیا دنیائے عیسائیت میں اس قسم کا واقعہ ابھی تک نہیں ہوا تھا غالباً خود جمی سواگرٹ کو بھی اس کے عواقب اور نتائج کا پورا اندازہ نہ تھا' ورنہ غالباً وہ ایسی جسارت اور اتنی ہمت نہ کر پاتا اس نے واضح الفاظ میں کہا ''میں نہ اسے غلطی کہوں گا نہ کذب و افترا یا دروغ گوئی ...... یہ میرے جنسی گناہ ہیں' ایسے گناہ جو میرے جذبہ شہوانیت کی وجہ سے وقوع پذیر ہو گئے ان گناہوں کا ذمہ دار میں اور صرف میں ہوں......''

یہ اعترافات کرتے ہوئے کبھی ان کی آواز بے حد گرجدار اور ڈراؤنی ہو جاتی تھی اور کبھی دھیمی اور فرط گریہ سے غیر واضح ان گناہوں کے اعتراف میں وہ جھک کر معافی بھی مانگتے جاتے تھے اور اپنی بیوی فرانسس کی طرف دیکھ کر رو بھی پڑتے تھے ان کی بیوی پاس کھڑی مسکرا رہی تھیں ابتدا میں جذبات کی رو میں شاید انہیں احساس نہ تھا کہ میں کتنے لوگوں کے سامنے پیش ہو رہا ہوں مگر جیسے ہی اس پروگرام کے ڈائریکٹ سٹیلائز ہونے کا اور امریکہ کے تقریباً سات سو ٹی وی اسٹیشنوں کے سامعین و ناظرین کا خیال آیا تو انہوں نے سنبھالا لیتے ہوئے My savior : My Redeemer کہہ کر عیسیٰ مسیح کو پکارا اور ملتجی ہوئے کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کا مقدس خون میرے ان گناہوں کو، جن سے میری شخصیت داغدار ہے، دھو دے گا' کیونکہ آپ کے مقدس خون کی برکت سے اگر سمندروں بھرے گناہ بھی ہوں تو ان کا دھل جانا یقینی ہوتا ہے پھر انہوں نے زبور کی اکیاونویں مناجات گانا شروع کی جس کے دوران فرط جذبات سے ان کے آنسو بہنے لگے جس پر ان کی بیگم فرانسس اور ان کے دوستوں نے انہیں پکڑ کر منبر اور مائک سے ہٹایا اور دور لے گئے ان جذباتی مراحل نے انہیں بے دم کر دیا تھا چنانچہ انہیں ان کی ۱۴ ایکڑ پر تعمیر شدہ شاندار قیام گاہ پر آرام کرنے کے لئے لے جایا گیا۔

انہوں نے ٹی وی پر اپنے مختصر خطاب میں اس بات کا اعتراف تو بار بار کیا کہ ان سے بہت گناہ سرزد ہوئے ہیں، وہ بے اندازہ جنسی کجروی اور بے راہ روی کے مرتکب ہوئے ہیں مگر وہ کیا گناہ تھے کس نوعیت کے تھے اور ان گناہوں میں کون کون لوگ شریک تھے' اسکے بارے میں انہوں نے اپنی زبان سے کچھ نہیں کہا مگر اس سلسلے میں برسوں سے گشت کرنے والی افواہوں کی تصدیق ہو گئی جن میں ان کے طوائفوں اور آبرو باختہ عورتوں سے ملنے کے واقعات Motels میں جانے کے قصے اور جنسی اسکینڈلز شامل ہیں ان کے ان اعترافات کے بعد اخباروں نے بہت سی آبرو باختہ عورتوں کے انٹرویوز اور بیانات شائع کیے جن میں انہوں نے اس ''درویش صفت'' مذہبی شخصیت کی جنسی دلچسپیوں اور بے راہ رویوں کی داستانیں بیان کیں۔

ان عورتوں میں ڈیبرا مرفی اور ایک مشہور طوائف جس نے اپنا نام چھپائے

ہوئے صرف PEGGY بتایا اور کئی انکشافات کئے شامل ہیں۔ ایک عورت نے اپنا نام پردہ اخفاء میں رکھنے کی شرط پر بتایا کہ مسٹر جمی اپنے مذہبی وعظوں سے اکتا کر اکثر نیو آرلینز ہائی وے پر نکل جاتے تھے جہاں بہت سے بدنام زمانہ موٹلز موجود ہیں۔ ان موٹلز میں وہ کسی بھی جوڑے کو روک کر کھلاتے پلاتے اور خود شریک نہ ہوتے ہوئے صرف اپنے سامنے صنفی افعال انجام دینے کی درخواست کرتے تھے پیگی نے نیوز ویک کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ وہ اکثر مجھ سے برہنہ ہونے کی درخواست کرتے جس کے لئے وہ دس سے بیس ڈالر ادا کرتے تھے اور مجھے دیکھتے' چھوتے اور میرے سامنے Master bation کے مرتکب ہو کر چلے جاتے تھے۔ اپنی تقریروں اور تعلیمات کے قطعی برخلاف اکثر وہ لڑکیوں میں سے منشیات کی عادی لڑکیوں کو تلاش کرتے اور ان کی مطلوبہ منشیات کے لئے انہیں پیسے دیا کرتے تھے۔

مسٹر جمی سواگرٹ کے بے حد محتاط رویے کے باوجود ان کے بعض ساتھیوں نے ان کے اس شوق سے واقف ہونے پر ان کے ایسے موقعوں پر فوٹو بھی لے لئے تھے ڈیبرا مرنی نے اعتراف کرتے ہوئے کینتھ وڈ روڈ اور پیٹریشیا کنگ کو بتایا کہ ان تصویروں میں سے اکثر میں ان کی ''معمول'' میں ہوں۔ میں اکثر ان ''بزرگ اور مقدس'' ہستی کے ساتھ رہی ہوں مگر میرے ساتھ بات صرف برہنگی تک رہی ہے' اس سے زیادہ کی نوبت نہیں آئی' اس نے کہا' میں انہیں ایک بھٹکا ہوا' بے راہ رو' آوارہ منش اور جنسی طور پر غیر تسکین شدہ شخص سمجھتی ہوں سینٹرل بائبل کالج' اسپرنگ فیلڈ کے کاؤنسلنگ ڈائریکٹر مسٹر برل بیسٹ نے کہا' جمی سواگرٹ نے بدقسمتی سے ٹیلی ویژن پر ان بھیانک اعترافات کو بھی چرچ کی طرف سے نفسیاتی علاج کی دوا سمجھا اور اسے کوئی خاص اہمیت نہ دیتے ہوئے روٹین کی ایک چیز سمجھ کر بیان کر دیا اس وقت انہیں اس بات کا بالکل خیال نہ تھا کہ ان کی ''اپنی نظر میں'' اس جنسی بے راہ روی اور حیوانی تسکین کے سارے عالم عیسائیت پر کتنے برے اثرات مرتب ہوں گے۔

دوسری طرف پوری دنیا کے Assemblies of God چرچوں کی جنہیں جمی سواگرٹ کی کوششوں' ان کے دوروں' خطبوں اور وعظوں سے کم از کم ۱۵ سے

۲۰ فیصد رقم گرانٹس کی شکل میں ملتی ہے' اچھی خاصی پریشانی میں مبتلا ہوگئی ہیں تیسری دنیا کی چرچ سروس کے ایک منظم ہارورڈ گمنگ نے تبلیغ عیسائیت کے لئے جمی کے ان اعترافات کو ایک بہت بڑی رکاوٹ اور ''حملہ'' قرار دیا انہوں نے کہا' ہم جن کجرویوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں اور ایشیائی' افریقی اور ہر جگہ کے نوجوانوں کو عیسائیت سے قریب لانے کی کوششوں میں مصروف ہیں' جمی کے ان اعترافات نے ان سب پر پانی پھیر دیا ہے۔ دنیائے عیسائیت کے اس مبلغ اعظم کے ان جنسی اسکینڈلز نے' جن میں سے ابھی سارے پوری طرح منظر عام پر بھی نہیں آئے' ہماری کوششوں کو برسوں پیچھے دھکیل دیا ہے' اب ہم کس منہ سے اپنی تبلیغ جاری رکھ سکیں گے انہوں نے کہا' یہاں بیٹن رف میں بھی ہماری ساری کوششوں کو شدید دھچکا لگے گا کیونکہ ۸۷۔۸۶ء میں سواگرٹ منسٹری نے تبلیغی خدمات کے لئے پندرہ سو افراد کو ملازمتیں فراہم کی تھیں اور ۳۲ ملین ڈالر' مقامی تبلیغی خدمات اور تعمیرات پر خرچ کئے تھے' اب خطرہ ہے کہ لوگ ان اعترافات کے بعد انہیں پیسہ دینا بند کر دیں گے۔

جمی سواگرٹ کو بے نقاب کرنے میں ان کے ایک حریف گرمین کا بھی بڑا حصہ ہے گرمین پر اس سے پہلے جمی سواگرٹ Adultery کے کئی الزامات لگا چکے تھے موٹلز میں طوائفوں کے ساتھ ان کی برہنہ تصاویر گرمین ہی کے آدمیوں نے کھینچی ہیں اس سے پہلے ''آبزرور'' میں ایک رپورٹ شائع ہو چکی ہے جس کا عنوان تھا ''سرطان' جسے جسم مسیح سے علیحدہ کیا جانا بے حد ضروری ہے'' اس پورٹ میں کئی چرچ لیڈر ملوث تھے جن پر مالی امور میں خورد برد اور دیگر کئی بے راہ رویوں کے الزامات تھے ان میں مسٹر گرمین بھی شامل تھے مگر جمی سواگرٹ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان جیسی مقبول شخصیت سے اس طرح کا بھی انتقام لیا جا سکتا ہے فی الحال الوزیانہ ڈسٹرکٹ کی چرچز اسمبلی نے جمی کے اعترافات کے بعد انہیں تین ماہ تک مذہبی وعظوں اور تبلیغ سے حکماً روک دیا ہے اور ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو ان اعتراضات اور جنسی اسکینڈلز کا پوری طرح جائزہ لیکر ان کے عواقب پر رپورٹ لکھے گی اور پھر مسٹر جمی کے تبلیغی کیریئر کے مستقبل کا تعین کیا جائے گا

ان کے ایک ٹی وی تبلیغی مشن کے ساتھی نے بتایا کہ ان کے اعترافات کے نتیجے میں دوسرے ہی دن سے فنڈز کی فراہمی بہت کم ہوگئی ہے خدشہ ہے کہ مسٹر جمی کے بائبل کالج اور اس سے متعلق THEOLOGICAL SEMINARY کی جس کا آئندہ موسم بہار میں افتتاح ہونے والا تھا' تعمیر اب مکمل نہ ہوسکے گی کیونکہ بہت سے لوگوں نے چندے اور عطیے دینے سے معذرت کرلی ہے۔ جمی کے ساتھیوں نے اب یہ کوشش شروع کردی ہے کہ عوام کو یہ کہہ کر سمجھایا جائے کہ اگرچہ ان کے جرائم کو بھلایا نہ جاسکے گا' تب بھی انہیں معاف کردیا جانا چاہئے کیونکہ بحیثیت ایک کمزور انسان کے' ان سے جو کچھ ہوا ہے' وہ عام انسانی کمزوری ہے ان کے ایک قریبی ساتھی ماؤس پیٹرسن نے ٹی وی پر خطاب کرتے ہوئے بائبل کے حوالے سے بھرپور کوشش کی ہے کہ لوگوں میں اعتذار اور عفو و درگزر کے نظریہ انجیل کے حوالے سے انہیں عام پبلک میں مطعون نہ کیا جائے' ان کے سابقہ دینی خدمات کا احترام کیا جائے اور ان کے تمام منصوبوں کو مکمل کرنے میں ان کی فراخدلانہ مالی مدد کی جائے مگر ان کے جنسی اسکینڈلز کے انکشافات کا یہ سلسلہ جاری ہے اور روز کوئی نہ کوئی خاتون ان کے جنسی تلذذ کے' اپنے ساتھ گزرے ہوئے واقعے کو بیان کرتی ہے جسے چرچ والے طوائفوں کے جذبہ شہرت کی تسکین کہہ کر ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں مگر عام لوگوں میں یہ واقعات بڑی مقبولیت حاصل کر رہے ہیں۔

پادری کا بچوں کے ساتھ فعل بد

امریکہ کے شہر (New Bedford Fall) میں ایک سابق رومن کیتھولک پادری نے عدالت کے روبرو اس امر کا کھلا اقرار کیا ہے کہ اس نے اپنی ملازمت کے دوران تقریباً ۱۰۰ بچوں کے ساتھ برا فعل کیا تھا۔ اخبار نے اس پر یہ سرخی جمائی ہے۔

(Priest Admits Rapes)

(ایوننگ نیوز)

بشپ لڑکوں کی تلاش میں

برطانیہ کے ایک شہر (Canberra) میں ایک اینگلیکن بشپ عدالت کو ایک مقدمہ میں مطلوب ہے' جس پر الزام ہے کہ وہ اپنی جنسی ہوس مٹانے کے لئے لڑکوں کی تلاش میں تھا اور ان مقامات پر موجود تھا جہاں اس قسم کی حرکتیں کرنے والے موجود ہوتے ہیں اخبار نے اس پر Sex Charges کی سرخی لگائی ہے۔

بحوالہ جنسی تعلقات (''ایوننگ نیوز'' مانچسٹر' برطانیہ' ۱۷ جون ۱۹۹۲ء)

بچوں سے زیادتی کرنے والے تین پادریوں کی چھٹی

''بیری لینڈ) رومن کیتھولک فرقے سے تعلق رکھنے والے تین پادریوں نے جنہیں گزشتہ ہفتے ان کی ذمہ داریوں سے فارغ کر دیا گیا تھا' اپنے آپ کو حکام کے حوالے کر دیا ان پر الزام ہے کہ انہوں نے ۱۹۷۰ء کی دہائی میں بچوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس کے مطابق ان پادریوں میں ایک ۷۰ سالہ الفونس سمتھ' ۵۰ سالہ ایڈورڈ پرٹچرڈ اور ۵۸ سالہ ایڈورڈ ہارٹل شامل ہیں۔ پادریوں پر تین افراد جو ۷۰ کی دھائی میں بچے تھے نے الزام عائد کیا کہ پادیوں نے انہیں جنسی تشدد کا نشانہ بنایا۔ سمتھ پر الزام ہے کہ اس نے ۱۹۷۵ء میں سینٹ میتھیلس میں دو بچوں کے ساتھ زیادتی کی۔ پرٹچرڈ پر ۷۴ اور ۷۷ میں دو بچوں پر جنسی تشدد کا الزام ہے جب کہ ہارٹل پر الزام ہے کہ اس نے چرچ کا دورہ کرنے کے دوران ایک بچے سے زیادتی کی۔

(''نوائے وقت'' لاہور ۱۸ فروری ۹۵ء)

آسٹریا کا کارڈنیل ہینز ہرمن گرو(ز) بشپ پینل سے مستعفی

''ویانا'' آسٹریا کے سب سے بڑے مسیحی پیشوا اور رومن کیتھولک کے بڑے بشپ کارڈنیل ہینز ہرمن گروز ۲۰ سال قبل ایک لڑکے سے بدفعلی کرنے کے الزام میں پینل سے مستعفی ہوگئے ان کی جگہ گراز شہر کے بشپ جان ویر کا انتخاب ہوگیا

ہے۔

(روزنامہ ''خبریں'')

جنسی انقلاب نیوز ویک کی رپورٹ

۷ اعلماء وفضلا اور ماہرین صحت پر مشتمل کمیٹی نے ایک گرما گرم رپورٹ بعنوان ''جسم اور روح کا اتحاد'' تیار کی ہے کمیٹی کا بنیادی نقطہ نظر یہ ہے کہ جنسی تسکین ایک بنیادی ضرورت ہے اسے طبعی جوڑوں تک محدود یا قدیم اخلاقی اصولوں کا پابند ہرگز نہیں بنانا چاہیے۔

(ماہنامہ ''المذاہب'' لاہور)

پادری کی دوسری مرد سے شادی

''کوپن ہیگن (ڈنمارک) گزشتہ روز پہلی بار دو مردوں کی شادی انجام پائی دو ہم جنس پرستوں کے درمیان ہونے والی یہ شادی اون ہال میں ہوئی۔ تقریب کے شرکاء نے غبارے چھوڑے اور شمپین نامی شراب کی بوتلیں اڑائیں یہ شادی ایک پادری اور ماہر نفسیات کے درمیان ہوئی یاد رہے کہ ڈنمارک میں ایک نئے قانون کے تحت ہم جنس پرستوں کو شادی کی اجازت دے دی گئی ہے اور خیال ہے کہ جلد ہی اس قسم کی دس ہزار شادیاں ہوں گی تقریب میں نو بیاہتا جوڑے نے عہد کیا کہ وہ ایک دوسرے کے وفادار رہیں گے۔ (''جنگ'' دسمبر ۱۹۸۹ء)

ہم جنس پرستوں کی پہلی شادی

۱۹۶۵ء میں ہالینڈ میں باقاعدہ طور پر دو مردوں کی شادی ہوئی تھی اس شادی کی رسم ''نکاح'' گرجا گھر میں پادری نے ادا کی تھی۔ نوجوانوں نے عہد کیا تھا کہ وہ فعل جنسی میں پہل صلح صفائی سے کیا کریں گے۔ ''اکانومسٹ'' لندن نے اس پر خصوصی کالم

لکھا تھا۔

(بحوالہ ماہنامہ ''المذاہب'')

راہبہ کی بچوں سے زیادتی

جوہنسبرگ (انٹرنیشنل ڈیسک) پولیس نے بالاخر اس راہبہ کو گرفتار کر لیا ہے جس کے زیر اثر تربیت حاصل کرنے والے بارہ سے پندرہ سال کے تین بچے ذہنی انتشار کا شکار ہو گئے تھے۔ تفصیلات کے مطابق راہبہ کیتھرائین اپنے مقامی چرچ میں بچوں کو مذہبی تعلیم دینے پر مامور تھی تین سال قبل اس کے پاس کچھ بچے بغرض تعلیم آئے، جن سے اس نے مذہبی تعلیم کی آڑ میں ناجائز تعلقات استوار کر لئے، جو مسلسل تین سال تک جاری رہے، جس سے تین بچے ذہنی انتشار کا شکار ہو گئے تھے جنہیں والدین نے ماہر نفسیات کو دکھایا تو انہوں نے اس راہبہ کے خلاف عدالتی کارروائی کرانے کو کہا۔ راہبہ نے بھی پولیس تفتیش کے دوران اپنی ''زیادتی'' کا اعتراف کر لیا ہے بچے ابھی تک نارمل نہیں ہو سکے۔

(نوائے وقت، لاہور)

آرچ بشپ کا فتویٰ

''حضرت عیسیٰ نے اس لئے شادی نہیں کی کہ وہ ہم جنسیت میں مبتلا تھے'' نعوذ باللہ۔ پادری خورشید عالم بشپ آف پاکستان لکھتے ہیں انگلیکائی کلیسا (انگلستان کا برسر اقتدار مسیحی فرقہ) کا سربراہ بادشاہ ہو یا ملکہ وہ پارلیمانی ''قانون برتری'' کے باعث سردار اعلیٰ اور محافظ دین ہے، لیکن اس کے موجودہ پارلیمان نے محافظ دین کی رضامندی سے ''ہم جنسی'' غیر فطری گناہ کو تعزیرات میں نظر انداز کر دیا ہے اور ''ہم جنسی'' کے بل کو منظور کر لیا ہے اس روسیاہی کو گناہ نہ ٹھہرانے کے لئے انگلیکن کینن کہف مونٹ فائر نے جولائی ۱۹۶۷ء میں ربنا المسیح کی شادی نہ کرنے اور مجرد رہنے کی وجہ فعل ہم جنسی

(Homosexuality) بتائی ہے اور اس کنین کے آرچ بشپ کنٹربری ماہ ستمبر ۱۹۷۰ء میں بشپ کے مقدس عہدہ پر فائز رہے ہیں۔

جب ذہنیت کی گندگی کا عالم یہ ہو کہ اپنی ہم جنس پرستی کے جواز کی تلاش میں اپنے خدا مسیح کو بھی ہم جنس پرست (نعوذ باللہ) قرار دیا جاسکے تو مسیحی علماء کے ناز اور (Homosexcuality) کس شمار قطار میں رکھی جائیں گی۔

بات کہاں تک پہنچ چکی ہے معاملہ کی نزاکت کو جاننے کے لئے اسی چٹھی سے بشپ مذکور کے درد بھرے الفاظ مطالعہ فرمائیں:

''مومنو! بزرگو اور نوجوانو! یہ وقت ہے کہ ہم سب متحد ہو کر کتاب مقدس میں تحریف لفظی و معنوی' بدعت کے خلاف آواز بلند کریں اپنے قلم کو حرکت میں لائیں اور'' جہاد تحفظ بائبل'' کے جذبہ قدسیہ سے بھرپور ہو کر ان لوگوں کا محاسبہ کریں جو اپنی شاطرانہ چالوں سے شہد سے میٹھے کلام الہیہ میں قطع و برید کے باعث زہریلے عنصر کو ملا کر اپنی آزادانہ بداخلاقی اور قدرتی حیوانی آزادی کا جواز ڈھونڈتے ہیں' تاکہ ملک پاکستان میں گمراہی اور لادینیت کو رائج کریں اور یوں عوام کا الہامی کتب پر سے یقین اٹھ جائے۔

پادری صاحب بتاتے ہیں کہ زنا کے گناہ عظیم پر پردہ ڈالنے کے لئے انگریزی بائبلوں میں اس لفظ کا ترجمہ (Godless) ناپاک (Immoral) بداخلاقی اور (Wicked) (برا) کیا جارہا ہے۔

(بحوالہ ''المذاہب'')

امریکی پادری اور مانع حمل اشیاء کا استعمال

کمسن بچوں سے زیادتی اور جنسی حملے پر چار سو ملین ڈالر کا جرمانہ

۹۵ فیصدی امریکی پادری غیر شادی شدہ ہوتے ہوئے بھی مانع حمل اشیا استعمال کرتے ہیں اور اپنی ہوس کا نشانہ راہباؤں اور بدکار عورتوں کو بناتے ہیں ایک بڑی

تعداد جنسی تشدد میں مبتلا ہے امریکی ٹی وی کے دسویں چینل نے ایک سروے میں انکشاف کیا کہ ۲۰ فیصد پادری کم سن بچوں کا استعمال کرتے ہیں خواتین کے ساتھ کلیسا کے تمام ذمہ داروں کی سرگرمیاں ایسی عام ہوگئی ہیں جن کو برا نہیں سمجھا جاتا۔ امریکی ٹی وی نے یہ انکشاف بھی کیا کہ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۳ء تک امریکی کلیسا کو چار سو ملین ڈالر اس جرمانہ کے طور پر ادا کرنا پڑے جو کمسن بچوں اور بچیوں نے پادریوں کی طرف سے ہونے والے جنسی حملوں کے خلاف امریکی عدالتوں میں مقدمات دائر کر کے معاوضے طلب کئے تھے۔

مونیکا کلنٹن سیکس اسکینڈل

ساری دنیا میں اس وقت تہلکہ مچ گیا جب مونیکا لیونسکی نے موجودہ امریکی صدر بل کلنٹن پر الزام لگایا کہ صدر نے اسے جنسی تشدد کا نشانہ بنایا ہے پہلے تو وائٹ ہاؤس نے اس کی تردید کی لیکن بعد میں جیوری نے مونیکا کے حق میں فیصلہ دیا مونیکا نے اس سلسلہ میں جیوری کے سامنے ناقابل تردید ثبوت مہیا کئے بعد میں صدر کو مواخذے کا سامنا کرنا پڑا بل کلنٹن نے مونیکا کے علاوہ کئی دیگر خواتین سے جنسی تعلقات رکھے جس کی روداد دنیا بھر کے اخباروں کی شہ سرخیوں کی زینت بنی۔ (بحوالہ جنسی تعلقات)

مسیحی عبادت کے سب سے بڑے پادری کا کردار

گزشتہ ماہ آئرلینڈ میں ہونے والے ایک عجیب واقعے نے ساری دنیا کے مسیحی پادریوں، مفکروں اور مبلغوں کو ورطہ حیرت میں مبتلا کر دیا ٹی وی کی عالمی خبروں میں اس کا تذکرہ آیا اور دوسرے پروگراموں میں یہ موضوع بطور خاص زیر بحث رہا واقعہ کے مطابق نیویارک (امریکہ) میں مقیم ۱۷ سالہ پیٹر اپنی ماں سے روزانہ یہ سوال کرتا رہا کہ میرا باپ کون ہے؟ اور کیوں آج تک اس کے نام اور اس کے دیدار سے محروم ہوں

مسٹر پیٹر کی ماں Annie Nurphy (جو طلاق شدہ تھی) اپنے بیٹے کے سوالات کو حیلے بہانے کے ذریعہ ٹال دیا کرتی تھی اور بیٹا دل ہی دل میں کڑھ کر رہ جاتا ایک مرتبہ ایک اونچے درجے کے اسکول میں داخلہ کے وقت یہ ہی سوال اٹھا کہ بیٹے کے باپ کا نام درج کیا جانا ضروری ہے اب ماں کے لئے کوئی چارہ نہ رہا کہ اس سوال کو کسی طرح ٹال دیا جائے چنانچہ اس نے اپنے عاشق کو بذریعہ فون ان حالات سے مطلع کیا کہ اب حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ اس راز کو فاش ہی کر دیا جائے آئر لینڈ میں مقیم عاشق نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح بھی یہ راز فاش نہ ہو سکے مگر دوسری طرف محبوبہ کے اصرار کے ساتھ ساتھ دھمکی بھی دی تھی کہ اگر تم نے اس بات کا اقرار نہ کیا تو میں سارے ثبوت مہیا کر دوں گی جو آج تک میرے پاس بطور امانت محفوظ ہیں چنانچہ چند لمحوں کے اندر اندر عاشق نے اپنے کام سے استعفیٰ پیش کر دیا اور ادھر معشوقہ نے سارا راز فاش کر ڈالا اور بتلایا کہ میرے پیٹ سے جنم لینے والا وہ بچہ جسے آج سترہ سال سے باپ کا دیدار نصیب نہیں ہوا وہ آئر لینڈ کی سب سے بڑی عبادت گاہ کا سب سے بڑا پادری بشپ Dr.Eamonn Casey ہے اور یہ ۱۷ سالہ پیٹر اس دور کی یادگار ہے جب پادری مسیحی عبادت گاہ میں بطور پیشوا کے مقرر تھا اور میں طلاق یافتہ تھی ۱۹۷۰ء سے میرے اور اس پادری کے درمیان تعلقات نے نیا موڑ لیا عشق و محبت پروان چڑھا، ہم آپس میں شادی کرنا چاہتے تھے لیکن مذہب آڑے آ رہا تھا چنانچہ یونہی کام آگے بڑھتا رہا ادھر پادری نے بھی ان تمام جرموں کا کھلے عام اعتراف کیا اور بیٹا خوش ہو کر کہنے لگا کہ آج میں دنیا والوں کو کہہ سکتا ہوں کہ میں بغیر باپ کے نہیں بلکہ میرا باپ فلاں ہے۔

روزنامہ ایوننگ نیوز مانچسٹر نے ۱۱ مئی اور اس کے بعد کی اشاعتوں میں تفصیلی خبریں فراہم کیں جن میں ان کے تعلقات، پادری کا استعفیٰ دینا، ایک دوسرے کے ساتھ دھمکی آمیز لب ولہجہ میں گفتگو اور دیگر امور تحریر کیے ہیں اسی رپورٹ میں اس بات کا بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ اس پادری نے اپنے بیٹے کی کفالت اور پرورش کے لئے ۶۴ ہزار پونڈ چرچ کے اس فنڈ سے نکال دیے جو صرف چرچ کی عمارت پر صرف کے لئے

مخصوص تھے اس خبر کے عام ہونے کے ایک گھنٹہ بعد پادری نیویارک کی جانب روانہ ہوگیا اور اس نے جاتے ہوئے کہا کہ میں خدا سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے معاف کردے کیونکہ

I Maye sinned Grievously Against Him

اس خبر نے پورے برطانیہ، آئرلینڈ اور روم کی مسیحی عمارتوں میں زلزلہ برپا کردیا تھا ہر جانب یہی موضوع ابھرتا رہا ٹیلی ویژن کے طے شدہ پروگراموں میں تبدیلیاں کرتے ہوئے اس موضوع کو زیر بحث لایا گیا اکثر پروگراموں میں پادری اور مسیحی مبلغوں کو اس موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی جاتی رہی ان میں بہت سے ایسے نوجوان بھی تھے جنہوں نے محض اس لئے چرچ کو خیرباد کہہ دیا تھا کہ دوران عبادت ان کی آنکھیں لڑ جایا کرتی تھیں اور چرچ اس شادی کی اجازت دینے سے معذور تھا انہوں نے مسیحی مبلغ ہونے کے بجائے کسی عورت کا شوہر بننے کو ترجیح دی اور کھلے بندوں کہا کہ پادریوں کا کنوارا پن محض ایک ڈھونگ ہے اندرون خانہ سب کچھ چلتا ہے جب نوبت بایں جارسید تو پھر مذہب کے اس قانون کو ختم کردینا ہی بہتر ہے جب پادری اور ننیں ایک ایسے کلچر اور ماحول میں زندگی بسر کررہے ہیں جہاں ہر طرف آنکھیں لڑنے اور تقاضوں کے ابھرنے کا اندیشہ موجود ہے تو پھر کیوں شادی کو ممنوع قرار دیا جارہا ہے دوسری طرف کچھ ایسے ادھیڑ عمر کے پادری بھی تھے جو ابھی تک اسی بات پر مصر رہے کہ پادری کو کنوارا رہنا چاہیے ''پادری اور شادی'' اس کی اجازت نہ دینی چاہیے کیونکہ عیسیٰ بھی شادی شدہ نہ تھے۔

چرچ کے اس قانون کے حامیوں اور مخالفوں کی تیز و تند گفتگو اور دوسرے پروگراموں میں زیر بحث آنے والے موضوعات پر برطانیہ کے سنڈے ایکسپریس نے آئرلینڈ کے شہر ڈبلن کے باشندوں کو اظہار خیال کی دعوت دی ۲۳ مئی کو ٹی وی میں اس کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ستر فیصدی رومن کیتھولک پادریوں کو شادی کی اجازت دینے کے خواہاں ہیں۔

Almost 70% of roman catholics believe their

priests should be allowed to Marry.

معلوم نہیں اب مسیحی مفکرین کب اس نئے قانون کو عملی شکل دیں گے؟ اگر اب بھی یہ روش جاری رہی اور کنوارے پن کی آڑ میں عورتوں کی عصمت اور عزت لٹتی رہی چرچوں کے فنڈ سے اپنی محبوبہ کی تمنائیں پوری کرتے رہے تو پھر یہ مسیحی عبادت گاہ' عبادت گاہ کے بجائے کچھ اور کہلانے کی واقعی مستحق بن جائیں گی اور آج کل یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے پادری اور بشپ ان گھناؤنے کرتوت میں ملوث پائے جاتے ہیں کہیں عورتوں کی عصمت تار تار ہوتی ہے تو کہیں خیراتی رقوم ہضم ہو جاتی ہیں اور ان رقوم سے دوسرے شہروں میں داد عیش دیتے ہوئے گرفتار ہوتے ہیں چند خبریں ملاحظہ فرمائیں۔

ویسٹ سیکس (برطانیہ) کے ایک پادری (Rev Tom Tyler) کو چرچ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فحش اور برے افعال کا ارتکاب کرتا تھا اور عدالت میں اس کا جرم ثابت ہو چکا تھا اس نے اس مقدمہ کے خلاف چرچ ہاؤس لندن میں دومرتبہ اپیل بھی کی جو مسترد کر دی گئی (روزنامہ ایوننگ نیوز ۹ مئی ۹۲ء)

(۲) اس دن کے اخبار میں ایک دوسری خبر یہ تھی کہ امریکہ کے شہر (New Bedford Fall) میں ایک سابق رومن کیتھولک پادری نے عدالت کے روبرو اس امر کا کھلا اقرار کیا ہے کہ اس نے اپنی ملازمت کے دوران تقریباً ۱۰۰ بچوں کے ساتھ برا فعل کیا تھا اخبار نے اس پر یہ سرخی جمائی ہے (Priest Admits Rapes)

(۳) روزنامہ ایوننگ نیوز مانچسٹر نے ۱۶ جون اور OTV کی منتخب خبروں نے ۱۷ جون کی اشاعت میں لکھا ہے کہ آسٹریلیا کے شہر ملبورن میں ایک ۶۰ سالہ کیتھولک پادری (Viscownt Kiss) کو ۱۶۵ الزام میں گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس پر عمل ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے چرچ کے خیراتی فنڈ سے ۱۰۲ ملین پونڈ ہتھیا لئے ہیں اور ان رقوم سے بڑی شاہانہ زندگی گزار رہا تھا اس کے اعلیٰ ترین مکانات اور جہاز بھی ہیں اور اونچے درجے کے ہوٹلوں میں ان رقوم سے اپنے پیٹ کی آگ بجھایا

کرتا تھا۔

(۴) برطانیہ کے ایک شہر Canberra میں ایک اینگلیکن بشپ (Bishop owen dowling) عدالت کو ایک مقدمہ میں مطلوب ہے جس پر الزام ہے کہ وہ اپنی جنسی ہوس مٹانے کے لئے لڑکوں کی تلاش میں تھا اور ان مقامات پر موجود تھا جہاں اس قسم کی حرکتیں کرنے والے موجود ہوتے ہیں تفصیلات کا انتظار ہے اخبار نے اس پر (Sex Charges) کی سرخی لگائی ہے (ایوننگ نیوز مانچسٹر ۱۷ جون ۹۲ء)

مذکورہ بالا چند خبریں صرف چند ہی دنوں کی ہیں جو برطانیہ ہی کے اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی ہیں جس سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مسیحی عبادت گاہوں نے برائی اور فحش حرکات کے خلاف آواز اٹھانے سے اس لئے گریز اختیار کیا ہے کہ اس حمام میں سب ننگے ہیں RIV ہو یا Bishop اور کوئی سب ہی چپ ہیں اور پورا معاشرہ دن بدن برائی کی جانب ترقی کرتا جارہا ہے اور جب برائی عام ہو جاتی ہے تو یہی پادری اسے قانونی تحفظ دینے کے لئے تحریکیں چلاتے ہیں جیسا کہ گزشتہ خبروں میں لیور پول کے ایک پادری کا اعلان عام پڑھا ہوگا یہ ہے برطانوی معاشرہ اور یہ ہیں مسیحی مفکرین' غور فرمائیے کیا یہ لوگ برائیوں کے خاتمہ میں دلچسپی لیں گے۔

پوپ نے چرچ کے دو ہزار سالہ گناہوں پر معافی مانگ لی

روم (اف پ + ٹی وی رپورٹ) رومن کیتھولک رہنما پوپ جان پال دوم نے روم میں ایک تقریب کے دوران ماضی میں رومن کیتھولک چرچ کی جانب سے کی جانے والی غلطیوں پر معذرت کی بی بی سی کے مطابق یہ ایک غیر مثالی واقعہ ہے کہ پوپ نے رومن کیتھولک مسلک سے تعلق رکھنے والوں کی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگی ہو۔ ویٹی کن میں اپنے سینٹ پیٹرز کے خطاب میں پوپ نے دنیا چھوڑ جانے

والوں اور زندہ رومن کیتھولک افراد کی غلطیوں اور گناہوں پر معذرت کی اور خاص طور پر دوسری عالمی جنگ کے بعد کی تباہ کاریوں میں یہودیوں سے بھی معافی مانگی پوپ نے کہا کہ رومن کیتھولک چرچ کی ناکامی رہی کہ وہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا اعتراف نہیں کر سکا یہ واقعہ تاریخ میں پہلی بار ہوا کہ پوپ نے معافی مانگی ہو انہوں نے چرچ کی طرف سے گزشتہ ۲۰۰۰ سال میں کی گئی تمام خطاؤں اور گناہوں پر سرعام معافی کی استدعا کی۔ پوپ نے اپنے خطاب میں کہا تاریخ میں بعض موقعوں پر چرچ نے ایسے طرز عمل کا مظاہرہ کیا جس سے اس کی شہرت داغدار ہوئی انہوں نے خصوصاً صلیبی جنگوں اور چرچ کی طرف سے تحقیقات کے دوران طرز عمل کی معافی طلب کی بیت المقدس اور دیگر مقدس مقامات کو مسلمانوں سے حاصل کرنے کے لئے ۲۰۰ برس تک صلیبی جنگیں جاری رہیں عدالتی احتساب کا عرصہ ۷۰۰ برس پر محیط تھا جس دوران چرچ نے ملحدین' بدعتیوں' جادو ٹونے' کیمیا گری اور شیطانی عمل کرنے والوں کی باز پرس کی اور انہیں سزائیں سنائیں ان پر تشدد کیا اور تقریباً ۳ لاکھ افراد کو زندہ جلا دیا گیا پوپ نے امریکہ اور افریقہ میں جانے والی مشنری ٹیموں کے لئے بھی معافی مانگی انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے مقامی لوگوں کی تہذیب اور مذہبی روایات کا استحصال کیا پوپ نے لسانی یا نسلی بنیادوں پر امتیاز برتے جانے والوں سے بھی معافی مانگی پوپ نے مسیحیوں سے کہا کہ وہ آج کے دور کی برائیوں اور خرابیوں کی ذمہ داریاں بھی قبول کریں (''شاداب'' مارچ ۲۰۰۰ء)

پوپ نے گناہوں کا یہ اعتراف مسیحیوں کے حافظہ کو ''پاک'' کرنے اور عیسائیو ں کے درمیان صلح صفائی کو نئی مہمیز دینے کے لئے کیا۔

معافی مانگنے سے پہلے گزشتہ ۲۰۰۰ سالوں میں کیتھولک عیسائیوں کی غلطیوں پر ۵۹ صفحات کی ایک دستاویز شائع کی گئی اس نوشتہ کا عنوان ہے ''یاد اور صلح: کلیسیا اور ماضی کے عیوب'' اس کتابچہ کو ایک بین الاقوامی مذہبی بزرگوں پر مشتمل کمیشن نے لکھا ہے

دستاویز میں عورتوں' نسلوں اور نسلی گروپوں کے خلاف امتیاز برتنے کو بھی کلیسیا

کے گناہوں میں شامل کیا گیا ہے۔

المذاہب: کیتھولک عیسائیوں میں ان کے مذہبی رہنما پوپ روم کو منزہ عن الخطاء مانا گیا ہے یعنی پوپ غلطی نہیں کرسکتا۔ وہ گناہوں سے معصوم ہے۔

مذکورہ دستاویز اور پوپ کا گناہوں کو تسلیم کرنا اور بشرح صدر' متعلقہ حلقوں سے ان کی معافی مانگنا مذکورہ کیتھولک عقیدہ کا صریح ابطال ہے سچ ہے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے! غیر کیتھولک عیسائیوں اور غیر عیسائی حلقوں کے شور کو کون سنتا تھا؟

ایک رہزن نما پادری

پادری لوگوں کا ایمان ہی نہیں مال بھی لوٹتے ہیں/مہمان نواز

پادری ڈاکو نکلا

مورخین لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک فوجی شام کے علاقے میں ایک بستی کی طرف جارہا تھا۔ جب اس نے چند فرسخ کا راستہ طے کرلیا تو وہ تھک گیا اس کے پاس ایک خچر یا تھی جس کے اوپر سفر کا ضروری سامان لدا ہوا تھا شام کا وقت بھی قریب آرہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا گرجا گھر ہے اور اس میں ایک راہب ہے۔ راہب نے اسے دیکھ کر استقبال کیا اور اس نے اپنے پاس رات گزارنے کے متعلق پوچھا تاکہ وہ کسی طرح سے مہمان نوازی کا انتظام کرسکے۔ چنانچہ اس فوجی نے رات میں قیام کے بارے میں حامی بھرلی۔

فوجی کہتا ہے کہ جس وقت میں گرجا گھر میں داخل ہوا تو مجھے پادری کے سوا کوئی دوسرا نظر نہ آیا اتنے میں پادری نے میری خچر یا کو ایک طرف لے جاکر باندھ دیا اور اس کا گھاس چارہ کیا اور میرا اسباب ایک کمرے میں لے جاکر رکھا۔ گرم پانی لایا' سردی کڑاکے کی پڑرہی تھی برف گرنے کا زمانہ تھا۔ آگ جلائی اور بہت عمدہ کھانا میرے لئے لایا۔ چنانچہ میں نے کھانا کھایا۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو سونے کی تیاری کرنے

سے پہلے میں نے اس سے یہ معلوم کیا کہ بیت الخلاء کدھر ہے؟ اس نے بتایا کہ بیت الخلاء اوپر ہے اور اس کا راستہ مجھے دکھلایا۔ جب میں رفع حاجت کے لئے اوپر پہنچا اور بیت الخلاء کے دروازے پر قدم رکھا تو ایک بڑی سی چٹائی پر نظر پڑی اور میں نے اس پر جیسے ہی قدم رکھا دھم سے میدان میں گرجا گھر سے باہر آ گرا۔ گویا اس بدبخت نے وہ چٹائی چھت سے باہر اس طرح لٹکائی تھی کہ اس پر ذرا سا بوجھ پڑے تو فوراً آدمی جا گرے میں نے گرنے کے ساتھ شور مچانا شروع کیا مگر پادری نے کوئی جواب نہ دیا خیر مجھے چوٹ تو ضرور آئی مگر کوئی ہڈی وغیرہ نہیں ٹوٹی تھی اس برفباری کے عالم میں جاڑے سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ آخر کار برف سے بچنے کے لئے گرجا گھر کے دروازے کی محراب میں کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں اوپر سے ایک بہت وزنی پتھر آ کر گرا اگر مجھ پر گرتا تو پیس کر رکھ دیتا میں وہاں سے نکل کر بھاگا وہ پادری مجھے گالیاں دیتا رہا جس سے میں سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو اس پادری بدبخت کی شرارت ہے جو مجھے لوٹنے اور جان سے مارنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

جب میں محراب سے باہر نکلا تو برف باری کے عالم میں کھلے آسمان کے نیچے کھڑا ہوا تھا میرا سارا بدن اور کپڑے بھیگ گئے۔ تب میں نے سوچا جان بچانے کی کوئی صورت اختیار کرنی چاہئے ورنہ میں صبح تک اکڑ کر مر جاؤں گا اس وقت میرے ذہن میں یہ تدبیر آئی کہ ایک دو تین دھڑی کا پتھر ڈھونڈ کر اسے اپنے کندھے پر رکھ کر ادھر میدان میں بھاگوں چنانچہ میں نے یہی تدبیر اختیار کی جس کی وجہ سے جسم میں گرمی آ گئی پھر پتھر اتار کر کچھ دیر کے لئے آرام کرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد پھر سردی نے پریشان کیا تو پھر پتھر اٹھا کر یہی ورزش کی غرض کہ میں صبح تک یہی کرتا رہا سورج نکلنے سے پہلے میں نے گرجا گھر کے دروازے کھلنے کی آواز سنی میں نے جو آگے بڑھ کر غور سے دیکھا تو پادری باہر نکلتا ہوا دکھائی دیا اس نے وہاں مجھے تلاش کیا جہاں میں رات کو بالائی منزل سے نیچے گرا تھا جب اس نے وہاں نہ پایا تو بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ارے آخر وہ مسافر کہاں گیا میں نے پادری کی بات سن لی اتنے میں پادری آگے چلا اور میں اس کے پیچھے سے آہستہ سے گرجا گھر کے دروازے میں داخل ہو گیا اور کواڑ کے پیچھے کھڑا

ہو گیا پادری مجھے تلاش کر کے تھوڑی دیر کے بعد لوٹ آیا اور آ کر دروازہ بند کرنے لگا میں ایک طرف چھپا کھڑا ہی تھا جوں ہی وہ پلٹا اور میری طرف کو اس کی نگاہ اٹھنے ہی والی تھی کہ میں نے خنجر نکال کر اس کو نیچے گرا کر اس کے سینے میں خنجر گھونپ دیا اور اسے ختم کر کے میں نے اطمینان کا سانس لیا پھر گرجا گھر کا دروازہ بند کر کے میں اوپر گیا آگ جو پہلے سے سلگ رہی تھی اسے اور مزید لکڑیاں ڈال کر روشن کیا اور خوب سینک کر اپنے بدن میں گرمی پیدا کی اس کے بعد گیلے کپڑے اتار کر اپنے سامان میں سے دوسرے کپڑے نکال کر پہنے اور پادری کی چادر اوڑھ کر سو گیا رات کا جاگا ہوا تھا چنانچہ مجھے خوب نیند آئی عصر کے وقت تک سوتا رہا آنکھ کھلی تو بھوک لگ رہی تھی اٹھ کر گرجا گھر میں گھوما پھرا باورچی خانہ میں گیا تو کھانے پینے کا اچھا خاصہ ذخیرہ ملا سیر ہو کر کھانا کھایا تو جان میں جان آئی اور طبیعت میں نشاط پیدا ہوئی۔

وہیں مجھے گرجا کے دیگر کمروں کی چابیاں مل گئیں اب میں نے سکون کے ساتھ ایک ایک کمرہ کھول کر دیکھا تو وہاں ہر طرح کے سامان کے انبار لگے ہوئے تھے قیمتی چیزیں' سونا اور چاندی سواریوں کے کجاوے' قسم قسم کے آلات' طرح طرح کے اسباب سے بھرے پڑے تھے جس سے میں نے خوب سمجھ لیا کہ پادری ایک قسم کا رہزن تھا جو کسی مسافر کو تنہا ادھر سے گزرتے دیکھتا تو جس طرح اس نے میرے ساتھ معاملہ کیا ایسی ہی معاملہ دوسروں کے ساتھ بھی کرتا ہو گا اور اسے دھوکہ سے مار کر اس کے سامان پر قبضہ کر لیتا ہو گا اب میں نے سوچا اتنے بڑے ذخیرے کو کس طرح یہاں سے منتقل کروں اور اپنے بارے میں ادھر سے گزرنے والوں کو شبہ نہ پیدا ہونے دوں تو اچانک یہ تدبیر ذہن میں آئی کہ صبح کو پادری کا لباس پہن لیا اور اسے پہن کر گرجا کے اوپر جاتا اور چھت پر ٹہلنے لگتا نیچے سے گزرنے والے یہ سمجھتے کہ وہی پادری ہے اور جانے والے قریب آتے تو میں پشت کر کے دوسری طرف چلا جاتا۔

اسی طرح چند روز گزارے کسی کو میری حالت کا پتہ نہ چل سکا اس کے بعد میں نے تلاش کر کے دو خرجیاں نکالیں ان پر بہت سا قیمتی اور اچھا اچھا سامان بھر لیا پھر پادری کا لباس اتار کر اپنے کپڑے پہن کر اور یہ خرجیاں اپنے خچر پر لاد کر پاس کی بستی میں گیا

اور ایک مکان کرایہ پر لیکر اس میں ٹھہر گیا اور موقع بہ موقع اس گرجا کے سامان کو اس مکان میں خچر پر لاد کر منتقل کرتا رہا چونکہ سامان بہت تھا اس لئے خچر یا پر شروع شروع میں وہی چیزیں منتقل کیں جو اپنے سائز اور وزن کے لحاظ سے تو کم مگر قیمتی اور عمدہ تھیں البتہ وزنی اور بڑی چیزیں وہیں چھوڑ دیں آخر ایک دن میں نے اس کا بھی بندوبست کیا بہت سے خچر اور گدھے کرائے پر حاصل کئے اور کچھ مزدور لئے اور یہ سب سامان لاد کر ایک قافلہ کے ہمراہ وہاں سے چل پڑا اور تمام مال غنیمت لیکر اپنے گھر آ گیا سامان کافی قیمتی تھا اور کافی تعداد میں تھا چنانچہ اسی ہزار درہم اور کافی اشرفیاں اور بہت ہی نفیس وقیمتی سامان میرے ہاتھ آیا اور میں نے اس میں سے قیمتی قیمتی سامان زمین میں دفن کر کے چھوڑ دیا جس کی کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ (ماخوذ از حیاۃ الحیوان)

باب نمبر ۲۱

عیسائیت کا زوال

چرچ ویران ہو گئے

عیسائیت زوال پذیر چرچ ویران ہو گئے' امریکی محقق کی رپورٹ

عیسائیت میں ایک طبقہ مذہب کو مصیبت سمجھتا ہے اور لادینیت میں داخل ہو رہا ہے

دوسری قسم کے لوگ مذہب کی تڑپ رکھتے ہیں لیکن عیسائیت انہیں بے چین رکھتی ہے

دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہونے کے باوجود چرچ ویران سے ویران تر ہوتے چلے جارہے ہیں سیکولرازم نے چرچ کی سیاست اور سیاسی اثر و رسوخ ختم کر ڈالا

مسلمان عیسیٰؑ مریمؑ پر ایمان رکھتے ہیں اور انجیل کو آسمانی کتاب سمجھتے ہیں

ان سے تعلقات قائم کر کے ہی چرچوں کی بقا ممکن ہے' بعض عیسائیوں کا نقطہ نظر

عیسائی پادریوں کا خیال ہے کہ مسلمان جس قدر اپنے مذہب اور عبادت گاہوں کی تعظیم کرتے ہیں کوئی دوسرا مذہب نہیں کرتا نہ ہی کوئی عبادت گاہوں کے اتنے چکر لگاتا ہے

مشی گن (مانیٹرنگ ڈیسک) عیسائیوں کے چرچوں کی دنیا بھر میں بڑھتی ہوئی ویرانگی مسئلہ بن گئی۔ عیسائی پادریوں نے چرچوں کو بچانے کے لئے مسلمانوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ امریکہ کے شہر مشی گن میں ایک مایہ ناز مسلمان پروفیسر ڈاکٹر مقتدر خان جو بین الاقوامی امور کے ماہر ہیں نے حال ہی میں ایک تحقیق کے بعد بتایا ہے کہ دنیا بھر میں عیسائیت کو زوال ہو رہا ہے۔ عیسائی لوگوں میں دو طرح کے رجحان زیادہ زور پکڑ رہے ہیں ایک تو وہ لوگ ہیں جو دنیا میں دھنسے ہوئے ہیں وہ عیسائیت کو مصیبت

سمجھتے ہیں اور وہ لادینیت یعنی سیکولراز میں داخل ہو رہے ہیں اور ان کا عیسائیت سے برائے نام ہی تعلق ہے دوسرے وہ لوگ ہیں جو مذہب کی تڑپ رکھتے ہیں لیکن عیسائیت انہیں بے چین رکھتی ہے۔ جس کی بناء پر وہ لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں یہ دونوں قسم کی صورت حال بڑے عیسائی پادریوں کے لئے ایک بڑا مسئلہ بن گیا ہے کیونکہ دنیا بھر میں سب سے بڑا مذہب اور دو ارب پیروکار ہونے کے باوجود ان کے چرچ ویران سے ویران تر ہو رہے ہیں سوائے لاطینی امریکہ اور ایشیا اور افریقہ کی چند ریاستوں کے دنیا بھر میں چرچوں کی صورت حال انتہائی ناگفتہ بہ ہو رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ سیکولرازم نے بھی چرچ کی سیاست اور سیاسی اثر ورسوخ کو ختم کر ڈالا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہودی بھی آگے بڑھ رہے ہیں اور عیسائیت کو ختم کر کے اپنی قوت کو قائم کرنے کے خواہاں ہیں اس تمام صورت حال کے بعد دنیا کے بڑے بڑے پادریوں نے مسلمانوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ مسلمان ان کے نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں ان کی والدہ مریم علیہا السلام پر بھی اور ان کی مقدس کتاب کو بھی آسمانی کتاب مانتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ انہیں اہل کتاب بھی مانتے ہیں اس لئے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے اور انہیں چرچوں کی طرف متوجہ کرنے سے ہی ہماری ان عبادات گاہوں کی بقا ممکن ہے بصورت دیگر جس طرح چرچ دنیا بھر میں ویران ہو رہے ہیں ایک وقت آئے گا کہ دنیا سے آباد چرچ ملیا میٹ ہو جائیں گے۔ عیسائی پادریوں کو مسلمانوں کی طرف متوجہ کرنے والی چیز ان کی عبادت اور مساجد سے محبت اور لگاؤ ہے عیسائی پادریوں کا خیال ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب اپنی عبادت گاہوں کی اس انداز میں تعلیم کا اہتمام نہیں کرتا اور نہ اس کا اتنا زیادہ چکر لگاتا ہے جتنا مسلمان مساجد کے ساتھ کرتے ہیں۔ دوسری طرف امریکہ میں واشنگٹن کی انتظامیہ نے یہ بات ضروری قرار دے دی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی رجسٹریشن کروائیں اور Birth control کو اختیار کریں۔ عیسائی پادری اس بات سے بھی پریشان ہیں کیونکہ یہ بات بھی ان کے مذہب کے عین خلاف ہے ان ساری باتوں سے عیاں ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف دنیا کی سب سے بڑی جنگیں جنہیں صلیبی جنگیں کہا جاتا ہے

عیسائیوں کے چرچوں کی طرف سے ہی لڑی گئی تھیں اور آج یہی چرچ مسلمانوں کی طرف جھکنے کی تیاری میں ہیں۔

۵ لاکھ عیسائیوں نے عیسائیت ترک کی

☆ برطانیہ میں اسلام کے تعلق سے حال ہی میں جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں وہ کلیسا کے لئے نہایت تشویش کا باعث ہیں گزشتہ ۵ برسوں میں ۵ لاکھ سے زیادہ عیسائیوں نے کلیسا کو ترک کیا ہے' اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد میں سوا لاکھ اضافہ ہوا ہے اس وقت برطانیہ میں عیسائیوں کے دو فرقوں میتھوڈسٹ لو پیپٹسٹ کی مجموعی تعداد کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو چکی ہے۔ گزشتہ ۵ برسوں میں ۱/۳ سو گرجا گھر بند ہوئے ہیں اس کے مقابلہ میں اس دوران ۳۱۴ مساجد کا اضافہ ہوا ہے' ایک اندازہ کے مطابق برطانیہ کے کل ۱۵ لاکھ مسلمانوں میں نومسلموں کی تعداد ۳۰ ہزار سے زیادہ ہو چکی ہے اور مبصرین کا خیال ہے کہ آئندہ ۲۰ برسوں میں یہاں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد موجودہ مسلم تارکین وطن کی تعداد سے تجاوز کر جائے گی جن کی تعداد ۱۵ لاکھ ہے۔

برطانیہ میں پابند صلوٰۃ مسلمانوں کی تعداد چرچ جانے والوں سے بڑھ جائے گی

اعداد و شمار عیسائی ملک کیلئے چیلنج اور اسلامی طاقت کا مظہر ہیں

اگزیکٹو ڈائریکٹر کرسچن ایسوسی ایشن

☆ لندن سے شائع ہونے والے ایک اخبار کے مطابق برطانیہ میں صوم و صلوٰۃ کے پابند مسلمانوں کی تعداد میں تیز رفتار اضافہ نے عیسائیت کے پرچار کا کام کرنے والے مشنری اداروں میں پریشانی کی لہر دوڑا دی ہے۔ سنڈے ٹائمز میں شائع

ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق اگلے چار سال میں باقاعدگی سے مسجد جانے والے مسلمانوں کی تعداد چرچ جانے والے اینگلیکن عیسائیوں سے کہیں زیادہ ہو جائے گی کرسچین ریسرچ ایسوسی ایشن کی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۲ء تک نماز کے پابند مسلمانوں کی عداد اینگلیکن عیسائیوں سے چار ہزار زیادہ ہو جائے گی۔ اس بات کا اندازہ گزشتہ دس سال کے دوران مسلمانوں اور عیسائیوں کے مذہبی رجحانات میں تبدیلی کو سامنے رکھ کر لگایا گیا ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۹۵ء میں باقاعدگی سے مسجد جانے والے مسلمانوں کی تعداد ۵ لاکھ ۳۶ ہزار تھی جب کہ عیسائیوں کی تعداد ۸ لاکھ ۵۴ ہزار تھی۔ ایسے مسلمانوں کی تعداد میں ہر سال ۳۲ ہزار کا اضافہ اور عیسائیوں کی تعداد میں ۱۴ ہزار کی کمی واقع ہوتی رہی۔ اگر مسجد جانے والے مسلمانوں کی تعداد میں اضافے کی یہی رفتار رہی تو ۲۰۰۲ء تک یہ تعداد ۷ لاکھ ۶۰ ہزار ہو جائے گی اور عیسائیوں کی تعداد میں کمی کے پیش نظر ان کی تعداد ۷ لاکھ ۵۶ ہزار رہ جائے گی سنڈے ٹائمز نے کرسچین ریسرچ ایسوسی ایشن کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر پیٹر پر برلے کا ایک بیان بھی شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مذہبی رجحان میں تبدیلی برطانیہ' جو اپنے آپ کو ایک عیسائی ملک کہلاتا ہے' کیلئے ایک چیلنج بن جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ان اعداد و شمار سے اسلام' جو اس وقت دنیا میں سب سے تیزی سے پھیلتا ہوا مذہب ہے' کی طاقت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیوں کی نسبت مسلمانوں کو اپنی مذہبی اقتدار کی کہیں زیادہ فکر ہے۔ برطانیہ میں اگلے آٹھ سال کے دوران کم از کم ۱۰۰ مساجد زیر تعمیر کی جائیں گی۔

پولینڈ میں اسلامی بیداری پر عیسائی چرچ کی تشویش

☆ پولینڈ مشرقی یورپ کا وہ ملک ہے جو روس ٹوٹنے کے بعد آزاد ہوا۔ وہاں مسلمانوں کی تعداد دوسری جنگ عظیم سے پہلے ڈیڑھ لاکھ تھی مگر اب زیادہ سے زیادہ دس لاکھ ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پولینڈ کی گورنمنٹ نے جنگ عظیم میں مسلمان آبادی کو جھونک دیا۔ پھر کمیونسٹ ظلم ہوتا رہا۔ سعودی عرب ریاض سے شائع ہونے والے فروری

۹۶ء کے انگریزی ماہنامے Islamic Future کے مطابق پولینڈ میں ساتویں صدی ہجری میں اسلام داخل ہوا۔ اب مسلمانوں نے ان مسجدوں کو آباد کرنا شروع کیا ہے جو کمیونسٹ کے دور میں بند کر دی گئی تھیں۔ وہاں مسلمان اپنے اسلامی اسکول بھی کھول رہے ہیں۔ سر دست ایک اسکول کھولا گیا ہے جس میں تین سو مسلمان طالب علم داخل ہوئے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کی تنظیم کیسٹوں اور کتابوں کے ذریعہ بھی اسلام کی اشاعت میں مصروف ہے۔

مسلمانوں کی دین کی طرف یہ رغبت دیکھ کر کیتھولک چرچ نے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دے دی ہے کہ وہ مسلمانوں کی تعداد کا پتہ لگائے جو اسلام پر کاربند ہے۔ خاص طور پر نوجوان لڑکیاں جو اسلامی پردے کو اختیار کر رہی ہیں۔

برطانیہ میں عبادت گزار مسلمانوں اور عیسائیوں کا تناسب

☆ کرسچین ریسرچ ایسوسی ایشن لندن کی تازہ ترین اسٹڈی کے مطابق برطانیہ میں ۲۰۰۲ء تک عبادت گزار مسلمانوں کی تعداد گرجا جانے والے عیسائیوں سے بڑھ جائے گی۔ اگلی صدی کے آغاز پر برطانیہ میں چرچ جانے والے عیسائیوں کی تعداد ۵۶٬۰۰۰، ۷ ہوگی جب کہ مسجد جانے والے مسلمانوں کی تعداد برطانیہ میں ۶۰٬۰۰۰، ۷ ہو جائے گی۔ ۱۹۹۵ء میں چرچ جانے والے عیسائیوں کی تعداد ۵۴٬۰۰۰، ۸ تھی جبکہ مسجد جانے والے مسلمانوں کی تعداد ۳۶٬۰۰۰، ۵ تھی۔ ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۴ء کے دوران میں مسجد جانے والے مسلمانوں کی تعداد میں اوسطاً ۳۲٬۰۰۰ کا سالانہ اضافہ ہوا جب کہ گرجا جانے والے عیسائیوں میں اوسطاً ۱۴٬۰۰۰ سالانہ کی کمی واقع ہوئی۔

جرمن پادری نے ۱۵۰ گرجا گھروں کو مسجدوں میں تبدیل کر دیا

(مانیٹرنگ ڈیسک) یقین تو نہیں آتا مگر یہ خبر روزنامہ خبریں میں شائع ہوئی

ہے کہ ایک جرمن پادری فوگنگ نے ایک گرجا گھر کو اسلامی لائبریری میں تبدیل کر کے فرینکفرٹ میں ہنگامہ برپا کر دیا۔ سعودی ریڈیو کے مطابق یہ پادری الجزائر میں ڈیڑھ سو سے زائد گرجا گھروں کو الجزائر کے سرکاری محکموں کی تحویل میں دے چکا ہے ان گرجا گھروں کو مساجد میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس مرکز کا مقصد عیسائیوں اور مسلمانوں میں پر امن بقائے باہمی کا شعور بیدار کرنا ہے۔ فوگنگ کے معاونین سرکاری اور عیسائی سکولوں میں جا جا کر اسلام پر لیکچر بھی دے رہے ہیں۔

پوپ جان پال کا اعلان

اسلام اپنی خوبیوں کی وجہ سے پھیل رہا ہے

پوپ جان پال دوم کے نائب ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اسلام کی انتہا پسندی یا تشدد سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اسلام ایک دین ایک ثقافت' اور ایک طرز حیات ہے آج یہ انہی خوبیوں کی بنا پر دنیا میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ عیسائی اپنا روزہ بھول جاتے ہیں اور مسلمانوں کے روزے اور عبادت پر حیرت اور مرعوبیت ظاہر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اب یورپ میں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا ہے۔

امریکی پادریوں پر اللہ کا عذاب

امریکی پادریوں پر اللہ کا عذاب' کی نسبت رومن کیتھولک کے پادریوں کی چار گنا زیادہ تعداد ایڈز کا شکار ہو کر ہلاک ہو جاتی ہے' صرف ایک ہفتے میں سو سے زائد امریکی پادری ہلاک ہو چکے ہیں۔ امریکہ میں اس وقت تقریباً ۴۰ ہزار پادری ہیں۔ کیتھولک پادریوں کی تنظیم "نیشنل کانفرنس آف کیتھولک بشپس" پادریوں کو خطوط لکھ کر اس کا جائزہ لے رہی ہے۔

قارئین کرام! ایڈز اس وقت دنیا کا وہ موذی مرض ہے کہ جس کا علاج تاحال دریافت نہیں کیا جاسکا اور یہ خطرناک بیماری ناجائز جنسی تعلقات' بے حیائی اور فحاشی کے عوامل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور پھر انسان کی جان لے کر چھوڑتی ہے۔

عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق چرچ کے پادری اور اس کے خدمت گار (نن) وغیرہ شادی نہیں کر سکتے اس غیر فطری اور مصنوعی عقیدے اور عمل کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آدمی اپنی فطری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دیگر کئی راستے تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب جائز اور حلال ضرورتوں پر پابندی لگا کر انتہا پسندی اختیار کی جائے گی تو یقیناً اس کے اثرات بدترین ہی نکلیں گے اب یہ عیسائی پادری جو خود ایڈز کا شکار ہیں جن کے سامنے عام عیسائی چرچ میں آ کے ہر اتوار کے روز اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اس خیال سے کہ یہ پادری یا ان کا پوپ ان کے گناہ خدا کے حضور معاف کرے گا یا کروائے گا تو بتایئے!! جو خود گناہوں میں لتھڑا ہو۔ وہ کیا کسی کے گناہ معاف کروائے گا۔ یہ صرف دین اسلام ہی ہے کہ جو ایک طرف مومنوں کو نگاہیں تک نیچی کرنے کا حکم دیتا ہے تو دوسری طرف اس کی جائز اور فطری ضرورت شادی کا حکم دیتا ہے بلکہ یہاں تک کہ اگر ایک بیوی سے زائد کی خواہش ہو تو چار عورتوں تک اپنے حرم میں داخل کر سکتا ہے۔ اسلام کی انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ ایڈز ایسا خطرناک مرض مسلمانوں میں ابھی تک نہ ہونے کے برابر ہے اور اگر مسلمان بھی کافرانہ تہذیب وثقافت کے پیچھے چلتے رہے تو ان کا انجام بھی یہی ہوگا بلکہ اس سے بدتر!!

عیسائیت سے بے رغبتی

یورپ میں مذہبی معاملات پر نظر رکھنے والوں نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ مغربی یورپ سے عیسائیت ختم ہو رہی ہے جو تقریباً دو ہزار سال سے ان کا تشخص بنی رہی ہے۔ ہسپانیہ کے لوگوں میں یہ سوال بطور خاص اٹھ رہا ہے کہ عیسائیت کی جڑیں کیوں کھوکھلی ہوتی جا رہی ہیں اور رومن کیتھولک فرقے کے اس قدیم مرکز میں لادینیت کیوں اثر

انداز ہو رہی ہے اعداد و شمار کے مطابق اب والدین اپنے بچوں کا بپتسمہ بھی بہت کم کراتے ہیں۔ مذہبی تقدیر اور تبلیغ پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ لوگ مسیحی تعلیمات سے دن بدن نابلد ہوتے جارہے ہیں اور کلیسا کو یہ غم کھا رہا ہے کہ عیسائیت کے دن گنے جا چکے ہیں اور کہیں عیسائیت کی جگہ ایک نئے قسم کی الحاد پرستی اس کی جگہ نہ لے لے۔

آج گرجا گھروں میں عبادت کے دوران بمشکل ۲۵ فیصد افراد موجود ہوتے ہیں۔ جب کہ دس سال قبل تک ان کی تعداد ۴۷ فیصد تھی۔ کلیساؤں میں راہبوں اور راہباؤں کی تعداد بھی کم ہوتی جارہی ہے۔ ۱۹۶۸ء میں ملک میں ۲۶ ہزار پادری تھے جو اب صرف ۱۹ ہزار رہ گئے ہیں عیسائیت کے اثر و رسوخ میں کمی کا بڑا سبب اسپین میں اسلام اور دوسرے مذاہب اور عقائد کی بڑھتی ہوئی مقبولیت بھی ہے۔ ایک بڑا طبقہ بودھ مت کی طرف بھی راغب ہو رہا ہے۔ ہسپانیہ کے بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ مذہبی طرز زندگی میں انحطاط کا سبب یہ بھی ہے کہ اب لوگ نسبتاً سائنسی انداز میں سوچنے لگے ہیں۔

انگلینڈ میں ۹۷-۱۹۸۹ء کے دوران ہر ہفتہ

دس ہزار افراد نے چرچوں میں جانا چھوڑ دیا

''انگلینڈ میں اتوار کے روز چرچ جانے والے افراد کی تعداد میں معتد بہ کمی واقع ہوئی ہے ۱۹۷۹ء اور ۱۹۸۹ء کے دوران ہر ہفتے میں دس ہزار افراد نے چرچوں میں جانا چھوڑ دیا یوں چرچ سے فرار ہونے والے لوگوں کی کل تعداد پانچ لاکھ تک جا پہنچی ہے ''مارک نیوز لیٹر (Marc Newsletter) کی رپورٹ کے مطابق ''اس صورت حال کا تشویشناک پہلو یہ ہے کہ چرچ سے لاتعلق ہونے والے ۱۰ میں سے ۷ افراد کی عمر ۲۰ سال سے کم ہے۔''

''یہ پریشان کن رجحانات انگلینڈ کے چرچوں میں اس جامع مردم شماری کے

دوران میں سامنے آئے جو مارک یورپ (Marc Europe) نے ۱۹۸۹ء میں کروائی تھی آرک بشپ آف کینٹر بری نے اس مردم شماری کو انگلینڈ میں چرچ میں حاضر ہونے والوں کا مفصل ترین اور جامع سروے قرار دیا ہے"

''مردم شماری کا یہ منصوبہ تین سال میں مکمل ہوا ۳۶ ہزار سے زائد چرچوں کو سوالنامے روانہ کئے گئے مردم شماری کے لئے اتوار کا ایک دن طے کر لیا گیا اور چرچوں سے اس دن کی حاضری کی بنیاد پر متعلقہ سوالنامہ پر کرنے کی درخواست کی گئی ستر فیصد سے زائد چرچوں نے سوالنامہ پر کرنے میں تعاون کیا ۴ مارچ کو لندن چرچ ہاؤس میں چرچ رہنماؤں کے اجلاس کے موقع پر مارک یورپ نے باضابطہ طور پر اپنی تازہ ترین کتاب ''کرسچین انگلینڈ'' (مسیحی انگلستان) کی تعارفی تقریب کا اہتمام کیا یہ کتاب ''مارک یورپ'' کے ڈائریکٹر پیٹر برائرلے نے لکھی اور اس میں چرچ مردم شماری کا بھرپور تجزیہ کیا گیا ہے۔

ترقی اور تنزل

کچھ اطلاعات عیسائیوں کے لئے یقیناً اچھی ہیں ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کے ایک سروے میں ۳۷ لاکھ نوجوانوں نے جو انگلینڈ کی بالغ آبادی کا ۱۰ فیصد ہیں گھر پر آرام کرنے، باغیچے میں مصروف رہنے یا گھر کو بنانے سنوارنے کا سامان خریدنے میں وقت گزاری کے بجائے چرچ جانے کو پسند کیا انگریزی چرچوں کا تنزل رکتا جارہا ہے۔ ۱۹۷۹ء اور ۱۹۸۵ء کے درمیان چرچ کے حاضرین میں ۷ فیصد کمی کے مقابلے میں ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۹ء کے درمیان یہ شرح ایک فیصد تک گر گئی ہے چرچوں میں اضافے کے اعدادوشمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دس سالہ عرصے میں آزاد چرچوں (ہاؤس چرچ، فیلو شپ آف انڈی پنڈینٹ ایونجلیکل چرچ اور کرسچین بردرن چرچ وجود میں آتے اور ختم ہوتے رہے) کی تعداد میں ۴۲ فیصد اضافہ ہوا ہے اس میں ہاؤس چرچ کی حاضری میں ۱۱۴ فیصد اضافہ بھی شامل ہے۔ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۹ء کے دوران میں کرسمیٹک / پینٹے کوسٹل چرچوں میں ۳۴ فیصد، افرو کیربین چرچوں میں ۴ فیصد اور ۱۹۸۵ء سے زوال پذیر

پینٹسٹ چرچوں میں ۲ فیصد اضافہ ہوا۔

دیگر چرچوں میں حاضری کے تناسب میں کمی کا رجحان رہا یہ تناسب یونائیٹڈ ریفارمڈ چرچوں میں منفی ۱۸ فیصد' رومن کیتھولک چرچوں میں منفی ۱۴ فیصد' میتھوڈسٹ چرچوں میں منفی ۱۱ فیصد اور اینگلیکن چرچوں میں منفی ۹ فیصد تھا۔

دو تہائی سے زائد چرچوں میں حاضری کا تناسب گزشتہ ۱۰ سال کے عرصے میں جوں کا توں رہا۔

۱۹۸۰ء کے عشرے کے اواخر میں دو قسم کے چرچ' کرسمیٹک / پینٹیکوسٹل اور ایونجلیکل چرچ نئے افراد کی توجہ جذب کرنے میں کامیاب رہے ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۹ء کے درمیانی عرصے میں کرسمیٹک چرچوں کی حاضری میں ۷ فیصد اضافہ ہوا جب کہ ایونجلیکل چرچوں کے سلسلے میں یہ تناسب ۲ فیصد تھا دس لاکھ سے زائد افراد نے ایونجلیکل چرچوں میں حاضری دی جو تمام چرچوں میں حاضری کے تناسب کا ۳۴ فیصد بنتا ہے چرچ جانے والوں میں بالغ کیتھولکوں کی تعداد ۱۳ لاکھ ہے۔

چرچ کون جاتا ہے؟

مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ چرچ جانے والے ۱۵ سال سے کم عمر کے نوجوانوں میں ۱۴ فیصد کمی واقع ہوئی ہے جب کہ اس عمر کے نوجوانوں کی مجموعی آبادی میں کمی ایک فیصد ہوئی ہے یہ رجحان میتھوڈسٹ اور اینگلیکن چرچوں میں زیادہ نمایاں ہے جو اس عرصے کے دوران میں ایک لاکھ ۲۵ ہزار نوجوان حاضرین سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

۲۰ سے ۳۰ سال کی عمر کے لوگوں میں بھی چرچ جانے کا رجحان کم ہوا ہے جب کہ ۴۵ سال سے زائد عمر کے لوگوں میں اضافہ ہوا ہے چرچ جانے والوں میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے عورتیں کل آبادی کا ۵۱ فیصد ہیں مگر چرچ جانے والوں کی تعداد میں عورتوں کا تناسب ۵۸ فیصد ہے۔

صرف آزاد چرچوں میں مردوں اور عورتوں اور نوجوان طبقے کی نمائندگی بہتر ہے نیز ان چرچوں میں بچوں کی حاضری میں بھی اضافہ ہوا ہے۔"

مردم شماری کیوں؟

اگر ہمیں یہ علم نہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں تو ہمارے لئے یہ طے کرنا بہت مشکل ہے کہ ہم کہاں جائیں صحیح معلومات اس لئے بھی ضروری ہیں کہ انگلینڈ کے بعض بڑے بڑے فرقوں نے ۱۹۹۰ء کی دہائی کو ''عشرہ تبلیغ'' قرار دے رکھا ہے۔

قومی سطح پر چرچوں کے حاضرین میں کمی پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے پیٹر برائیر لے نے امید ظاہر کی ہے کہ ''مردم شماری کے نتیجے میں چرچوں کے کرنے کا جو کام سامنے آیا ہے وہ اس کے حجم سے مایوس نہیں ہوں گے بلکہ وہ حقائق کو عملی اقدامات کے لئے بنیاد بنائیں گے''

عیسائیت ناکام ہو چکی ہے

گزشتہ دنوں جنوب افریقہ کے شہر پریتوریا میں عیسائی تنظیموں کی ایک عالمی کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا گیا جس میں تقریباً ۱۳۵ سے زائد ملکوں کے وفود نے شرکت کی اس موقع پر کالیفورنیا امریکہ کے عالمی کرسچین سینٹر کے ڈائریکٹر ڈاکٹر رالف ونٹر نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ ۲۰۰۰ء تک دنیا میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جو حکمت عملی ہم نے اپنائی تھی وہ کامیاب نہ ہو سکی لہٰذا اب ہمیں اپنا طریقہ کار تبدیل کرنے پر غور کرنا ہوگا' انہوں نے کہا کہ خصوصاً مسلمانوں' ہندوؤں اور بدھ مت کے پیروکاروں میں عیسائیت کی تبلیغ ناکام ہوتی جا رہی ہے لہٰذا ہمیں ان لوگوں کی ثقافت اور ذہنیت کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی ترجیحات کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے پروگرام ترتیب دینے ہوں گے۔

مشرق وسطیٰ

مسیحی آبادی بتدریج کم ہو رہی ہے

ماضی قریب میں مشرق وسطیٰ کی مسیحی آبادی اپنی تعداد کی نسبت زیادہ اثر و

رسوخ کی حامل رہی ہے جس کا سبب خطے میں استعماری طاقتوں کے ساتھ اس کے خوشگوار روابط تھے مسیحی آبادی مسلم آبادی کی نسبت تعلیم میں بہت آگے رہی حکومتی اداروں میں اس کی مؤثر نمائندگی تھی مگر آزادی کی تحریک میں بالعموم پچھلی صفوں میں رہی اس سماجی و سیاسی صورت حال میں جب مشرق وسطیٰ کے ممالک یکے بعد دیگرے آزاد ہوئے تو مسیحی آبادی نے اپنا مستقبل مغربی دنیا میں زیادہ محفوظ خیال کیا تعلیم سے آراستہ ہونے اور مغربی سیکولر انداز نظر رکھنے کے باعث' نیز استعماری حکمرانوں کے ساتھ اپنے سابق روابط کے تحت مغربی دنیا نے ان کے لئے اپنے دروازے کھلے رکھے آج صورت حال یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ کی مسیحی آبادی بتدریج کم ہو رہی ہے جس کے اثرات سیاسی زندگی پر بھی مرتب ہو رہے ہیں لبنان میں مارونی مسیحیوں کی مراعات یافتہ حیثیت کو اس بنیاد پر چیلنج کا سامنا ہے کہ اب وہ گروہ عددی طور پر کمزور نہیں رہے جنہیں بوقت حصول آزادی اقلیت خیال کیا گیا تھا خود مارونی مسیحیوں کی آبادی میں قابل لحاظ کمی آ گئی ہے زیر نظر ''شذرے'' میں مسیحی نقطہ نظر سے گفتگو کی گئی ہے جو اگرچہ متوازن نہیں مگر معلومات افزا ہے۔

مڈل ایسٹ کے ممالک سے مسیحی تیزی سے دوسرے ممالک کا رخ کر رہے ہیں' کیونکہ وہاں مسیحیوں کے لئے حالات سازگار نہیں ان دو دہائیوں میں ان ممالک میں مسیحیوں کی اب بس ایک علامتی سی تعداد رہ گئی ہے۔

مختلف رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مڈل ایسٹ کے ممالک کی آبادی میں مسیحیوں کی آبادی کی شرح تیزی سے کم ہو رہی ہے مثال کے طور پر اس صدی کے آغاز پر ترکی میں ۳۴ فیصد مسیحی رہتے تھے جب کہ آج ان کی تعداد صرف ایک فیصد رہ گئی ہے ایران میں ان کی تعداد ۱۵ فیصد تھی جب کہ آج یہ صرف دو فیصد رہ گئی ہے عراق میں اس صدی کے آغاز میں مسیحیوں کی تعداد ۳۵ فیصد تھی جب کہ آج یہ تعداد صرف پانچ فیصد رہ گئی ہے شام میں مسیحی ۴۰ فیصد تھے جب کہ آج صرف دس فیصد رہ گئے ہیں اردون اور فلسطین میں مسیحی ۳۵ فیصد تھے جب کہ آج یہ صرف چار فیصد رہ گئے ہیں مصر میں مسیحیوں کی تعداد دس فیصد سے کم ہو کر سات فیصد رہ گئی ہے۔

اگر حالات اسی طرح رہے تو خدشہ ہے کہ ۱۵ سے ۲۰ سال کے دوران ان علاقوں میں مسیحیوں کی تعداد مزید علامتی سی رہ جائے گی ان علاقوں سے گرجا گھر' مقدس ہستیوں کے مزار' تاریخی دستاویزات اور لٹریچر ناپید ہو جائے گا ان علاقوں سے مسیحیوں کے انخلاء کی بڑی وجوہات یہ ہیں (۱) سیاسی بے چینی اور سول وار (۲) مالی مشکلات (۳) مذہبی تعصب (۴) اسلامی بنیاد پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان۔

کارِتاس یروشلم کے کلوڈت بیچ کہتے ہیں کہ چرچ اپنے ممبران کو اس بات کی تعلیم دے کہ ان کی اس خطے میں موجودگی کی کیا اہمیت ہے اور انہیں زمین کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے عمل میں مدد دے لیکن سیاسی بے چینی خصوصاً فلسطینی' اسرائیلی ٹکراؤ مسیحیوں کے انخلاء کے کم نہ ہونے کی ایک اہم وجہ ہے۔

عمان (اردن) کے فادر موسیٰ عدیلی کہتے ہیں کہ لوگوں کو اس بات کی تعلیم دی جائے کہ جب وہ کسی دوسرے علاقے میں ہجرت کرتے ہیں تو انہیں بے روزگاری' مکان اور سماجی صورت حال جیسے معاملات سے کیسا واسطہ پڑے گا ان کی مدد کی جائے اور انکے لئے ترقیاتی منصوبے شروع کئے جائیں تاکہ وہ دوسرے ممالک کو جانے کا خیال ترک کر دیں مسیحیوں کی مدد کی جائے تاکہ وہ اپنی مقامی ثقافت میں اپنے ایمان کا اظہار کر سکیں اور اپنی سماجی ذمہ داریوں کو پہچان سکیں مسیحیوں کے حقوق (تحفظ' برابری اور آزادی) کا تحفظ کیا جائے۔

اگر عرب ممالک میں جمہوریت کا آغاز ہو جائے تو ممکن ہے مسیحی اسی سرزمین پر ہی رہنے کو ترجیح دیں اگر مقامی مسیحی ان ممالک میں نہیں رہتے تو وہاں مسیحی گواہی ختم ہو سکتی ہے۔

شکاری خود شکار ہو گئے

گزشتہ دنوں افریقی ملک "لیبیریا" میں دعوتی کاموں کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے' جس سے ضمناً عیسائی مشنریوں کے کاموں پر روشنی پڑتی ہے' رپورٹ کے مطابق عیسائی تنظیموں نے صرف ایک ملک لیبیریا میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ۲۴۵۳

افریقی نوجوانوں کا انتخاب کیا' ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ صرف کی' جن قبائل اور جن علاقوں میں انہیں تبلیغ کے لئے بھیجنا تھا وہاں کی مقامی زبان سکھائی' اس میں تقریر و تحریر کی مشق کرائی' جب ہر طرح اطمینان ہو گیا تو لیبیریا کے دار السلطنت مزوفیا اور دوسرے علاقوں میں آباد مسلم قبائل میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے روانہ کیا' لیکن ان کی دعوتی سرگرمیوں کے جو نتائج برآمد ہوئے ہیں وہ عیسائی تنظیموں کے لئے مایوس کن اور دوسروں کے لئے حیرت انگیز ہیں۔

رپورٹ کے مطابق جب یہ نئے عیسائی مبلغین مسلم قبائل میں گئے اور وہاں رہائش اختیار کی تو انہیں مسلم معاشرہ اور اسلامی تعلیمات سے سابقہ پڑا' اس طرح انہیں عیسائیت اور اسلام کے درمیان موازنہ کا موقع ملا رفتہ رفتہ اسلام کی سادگی اور پاکیزگی انہیں اپنی طرف کھینچنے لگی بالآخر اسلامی تعلیمات کی کشش عیسائی افکار و خیالات پر غالب آئی' نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ یہ ۶۴۵۳ عیسائی مبلغین جو مسلم قبائل میں مسلمانوں کا شکار کرنے نکلے تھے خود اسلام کے شکار ہو گئے۔

لیبیریا بنیادی طور سے ایک عیسائی ملک ہے' کلیدی عہدوں پر عیسائی فائز ہیں' البتہ مسلمان بھی اس ملک کا ایک اہم جز ہیں۔ ان کی تعداد دس لاکھ نو ہزار اسی ہے' ان لوگوں نے اپنا اسلامی تشخص باقی رکھا ہے' اسلامی تعلیمات پر خود عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی نئی نسل کے لئے اس کا نظم کرتے ہیں کہ وہ بھی مسلمان باقی رہیں' اس مقصد کے لئے ان کے متعدد اسکول اور دینی مدرسے قائم ہیں ترسٹھ مسجدیں تعمیر کی ہیں اور آباد رکھی ہیں' مقامی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کئے ہیں' رپورٹ کے مطابق تقریباً ہر مسلم گھر میں قرآن مجید کے کئی کئی نسخے ہوتے ہیں اور کم از کم ترجمہ کا ایک نسخہ ضرور ہوتا ہے' غالباً یہی وجہ ہے کہ انہوں نے عیسائی مبلغین کو اپنے اندر ضم کر لیا اور اپنے کردار کی بلندی سے ان کو متاثر کر کے انہیں مشرف بہ اسلام کر لیا۔

برطانیہ میں ہزاروں گرجے ویران ہو گئے

۲۰ برس میں عبادت کرنے والوں میں ۴۰ لاکھ کی کمی

ایک ہزار ۳۶۱ گرجے بند کر دیئے گئے

گارڈن میں کانسی کا ننگ دھڑنگ مجسمہ اس بات کا پہلا اشاریہ ہے کہ سینٹ سیویئر کے نواحی حلقہ کلیسا کی امتیازی حیثیت اب برقرار نہ رہی اس شمالی لندن چرچ کے اندرونی حصے میں ریکارڈنگ کا بکس کے ڈی لینگ کی موسیقی پر شور آواز میں بجاتا ہے اور اس کی فضا میں بخورات کی خوشبو کے بجائے اب پینٹ کو رقیق بنانے والے تیلوں کی بو رچی بسی رہتی ہے۔ ۱۸۶۶ء میں ایک اعلیٰ اور ارفع کلیسائے انگلستان کے طور پر تعمیر کیا جانے والا سینٹ سیویئرز چرچ اب ایک آرٹسٹ کے اسٹوڈیو میں بدل چکا ہے اراکین کی تعداد گھٹتے گھٹتے اتنی کم ہو گئی کہ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں اس گرجے کو بند کر دینا پڑا ایک دہائی قبل جب انگلش ہیریٹج کے تعمیراتی حفاظتی گروپ نے محتاط طریقے پر اس مقام کی مرمت کر کے اس کی اصل حالت بحال کر دی تو بشپ کے حلقے نے اسے آرٹسٹ پیٹرک ہیملٹن کے ہاتھوں کرائے پر دیئے جانے پر رضامندی ظاہر کی، جس نے زیر تربیت نو آموز آرٹسٹوں کے لئے وہاں فلورنس ٹرسٹ قائم کر لیا ماہانہ چالیس اسٹرلنگ پاؤنڈ کے کرائے پر حاصل کردہ اس عمارت کی ناف کلیسا کے متوازی بغلی راستوں میں اسپاٹ لائٹیں نو تو اسٹوڈیو کی زینت بن گئی ہیں روشنی داغدار شیشوں سے چھن چھن کر بری مناظر اور پھلوں کی نامکمل تصویروں والے کینوسوں پر پڑتی ہے پلاسٹر کا بنا ہوا ایک مجسمہ عشائے ربانی کی میز کی زینت بننے والے عیسیٰؑ کی انوکھی کندہ کاری والی تصویر کو گھورتا ہوا نظر آتا ہے ستر سالہ پیٹرک ہیملٹن کہتا ہے: ''ہفتے میں دو بار سولہ افراد کے ہاتھوں یہاں ننگ دھڑنگ مجسمے تیار کیے جانے کے باوجود یہ اب بھی گرجا ہی ہے مطلقاً جلوہ خداوندی سے معمور یہ ایک تحیر خیز مقام ہے۔''

انگلستان کی عبادت گاہیں ایک وحشت ناک قلب ماہیت کی زد میں ہیں

کلیساؤں میں برائے نام حاضریوں اور دیہی علاقوں سے شہروں کی جانب انتقال آبادی کے ایک لامتناہی تسلسل کی وجہ سے ہزاروں گرجے متروک ہو کر ویران ہوتے جا رہے ہیں گرجوں کی سنڈے سروسوں میں انگلستانیوں کی حاضری ۱۹۷۰ء میں ایک اعشاریہ پانچ ملین تھی' جو ۱۹۹۰ء میں گھٹ کر ایک اعشاریہ ایک ملین ہوگئی ۱۹۶۹ء سے کم از کم ایک ہزار تین سو اکسٹھ انگلستانی گرجے بند ہو چکے ہیں کلیسائے انگلستان کے علاوہ دوسرے کلیساؤں میں تو یہ اعداد و شمار مزید افسوسناک حدوں تک جا پہنچے ہیں میتھڈسٹ چرچ والوں کی اب تقریباً صرف چھ ہزار عبادت گاہیں قائم رہ گئی ہیں جب کہ ۱۹۳۲ء میں ان کی عبادت گاہوں کی تعداد چودہ ہزار تھی مختلف العقائد برطانوی اس زوال پر ماتم کناں ہیں سیو بر ٹیز ہیریٹیج کی حفاظت چیرٹی کے نائب سیکریٹری' اینٹونی پیٹرز کہتے ہیں" گرجے قومی وراثت کی بڑی عظیم اہمیت والے حصے ہیں' یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ وہ عمارتیں آج ویران پڑی ہوئی ہیں جو کبھی دیہی برادری کا نقطہ ماسکہ تھیں"

خوش نصیبی سے سینٹ سیویئر کے کلیسا جیسے بعض دوسرے گرجوں کو پسندیدہ قلب ماہیت سے دوچار ہونا پڑا' جس کے باعث نہ صرف ان کا تقدس بحال رہا' بلکہ ان کے ساز و سامان بھی برقرار رہے بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ کسی مخصوص فرقے کے گرجوں کو دوسرے فرقوں یا دوسرے دھرم والوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا۔ مثال کے طور پر ساؤتھیمپسٹن میں واقع سینٹ لیوک کے گرجے کو گردوارہ بنا لینے کے لئے سکھوں کے ہاتھوں فروخت کر دینے پر راضی ہونے سے قبل کلیسائے انگلستان میں اس سوال پر ایک لمبی مدت تک بڑا سخت مناظرہ ہوتا رہا کلیساؤں میں دوسری عام تبدیلیاں نغمہ و سرور کے ہالوں' میوزیموں اور لائبریریوں کی صورت میں ہوئیں اینشینٹ مونیومنٹس سوسائٹی کے سیکریٹری' میتھیو ساﺅنڈرز کے مطابق' برسٹل کی جارجی عبادت گاہ اب بہ حسن و خوبی فرنیچر کے ایک شوروم کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

یہ تو خیر قلب ماہیت کی باتیں ٹھہریں' لیکن متروک ویران گرجوں کی ایک روز افزوں تعداد ایسی بھی ہے جو سرے سے مسمار ہی کر دی جا رہی ہے۔ بعضوں کو زمین بوس کر دیا جا رہا ہے اور بعض گرجوں کو تو اس طرح برباد کر دیا جا رہا ہے کہ ان کی شناخت

بھی باقی نہیں رہ جاتی میتھیو سانڈرز موصوف فرماتے ہیں کہ شیفیلڈ میں ایک عظیم میتھڈسٹ عبادت گاہ بھٹیار خانہ بنانے کے لئے فروخت کی جارہی ہے لندن کے رئیس ترین علاقے' مے فیئر کے قریب اشیائے خورد و نوش فروخت کرنے والا ایک کاروباری ادارہ سینٹ مارک کا متروکہ گرجا خریدنے کی کوشش کر رہا ہے...... بھتیرے گرجوں کو کاٹ چھانٹ کر دفتروں' دکانوں حتیٰ کہ اسکواش کورٹوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے تبدیلی کی سب سے بدترین مثال جنوبی لندن کے کرائسٹ چرچ کی پیش کی جاسکتی ہے چرچ کا ۱۸۵۵ء والا سنگین ٹاور تو محفوظ ہے' لیکن گرجے کے باقی سارے حصے جن میں آرگن پائپ' موزائک' سنگ تراشی کے نفیس نمونے وغیرہ شامل ہیں' کنکریٹ اور ایلومینم کے لگژری اپارٹمنٹ کے ایک بلاک کی تعمیر کے لئے جگہ بنانے کی غرض سے توڑ پھوڑ کر رکھ دیئے گئے ہیں تاکہ ہر ہفتے دو ہزار اسٹرلنگ پاؤنڈ کی رقم بطور کرایہ حاصل ہوسکے۔

گرجوں کی اس طرح کی تباہی و بربادی کی روک تھام کے لئے ایک تحریک چل پڑی ہے' جون کے مہینے میں غیر مستعمل نان کنفورمسٹ' رومن کیتھولک' جیوئش اور دیگر تاریخی اور تعمیراتی اہمیت کے حامل غیر انگلستانی کلیسا کی عمارتوں کی حفاظت اور بحالی کے لئے تاریخی عبادت گاہوں کا ایک ٹرسٹ ہسٹورک چیپلز ٹرسٹ (ایچ سی ٹی) کے نام سے قائم کیا گیا قومی وراثت کے شعبے یعنی ڈپارٹمنٹ آف نیشنل ہیریٹج کی جانب سے موصول ہونے والے بیس ہزار اسٹرلنگ پاؤنڈ کے عطیے سے آغاز کار کرتے ہوئے مذکورہ ٹرسٹ ابھی صرف چار گرجوں کی نگہداشت کرتا ہے' جن میں غلے کے گودام نما کوٹ بیپٹسٹ کی آکسفورڈ شائر' والی عبادت گاہ اور سترہویں صدی عیسوی میں تعمیر کردہ سفوک والی والپول اجتماعی عبادت گاہ شامل ہیں امکانی طور پر یہ ٹرسٹ ہر سال چھ عبادت گاہوں کی عمارتیں حاصل کرنے کی توقع کرتا ہے اس ٹرسٹ کے ڈائریکٹر جنیفر فری مین کہتے ہیں "اگر ہم منصوبہ بندی کرنے والے اعلیٰ اختیاراتی حلقوں کے ساتھ اشتراک و تعاون کی صورت بحال نہ کریں تو ان کے پاس اس کے سوا کوئی اور طریقہ کار بھی نہیں کہ وہ کسی چرچ کو تبدیلی کے لئے اس کے حاصل کرنے والے کی مرضی پر چھوڑ دیں ہم تو سرے سے کسی قسم کی تبدیلی ہی کے قائل نہیں ہم تو ان اعلیٰ ترین عمارتوں ہی کے تحفظ

کا بیڑا اٹھا رہے ہیں"

تاریخی عبادت گاہوں کا یہ ٹرسٹ متروک گرجوں کے لئے مختص کردہ اس فنڈ' ریڈنڈینٹ چرچز فنڈ (آر سی ایف) کا زائد المیعاد جواب ٹھہرا' جس کا انتظام صرف کلیسائے انگلستان کے قابل قدر گرجوں کے تحفظ کی خاطر کیا گیا ہے یہ فنڈ ۱۹۶۸ء والے ان راہبانہ ضابطوں کے ایک حصے کے طور پر قائم کیا گیا ہے' جو کلیسائے انگلستان کی عمارتوں میں کسی قسم کی تبدیلی کے لئے نہایت واضح رہنما اصول بھی متعین کرتے ہیں اس فنڈ کے بارہ اعشاریہ چار ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ والے پنج سالہ بجٹ کی ستر فیصد رقم حکومت برطانیہ مہیا کرتی ہے جب کہ باقی تیس فیصد رقم کی فراہمی چرچ کمشنروں کی ذمہ داری ہے اس فنڈ کے تحت تاحال دو سو ستاسی گرجے ہیں ۱۹۶۹ء اور ۱۹۹۲ء کے دوران کلیسائے انگلستان کے ویران ہو جانے والے ایک ہزار تین سو اکتالیس گرجوں میں سے سات سو بیالیس کو متبادل استعمال کے لئے حسب منشاء تبدیل کر لیا گیا ہے۔

امید کی چند دیگر شمعیں بھی فروزاں ہوئی ہیں' فنڈ کے سیکریٹری' جون بودلر کے مطابق' چرچ کمشنروں نے حال ہی میں ایک ضابطہ منظور کیا ہے' جو اگلے سال سے نافذ العمل ہونے والا ہے جس کے تحت پہلی بار متروک گرجوں کے فنڈ کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ اس متروکہ ملکیت کو مشاورت اور نکاح جیسے کاموں کے لئے کرائے پر دے سکتا ہے کیونکہ اس نوع کی کارروائیاں گرجوں کے اصل مقاصد سے متصادم نہیں" اس طرح فنڈ کے لئے یہ بات ممکن ہوگئی کہ وہ اس "مقدس ورثے" کی چند دیگر جائیدادیں اپنے قبضے میں لے سکے' بجائے اس کے کہ وہ انہیں بیچ کر ان کے قلب ماہیت کے روح فرسا مناظر حسرت و یاس کے عالم میں چپ چاپ دیکھتا رہے علاوہ ازیں حکومت نے بھی حال ہی میں مندرج عمارتوں کے باب میں کلیسائی استثناء کو موقوف کر دیا' جس کی موجودگی میں سالہا سال تک اہل کلیسا کو یہ اختیار حاصل تھا کہ گرجوں کے بیرونی حصوں کو ہاتھ لگائے بغیر اندرونی حصوں میں وہ جس قدر چاہیں من مانی تبدیلیاں کر لیں اب گرجوں کے منتظمین کو دیگر ساری متعین عمارات کے مالکوں کی طرح اندرونی طور پر بھی کوئی تبدیلی کرنے سے قبل اجازت حاصل کرنی ہوگی۔

تاریخی عبادت گاہوں کے ڈائریکٹر اور سوسائٹی کے سیکریٹری میتھیو سانڈرز کہتے ہیں، تبدیلیاں بھلے ہوں، لیکن خوشگوار ہوں تاریخی عبادت گاہوں کا ٹرسٹ اسی لئے تو قائم کیا گیا کہ یہ تبدیلیاں مناسب طور پر نہیں ہو رہی تھیں''

آئندہ یہ ٹرسٹ اسی بات پر نظر رکھے گا کہ یہ جائیدادیں صحیح حالت میں برقرار رہ سکیں اور اگر انہیں زیر استعمال لایا بھی جائے تو محض شعر خوانی اور زبور، توریت اور انجیل کی آیات کی تلاوت جیسی بے ضرر کارروائیوں کے لئے لایا جائے اور ہو سکتا ہے کہ اس طرح وقتاً فوقتاً عبادات کی سروسیں بھی ہونے لگیں۔

باب نمبر ۲۲

۹۰۰/ وی صدی میں پادریوں کے قبول اسلام کے واقعات

اسلام۔ایک نومسلم فرانسیسی پادری کی نظر میں

محمد امین سابق عمانوایل مہنگا پادری

(۱) میرے قدیم آبائی مذہب کے متعلق میرے شکوک اور اس مذہب کے لئے دلیل عقائد نے مجھے مذہب سے بیزار کر کے دینی حدود میں دھکیل دیا تھا لیکن اسلام کی حقائق آفریں تعلیمات کی روشنی مجھے لادینی سے سلامتی کی راہ پر لے آئی ہے۔ صمیم قلب کے ساتھ خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اسی نے مجھے ظلمت سے نور کی طرف کھینچا اور بہیمانہ زندگی سے نکل کر حیات انسانی کی آغوش میں پہنچ گیا۔

(۲) شومیٔ قسمت انگلستان نہایت ہی تنگ ظرف و متعصب واقع ہوا ہے۔ اس میں فلسفہ کا فقدان ہے اس لئے اس کے بالمقابل دین اسلام سچا مذہب ہے۔جس میں روحانیت و صداقت، علم و عرفان کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

(۳) بائبل کے ماننے والے آج اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں کیونکہ بائبل کی صحت تو مشکوک ہوگئی ہے اور وہ اس قابل نہیں رہی کہ طلب حق و صداقت کے لئے اس کی ورق گردانی کی جائے۔اب طالب حق کی تشفی اسلام میں ہی ہو سکتی ہے۔

(۴) میں نے بہت سے مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا لیکن اسلام کی تعلیم میرے دل پر دوسرے مذاہب سے بڑھ کر اثر کرتی ہے کیونکہ اس نے سکھایا کہ کوئی شخص اس کبریائی کا مالک نہیں جو ہمارے خالق حقیقی خداوند تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے حالانکہ دوسرے مذاہب میں ایسے دیوتا اور اولیاء موجود ہیں جن کی وہ پرستش کرتے ہیں اور ان

سے حاجات طلب کرتے ہیں۔ بائبل کو مسیحی کلیسائے روم سے مطابقت دینے کے لئے اس قدر محرف ومتبدل بنایا گیا ہے کہ اس کی صداقت پر یقین کرنا مشکل ہے۔

(۵) یہ معمہ حل طلب ہے کہ رومن کیتھولک و پروٹسٹنٹ مذہب کے اکابر علماء اورانکی دیگر جماعتیں کیوں اسلام کے متعلق غلط بیانیاں پھیلا کر اسے مجموعہ توہمات قرار دے رہی ہیں جب کہ وہ سب کے سب خود بھی غلط بندشوں' رواجات ورسومات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں جن سے بیسویں صدی سے کہیں بڑھ کر گزشتہ تین ہزار سال کے صنم پرست مصر کی یاد تازہ ہوجاتی ہے میں خوش ہوں کہ مجھے ان باطلیات سے بدرجہا بہتر ومعقول چیزیں مل گئی ہے۔

(۶) اسلام خالق ومخلوق کے درمیان رشتہ امن واتحاد قائم کرتا ہے اسلام میں ربانی احکام پر بندگان خدا سے نیک سلوک کرنا ایک افضل ترین نصب العین ہے۔ اسلام عقل' فہم' ادراک اور دل ودماغ کو اپیل کرتا ہے۔

(۷) اسلام کے تصور میں اتنی وسعت ہے جتنی کہ بذات خود انسانیت میں اور یہ کفارہ یا شفاعت اور نجات ایسے عقائد سے جو مسیحی مذہب کی بنیاد ہیں' پاک ومبرا ہے' میں نے بہت سے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا' اور اسے اپنے رفقاء اور احیاء کو دیتا رہا تا کہ وہ اس حق وصداقت کو اپنا سکیں جو بڑی دیر سے ان سے پوشیدہ تھا۔

(۸) میں نے اسلام جیسا اور کوئی دوسرا جمہوری مذہب نہیں پایا جو مکمل' اکمل اور حوصلہ افزا ہو اور نہ اسلام کے سوا اور کوئی ایسا راستہ نظر آتا ہے جو اطمینان قلب اور تسکین حیات کا باعث ہو اور اس کے ساتھ ساتھ حیات اخروی کے لئے مواعظ حسنہ کا حامل ہو۔

(۹) میں نے بڑی کاوش اور جستجو سے اسلام کا مطالعہ کیا اس کی تعلیمات کا دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے مقابلہ کیا اور انجام کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی دین ہے جو الٰہیات کا مظہر ہے جو اہل علم ودانش طبقۃ الناس کے روحانی جذبات کو تسکین دیتا ہے۔

(۱۰) اسلام میں ہمیں شفاعت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارا خدا رحمٰن ورحیم

ہے ہم پیدائشی گناہ گار نہیں بلکہ اس دنیا میں سفید و شفاف برف کی طرح پاک و منزکی روح لیکر آئے ہیں ہمیں خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے مواقع حاصل ہیں۔ مگر مسیحی عقائد کی رو سے ہم اس وقت تک خدائی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک بپتسمہ نہ لیں۔

(۱۱) مسیحی تعلیمات بہت ہی تحکمانہ اور ادعائی ہیں۔ آپ کتنی ہی معزز و مشرف زندگی بسر کریں لیکن اگر آپ کو اطمینان قلب اور روح کا چین و قرار میسر نہیں ہے تو یہ زندگی بیکار محض ہے اسلام کی سادگی حسن نے ہمیں امن و آشتی سے ہمکنار کیا ہے اور ہم کامل طور پر خوشی و مسرت کی مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں۔

(۱۲) اسلامی لٹریچر اور قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمان ہونا دنیا کی بہترین نعمت سے متمتع ہونا ہے دین اسلام عالمگیر وسعت رکھتا ہے ابدی اور ازلی۔ مطہر و منزکی اور الہامی ہے۔ ورنہ ہرگز ہرگز پھل پھول نہیں سکتا تھا۔

(۱۳) بدی سے اجتناب اور نیکی کی افزائش اور اس کی نشر و اشاعت کا نام اسلام ہے۔ ہم سب اس حقیقت کے شاہد ہیں۔

(۱۴) اسلام اور دیگر مذاہب میں یہ فرق ہے کہ دوسرے مذاہب تو یہ کہتے ہیں کہ ایمان کے ذریعہ عمل ہو سکتا ہے لیکن اسلام کہتا ہے کہ عمل کے ذریعہ ایمان ہو۔

(۱۵) اسلام ایک دلربا مذہب ہے اس مذہب حقہ کے پاک اور سیدھے سادھے اصول اور فطری قانون محیر العقول ہیں۔

(۱۶) اسلام کے خصوصی خط و خال جنہوں نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ وہ تو حید باری تعالیٰ، فرقہ بندی کے جھمیلوں سے آزادی اور خالق و مخلوق کے درمیان کسی وسیلے کا نہ ہونا ہے۔

(۱۷) میں نے تقریباً ہر مذہب کی کتابیں پڑھی ہیں۔ اسلام کے متعلق بھی کثیر مطالعہ کیا ہے جوں جوں میں اسلام کا مطالعہ کرتا جاتا تھا۔ مجھے یقین ہوتا جاتا تھا کہ یہ بنی نوع انسان کا حقیقی مذہب ہے اس پر چل کر ہی انسان اپنی ذات میں مکمل ہو سکتا ہے

اور اپنے مقاصد سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے۔

(۱۸) اسلام کا تمام نسل انسانی پر یہ بڑا احسان ہے اور کسی دوسرے مذہب یا سوسائٹی کو اس قدر عظیم کامیابی حاصل نہیں۔ تمام نسل انسانی میں مساوات برادری ہر ایک کو ترقی کے برابر کے مواقع زندگی کے معیار اور ہر بات میں اسلام نے مساوی حقوق کا درجہ دیا۔ ہر ایک کو اپنی سعی و عمل کے نتائج کی برابر کی ضمانت دی۔ اسلام کے نظام حیات میں کالے اور گورے میں امتیاز نہیں۔ اسلام تمام نسل انسانی کو ایک ہی کنبہ کے افراط تصور کرتا ہے۔ افریقہ' انڈیا' انڈونیشیا حتی کہ جاپان تک ہر قوم اور ہر نسل کے انسانوں' قوموں اور نسلوں میں جن میں بے شمار اختلافات بھی موجود ہیں ان میں مصالحت موافقت اور وحدت خیال کے سلسلے میں اسلام نے بہت عظیم پارٹ ادا کیا ہے۔ مشرق اور مغرب کی تہذیبوں میں آج کل جو تصادم ہو رہا ہے میرا یقین ہے کہ دونوں کے درمیان اسلام اور صرف اسلام ہی موافقت اور تعاون کی راہیں کھول سکتا ہے۔

(۱۹) سیل کے ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی میں نے خریدی اور ابتداء سے اس کا مطالعہ شروع کیا۔ دوران مطالعہ میں نے بسا اوقات مختلف مسائل پر اپنے مقامی دوستوں سے تبادلہ خیالات کیا اس پاک کتاب کے مسلسل مطالعہ نے مجھ پر مبرہن کر دیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو صراط مستقیم دکھاتا ہے اس کی محیر العقول طاقت و قوت محسوس کر کے اسلام کا والہ و شیدا ہوگیا۔

(۲۰) مسیحی تحکم اور توہم پرستی مجھے ہرگز متاثر نہیں کر سکی۔ اسلامی اصول عقلی اور عملی ہیں صرف اسلام ہی الہامی اور حقیقی مذہب ہے۔

(۲۱) میرا آبائی مذہب مسیحیت تھا اور ایک مسیحی کی حیثیت میں مجھے ہمیشہ یہی بتایا گیا تھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ اور ان کے حامیوں نے اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا ہے مجھے عیسائی مذہب کے تحت یہ بھی بتایا گیا کہ اسلام نے جب تلوار کے ذریعہ مذہب کو پھیلایا تو اس نے بہت سے لوگوں کو غلام بنالیا اور اسی طرح مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اسلام خلاصی کا محرک ہے لیکن جب میں نے اسلام کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اسلام کے خلاف یہ غلط پروپیگنڈہ تھا در اصل اسلام اخلاق کا حامل ہے۔ اس نے اخلاق و کردار

کی بلندی سے اسلام کو رائج کیا ہے اور اسلامی مساوات میں غلامی اور آقائی میں کوئی امتیاز نہیں ہے اسلام کی انہی خوبیوں کے پیش نظر میں نے اسلام قبول کیا۔

(۲۲) جب عیسائیت کے بہت سے عقائد و مسائل سے میرا اطمینان قلب نہ ہوا تو میں نے قرآن پاک کا مطالعہ کرنا شروع کیا اس میں مجھے اسلام ایک متبرک، پاکیزہ اور بنی نوع انسان کے لئے نافع، کامل و جامع مذہب نظر آیا اور یہ حقیقت مجھ پر منکشف ہوگئی کہ اسلام میں نجات کسی ابن اللہ کی قربانی کی منت کش نہیں بلکہ ہر ایک متنفس کا۔ نیک و بد فعل اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور ہر ایک شخص کی نجات اس کے اپنے ہی افعال سے وابستہ ہے۔

(۲۳) میں نے اسلام کی کتابوں کے مطالعہ کے دوران اسلام کی معقولیت اور جمہوریت سے بہت اثر قبول کیا اسلام برحق دین ہے اور انسانی دست برد سے پاک ہے۔

(۲۴) ایک پادری کی حیثیت سے مجھے دوسروں کو ان باتوں کی تعلیم دینا پڑتی تھی جن کو میں خود نہ سمجھتا تھا اور میں دوسروں کو ان باتوں کی ترغیب دیتا تھا جنہیں میں خود دل سے تسلیم نہ کرتا تھا۔ اس کشمکش کے ماحول میں میرے ضمیر نے مجھے تحقیق و تجسس پر ابھارا اور دیگر مذاہب کا مطالعہ کرنے کے بعد آخر کار میں نے اسلام میں تمام حقائق پالئے اور مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ اسلام کامل مذہب ہے۔

(۲۵) میں اسلام کی اس لئے تعریف کرتا ہوں کہ کسی خاص ملک و ملت کا نہیں بلکہ ہمہ گیر اور عالمگیر مذہب ہے۔

(۲۶) میں نے بڑے عرصہ تک اسلام کا مطالعہ کیا ہے جو روحانی اور اخلاقی خوشی و مسرت اور اطمینان قلب مجھے یہاں میسر آیا ہے کسی اور مذہب میں نہیں آیا۔

(۲۷) میں ہمیشہ سے ایسے امن اور آشتی کا متمنی رہا ہوں جو بالآخر مجھے گوشہ اسلام میں میسر آئی یہ سراسر فطری اور رحمت و آشتی کا مذہب ہے۔

(۲۸) میں مسلمان ہونے پر بڑا فخر محسوس کر رہا ہوں۔ قرآن حکیم نے مذہب اسلام کی جو تعلیمات دی ہیں ان کو بہت واضح فطرت کے عین مطابق اور پوری طرح

قابل حمل پاتا ہوں مذہب اسلام میں خاص طور پر خواتین کو معزز درجہ دیا گیا ہے وہ عورتوں کے حق میں مساوات کا اس حد تک حامی ہے کہ اس کی مثال دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔

(۲۹) جو شخص بھی حضرت محمد ﷺ عرب کے جلیل القدر پیغمبر کی حیات مقدسہ آپ کے عظیم کردار اور عمل کا مطالعہ کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے کس طرح اپنی دعوت کو پیش کیا اور کس طرح اپنی پاکیزہ زندگی بسر کی۔ اس کے لئے اس کے بغیر چارہ ہی نہیں کہ وہ اس عظیم اور جلیل پیغمبر کی عظمت اور عزت اپنے دل میں محسوس کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے رسولوں میں بڑی ہی عزت والے رسول ﷺ تھے۔ میں جو کچھ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں آپ میں سے اکثر اصحاب شاید اس سے واقف بھی ہوں لیکن میری تو یہ حالت ہے کہ میں جب بھی آپ ﷺ کی سیرت پاک کا مطالعہ کرتا ہوں تو میرے دل میں عرب کے اس عظیم اور لاثانی نبی کی نئی عظمت اجاگر ہو جاتی ہے۔

(۳۰) اسلام کی عبادت و ریاضت میں انتہائی خضوع و خشوع اور سادگی و خلوص کو دیکھ کر مجھ میں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ اسلام دنیا کا اعلیٰ ترین مذہب ہے۔

(۳۱) میں اسلام کے سچے سیدھے سادھے کھرے اور فطری دین میں داخل ہو کر خوشی محسوس کرتا ہوں یہ دین تحکمانہ عقائد سے پاک ہے اس میں ملاگری، پروہتائی یا پادریانہ نظام نہیں ہے اس کی عالی ظرفی اور لچکدار اصولوں نے میری عقل و دانش کو اپیل کی۔

(۳۲) قرآن کریم بلاشبہ خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے نسل انسانی کی رہنمائی کے لئے نازل ہوا ہے اسلام کی عالی ظرف تعلیمات قرآن کریم کے بغور مطالعہ کا باعث ہوئیں اور انہیں فطری اور عقلی پا کر میں نے سچے دل سے ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء کو اسلام قبول کر لیا اور اسلام کی تبلیغ کرنے میں اپنی جان مال عزت کو تادم زیست وقف کر دیا ہے۔ اللہ قبول کرے اور توفیق ارزاں فرمائیں۔ آمین

تاریکی سے روشنی کی طرف

عیسائی پادری کا قبول اسلام

ترجمہ محمد شاہد ندوی (بارہ بنکوی)

عیسائی مذہب کے ایک بہت بڑے عالم اور کیسوموشہر (ممباسا، کینیا) کے گرجا گھر کے پادری جان فانویل اکومو (John Fanvel Ukumu) نے اسلام قبول کرلیا۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ کتالی (Kitale) نامی شہر کے اندمیس قصبہ میں ۱۹۵۵ء میں پیدا ہوئے ان کے والدین کا مذہب عیسائی ہے۔ ابتدائی تعلیم کے لئے ایک عیسائی اسکول میں داخلہ لیا جو سرکاری حکومت کی نگرانی میں چلتا ہے اور ثانوی درجات کی تعلیم میسالیا کی ایک تعلیم گاہ میں حاصل کی پھر کیسوموشہر کے قریب ایک بستی خاسوکو میں اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

اس کے بعد ''نومباس'' کی شکر مل میں کام کرنے لگے پھر کینیا کی ربر فیکٹری میں نوکری کی اور ۱۹۸۷ء میں وہاں کے گرجا گھر کے پادری بھی مقرر ہو گئے تھے۔

اسلام کی حقانیت

جان فانویل اکومو کہتے ہیں کہ میں کئی سال تک گرجا گھر کے اس عہدے پر مستعدی کے ساتھ کام انجام دیتا رہا، لیکن میرا دل عیسائی مذہب سے مطمئن نہیں تھا، میں اسی بے چینی میں تھا کہ میں اسلام کے مطالعہ اور اس کی حقانیت کو جاننے اور مسلمانوں کی صالح زندگی کی طرف راغب ہو گیا۔ اس سلسلہ میں مجھے اسلامی کتابیں بھی حاصل ہو گئیں میں نے ان کا بغور مطالعہ کیا۔ اسی دوران مسلمان داعیوں اور مبلغوں سے میری ملاقات ہو گئی جن کی دعوت و تبلیغ سے اسلامی تعلیم و اسلامی طریقہ زندگی کی روحانیت اور مذہب کی حقانیت میرے دل میں جاگزیں ہو گئیں۔ یہاں تک کہ مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اسلام ہی وہ حقیقی دین ہے جو معبود حقیقی اللہ رب العزت کی عبادت کی تعلیم دیتا ہے چنانچہ

میں نے اسلام میں داخل ہونے کا فیصلہ کرلیا اور عیسائی مذہب سے ایسا تعلق منقطع کر کے گرجا گھر کی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوگیا۔

جان فانویل اکوموکہتے ہیں کہ نیروبی شہر کی جامع مسجد میں ۶ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۹۶ء بروز جمعرات کلمہ شہادت ''اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمد عبده و رسوله'' پڑھ کر ایک بڑے مجمع کے سامنے اسلام قبول کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا۔

مجلس المعارف الاسلامیہ

انہوں نے اسلام لانے کے بعد دارالارقم کی اسلامی تنظیم ''مجلس المعارف الاسلامیۃ'' سے اپنا تعلق قائم کرلیا ہے اور اب وہ ایمان کی بنیادی چیزیں اور اسلام کے عملی ارکان سیکھ رہے ہیں اور اسلامی طرز کی زندگی گزار رہے ہیں' یہ اپنے قصبہ کے تنہا مسلمان ہیں جنہوں نے اب اپنا نام ''یحییٰ جمعہ'' رکھا' ان کا عزم ہے کہ عنقریب وہ اپنے والدین اہلیہ اور خاندان والوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔

ان کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے دلوں کو دین حق کے لئے کھول دے اور ہدایت کے چشمہ فیض سے سرشار فرمائے۔

حق کی تلاش

افریقہ کے ایک متحرک وفعال پادری سیلی ابراہیم کا قبول اسلام

یہ کہانی اگرچہ آپ کو بہت عجیب لگے' مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ حقائق پر مبنی ہے جن صاحب کی یہ کہانی ہے انہوں نے خود اپنی زبانی مجھے سنائی' یہ صاحب جو ساؤتھ افریقہ سے تعلق رکھتے ہیں سابق صدر نیلسن منڈیلا کے قریبی رشتہ دار ہیں اور حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے' ہماری ان سے ملاقات ساؤتھ افریقہ میں واقع رابطہ عالم اسلامی (MWL) کے دفتر میں ہوئی جہاں میں منیجر کی حیثیت سے کام کرتا ہوں ہماری یہ

ملاقات (MWL) کے جنرل سیکریٹری عبدالخالق متر نے کرائی' عبدالخالق نے مجھے بتایا کہ حال ہی میں انہوں نے اسلام قبول کیا ہے' یہ شخص پادری سیلی کے نام سے جانے جاتے تھے اور یہ عیسائیت کے زبردست مبلغ وداعی تھے چونکہ اب یہ حج کرنا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے مجھے مکہ میں واقع (WL) کو اطلاع دینے کی درخواست کی ہے تاکہ دوران حج ان کی خاطر خواہ میزبانی اور ضیافت کی جاسکے۔

بہرکیف بوقت مقررہ پر وہ مسلم افریقہ کے باکسنگ وفاق (Boxing Federation) کے سابق ممبر سلیمان کے ساتھ حاضر ہوئے پادری سیلی کا قد پستہ اور سیاہ فام رنگ تھا' جیسا کہ عام نیگروں کا ہوتا ہے مگر ان کے چہرے پر تبسم کی جھلک نظر آتی تھی گفت وشنید کے دوران میں نے ان سے عرض کیا کہ کیا وہ اپنے قبول اسلام کے سلسلہ میں ہمیں اپنی تفصیلات بتانا پسند کریں گے برجستہ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ایک فعال اور سرگرم پادری کی حیثیت سے وہ مسلسل چرچ کی خدمت وعیسائیت کی تبلیغ و اشاعت میں لگے رہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنی فعالیت اور سرگرمی کی بدولت ساؤتھ افریقہ کے عیسائیوں میں انہوں نے کافی عزت ومقبولیت حاصل کی۔ مزید واقعات کی تفصیلات انہیں کے الفاظ میں سنا جائے۔

میری بہترین کارگزاری کی وجہ سے ویٹیکن سٹی (Vaticancity) جو دنیا کا سب سے چھوٹا ملک ہے اور عیسائی مذہب کا سب سے عظیم مرکز ہے' نے مجھے خوب سراہا اور براہ راست میرا ویٹیکن (Vatican) سے رابطہ وتعلق ہوگیا اب ویٹیکن (Vatican) مجھے بھرپور مالی امداد فراہم کرنے لگا جس سے میری تحریک میں مزید شدت آگئی اور زوروشور سے لوگوں میں عیسائیت کی تبلیغ کرنے لگا میں نے اپنے مقصد کی حصول یابی کی خاطر تمام ممکن حربے اور آلات استعمال کر ڈالے اس سلسلے میں میں برابر اسکول ہاسپٹل یہاں تک کہ صحرانشینوں اور خانہ بدوشوں کے خیمے میں بھی جاتا رہتا تھا تاکہ میں برابر لوگوں کو عیسائیت کی تعلیم دیتا رہوں ویٹیکن (Vatican) سے برابر روپیہ پیسہ اور تحفہ وتحائف آتے رہتے تھے جس کو میں لوگوں میں تقسیم کردیا کرتا تھا تاکہ لوگ عیسائیت سے متاثر ہوں اور اس کو قبول کریں۔ میں نے وہ تمام طریقے اختیار کیے

جن سے میں لوگوں کو عیسائیت سے متاثر کرسکوں اور اس کے قریب لاسکوں اس طرح میری مقبولیت میں مزید اضافہ ہوا میں اس تبلیغی تحریک اور دعوتی مشن کی بدولت مالا مال بھی ہوگیا چرچ کی طرف سے رہائش کے لئے مکان و آرام وہ کار مہیا کرائی گئی اور معقول تنخواہ بھی دی جانے لگی جس سے میں دوسرے پادریوں سے ممتاز ہوگیا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں اپنے شہر کی ایک بڑی دوکان (Shopping Center) سے کچھ تحفے تحائف لینے گیا جہاں میں ایک عجیب وغریب واقعہ سے دوچار ہوا چونکہ میں اپنے مخصوص سفید لباس میں تھا جو ہمیں اوروں سے ممتاز کرتا ہے۔ لہذا جب میں نے دوکاندار سے قیمت دریافت کیا اور سامان خرید لیا تو دوکاندار (جو شکل سے ہندوستانی مسلمان نظر آتا تھا' اور یہاں ساوتھ افریقہ میں ہم لوگ کہتے تھے کہ اسلام تو ایک ہندوستانی مذہب ہے) نے مجھ سے سوال کیا؟ کیا آپ پادری ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! میں پادری ہوں۔ اس نے دوبارہ سوال کیا؟ آپ کا رب کون ہے؟ میں نے کہا عیسیٰ مسیح ہمارے رب وخدا ہیں' اس نے کہا میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ اپنی مذہبی کتاب بائبل سے ایک بھی ایسی آیت بتائیں جس میں حضرت عیسیٰ مسیح نے یہ کہا ہو کہ اے لوگو! میں تمہارا خدا ہوں اور تم لوگ میری عبادت کرو' ان کے اس سوال سے مجھے زبردست دھچکا لگا اور حیرت واستعجاب کی انتہا نہ رہی اور نہ ہی کوئی معقول جواب مجھ سے بن پڑا' میں نے اپنی یادداشت پر خوب زور ڈالا مگر مجھے کوئی ایسی بات یاد نہیں آئی جو بائبل یا اور ہماری دوسری کسی مذہبی کتاب میں موجود ہو' میں حد درجہ پریشان ہوگیا اور سوچنے لگا کہ ایسا آخر کیونکر ہوا اور کبھی میں نے اپنے آپ سے یہ سوال کیوں نہیں کیا۔

اس واقعہ کے بعد میں نے مصمم عزم کرلیا کہ اس کا جواب تلاش کرنا ہے' پہلی فرصت میں میں چرچ کی مجلس (Council) گیا مجلس کے اندر میں نے اپنے پادری ساتھیوں سے بتایا کہ میرے ساتھ آج ایک عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ ایک شخص نے مجھ سے عیسیٰ مسیح کے متعلق اس طرح کے سوالات کئے میں نے اپنے پادری ساتھیوں کو تمام واقعات سنائے اور ان سے جواب طلب کیا جواب دینے کے بجائے وہ لوگ الٹا مجھ پر چڑھ دوڑے اور کہا کہ اس ہندوستانی مسلمان نے اپنے مذہب کے ذریعہ تمہارے

ساتھ دغابازی کی ہے' میں نے کہا مجھے اس سے بحث نہیں کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا؟ بس تم لوگ مجھے اس سوال کا جواب دو مگر جواب ان کے پاس تھا ہی کیا جو وہ مجھے دیتے۔

پھر مزید ایک اور واقعہ پیش آیا جس نے میرے قلب وضمیر کو تشویش میں مبتلا کر دیا حسب معمول اتوار کو جب میں چرچ میں خطاب عام کے لئے کھڑا ہوا تو میری زبان بند ہوگئی اور میرے پیروں تلے زمین نکل گئی ایسا لگا کہ میرے منہ پر تالے پڑ گئے ہوں۔ شرکاء مجلس تعجب خیز نگاہوں سے میری طرف دیکھنے لگے کہ آج آخر یہ بول کیوں نہیں پا رہے ہیں لوگ طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہو گئے آخر کار میں فوراً واپس اندر کی جانب چلا گیا اور اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ میں بہت تھک گیا ہوں لہذا آج تم میری جگہ تقریر کر دو' مگر واقعہ یہ ہے کہ میں ذہنی طور سے حد درجہ پریشان تھا' اسی پریشانی کے عالم میں میں گھر چلا گیا اور وہاں ایک پرسکون کمرہ میں جا بیٹھا اور خدا سے دعا کی کہ اے خدا سچائی کی طرف میری رہنمائی کر اور دعا مانگتے مانگتے اسی حالت میں سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے گھر کے بڑے ہال میں بیٹھا ہوں کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا اس کے چہرہ پر نور کی کرن تھی جو اپنی ضیا پاشی سے میری نگاہوں کو خیرہ کئے دے رہی تھی اس وجہ سے میں اس پرنور چہرہ کو دیکھنے سے قاصر تھا پہلے پہل تو میں نے سوچا کہ یقیناً یہ خدا ہوگا جس سے میں نے رہنمائی کی دعا کی تھی' اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تمہارا نام ابراہیم ہے' چونکہ تم نے خدا تعالیٰ سے اپنی رہنمائی کی دعا کی تھی لہذا اسی پروردگار نے مجھے تمہاری رہنمائی کے لئے بھیجا ہے' اب تم اپنی داہنی جانب نگاہ ڈالو میں نے اپنے داہنے جانب چند اشخاص کو سفید کپڑے وسفید عماموں میں ملبوس ٹہلتے دیکھا اس شخص نے مجھ سے پھر اشارۃً کہا کہ ان اشخاص کے نقش قدم پر چلو' سچائی پا لوگے' جب میں بیدار ہوا تو میں نے بہت خوشی محسوس کی اور خدا کا شکر ادا کیا لیکن اچانک میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا کہ جن لوگوں کو میں نے خواب میں دیکھا ہے ان کو کہاں تلاش کروں' لیکن میں نے فیصلہ کر لیا کہ جب تک سچائی کو پا نہیں لوں گا اس وقت تک اپنی تلاش جاری رکھوں گا چنانچہ اپنی تمام سرگرمیوں کو پس پشت ڈال کر ان

سفید کپڑے وسفید عمامے والے اشخاص کو تلاش کرنا شروع کر دیا' تلاش حق کا یہ سفر بہت لمبا ہوا' سفر کے دوران میں جتنے مسلمان بھائیوں سے ملاوہ سب کے سب پینٹ شرٹ میں ہی ملبوس نظر آئے یہاں تک کہ میں اپنی اس تلاش میں جوہنسبرگ (Johannes Burg) پہنچ گیا۔

یہاں افریقہ مسلم کے ایک آفس میں استقبالیہ کاؤنٹر پر اپنے خواب میں دیکھے ہوئے اشخاص کے بارے میں سوال کیا' کاؤنٹر پر بیٹھے شخص نے مجھے بھکاری سمجھ کر کچھ پیسے دینے کی کوشش کی میں نے ان سے کہا بھائی! کیا تمہاری کوئی عبادت گاہ قریب میں واقع ہے اس نے قریبی مسجد کی طرف میری رہنمائی کی جہاں مجھے حیرت کا شدید جھٹکا لگا کیوں کہ مسجد کے گیٹ پر مجھے اپنے خواب میں دکھے ہوئے اشخاص میں سے ایک شخص سفید لباس وسفید عمامے میں کھڑا نظر آیا میں فوراً اس کی جانب لپکا قبل اس کے کہ میں کچھ بولتا اس شخص نے کہا خوش آمدید ابراہیم صاحب! میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ تم ہم لوگوں کو اور سچائی کو تلاش کر رہے ہو اور جس سچائی کی تم تلاش میں ہو وہ سچائی تو صرف اور صرف اسلام میں ہے پھر میں نے ان کو اپنا خواب سنایا اور ان سے پوچھا کہ جس شخص کو خدائے واحد نے میری رہنمائی کے لئے بھیجا تھا وہ کون ہو سکتا ہے انہوں نے کہا ہو سکتا ہے کہ محمد ﷺ ہوں' یہ سننا تھا کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور اس جذبہ خوشی میں میں نے انہیں گلے لگا لیا۔ چونکہ نماز کا وقت تھا لہذا انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ مسجد کے عقب میں کھڑے رہیں میں نماز پڑھ کر آتا ہوں نماز کے دوران میں نے دیکھا کہ متعدد مسلمان سفید کپڑے وعماموں میں نماز ادا کر رہے ہیں اپنی پیشانیوں کو زمین پر ٹیک رہے ہیں' یہ دیکھ کر میں خود سے ہم کلام ہوا کہ یہی وہ اصل عبادت ہے جس کے متعلق میں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے رب کے سامنے پیشانیوں کو ٹیکتے ہیں نماز کے بعد میں نے پرسکون ماحول میں راحت کی سانس لی اور خوشی محسوس کی' بعد نماز ان صاحب نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں بغیر کسی پس وپیش کے مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

قبول اسلام کے بعد میں برابر اسلام کا مطالعہ کرتا رہا یہاں تک کہ دعوت کے

کام میں لگ گیا اور دل وجان سے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے لگا اپنے ان دعوتی اسفار میں متعدد جماعت اور تنظیم کے لوگوں سے ملاقات کا موقع ملا اور ان لوگوں سے میں نے اسلام کے متعلق بہت کچھ سیکھا۔

کچھ مہینوں کے بعد جب میں اپنے گھر آیا تو گھر والوں نے میری حالت پر افسوس کا اظہار کیا اور میرے لباس کی مذمت کی فوراً چرچ کی میٹنگ میں مجھے بلایا گیا پادریوں نے مجھے عار دلائی کہ میں نے اپنے موروثی مذہب کو ترک کر دیا ہے انہوں نے مزید کہا کہ ہندوستانی مسلمان نے تمہارے ساتھ مکاری کی اور تم کو تمہارے مذہب سے پھیر دیا ہے' میں نے ان سے کہا کہ کسی نے بھی میرے ساتھ مکاری ودغا بازی نہیں کی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ پیغمبر محمد ﷺ خود میرے پاس خواب میں تشریف لائے اور مجھے سچائی کی راہ دکھائی' اور سچائی کی راہ صرف اور صرف مذہب اسلام میں ہے وہ اسلام جو ایک عالمگیر مذہب ہے نہ کہ ہندوستانی مذہب! میرے اس جواب نے انہیں سکتہ میں ڈال دیا' لیکن انہوں نے مجھے دوسرے حیلوں میں پھنسانا چاہا۔ انہوں نے کہا کہ ویٹیکن نے تمہیں چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ کے ساتھ ویٹیکن میں رہنے کی پیشکش کی ہے وہ تمہیں نئے مکان مع نئی کار کے خاطر خواہ رقم بھی دیں گے مزید برآں یہ کہ چرچ میں ایک اعلیٰ عہدہ عطا کریں گے۔ میں نے ان کی تمام سہولیات وترغیبات کو رد کر دیا اور کہا کہ اب جب کہ میں نے سچائی کو پالیا ہے اور ایک ایسے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ جو کہ مکمل وجامع ہے تو اب میں اس مذہب سے آخری دم تک روگردانی نہیں کر سکتا' میں نے انہیں بھی اسلام کی دعوت دی اور الحمد للہ دو مزید پادریوں کو اسلام جیسی سچی اور سیدھی راہ پر لے آیا' چرچ والوں کو جب یقین ہو گیا کہ میں نے مذہب اسلام پر چلنے کا مکمل ارادہ کر لیا ہے تو انہوں نے میری تمام سہولیات واختیارات چھین لئے' میں بے حد خوش تھا کیونکہ میں بھی خود یہی چاہتا تھا اور انہیں ان کی حالت پر چھوڑ کر چلا آیا۔

یہ ہے ابراہیم سیلی کے قبول اسلام کی کہانی خود ان کی زبانی یہ ابراہیم سیلی جو کبھی فعال پادری ہوا کرتے تھے اب اسلام کے زبردست مبلغ وداعی ہیں دوبارہ ابراہیم سیلی صاحب سے میری ملاقات افریقہ کے ایک سیمینار میں ہوئی' بہت گرم جوشی سے ان سے

ملا اور پوچھا کہ وہ آج کل کیا کر رہے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی زندگی دعوت کے کام کے لئے وقف کر دی ہے آپ سے دعا کی درخواست ہے کہ میں اپنے کام میں پوری مستعدی سے لگا رہوں اس مختصر ملاقات کے بعد وہ مجھ سے جدا ہو گئے میں نے دیکھا کہ اسلام لانے کے بعد ابراہیم سیلی میں بڑی تبدیلی آ گئی ہے اور وہ دعوتی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

جنوبی افریقہ کے عیسائی رہنما کا قبول اسلام

گزشتہ دنوں جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ) کے سب سے بڑے عیسائی پیشوا فریڈرک وولا مار نے جنیوا کے مرکز اسلامی میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر کے عیسائیت کے عالمی ایوانوں میں کھلبلی مچا دی اسی تقریب میں انہوں نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اب تک میری زندگی اور میری تمام صلاحیتیں عیسائیت کی تبلیغ پر صرف ہوئی تھیں مگر اب میری زندگی کا محور اور مرکز صرف اسلام ہوگا۔

انہوں نے اپنے قبول اسلام کی یہ وجہ بتا کر عیسائی تنظیموں کو مزید حیرت و استعجاب میں مبتلا کر دیا کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر جس انداز سے کیا گیا ہے اور ان کی زندگی سے متعلقہ وہ حقائق جو اب تک میری نگاہوں سے پوشیدہ تھے یہی میرے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بن گئے انہوں نے مزید کہا کہ اب میں اسلام کی تمام تعلیمات کا گہرا مطالعہ کروں گا' اور پورے یقین و ایمان کے ساتھ ان پر بھی عمل کروں گا۔

مذکورہ پادری کے قبول اسلام کی اس وجہ سے عیسائی چرچ مزید پریشان' اور خوفزدہ ہے کیونکہ یہ وہ وجہ ہے جو ہر عیسائی پادری کو اپیل کرتی ہے اور خود فریڈرک کے اس طرز استدلال میں بھی وہ کشش موجود ہے جس کو عقل سلیم رد نہیں کر سکتی۔

جوہانسبرگ کے سب سے بڑے عیسائی پادری کے قبول اسلام کا یہ واقعہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ افریقی ممالک میں تبلیغ و دعوت دینے کے لئے وسیع مقام و میدان

فراہم ہو چکا ہے۔ اور دین اسلام کی حقانیت وہاں کے عوام سمیت تعلیم یافتہ طبقہ پر بھی ظاہر ہو رہی ہے' مگر اسلامی دعوت کا فریضہ انجام دینے والوں کی کوتاہی اور تنگ نظری کے سب وہ فوائد حاصل نہیں ہو رہے ہیں مذکورہ سابق پادری صاحب نے خود اسلامی دعوت کے عمل میں پوشیدہ کمزوریوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''عیسائی تبلیغی مشنریز'' تنظیمی' تحریکی' مادی یا معنوی کسی بھی طور پر کمزور نہیں ہے۔

اسلام ہی دین حق ہے

تموان فرینک اسلام کے سائے میں

تموان فرینک (Tumwine Frank) جو کئی گرجا گھروں کے صدر رہ چکے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۱ء کو یوگنڈا کے شہر مساکا میں ایک عیسائی گھر میں پیدا ہوئے ابتدائی اور ثانوی تعلیم و تربیت کیمیا Kimaniya اور گوما Goma میں حاصل کی۔ اسی دوران انہوں نے زراعتی علوم بھی سیکھے پھر ان کا رجحان عیسائی مذہب کی طرف بڑھ گیا اور انہوں نے گوما Goma کی یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے داخلہ لیا فراغت کے بعد وہ ایک گرجا گھر کے پادری مقرر ہو گئے' مذہب پرستی اور عیسائیت پسندی کے سبب انہیں یوگنڈا کے کئی گرجا گھروں کا صدر بھی بنایا گیا اور اپنے زمانہ صدارت میں انہوں نے بیاگا Buyaga مریمبر Marembar ماگیری Magiri دینو Dino روکنیا Rukunya کیوتیرا Kyotera اور کاموزندا Kamuzinda میں بہت سے گرجا گھر تعمیر کروائے اور آخر میں یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت اور کفالت کے لئے ایک ادارہ بھی کھولا جس میں دو ہزار یتیم بچوں کی پرورش کی سہولت تھی اس کے باوجود ان کا کہنا ہے کہ میرا دل ہر وقت فکر مند اور بے چین رہتا تھا کہ میں ہدایت پر نہیں ہوں۔

جنت میں دخول کا باعث اسلام ہے

وہ کہتے ہیں کہ موجودہ تحریف شدہ انجیل کی بہت سی چیزوں نے مجھے حیرت اور شک وتذبذب میں ڈال دیا ہے چنانچہ میں حق کی تلاش میں لگ گیا' اور کئی اسلامی کتابوں کا مطالعہ کیا تو مجھے یقین کامل ہوگیا کہ دین اسلام ہی دین حق ہے اور صرف یہی مذہب مرنے کے بعد جنت میں دخول کا باعث ہے تو میں نے گرجا گھر کی خدمت سے علیحدگی اختیار کرلی اور دیگر گرجا گھروں کی صدارت سے ۲۴/ دسمبر ۱۹۹۵ء کو استعفاء دیدیا پھر میں نے اسلامی لٹریچر اور کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا تو میرے دل کو سکون اور اطمینان نصیب ہوا اور میرا ذہن اسلام کے لئے ہموار ہوگیا چنانچہ ۲۲ فروری ۱۹۹۶ء بروز جمعرات کمبالا شہر کی مسجد نور میں داخل ہوکر بھرے مجمع میں اسلام قبول کرلیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر توحید ورسالت کی گواہی دی۔ اور اپنا نام مصطفےٰ تموان رکھا میرے اسلام قبول کرنے کے بعد میری اہلیہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں جو اس سے قبل گرجا گھر کے داخلی امور کی نگراں تھیں۔

وہ کہتے ہیں کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ہم لوگ اب اسلامی، تعلیمی و تربیتی ادارہ دارالارقم میں توحید ورسالت کی بنیادی باتیں اور اسلام کے ارکان عملی طور پر سیکھ کر ان پر عمل کررہے ہیں۔

دعوت وتبلیغ کا فریضہ

مصطفےٰ تموان کا کہنا ہے کہ اسلامی تعلیمات سے واقفیت کے بعد اپنے علاقہ میں دین کی دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دوں گا' تاکہ ان کی راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کروں اور انشاءاللہ میں اپنی آخری سانس تک یہ خدمت انجام دیتا رہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

من الظلمت الی النور

رشین آرتھوڈکس چرچ کے پادری اور پارلیمنٹ کے رکن

ویاشسلف پولوسن کا قبول اسلام

ویاشسلف پولوسن (Viacheslav polosin) روسی آرتھوڈکس چرچ کے پادری تھے۔ ۱۹۹۱ء میں وہ سپریم سوویت کی پارلیمنٹ ''ڈوما'' کے رکن منتخب ہوئے اور ڈوما میں انہیں ''کمیٹی برائے آزادی ضمیر، عقیدہ اور خیراتی کام'' کا چیئرمین بنایا گیا وہ مذہب سے متعلق روسی قوانین کے مسودہ نگار کے مشیر بھی تھے۔

انہوں نے ۲۰۰۰ء کے شروع میں جب اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا تو یہ بہت برسوں کے لئے حیران کن تھا، بعض نے تو اس شبہ کا اظہار کیا کہ وہ کسی نفسیاتی مرض کا شکار ہو گئے ہیں، کچھ نے کہا کہ انہوں نے یہ اعلان کر کے نہایت ہوشیاری سے اپنے بعض سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے پیشگی منصوبہ بندی کی ہے لیکن انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ ان کا یہ انتخاب (یعنی قبول اسلام) خالصتاً سچائی اور منطق و فلسفہ کی بنیاد پر ہے اور قبول اسلام کے اعلان کے قطعاً کسی قسم کے سیاسی مقاصد نہیں ہیں قبول اسلام کا فیصلہ طویل اور گہرے تدبر و تفکر کا نتیجہ ہے ان کا یہ انٹرویو الیگزینڈر سولڈیٹف (Alexander Soldatov) نے لیا اور موسکووسکائی نووستی (Moskovskie Novosti) کے شمارہ ۸ تا ۱۴ مارچ ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔ اس سے قبل انہوں نے جریدہ ''مسلمین'' (Musulmane) کو بھی انٹرویو دیا تھا۔ اس انٹرویو کے حوالے سے ماسکو ٹائمنر نے ۱۱ جون ۱۹۹۹ء کو آندرے زولوئف کا ایک مضمون شائع کیا جسے بھارت کے جریدہ ''ریڈینس'' نے اپنے شمارہ ۲۰ تا ۲۶ جون ۱۹۹۹ء میں شامل اشاعت کیا جب کہ الیگزینڈر کا انٹرویو ریڈینس نے اپنے شمارہ ۲۱ مئی تا ۲۷ مئی ۲۰۰۰ء میں شائع کیا ہم نے ویاشسلف کے بارے میں معلومات انہی دو مضامین سے لی ہیں۔

۴۴ سالہ ویاشسلف اپنے روحانی سفر میں کئی مرحلوں سے گزرے ہیں وہ فلسفہ کے طالب علم بھی رہے ہیں اور کلیسائی پادری بھی' قانون ساز بھی اور مذہب سے متعلق روسی قوانین کے مسودہ نگار کے مشیر بھی۔

جریدہ مسلمین سے انٹرویو میں انہوں نے اعلان کیا کہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خدا نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس طرح ویاشسلف نے روایتی طریقے سے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا ''میں نے اپنے سوشل سٹیٹس کو اپنے ایمان و یقین کے مطابق بنانے کا فیصلہ کیا ہے'' ڈوما آفس میں دیئے گئے انٹرویو میں انہوں نے کہا ''اسلام کے فلسفہ توحید نے مجھے اپنے نئے انتخاب کی طرف دھکیلا۔ کئی سالوں کے سائنسی حقائق کے مطالعہ اور میرے ذاتی روحانی احساسات نے بھی اس میں حصہ لیا'' ویاشسلف جو ماسکو سٹیٹ یونیورسٹی اور ماسکو تھیولوجیکل سیمیزی کے گریجویٹ ہیں' کا کہنا ہے کہ ''عیسائیت کا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے ''توحید'' کو بتدریج ختم کر دیا ہے اور نظریہ حلول کو فروغ دیا ہے جس میں انسانوں کو الٰہی صفات کا حامل قرار دیا جاتا ہے۔ جب لوگ انسان ساختہ اشیاء اور مخصوص افراد سے خدائی مدد کے طلب گار ہوتے ہیں تو ان کا یہ عمل انہیں ایک اللہ پر ایمان کے عقیدہ سے مزید دور لے جاتا ہے۔'' ویاشسلف کا کہنا ہے کہ ''تعلیمی لحاظ سے میں ایک فلاسفر ہوں' اس لئے عقلی منطق اور دلائل و براہین پر یقین رکھتا ہوں۔''

ویاشسلف پولوسن نے ۱۹۹۱ء میں رشین سپریم سوویت کا رکن منتخب ہونے کے بعد سے کلیسائی پادری کے فرائض انجام نہیں دیئے ڈوما کے رکن منتخب ہونے کے بعد انہیں ''کمیٹی برائے آزادی ضمیر' عقیدہ اور خیراتی کام'' کا چیئرمین بنایا گیا ۱۹۹۵ء میں آخری بار انہوں نے کلاسک (پادریوں کا مخصوص لباس) بھی نہیں پہنا اور اپنے بلائے جانے کے لئے فادر ویاشسلف کے بجائے اپنے آبائی نام ویاشسلف سرجی ایوک کو ترجیح دی آندرے زولوتف (Andrei Zolotov) اپنے مضمون میں لکھتا ہے کہ انٹرویو کے دوران میں انہوں نے تبدیلی مذہب کے بارے میں کئی تفصیلات اس اندیشہ سے زیر بحث لانے سے انکار کر دیا کہ کہیں عیسائیوں کے نظریات کی تحقیر نہ ہو اور

ان کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے اپنے دلی احترام کا پرزور اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ''ان میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کا سچا اطاعت گزار ہے' مسلمان ہو سکتا ہے'' انہوں نے کہا کہ:

''میرے خیال میں عیسائیوں اور مسلمانوں میں سوشل یونین ہونی چاہیئے جو مستقبل میں رشین آئیڈیالوجی اور ریاستی جمہوریت کی بنیاد بنے اسے مغرب کی لبرل جمہوریت کے ساتھ کنفیوژ نہیں کیا جانا چاہیئے جو سیکولر اور ملحدانہ ہے۔''

سپریم سوویت کے ڈپٹی اور ڈوما کی کمیٹی برائے مذہبی قانون سازی کے مشیر کے طور پر انہوں نے بہت کام کیا ہے۔ ۱۹۹۱ کے لبرل قانون اور ۱۹۹۷ء کے امتناعی قانون میں بھی ان کا کردار اہم رہا ہے۔ ۱۹۹۷ء کے امتناعی قانون کے تحت آرتھوڈکسی' اسلام' بدھ مت' یہودیت کو مروج ہونے کی بنیاد ملی اور بیرونی مذاہب کی حدود متعین ہوئی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ کسی بھی نئے مذہبی گروپ کو مکمل قانونی حقوق دینے کے لئے ۱۵ سال تک کے انتظار کے استثناء کو غیر آئینی سمجھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئینی عدالت اس پر نظر ثانی کرے گی۔ اس کے ساتھ ہی ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ''میرے خیال میں اس قانون سے روسی مذاہب کو استحکام بھی ملا ہے اور اس قانون نے ''چرچ اور ریاست میں علیحدگی' کو بھی محفوظ کیا ہے۔''

مغرب میں قبول اسلام کے بے شمار واقعات سامنے آرہے ہیں اور اسلام کے پھیلاؤ کی رفتار کسی بھی دوسرے مذہب سے زیادہ ہے مگر اس قدر معروف عیسائی پادری کے قبول اسلام جیسے واقعات شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں' اس لئے پوری عیسائی دنیا ویاشسلف کے قبول اسلام کے اعلان پر حیرت میں ڈوب گئی ماسکو کے صلیبی اکابرین یعنی لاٹ پادریوں کے لئے ویاشسلف پولوسن کا اعلان ایک مکمل سرپرائز تھا۔ ایکسٹرنل چرچ ریلیشنز ڈپارٹمنٹ نے ان کے اس اعلان کو ان کے کردار میں کمزوری' تلون مزاجی اور احساس گناہ کے باعث آنے والی تبدیلی قرار دیا ہے صلیبی اکابرین نے کہا ہے کہ اس مسئلہ کے لئے ''مٹی پاؤ'' کی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ قسطنطنیہ کے بطریق اعظم (یونانی قدامت پسند کلیسا کا سربراہ) کے نمائندے پروٹو پریسباٹر جارج ٹسٹیس

(Protopresbyter George Tsetsis)(بقول زولوئف جن کی یونانی آرتھوڈکس کمیونٹی صدیوں سے ترکی مسلمانوں کے دباؤ میں ہے) نے جنیوا سے ٹیلی فون انٹرویو میں کہا ہے کہ اس کے علم میں اس سے قبل کسی آرتھوڈکس پادری کے قبول اسلام کا ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے اس نے کہا کہ ''قسیس (عیسائی پادری) اور آرتھوڈکس عام عیسائی عیسائیت (بقول ان کے انکار عیسیٰ یعنی Denying Christ) چھوڑنے کے بجائے موت کو ترجیح دیتے ہیں۔''

ویاشسلف کے قبول اسلام کے اعلان پر ماسکو کے کلیسائی بزرگ سخت پریشان ہوگئے کہ وہ ویاشسلف کے خلاف کیا ایکشن لیں' اگر وہ اس کے پادری کے فرائض منصبی ادا کرنے پر پابندی لگاتے ہیں تو اس کا اسے کیا فرق پڑتا ہے' وہ تو عیسائیت ہی ترک کر چکا بعض چرچ اہلکاروں نے کہا کہ چرچ اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے سکتا سوائے اس کے کہ جو فارمولا لیو ٹولسٹائی (Leo Tolstoy) کے سلسلہ میں اختیار کیا گیا تھا' وہی اس کے خلاف اختیار کیا جائے یعنی'' اپنی غیر آرتھوڈکس تعلیمات کے باعث وہ اپنے آپ کو چرچ سے الگ کر چکا ہے۔''

الیگزینڈر رسولڈیمف کو انٹرویو دیتے ہوئے ویاشسلف نے کہا کہ ''بچپن سے ہی میں شعوری طور پر دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین رکھتا تھا بعد میں جب میں یونیورسٹی پہنچا تو میرا واسطہ آرتھوڈکس لٹریچر سے پڑا میں چرچ گیا تو مجھے وہاں جو کچھ نظر آیا وہ میں نے فلسفہ کی کلاسز میں نہیں پڑھا تھا بہرحال میں نے وہاں بہت کچھ سیکھا۔ ۱۹۷۹ء میں' میں نے کلیسائی درس گاہ (Ecclesiastical Seminary) میں اپنی دستاویزات جمع کرادیں اور اب ۲۰ سال بعد میں نے جریدہ ''مسلمین'' کو انٹرویو دیا ہے۔ (جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا تھا) میری زندگی کے ارتقاء میں یہ دو انتہائی اہم مرحلے ہیں۔

وہ بتاتے ہیں کہ مسلمین کے ساتھ انٹرویو میں' میں نے کہا تھا کہ ''کئی سالوں کی سخت محنت اور تحقیق نے مجھے اس نتیجے پر پہنچایا ہے کہ قرآن مجید رب کائنات کا اپنی مخلوق نوع انسانی / بشریت میں حلول کرجانے کا نظریہ نہیں رکھتا' کسی دیوتا' دیوی یا خدا کا

انسانی جسم میں حلول کر جانے کا عقیدہ ہی بت پرستی کے نظریہ کا جوہر اور اصل بنیاد ہے۔ اس نظریہ کی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ تسکین قلب کے لئے جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے مذہبی رسوم بجالاتے ہیں۔ کسی غیر اللہ یا انسانی حکمران یا قوت کی عبادت بھی ایسے ہی کریں تاکہ اطمینان قلب ملے عمل و ایمان میں ہم آہنگی کے تقاضا کے تحت میں نے فیصلہ کیا کہ اپنے عقائد و نظریات کا اعلانیہ اظہار کروں کہ میں صحیح عقیدہ' صراط مستقیم اور تعلیمات توحید کے علمبردار پیغمبروں کا پیروکار ہوں جن کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا اب میں اپنے آپ کو پادری اور آرتھوڈکس چرچ کا ممبر نہیں سمجھتا۔''

(حلول سے مراد عقیدہ بشر پیکری' تجسیمیت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک چیز کا دوسری میں اس طرح مل جانا کہ تمیز نہ رہے۔ اس عقیدہ کی روح کے مطابق خالق مخلوق میں اس طرح سما جاتا ہے کہ خالق و مخلوق میں کوئی فرق نہیں رہتا)

وہ مزید کہتے ہیں کہ ''جہاں تک سزاو جزا کا تعلق ہے ہم سب فانی ہیں' جلد یا بدیر اس دنیا کو چھوڑ جائیں گے یہ ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم سچائی پر ثابت قدمی اور غیر متزلزل یقین کے ساتھ رخصت ہوں بجائے اس کے کہ روحانی تضادات اور انسانی فنطاسیہ کے ساتھ جائیں (فنطاسیہ یعنی سراب خیال' توہمات' مذہبی سبز باغ دکھانے وغیرہ کے عقیدہ کے ساتھ)

مسلمان ہونے کے بعد عملی مشکلات کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ'' جہاں تک عملی مشکلات کا تعلق ہے بشمول عربی زبان' مجھے امید ہے کہ میں اپنے نئے مسلمان بھائیوں کی مدد اور تعاون سے ان پر قابو پالوں گا میرا ارادہ وخواہش ہے کہ میں اس عالمی نظریہ کا حصہ ہوں گا اور ان کے دکھ سکھ میں شامل ہوں گا۔''

کلیسائی راستے پر چلتے ہوئے آنے والی تبدیلی کا ارتقاء کیسے ہوا؟ اس بارے میں ویاشسلف نے کہا کہ'' ماسکو کے چرچ سرکل میں شمولیت کے سارے فیصلے میرے ذاتی نہ تھے' میں اپنی ذات کا مکمل مختار نہ تھا فیصلوں میں گھریلو معاملات اور حالات کا دخل بھی تھا جن کے باعث مجھے وسطی ایشیاء کی کلیسائی منسٹری سے درخواست کرنا پڑی۔ میں نے

مختصر عرصہ کے لئے فرونزے (Frunze) اور کسی قدر لمبی مدت کے لئے دوشنبہ میں کام کیا۔ وہاں پہلی بار مشرقی ذہنیت اور اسلامی کلچر سے میرا واسطہ پڑا جس نے میری روح پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ چھ ماہ بعد ہی مجھے سیکولر حکام (کمشنر برائے مذہبی امور) کی نافرمانی کے الزام میں نہایت حقارت و تذلیل کے ساتھ رجسٹریشن سے محروم کر دیا گیا تین سال تک مجھے کہیں بھی قبول نہ کیا گیا' میں ذلت وخواری اور بے توقیری کا شکار رہا اور ہر قسم کے مرتبہ ومقام سے محروم رکھا گیا۔''

ویاشسلف سے جب پوچھا گیا کہ اس بات میں کس قدر صداقت ہے کہ آپ پروٹسٹنٹ بننے کا کوئی ارادہ رکھتے تھے تو انہوں نے بتایا کہ ''۱۹۹۱ء میں جو امریکی پروٹسٹنٹ بڑی تعداد میں روس آئے اور جن کا استقبال بھی میں نے کیا تھا' انہوں نے تجویز دی کہ اجلاس کا آغاز دعا (Prayer) سے کریں مگر میں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا ایسا قطعاً نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ایک سیکولر ادارہ ہے اور مجھ پر ''آزادی ضمیر'' کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہے' اس لئے یہاں کسی قسم کی دعا نہیں ہوسکتی میں پروٹسٹنٹ (عیسائی مذہبی فرقہ) کا قلبی احترام کرتا تھا لیکن جہاں تک اس افواہ کا تعلق ہے کہ میں پروٹسٹنٹ ازم قبول کرنے کا ارادہ رکھتا تھا' میں نہیں جانتا تھا کہ یہ افواہ کدھر سے آئی ہے۔''

۱۹۹۷ء کے ''ضمیر کی آزادی'' کے نئے قانون کے بارے میں ویاشسلف نے بتایا کہ ''جب تک میں ریاستی ملازم ہوں میں اس قانون سے متعلق تفصیل کو مکمل سچائی کے ساتھ زیر بحث نہیں لاسکتا اس قانون کو مرتب کرنے والے ۱۵ رکنی ورکنگ گروپ کا میں بھی ایک رکن تھا اور میں اس گروپ میں سب سے کم اثر ورسوخ رکھنے والا رکن تھا۔ اس کے بعد ڈوما میں یہ قانون پیش کیا گیا جس کے بعد مزید کام ہوا۔''

اس سوال کے جواب میں کہ کیا ان میں نئے مذہب کی جستجو آرتھوڈکسی (پرانے مذہب) سے کسی ناخوشگواری کے باعث تو پیدا نہیں ہوئی' انہوں نے کہا کہ جب میں ریاستی مشنری میں کام کر رہا تھا تو میں نے دیکھنا شروع کیا کہ کس طرح چرچ اور سیاست کی مختلف سرگرمیاں عوامی زندگی کو متاثر کرتی ہیں۔ کچھ لوگ عیسائی تعلیمات کی

تشریح وتعبیر سے چرچ اور حکومت کے غلط کاموں کا نہ صرف جواز پیش کرتے ہیں بلکہ انہیں خدائی فرمانوں کا عکس قرار دیتے ہیں انٹرویو کرنے والے نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ''اسلامی دنیا کی تاریخ میں بھی تو ایسی مثالیں موجود ہیں مثلاً خانوں' ترک سلطانوں' عثمانیوں کے دربار...... وغیرہ کے حالات'' اس پر انہوں نے کہا کہ قرآن کی تعلیمات میں "God,s Anionted" حکومت کی سختی سے ممانعت ہے۔ اسلام میں فرعونیت ونمرودیت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر کوئی غیر قانونی طور پر طاقت حاصل کر کے لوگوں کے حقوق غصب کرتا ہے اور مسلمان اسے گوارہ کر لیتے ہیں تو وہ اس گناہ میں مددگار گردانے جائیں گے۔ سلطنت عثمانیہ میں مسلم کلچر پر جمود طاری تھا اور اسلام وہاں پر روبہ تنزل تھا۔ کلام الٰہی میں دیا گیا اسلامی ماحول اس سے بالکل مختلف ہے''

ان کے اسلام قبول کرنے کے اعلان پر مسلمانوں نے کس ردعمل کا اظہار کیا' اس بارے میں انہوں نے بتایا کہ ''میرے قبول اسلام کے اعلان پر مسلمانوں کی پرجوش دلچسپی اور میرے لئے محبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جریدہ مسلمین کے جس شمارے میں میرا انٹرویو شائع ہوا' اس کا ایک اور ایڈیشن چھاپنا پڑا''

انہوں نے کہا کہ یہ فطری بات ہے کہ کچھ لوگ میرے قبول اسلام پر ناخوش بھی ہوں گے لیکن مجھے ہر ایک کو خوش کرنے کی پروا اور ضرورت نہیں ہے میرے خیال میں ڈوما میں میرے کام میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی میں عیسائیت پر تنقید کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ جب میں آرتھوڈکسی تھا تو میں نے اس پر سخت تنقید کی تھی لیکن اب ایسا نہیں کروں گا کیونکہ اسلام جیسا کہ وہ قرآن میں پیش کیا گیا ہے کہیں زیادہ جمہوری مذہب ہے اور جبر کی ممانعت کرتا ہے۔

اس سوال پر کہ کیا وہ اپنے سیاسی دائرہ کار کو مزید پھیلانے کا کوئی منصوبہ رکھتے ہیں' انہوں نے کہا کہ ''فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں میں اس بات کو ترجیح دوں گا کہ اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے میں اپنے علم اور مہارت کو مفید سماجی سرگرمیوں میں استعمال کروں۔ میں اپنے آپ کو بطور سیاستدان نہیں بلکہ ایک عوامی اور اکیڈمک اسلامی لیڈر کے طور پر دیکھتا ہوں مگر مستقبل میں کیا ہوگا' یہ صرف اللہ جانتا ہے' ۱۹۹۱ء میں بطور ڈپٹی

میرا انتخاب بھی تو غیر متوقع تھا۔"

بائبل اس کے سوا اور کیا ہے کہ اس میں سچ اور حق کو یعنی اللہ تعالیٰ کی وحی کو انسانوں اور کہانیوں کے ساتھ اس طرح ملا دیا گیا ہے کہ افسانہ اور داستان طرازی سچ کے اوپر غالب آ گئی ہے اور کوئی شخص بھی کہانی کو حقیقت سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ جب جرمیاس جیسا شخص بھی بائبل کی اس کمی کو تسلیم کرتا ہے تو ایک عام عیسائی کے پاس باقی کیا رہ جاتا ہے؟ اس دوران میں نے آرتھر شوپن ہار کا مطالعہ بھی کیا اور فریڈرک نطشے کا بھی، اور ان میں سے کوئی بھی عیسائیت کے بارے میں میری بے اطمینانی کا علاج نہ کر سکا۔ جب میں نے یونیورسٹی آف گلاسکو میں داخلہ لیا تو فلسفہ میرے مطالعے کا محور بن گیا میں نے جین پال سارترے، ہیزل ہارمیس، کارل مارکس، اینجلز، ایمائل درکھائم، جرمی شاپیرو، جرگن ہیبرماس، ہیگل اور دوسرے فلسفیوں کا مطالعہ کیا۔

اس دوران اسلام کے بارے میں بھی متعدد کتابیں میں نے پڑھ ڈالیں۔ ان میں وہ تصانیف بھی شامل تھیں جن کے مصنف مغربی آدمی کے ماحول اور مسائل سے بخوبی آگاہ تھے۔ ایسے مصنفین نے اس چیز پر زور دیا کہ جدید انسان کے لئے سارے مسئلے پیدا ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ اس نے دنیائے فطرت میں بطور انسان اپنے مقام کو اپنے خالق کے بتائے ہوئے رہنما اصولوں اور وحی الٰہی کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

انتہا یہ ہے کہ عیسائیوں کے تمام مذہبی ادارے یعنی چرچ بھی محض ایک کمرشل اور تجارتی ادارے بن کر رہ گئے۔ میں نے امام غزالی کی ایک تصنیف کا ڈبلیو منٹگمری کا کیا ہوا ترجمہ بھی پڑھا جس سے زندگی کے معاملات میں روشنی ملی۔ اس کتاب میں ریگل کے تصور کے مطابق ایک ایسے عقل مند اور باشعور شخص کا تذکرہ ہے جو حق اور باطل میں تمیز کا پورا اختیار اور تمیز رکھتا ہے۔ میں نے قرآن مجید کا اے جے آربیریز کا ترجمہ بھی پڑھا۔

اگرچہ یہ ترجمہ ایک عیسائی کا کیا ہوا ہے، لیکن اس کی ہر ہر سطر سے بائبل کے مقابلے میں قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور قرآن کی بالادستی

ثابت ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے بطور قادر مطلق اور انسان کے بطور ایک بندے کے ان کے باہمی رشتے کی نمایاں توضیح ملتی ہے۔

ایک وقت یہ آیا کہ میں نے شکاگو یونیورسٹی میں عربی زبان سیکھنی شروع کی۔ صرف قواعد اور صرف ونحو پر عبور حاصل کرنے میں مجھے ایک سال کا عرصہ لگ گیا عربی پر پورا عبور حاصل کرنے کے لئے میں نے قاہرہ جانے کا فیصلہ کیا تاکہ نجی طور پر یہ زبان سیکھ سکوں۔ مصر میں مجھے ایسے تجربات ہوئے جن کی وجہ سے میرا اسلام پر یقین اور پختہ ہوگیا۔ مصر میں میری اچھے اور برے ہر طرح کے مسلمانوں سے ملاقات ہوئی، لیکن میں نے ان پر قرآن کا وہ گہرا اثر دیکھا جو مجھے پوری عیسائی دنیا میں عیسائیوں پر بائبل کا کہیں نظر نہیں آتا۔

دریائے نیل کے کنارے میناس گارڈنز میں چہل قدمی کرتے ہوئے میں نے ایک شخص کو دیکھا جو پانی کی طرف رخ کرکے گتے کے ایک ٹکڑ پر نماز ادا کر رہا تھا۔ اس کی حالت سے اس کی غریبی اور مفلوک الحالی ظاہر ہو رہی تھی۔ میں اس کے سامنے سے گزرنا چاہتا تھا، لیکن اس وجہ سے رک گیا کہ اس کی توجہ میں مداخلت نہ ہو۔ لیکن وہ نماز میں اس قدر گم تھا اور اپنے رب کے ساتھ اس کی توجہ اتنی گہری تھی کہ وہ دنیا ومافیہا سے بے خبر نظر آرہا تھا۔ ایسی توجہ اور ایسا ادراک میں نے کبھی اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔ میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ انسان اپنے خالق اور اپنے مالک سے ایسا گہرا تعلق پیدا کرسکتا ہے۔ میں نے ایسی توجہ اور ایسا تعلق کبھی کسی پادری کا خدا سے قائم ہوتے نہیں دیکھا تھا۔

میں نے خان الخلیلی کے قریب سیکنڈری اسکول کے ایک کمسن لڑکے کو دیکھا وہ تھوڑی سی انگریزی بول لیتا تھا اور مجھے تھوڑی سی عربی آتی تھی، اس لئے ہم ایک دوسرے سے بات چیت کرنے لگے۔ وہ گیزا تک میرے ساتھ پیدل گیا جو کئی میل دور تھا۔ جب ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ یہ دعا کر رہا تھا کہ میں اسلام قبول کرلوں۔ شاید یہ اس کے سچے دل کی دعا تھی کہ جس نے مجھے دین حق کی طرف مائل کیا ورنہ تو بہت سے اسکالر اور عالم جنہوں نے اسلام پر بڑے بڑے تھیسس لکھے تھے، مسلمان ہوئے بغیر مرگئے اور جنہیں اللہ نے توفیق دی انہوں نے صراط مستقیم کا انتخاب کرلیا۔

قاہرہ میں میری ملاقات ایک یمنی مسلمان سے ہوئی جس نے عربی زبان سیکھنے میں مدد کے لئے مجھے قرآن مجید کا ایک نسخہ دیا میرے کمرے میں کوئی میز نہیں تھی اور میں اپنی کتابیں فرش پر رکھا کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید کا یہ نسخہ بھی ان ہی کتابوں کے ساتھ فرش پر رکھ دیا۔ میرے یمنی دوست نے عجلت میں اس نسخے کو فرش سے اوپر اٹھالیا اور اس وقت تک اسے اوپر اٹھائے رہا جب تک میں نے اس سے وعدہ نہیں کرلیا کہ میں اسے فرش پر رکھنے کے بجائے اپنے بستر پر سرہانے رکھوں گا تاکہ اس کی بے ادبی نہ ہو۔ اللہ کے کلام کے لئے اس کی عقیدت اور محبت سے میں بے حد متاثر ہوا حالانکہ وہ کوئی مذہبی آدمی یا اسکالر نہیں تھا' لیکن اس کے باوجود اس کی قیادت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

میں ایک مرتبہ دریائے نیل کے کنارے ایک کچی سڑک پر جارہا تھا کہ مخالف سمت سے معمولی کپڑوں میں ملبوس ایک بوڑھی عورت آئی اس نے خود کو سر سے پیر تک سیاہ چادر میں چھپایا ہوا تھا۔ وہ جب میرے قریب سے گزری تو اس نے ایک لفظ کہے بغیر ایک سکہ میری طرف پھینکا اور اسی خاموشی سے آگے چلی گئی۔ میں اس کے ایثار پر حیران رہ گیا اسے محسوس ہوا کہ میں ایک غیر ملکی اور ضرورت مند ہوں اور غیر مسلم ہونے کے باوجود اس نے میری مدد کرنا ضروری سمجھا۔ یہ اس کے اور اللہ کے درمیان مضبوط تعلق کی شہادت تھی ان مختلف تجربات نے مجھے اسلام کے بارے میں زیادہ پڑھنے اور سوچنے پر مجبور کردیا۔

اپنی پوری زندگی میں میں نے کسی مذہب کے عام انسانوں پر ایسے گہرے اثرات نہیں دیکھے جیسے قاہرہ میں قیام کے دوران عام مسلمانوں پر اسلام کے اثرات نظر آئے' عیسائیت میں یقیناً بہت سی اچھی باتیں ہیں' لیکن ان تمام اچھائیوں پر نظریاتی خلفشار اور تضادات کا غلبہ ہے یہ تضادات اور خلفشار قرآن مجید میں کہیں بھی نظر نہیں آتے ہر بات کھلی اور واضح ہے ہر حکم دلیل اور منطق کے ساتھ ہے قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ تک ہر پیغمبر کا تذکرہ انتہائی احترام کے ساتھ ہے جس طرح عیسائی' پیغمبر اسلام ﷺ اور شعائر اسلام کی بے حرمتی کرتے ہیں اس

طرح مسلمان حضرت عیسیٰ یا ان کے حواریوں کی بے حرمتی نہیں کرتے بلکہ انہیں بھی دین اسلام اور حق پر تصور کرتے ہیں مسلمانوں کے لئے تو انجیل مقدس بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، لیکن اب وہ اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے کیونکہ اس میں انسانوں نے کہانیاں اور افسانے شامل کر دیئے ہیں اسلام کا پہلا سبق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سرتا پا محبت ہے اور انسان کو اس کی تعریف اور توصیف اپنے اندر پیدا کرنے اور اللہ کی عبادت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

ایک دن قاہرہ میں میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا ''تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے؟''

اس کی بات تیر کی طرح میرے دل میں پیوست ہوگئی ۔ درحقیقت سلامتی کا راستہ تو وہی اختیار کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے، لیکن انسان میں خود بھی تو اس راستے کی جستجو ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

''کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں۔ خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے ہم نے نشانیاں تم کو صاف صاف دکھا دی ہیں، شاید کہ تم عقل سے کام لو۔'' (۵۷:۱۶،۱۷)

اور تب سے اب تک میں اسلام کے بارے میں کئی کتب تحریر اور کچھ کتابوں کے ترجمے کر چکا ہوں۔

اللہ کی توفیق کے بغیر حق نہیں ملتا

ایک رومن کیتھولک اسکالر کے قبول اسلام کی سرگزشت

میرا نام نوح ہا میم کیلر ہے۔ میں شمال مغربی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دیہاتی علاقے میں ۱۹۵۴ء میں پیدا ہوا اور بطور رومن کیتھولک ایک مذہبی گھرانے میں پلا بڑھا۔ میرے بچپن کے زمانے میں چرچ نے میری تمام روحانی ضرورتوں کو پورا کیا۔ میں نے جب کیتھولک یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو مذہبی مطالعے میں اضافے کے ساتھ ساتھ اپنے عقیدے کے بارے میں سوالات میرے ذہن میں پیدا ہونا شروع ہوئے۔

سن ۱۹۶۳ء کی سیکنڈ ویٹیکن کونسل کے مطابق چرچ کے کوئی مقررہ معیارات نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کیتھولک کلیسائی عبادات اور رسوم میں بھی تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔ چرچ کے پادری کلیسائی قواعد میں نرمی اور لچک کے قائل ہیں تاہم انہوں نے عام کیتھولک عوام کو اندھیرے میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اللہ کی کتاب انجیل مقدس کے عبرانی سے لاطینی اور لاطینی سے انگریزی میں ترجمہ ہوتے ہوتے بہت کچھ بدل گیا وحی الہی کے الفاظ کی جگہ مختلف زمانوں میں انسانوں نے اپنی سہولت اور آسانی کے مطابق تبدیلیاں کرڈالیں یہاں تک کہ اللہ کے کلام کو گوکار اور کلاسیکی موسیقی کا محتاج بنا دیا گیا۔

کلیسائی عبادتوں میں تبدیلی کی ایک اور وجہ عقیدے اور نظریات کی مشکلات بھی تھیں۔ مثال کے طور پر تثلیث کا نظریہ جس کی وضاحت دنیا کی تاریخ میں کوئی شخص نہیں کرسکا نہ کوئی پادری اور نہ عام آدمی متاثر کن انداز میں اس کی توضیح کرنے میں کامیاب ہوسکا۔ عقیدہ تثلیث کے مطابق اللہ تعالیٰ جنت سے دنیا پر حکمرانی کررہا تھا اور زمین پر اس کا بیٹا عیسیٰؑ جس نے انسانیت کو بچایا اور مقدس فرشتہ جبرائیلؑ نے جس کو ایک سفید فاختہ کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے نسبتاً ایک معمولی کردار ادا کیا۔ مجھے یاد

ہے کہ جب بھی میں کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا تھا تو میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ ان تین میں سے کس سے مدد کی درخواست کروں۔ بلآخر اس نتیجے پر پہنچا کہ اللہ تعالیٰ کو باقی دونوں پر غالب اور حاکم ہونا چاہیئے۔ میں جب تک عیسائی رہا ان تینوں کے اختیارات میں مساوات کا تصور میرے ذہن میں کبھی نہیں آیا۔ کیونکہ یہ مساوات میرے کیتھولک عقائد میں ہمیشہ ایک رکاوٹ اور سقم پیدا کر دیتی تھی۔

چرچ کے بارے میں میری بے اعتقادی کی ایک اور وجہ اس کا اسٹاکس اور ٹریڈنگ میں ملوث ہونا بنا۔ بائبل کا میں نے جب بھی مطالعہ کیا اس کے تضادات نے سوائے پریشان خیالی کے مجھے کچھ نہ دیا بعد میں جب میں نے عیسائیت کے دوسرے فرقوں مثلاً پروٹیسٹنٹ کا مطالعہ کیا تو میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ عیسائیت کی اس کمی کو کیسے پورا کیا گیا۔ پروٹیسٹنٹ نے اپنا علیحدہ مذہب تخلیق دے لیا ہر فرقے نے اپنے مطلب کے عقائد پر زور دیا اور باقی کو چھوڑ دیا کیتھولکس نے سوائے مذہبی رسومات کے تمام چیزوں کو چھوڑ دیا۔ ظاہر ہے کہ بائبل میں کہیں بھی پوری زندگی کے لئے ہدایات موجود نہیں تھیں اور جو کچھ بھی تھا وہ باہم متضاد تھا۔

جب میں نے کیتھولک یونیورسٹی میں عیسائیت کا گہرا مطالعہ شروع کیا تو میرے علم میں آیا کہ نئے عہد نامے اور پرانے عہد نامے کے تضادات نے اصل کتاب کی حقانیت کو ہی شک وشبہ میں ڈال دیا ہے خود عیسائیت کے ماننے والے محققین نے جب اس بارے میں تحقیقات شروع کیں تو سوائے تشکیک کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ میں نے جواکم جرمیاس کی کتاب "دی پرابلم آف ہسٹاریکل جیسس" کا مطالعہ کیا جس کا ترجمہ نارمن پیرن نے کیا ہے جرمیاس اس صدی میں نئے عہد نامے پر بنیادی اسکالر کا درجہ رکھتا ہے وہ انجیل مقدس کی اصل زبانوں کا عالم اور ماہر تھا اور اس نے بلآخر اسکالر روڈلف بلٹ مین کے اس مقولے سے اتفاق کیا کہ نئے عہد نامے کی بنیاد پر حضرت عیسیٰؑ کی کوئی قابل اعتماد اور قابل اعتبار سوانح تحریر نہیں کی جا سکتی جب عیسائیت کا ایک دوست اسے تسلیم کر لیتا ہے تو عیسائیت کے مخالفین کو جواب دینے کے لئے عیسائیوں کے پاس کون سی دلیل رہ جاتی ہے۔

باب نمبر ۲۳

عیسائیوں کی مقدس کتاب اور قرآن مجید کا موازنہ

قرآن کی عظمت وشان

جو تقدس و عظمت تم لوگ بائبل کے کھاتہ میں ڈالنا چاہتے ہو وہ تو صرف قرآن مجید کا حق ہے چنانچہ اسے یہ شان اور تقدس بھی حاصل ہے جس کا اعتراف متعصب اور غیر متعصب عیسائی علماء کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں قرآن مجید روز اول ہی سے لفظ بلفظ اور حرف بحرف بمع حرکات وسکنات اور طریق تلفظ اور رسم الخط کے محفوظ ہے چنانچہ آج بھی ہمارے دور اول کے تحریر کردہ نسخے اس صفحۂ ہستی پر موجود ہیں۔

ا۔ حضرت خلیفہ ثالث عثمان غنیؓ کا زیر تلاوت نسخہ تاشقند میں آج بھی مندرجہ بالا شان کے ساتھ محفوظ ہے۔

۲۔ خلیفہ رابع حضرت علیؓ کا بدستخط خاص قلمی نسخہ ہرن کی کھال پر تحریر شدہ (بخط کوفی) ابھی موجود ہے۔

۳۔ امام حسن مجتبیٰؓ کا کوفی رسم الخط میں تحریر کردہ نسخہ ابھی موجود ہے۔

ناظرین کرام! بائبل مقدس کے بارے میں عیسائی علماء کے یہ خیالات کوئی نئے نہیں ہیں، نصف صدی قبل یعنی ۱۹۲۹ء کی ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

مذہب کی تعلیم حاصل کرنے والے پانچ صد طلبہ کے ایک گروپ سے (جو بپٹسٹ، ایلس کو یلین ایونجلیکل، میتھوڈسٹ اور پریس بائٹرین کلیسیا سے تعلق رکھتے ہیں، ایک سروے کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تھا کہ: ''آپ یقین رکھتے ہیں کہ بائبل مکمل طور پر دیومالائی قصوں اور خیالی کہانیوں سے پاک ہے؟'' ان جواب دینے والوں میں سے

۹۵ فیصد نے کہا کہ "نہیں" (یعنی اس میں یہ چیزیں موجود ہیں) (بحوالہ پاکستان میں مسیحیت) ص ۱۰۳

آسٹریلیا کے ایک رسالہ میں اینگلیکن ریکٹر (حلقہ کا پادری) جس کو خود کلیسا کی طرف سے معاشی مدد ملتی ہے، کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ عہد نامہ قدیم کے اسی (۸۰) فیصد حصہ کے لئے میوزم سب سے بہترین جگہ ہوگی۔

جرمنی کا ایک رسالہ وے اسپگل لکھتا ہے کہ (دینیات کے) بہت سے پروفیسروں کے تنقیدی قلم نے کتاب مقدس کو دیو مالائی قصوں، پریوں کی کہانیوں، شعرو شاعری اور تصادیر کے مجموعہ میں ڈھال دیا ہے (بحوالہ پاکستان میں مسیحیت ص ۱۰۳)

ایک انگلی کن پادری کہتا ہے کہ "یہ "کتاب مقدس" ایک چالاک جعل سازی ہے"

کوپن ہیگن (ڈنمارک کے چرچ آف رائل ڈاک یارڈ کا ڈین) کہتا ہے کہ "عہد نامہ جدید نہ تاریخی ہے اور نہ ہی صحیح ہے" (بحوالہ پاکستان میں مسیحیت ص ۱۰۴)

بائبل کی ناقدری (عیسائیوں کے ہاں)

بائبل کی اشاعت تو حیران کن اعداد و شمار میں ہوتی ہے اور ہر عیسائی کے پاس ہوتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہر عیسائی اسے بلا ناغہ پڑھتا بھی ہے اور ہر پادری نے اسے شروع سے آخر تک پڑھا ہے؟ کتنے دنوں یا مہینوں میں اسے ختم کیا ہے؟ ذیل میں اس حقیقت کا انکشاف ملاحظہ فرمائیں۔

جاپان کے ایک اخبار نے یونائٹڈ بائبلز سوسائٹی کے سیکریٹری کا بیان نقل کیا ہے کہ: "ان دنوں ہزاروں لاکھوں افراد بائبل اپنے پاس رکھتے ہیں لیکن بجز غیر عیسائیوں کے یہ کتاب زیادہ نہیں پڑھی جاتی" (بحوالہ پاکستان میں مسیحیت ص ۱۰۴)

یہ تو عام عیسائیوں کی بات تھی خود مذہبی رہنما اور عہدے داروں کی بابت یہ رپورٹ ایک رومن کیتھولک اخبار میں شائع ہوئی ہے:

"کیا یہ ایک افسوس ناک صورت حال نہیں ہے کہ ہمارے کیتھولک علماء کی

ایک کثیر تعداد جو ہمارے پادری بھی ہیں' انہوں نے بائبل کو کبھی پورا نہیں پڑھا حتی کہ عہد جدید کو بھی"

وانڈ لکھتا ہے کہ: "آج بہت کم لوگ ہیں جو پابندی سے بائبل پڑھتے ہیں۔ آتھورائز ڈورشن (مصدقہ بائبل)"

ایک ایسے عیسائی سے جو ۱۷ جنوری 1905ء کو بمع اپنی بیوی اور دو بھائیوں کے حلقہ بگوش اسلام ہوا' میں نے دریافت کیا کہ تم نے بائبل پڑھی ہے؟ وہ کہنے لگا' نہیں۔ البتہ پادری سے سنا کرتے تھے لیکن خدا کی کتاب کیسی ہے جس کا کوئی احترام نہیں کیا جاتا (بحوالہ پاکستان میں مسیحیت ص۱۰۴'۱۰۵)

عظمت قرآن کریم

پاکستان بائبل سوسائٹی ۱۹۶۲ء کے ایڈیشن میں لفظ لاکھوں ہے جب کہ اس سوسائٹی کے ۱۸۹۵ء کے ایڈیشن میں یہ تعداد دس ہزار ہے یہ صریح اشارہ بھی حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے متعلق ہے اور قرآن کریم کو مندرجہ بالا آیات بائبل میں آتشی شریعت نور و کتب مبین۔ کہا گیا ہے۔

مہاتما بدھ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"The truth lovely in consummation will be proclaimed both in the spirit and in the letter"

ترجمہ:۔ پیغام حق اپنی دل نواز تکمیل اور روز افزوں خوبصورتی میں حافظ اور حروف دونوں میں شائع کیا جائے گا" (کتب مقدسہ جلد نمبر ۶ ص ۴۷)

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ ساری باتیں کس کتاب مقدس پر صادق آتی ہیں کیا قرآن کے علاوہ کوئی الہامی کتاب دین کے مکمل ہونے کا دعویٰ کرتی ہے؟ کیا قرآن سے بڑھ کر ادب کا کوئی خوبصورت نمونہ اس دنیا میں موجود ہے؟ کیا قرآن کے علاوہ دنیا

کی کسی کتاب کو سینوں میں لفظ بہ لفظ محفوظ رکھا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں! شکی مزاج اور متعصب کو اب بھی یقین نہ آئے تو کیا علاج؟ ایمان کی دولت سے تو خوش قسمت لوگ ہی مالا مال ہوتے ہیں بدقسمت لوگوں کی بدبختی یہ ہوتی ہے کہ حقیقت کو دیکھ کر بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتی ہیں کیونکہ قرآن کریم کے بقول

ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم و علیٰ ابصارهم غشاوة (البقرة)

''اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے''

بائبل اور قرآن مجید کا موازنہ

موجودہ بائبل عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید پر مشتمل ہے عہد نامہ عتیق یہودیوں کے نزدیک مستند کتاب ہے جب کہ عہد نامہ جدید

(OLD TESTAMENT)

جس میں چار اناجیل' متی' مرقس' لوقا اور یوحنا خطوط' شامل ہیں عیسائیوں کی معتبر کتاب ہے قرآن کریم پر اعتراض کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کتب جن کو یہ لوگ منزل من اللہ تسلیم کرتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہیں انمیں نہ جانے کتنی مرتبہ ردو بدل ہو گئی حد تو یہ ہے کہ یہ کتب گم ہو جاتی رہیں اور پھر اچانک منصۂ شہود پر آ جاتی رہیں کیا ان حالات میں وہ قطع برید سے محفوظ رہی ہوں گی؟

۶۹۱ ق م میں شاہ یہودا کے دور میں تورات گم ہو گئی (احوال کتاب مقدس حصہ اول ص ۷۷ طبع لندن ۱۸۶۰) پورے ۵۷ سال تک اس کا کوئی پتہ نہ چلا پھر شاہ یوسیاہ کے عہد کاہنوں کے سردار خلقیاہ نے ۶۳۴ ق م میں اسے اچانک برآمد کر لیا بعض محققین کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب پورے تین سو سال تک گم رہی اگر دوسری روایت کو تسلیم نہ

بھی کیا جائے تب بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب کم از کم ۵۷ سال کے بعد اس طرح دستیاب ہوئی کہ اچانک کاہن خلقیاہ نے منشی سافن سے کہا کہ مجھے خداوند کے گھر میں توراۃ ملی ہے۔

(سلاطین دوم باب نمبر ۲۲ آیت نمبر ۸)

اور جو عہد کی کتاب خداوند کے گھر سے ملی تھی اس کی باتیں ان کو پڑھ کر سنائیں

(ایضاً باب ۲۳ آیت ۲)

یہ تو حال ہے ان احباب کی مذہبی کتاب کا جو قرآن کی صحت اور سند پر انگشت بازی کرتے ہیں حالانکہ قرآن ہی واحد ایسی کتاب ہے جس میں اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ایک لفظ کی بھی تحریف ثابت نہیں کی جا سکی جواب بھی محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گی کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ رب ذوالجلال نے خود لے رکھا ہے۔

آیئے! ایک نظر انجیل کی ترتیب و تدوین پر ڈالیں تا کہ یہ بات عیاں ہو جائے کہ موجودہ انجیل بھی کن حالات سے گزر کر ہمارے ہاتھوں تک پہنچی سب سے پہلے ۶۵ء اور ۷۰ء کے درمیان مرقس نے اپنی انجیل لکھی یہ پطرس کا شاگرد تھا اس کی موت کے بعد یہ انجیل لاطینی زبان میں لکھی گئی اس کے بعد لوقا نے ۸۰ء اور ۹۰ء کے درمیان اپنی انجیل تیار کی یہ صاحب پولوس کے ترجمان تھے متی کی انجیل ۸۰ اور ۱۰۰ء کے درمیان لکھی گئی یہ انجیل اس متی کی تصنیف نہیں ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے شاگرد تھے کیونکہ خود اس کے اندر بھی حواری متی سے متعلق ایسے فقرے موجود ہیں جو کوئی مصنف اپنے متعلق نہیں لکھ سکتا۔

(ملاحظہ ہو متی کی انجیل باب ۹ آیت ۹)

اس کے بعد ۱۰۰ء اور ۱۴۰ کے درمیان یوحنا کی انجیل لکھی گئی یاد رہے کہ عیسائی محققین اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ یہ "یوحنا" گلیلی کے ماہی گیر اور حضرت عیسیٰؑ کے حواری ہرگز نہیں تھے خود اس انجیل میں ایسے فقرے موجود ہیں جو حواری یوحنا سے متعلق ہے لہذا یہ تصنیف ان کے بجائے بعد میں آنے والے کسی دوسرے یوحنا کی ہے۔

(ملاحظہ ہو یوحنا کی انجیل باب ۲۱ آیت ۲۴)

قرآن مجید اور بائبل کا ایک اور تقابل

پادری فنڈر نے میزان الحق میں اور ان کے بعد بھی کئی پادری صاحبان نے اس بات پر خوب زور دیا ہے کہ ہماری بائبل غیر محرف اور اصلی ہے اس بارے میں انہوں نے بائبل کے مختلف قدیم نسخے کئی کتب خانوں' غاروں اور عجائب گھروں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پیش کر دیے ہیں کہ ہمارا فلاں نسخہ فلاں صدی کا ہے' فلاں فلاں صدی کا تحریر شدہ ہے اور موجودہ بائبل ان کے مطابق ہے لہذا ہماری بائبل غیر محرف ہے۔

جواباً گزارش ہے کہ افسوس تمہاری جدوجہد محض فضول ہے غیر مطبوعہ نسخوں کا باہم متفق ہونا تو دور کی بات ہے' اب پریس کے دور میں تمہارا ایک متن پر اتفاق نہیں ہو رہا نیز کئی عیسائی علماء نے ان نسخوں کے اختلافات کو واضح کیا ہے۔ جس کے حوالہ جات بندہ اس تحریر میں نقل کر چکا ہے۔

قرآن مجید کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی ہے

اور قرآن مجید کو آخری کتاب اور آنحضرت ﷺ پر رسالت اور نبوت ختم ہونے کی وجہ سے

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

''ہم نے ہی اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں''

فرما کر اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا اس لئے وہ قیامت تک بغیر کسی ادنیٰ تغیر و ترمیم کے اصلی حالت میں محفوظ رہے گا کسی کی کوئی طاقت نہیں کہ اس کا ایک شوشہ تک بدل دے اس لئے آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے نبی و رسول کی کوئی ضرورت اور گنجائش باقی نہیں رہی۔

اسلام کے سوا کوئی اور مذہب مدار نجات نہیں ہو سکتا

اور نہ اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب مدار نجات ہو سکتا ہے اگر قرآن مجید ہمیں یہ نہ بھی بتلائے کہ کسی شخص کی نجات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے بغیر ممکن نہیں (اگر چہ وہ شخص کسی دوسرے مذہب پر پورے تقویٰ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ کیوں نہ عمل پیرا ہو) تو پھر بھی عقلاً یہ بات بالکل روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس لئے کہ جب قرآن کریم میں تمام کتب سابقہ کی اصلی اور بنیادی تعلیمات جمع کر دی گئی ہیں تو اب اگر کوئی بھی قرآن مجید کا انکار کرے وہ خود اپنی کتاب انجیل وغیرہ کا انکار کر کے کافر ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود حق تعالیٰ شانہٗ اپنی شفقت اور رحمت کاملہ کی وجہ سے قرآن حکیم میں ساری دنیا کے انسانوں اور جنات کو مختلف الفاظ سے بار بار خطاب فرماتے ہیں۔

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخسرین (ال عمران ۸۵)

ترجمہ: اور جو کوئی طلب کرے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین پس اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا (یعنی نجات نہیں پائے گا)

قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ن الذی له ملک السموات والارض لا اله الا هو یحیی و یمیت فامنو بالله و رسوله النبی الامی الذی یومن بالله و کلمته واتبعوه لعلکم تهتدون (اعراف ۱۵۸)

ترجمہ: فرما دیجئے اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کی ساری باتوں پر اور اس کی اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پاؤ۔

کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور دین اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب میں نجات کا کوئی تصور نہیں۔ اسلام کی تبلیغ عیسائیت کی تبلیغ کے مانند نہیں ہے

عیسائیت کا تو کوئی نظام نہیں ہے نہ اس کا کوئی فلسفہ اور حکمت ہے اور نہ کوئی معقول عقائد ہیں آپ کو معلوم ہے کہ عیسائیت کے جو کچھ بھی عقائد ہیں غیر منطقی اور غیر معقول ہیں اسی لئے وہ DOGMA کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو چونکہ ان کے پاس نہ کوئی پیغام ہے جو معقول ہو نہ کوئی فلسفہ وحکمت ہے جو عقل کی میزان پر پوری اترتی ہو اور نہ کوئی نظام ہے جس کو کہ وہ قائم کرنا چاہیں لہذا وہ تو کبھی بھی دانش منداور ذی فہم طبقے سے مخاطب نہیں ہوتے' بلکہ وہ تو ایسی کوشش کرتے ہیں جسے میں Back door entry کہا کرتا ہوں یعنی پیچھے سے شب خون مارنا۔ معاشرے کے گرے پڑے' دبے ہوئے اور پسے ہوئے طبقات میں جا کر تبلیغ کرنا' ان میں دودھ کے ڈبے تقسیم کرنا' انکی بچیوں کو کچھ پڑھا کر نرسیں بنا دینا اور اس طرح انکے دلوں میں اپنے لئے جگہ پیدا کرنا اور ان کے نام بدل دینا! بس یہ کام رہا ہے ان کا۔ اسلام کی تبلیغ کبھی اس انداز کی نہیں رہی اسلام کا تو Frontal Attack ہوتا ہے۔ جس معاشرے میں بھی اسلام تبلیغ کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے اس کے ذہین ترین طبقات کو خطاب کرے گا' اس کے فلسفے اور حکمت کو چیلنج کرے گا' اپنے فلسفہ اور حکمت کو دلیل سے پیش کرے گا قرآن تو کہتا ہے ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین اگر تم سچے ہو تو دلیل لاؤ' پیش کرو ہم جو بات کر رہے ہیں' دلیل سے کر رہے ہیں ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعی یعنی یہ میرا راستہ ہے' میں اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں نہیں مار رہا ہوں میں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں اور میں اور میرے متبعین علی وجہ البصیرت اس راستے کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تو ہم تو عقل' منطق' فلسفہ اور حکمت کے حوالے سے بات کرتے ہیں دوسری بات یہ کہ ہمارے پاس تو ایک نظام عدل اجتماعی ہے' ایک معاشرتی عدل و مساوات کا نظام جسے ہم پیش کرتے ہیں۔

قرآن اور پیغمبر قرآن غیر مسلموں کی نظر میں

الغرض دین اسلام میں وہ بے شمار خوبیاں مضمر ہیں کہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی اس کی برتریوں کو دیکھ کر بے ساختہ اسلام کی حقانیت اور اس کی بے شمار خوبیوں کا

اعتراف کرتے ہیں۔

(۱) میجر ارتھر کلائن لیونارڈ ے اسلام کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پس وہ تلاش کنندہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ اسلام ایک ایسا عظیم الشان اور سچا مذہب ہے جو اپنے متبعین کو اندھیرے اور گمراہیوں سے نکال کر روشنی اور سچائی کی بلند چوٹیوں تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے"

(۲) پروفیسر کارلائل اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میرے نزدیک قرآن مجید میں خلوص اور سچائی کا وصف ہر پہلو سے موجود ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر کوئی خوبی پیدا ہوسکتی ہے تو اسی سے پیدا ہوسکتی ہے"

(۳) اور پادری آر آر میکوئل کنگ کہتے ہیں کہ:

"بے شک قرآن مجید الہامی کتاب ہے"

(۴) فرانس کا ایک فلسفی لیورزون کہتا ہے کہ:

"قرآن روشن اور پر حکمت ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایسے شخص پر نازل ہوئی جو سچا نبی تھا اور جسے اللہ نے بھیجا تھا"

(۵) ینگ انڈیا" گاندھی" کہتے ہیں کہ:

"میں نے تعلیمات قرآنی کا مطالعہ کیا ہے مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی کہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

(۶) سکھوں کے گرو "بابا نانک" قرآن کریم کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

(۱) " توریت زبور وانجیل ترے سن ڈھٹے ویدر ہے قرآن کتاب کل جگ میں پروار"

(حوالہ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۴۷ سطر ۴)

مطلب: "توریت، زبور، انجیل کو ہم نے بغور دیکھا اور ویدوں کو بھی مگر دنیا

کے لئے جو کتاب ہدایت کامل کا مجموعہ ہوسکتی ہے وہ قرآن شریف ہی ہے''

(۲) تیہئے حرف قرآن دے تیہئے سپارے کین
تس وچہ پند نصیتاں سن سن کر یقین

مطلب: عربی کے حروف تہجی تیس ہیں اور قرآن شریف کے بھی تیس پارے ہیں (قرآن کریم) لاانتہا نصیحتوں کا مجموعہ ہے سنو اور یقین کرو''یعنی ایمان لاؤ''

(۳)'' رہے کتاب ایمان دی سچ کتاب قرآن''
(حوالہ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۴۹)

مطلب: اگر کوئی ایمان کی کتاب ہے تو وہ قرآن شریف ہے

(۷) ڈاکٹر فرک ''جرمنی'' کہتے ہیں کہ:

''قرآن مجید کی عبارت نہایت فصیح و بلیغ اور مضامین لطیف و عالی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امین ناصح نصیحت کر رہا ہے''

(۸) فرانس کا مشہور مستشرق ڈاکٹر مارڈ ریجس کو حکومت فرانس کی وزارت معارف نے قرآن حکیم کی باسٹھ سورتوں کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کرنے پر مامور کیا تھا اس نے اعتراف کیا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

''بے شک قرآن کا طرز بیان خالق جل وعلا کا طرز بیان ہے بلاشبہ جن حقائق و معارف پر یہ کلام حاوی ہے وہ ایک کلام الٰہی ہی ہوسکتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس میں شک وشبہ کرنے والے بھی جب اس کی تاثیر عظیم کو دیکھتے ہیں تو تسلیم اور اعتراف پر مجبور ہوتے ہیں پچاس کروڑ مسلمان جو سطح زمین کے ہر حصہ پر پھیلے ہوئے ہیں ان میں قرآن کی خاص تاثیر دیکھ کر مسیحی مشن میں کام کرنے والے بالا جماع اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا کہ جس مسلمان نے اسلام اور قرآن کو سمجھ لیا وہ کبھی مرتد ہوا یا قرآن کا منکر ہو گیا ہو''

(۹) مسٹر وڈول جس نے قرآن مجید کا ترجمہ اپنی زبان میں کیا ہے۔

''جتنا بھی ہم اس کتاب (یعنی قرآن مجید) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسی قدر پہلے مطالعہ میں اس کی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے لیکن فوراً

ہمیں مسخر کر لیتی ہے متحیر بنا لیتی ہے اور اخیر میں ہم سے تعظیم کرا کر چھوڑتی ہے۔ اس کا طرز بیان باعتبار اس کے مضامین واغراض کے عفیف' عالی شان اور تہدید آمیز ہے اور جا بجا اس کے مضامین سخن کی غایت رفعت تک پہنچ جاتے ہیں غرض یہ کتاب ہر زمانے میں اپنا پر زور اثر دکھاتی رہے گی''

(شہادۃ الاقوام ص ۱۳)

(۱۰) مصر کے مشہور مصنف احمد فتحی بک زاغلول نے ۱۸۹۸ء میں مسٹر کونٹ ہنردی کی کتاب الاسلام کا ترجمہ عربی میں شائع کیا تھا اصل کتاب فرنچ زبان میں تھی اس میں مسٹر کونٹ نے قرآن کے متعلق اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کئے ہیں۔

''عقل حیران ہے کہ اس قسم کا کلام ایسے شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی تھا تمام مشرق نے اقرار کر لیا ہے کہ نوع انسانی لفظاً و معنیٰ ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے یہ وہی کلام ہے جس کی بلندی انشا پردازی نے عمر بن الخطاب کو مطمئن کیا ان کو خدا کا معترف ہونا پڑا' یہ وہی کلام ہے کہ جب یحییٰ (علیہ السلام) کی ولادت کے متعلق اس کے جملے جعفر بن ابی طالب نے حبشہ کے بادشاہ کے دربار میں پڑھے تو اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے اور بشپ چلا اٹھا کہ یہ کلام اسی سرچشمہ سے نکلا ہے جس سے عیسیٰ (علیہ السلام) کا کلام نکلا تھا'' (شہادۃ الاقوام)

(۱۱) جرمن کے شاعر و فلسفی گوئٹے قرآن مجید سے مسحور ہو کر کہتے ہیں:

''قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخر ایک تحیر آمیز رقت میں ڈال دیتی ہے''

ڈاکٹر گستاولی بان' فرانسیسی کہتے ہیں کہ:

''قرآن مجید دلوں میں ایسا زندہ اور پر جوش ایمان پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی''

(۱۲) رینان کا قول ہے کہ جسکو ڈاکٹر گستاولی بان ہی نے اپنی کتاب تمدن عرب میں نقل کیا ہے کہ:

''میں کبھی کسی مسجد میں نہیں داخل ہوا مگر یہ کہ ایک لرزہ خیز ہیبت مجھ پر طاری

ہوگئی اور بڑی حسرت میں نے محسوس کی کہ میں مسلمان نہیں ہوں''

(۱۳) مشہور جرمن فلاسفر جان جاک ولیک جس نے مقامات حریری' تاریخ اور سبعہ معلقہ عربی تصانیف کا لاطینی میں ترجمہ کیا ہے اور اس پر حواشی لکھے ہیں' لکھتا ہے کہ:

''تھوڑی عربی جاننے والے قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں اگر وہ خوش نصیبی سے کبھی آنحضرت (ﷺ) کی معجزہ نما قوت بیان سے تشریح سنتے تو یقیناً یہ اشخاص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتے اور سب سے پہلے آواز ان کے منہ سے یہ نکلتی کہ پیارے نبی' پیارے رسول خدا ہمارا ہاتھ پکڑ لیجیے اور ہمیں اپنے پیروؤں میں شامل کر کے عزت اور شرف دینے سے دریغ نہ فرمائیں''

(۱۴) مشہور مستشرق جوامکیر وی بولف جرمنی کے رسالہ ''دی ہاف'' بابت اسلام ۱۹۱۲ء میں اسلام اور حفظ صحت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''قرآن کریم کو حفظ صحت کے اعتبار سے ساری دنیا کی آسمانی کتابوں میں خاص امتیاز حاصل ہے اسلام نے صفائی' طہارت اور پاکبازی کی صاف وصریح ہدایات نافذ کر کے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچایا ہے''

(۱۵) ڈاکٹر جوریس فرانسیسی قرآن مجید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت وبلاغت ہے مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے اس کی فصاحت اور بلاغت کے آگے سارے جہان کے بڑے بڑے انشا پرداز وشاعر سر جھکا دیتے ہیں روم کے عیسائیوں کو جو کہ ضلالت کی خندق میں گرے پڑے تھے کوئی چیز نہیں نکال سکتی تھی بجز اس کے جو غار حرا سے نکلی'

(۱۶) سر ولیم مصنف لائف محمد کہتے ہیں کہ:

''ہمیں بلا تکلف اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ تعلیم نبوی (ﷺ) نے ان تاریک توہمات کو ہمیشہ کے لئے جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکال دیا جو صدیوں

تک اس ملک پر چھا رہے تھے۔

بت پرستی خارج البلد ہوگئی توحید اور خدا کی موجودہ رحمت کا تصور محمد ﷺ کے متبعین کے دلوں کی گہرائیوں اور زندگی کے اعماق میں جاگزین ہوگیا۔ معاشرتی اصلاحات کی بھی کوئی کمی نہ رہی ایمان کا دائرہ برادرانہ محبت' یتیموں کی پرورش' غلاموں سے احسان' حرمت خمر سب جوہر نمودار ہوگئے امتناع شراب میں جو کامیابی اسلام نے حاصل کی اور کسی مذہب کو نصیب نہیں ہوئی''

(۱۷) جارج برناڈ شا کا شمار دنیا کے عظیم مفکروں' ڈرامہ نگاروں اور فلسفیوں میں ہوتا ہے وہ خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''اگر آئندہ سو سال کے اندر کسی مذہب کے انگلستان میں نہیں بلکہ یورپ میں عوام کے ذہن وفکر پر چھا جانے کا امکان ہے تو صرف اسلام ہی ہوسکتا ہے دین محمد (ﷺ) کی میری نگاہ میں بے حد قدر ومنزلت ہے اور اس کا باعث اس مذہب کی توانائی ہے مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے پیغام میں اتنی جانداریت اور عہد گریت ہے کہ وہ زندگی کے بدلتے ہوئے ادوار کے تمام تقاضوں کو بطریق احسن پورا کرسکتا ہے اور ہر دور میں انسان کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے میرا راسخ عقیدہ ہے کہ اگر حضرت محمد (ﷺ) جیسا انسان اس عالم نو میں کلی اختیارات حاصل کرلے تو وہ بنی نوع انسان کے تمام مسائل کو ایسے انداز میں حل کرسکتا ہے۔ جس سے امن وآشتی خوش حالی اور فارغ البالی کی منزل تک انسان کی رسائی ہوسکتی ہے۔ جس کی تلاش میں بنی نوع انسان صدیوں سے دربدر خاک بسر ہے''

(۱۸) انگلستان کے مشہور مورخ ڈاکٹر گبن اپنی مشہور تصنیف (روما کا انحطاط و زوال) کی جلد اول میں لکھتے ہیں کہ:

''قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لیکر دریائے گنگا تک نے مان لی ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے' قانون اساسی ہے اور صرف اصول مذہب ہی کے لئے نہیں بلکہ احکام تعزیرات کے لئے اور قوانین کے لئے بھی ہے جن پر نظام کا مدار ہو جس سے نوع

انسانی کی زندگی وابستہ ہو جن کو حیات کی ترتیب وتنسیق سے گہرا تعلق ہو حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت سب پر حاوی ہے یہ شریعت ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی''

(۱۹) موسیو گاسٹن کا رنامور فرنچ مستشرق کے مضمون کا ترجمہ اس زمانہ کے مشہور اخبار ''البلاغ'' ۱۳ صفر ۱۳۳۰ء میں شائع ہوا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:-

''اسلام حقیقت میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب ہے جس کو دنیا کی ۲/۳ حصہ آبادی نے حق تسلیم کیا ہے اس عاقلانہ مذہب کے قانون (قرآن) میں وہ تمام فوائد و مصالح موجود ہیں جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے اسلام ہی نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے اگرچہ کوئی ہم میں سے اعتراف نہ کرے مگر امر واقعہ یہی ہے' اور خود ہی سوال کرتا ہے کہ ''روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا' مسلمان نیست و نابود ہو گئے' قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہ سکے گا''؟ پھر وہ خود جواب دیتا ہے ہرگز نہیں''

(۲۰) قرآن کے احکام اس قدر مطابق عقل وحکمت وفطرت ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائے گا''

اور اڈمنڈ برک فاضل اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ:-

'' اسلامی قانون ایک تاجدار سے لیکر ادنیٰ ترین افراد رعایا تک کو حاوی ہے یہ ایک ایسا قانون ہے کہ معقول ترین علم فقہ پر مشتمل ہے جس کی نظیر اس سے پیشتر دنیا پیش نہیں کر سکتی''

(۲۱) پروفیسر ہٹن سمتھ اقرار کرتا ہے کہ:

''جیسے کہ حقیقت ہے یسوع مسیح کا کام نامکمل حالت میں چھوڑا گیا تھا انجیل کا نزول کسی اور استاد کے لئے ہوا جو اس کے اخلاقی قوانین کو ترتیب دے قرآن شریف روحانی مشقوں اور اعمال کی کتاب ہونے کے علاوہ اخلاقی اور قانونی ضابطہ کا بہت بڑا مجموعہ ہے''

(قرآن مصنفہ روڈیل ص ۱۵)

(۲۲) لائف ٹیچنگ آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۹۳۲ء صفحہ ۳ میں لکھا ہے۔

''یاد رکھئے اسلام کا قانون (جیسا کہ قرآن میں لکھا گیا ہے) موجودہ زمانہ تک جب کہ اس کے اجزاء پر انگلینڈ میں بھی عمل درآمد ہونا شروع ہو گیا ہے اسے سب سے زیادہ منصفانہ قانون جہاں تک عورت کا تعلق ہے دنیا میں تسلیم کیا جا چکا ہے اس قانون میں جہاں تک جائیداد کا تعلق ہے یا طلاق کے معاملات کا حل ہے یہ مغربی قانون سے بہت سبقت لے جا چکا ہے یہاں تک کہ عورت کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے''

(۲۳) مسٹر رچرڈسن نے قانون ازالہ غلامی انڈیا کونسل میں پیش کرتے وقت ۱۸۱۰ء میں فرمایا:-

''غلامی کی مکروہ رسم کے اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہندو شاستر کو قرآن سے بدل دیا جائے''

(۲۴) بابو بین چندر پال کہتے ہیں کہ:-

''قرآن کی تعلیم میں ہندوؤں کی طرح ذات پات کا امتیاز موجود نہیں ہے نہ کسی کو محض خاندانی و مالی عظمت کی بناء پر بڑا سمجھا جاتا ہے''

(۲۵) مسٹر ولیم میور کتنی صفائی سے اقرار کرتے ہیں کہ:-

''کوئی جزو' کوئی فقرہ' کوئی لفظ (قرآن مجید) میں ایسا نہیں ہے جسے جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا جو اس مسلم مجموعہ میں داخل کر دیا گیا ہو جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح صدیوں تک ہر طرح کی تحریف سے پاک ہو''

(۲۶) معروف عیسائی مؤرخ ''مسٹر باڈلے'' کہتے ہیں۔

'' قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں تیرہ سو برس سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جو معمولی طور سے بھی قرآن کے مقابلے میں پیش کی جا سکے''

(۲۷) مسٹر ایوریند جے ایم راڈویل دی قرآن ص ۱۵ میں لکھتے ہیں۔

''اسے تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ خدا کی وحدانیت' طاقت علم اور حقانیت کا جو

تصور اور خدا' جنت اور زمین کے متعلق جس تلقین کا بار بار قرآن میں اظہار کیا گیا ہے اس کی وجہ سے ہم اس کتاب کی جتنی بھی تعریف کریں کم ہے یہ اعلیٰ وارفع اخلاقی تعلیم سے پر ہے اور اس میں علم وآگہی کے جو نکات بیان کیے گئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی بنیاد پر بڑے بڑے طاقتور ملک اور جلیل القدر سلطنتیں قائم کی جا سکتی ہیں''

(۲۸) پروفیسر اڈوائر مونتے کہتے ہیں کہ:-

''محمد (ﷺ) کا مذہب تمام کا تمام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو معقولیت کے امور مسلمہ پر مبنی ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی اور جلال و جبروت اور کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی''

اشاعت مذہب عیسوی اور اس کے مخالف مسلمان ص ۱۷' ۱۸ مطبوعہ پیرس ۱۸۹۰ء

(۲۹) انگلستان کے مشہور مؤرخ ڈاکٹر گبن کہتے ہیں کہ:

''قرآن واحدانیت کا بڑا گہوارہ ہے ایک موحد فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے' غرض سارے جہاں میں قرآن کی نظیر نہیں مل سکتی''

دین اسلام کی توحید

بلاشبہ دین اسلام کی توحید کا مسئلہ عیسائیت کی تثلیث کی طرح نہیں جس کو پادری صاحبان عقل وفہم سے بالاتر سمجھتے ہیں اور سمجھے بغیر اس پر ایمان کو واجب قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید اور دین اسلام کی توحید فی الذات' توحید فی الصفات' توحید فی العبادات' الغرض توحید کو ایسے مکمل اور اعلیٰ ترین انداز میں پیش کرتے ہیں کہ عقول انسانی کو تمام خرافات اور اوہام کے زنگ سے پاک کر دیتے ہیں۔

وہ ہمیں بتاتا ہے کہ مخلوق کی کسی چیز کو چاہے علوی ہو یا سفلی' جامد ہو یا مائع الغرض کسی کو بھی خالق متصرف معز مذل شافی اور مہلک تصور نہ کرے' علیٰ ہذا القیاس شرک

کے تمام دروازوں کو بند کر دیتا ہے حقیقت یہ ہے کہ مشرکانہ عقائد ایسے کثیف اور دبیز پردے ہیں جو ہمیشہ صاف عقیدہ اور اصل حقیقت کے مابین آڑ بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ انسان نفس الامر اور حقیقت کی دریافت سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص ایک غلط عقیدہ مان لیتا ہے اور اس کی عقل اور فکر اس عقیدے پر جم جاتی ہے تو اس کی وجہ سے وہ فکری حرکات اور جدوجہد سے رک جاتا ہے اور اس کے بعد وہ بہت سی خرافات کو مان لیتا ہے جس کی بناء پر حقیقی کمالات سے دور بحر ذلت میں گر جاتا ہے' اس کی ساری زندگی اوہام وحشت اور خوف وہراس میں گزرے گی حیوانات کی حرکت اور پرندوں کے اڑنے سے اس پر لرزہ طاری ہوگا الغرض غلط تصورات کی وجہ سے اپنی خوشحالی کے کافی وسائل سے محروم رہے گا۔

بلاشبہ اگر کوئی توحید اسلام کو اپنائے جو صرف توحید کا محض زبانی جمع خرچ نہ ہو بلکہ سچے دل سے اپنے اغراض ومقاصد' نفع وضرر کا مرکز ایک ذات رب العالمین کو قرار دے تو اس کے دل میں خشوع' استقلال وتوکل اور اخلاص کی وہ بے انتہا دولت اور قوت آئے گی جس کی وجہ سے وہ دلیر اور ہر مخلوق سے بے نیاز ہوگا۔ حتیٰ کہ مصائب دنیا میں لطف وسرور پائے گا اور اس کا سر اور اس کی گردن ہر مکار' دجال اور عیار انسان کے سامنے جھک جانے سے محفوظ رہے گی۔

(۳۰) امریکہ کے مشہور جریدے ''لائف'' کے ایڈیٹر نے اسلام کی خوبیوں پر جو مضمون لکھا تھا اس کے چند اقتباسات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کے متعلق انبیاءؑ کی پیشن گوئی

آپ ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق حضرت عیسیٰؑ کی بشارتیں

اب اگرچہ بائبل میں بہت کانٹ چھانٹ کر کے پوری طرح اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے تاہم پھر بھی اس کے عہد جدید میں ایسے کلمات موجود ہیں جو آپ ﷺ کے سوا اور کسی پر صادق نہیں آتے۔ حضرت مسیح علیہ السلام بشارت دیتے ہیں کہ:

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھرائے گا۔ (باب ۱۶:۷ :ایوحنا)

حضرت سلیمانؑ کی گواہی

بلکہ یہاں میرے پاس جو بائبل موجود ہے (ایڈیشن 96M ۱۹۷ء بائبل سوسائٹی لاہور) اس کی کتاب غزل الغزلات میں حضرت سلیمان علیہ السلام اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''میرا محبوب سرخ و سفید ہے اور وہ دس ہزار میں ممتاز ہے اس کا سر خالص سونا ہے اس کی زلفیں پیچ در پیچ اور کوے سی کالی ہیں''

آپ ﷺ سرخ و سفید تھے اور آپ ﷺ کے بال گنگریالے تھے اور ''دس ہزار'' وہ لفظ ہے جو تورات کی کتاب استثناء میں تبدیل کر کے لاکھوں کر دیا ہے۔

آپ ﷺ کے عہد مبارک میں اہل الکتاب آنحضرت ﷺ کی علامات اور اسم گرامی کو دیکھ کر مسلمان ہوتے تھے

اور اس زمانے کے بہت سے ایسے حضرات کے حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں

جو تورات وانجیل وغیرہ میں آپ ﷺ کی علامات اور نام مبارک پڑھ کر ہی مسلمان ہو گئے تھے لیکن یہاں طوالت کے خوف سے چند حوالے لکھے جاتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اکرم ﷺ کے ذمہ ایک یہودی کا قرضہ تھا اس نے آکر اپنا قرضہ مانگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس نہیں کچھ مہلت دو یہودی نے شدت کے ساتھ مطالبہ کیا اور کہا کہ میں آپ ﷺ کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک میرا قرضہ ادا نہ کرو آنحضرت ﷺ اسی جگہ بیٹھ گئے اور ظہر و عصر و مغرب وعشاء اور پھر اگلے روز صبح کی نمازیں ادا فرمائی صحابہ کرامؓ یہ ماجرا دیکھ کر غضب ناک ہو رہے تھے اور آہستہ آہستہ یہودی کو ڈرا دھمکا کر یہ چاہتے تھے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کو چھوڑ دے رسول اکرم ﷺ نے اس بات کو تاڑ لیا اور صحابہؓ سے پوچھا یہ کیا کرتے ہو؟ تب انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس کو کیسے برداشت کریں کہ ایک یہودی آپ کو قید کریں آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ:

''مجھے میرے رب نے منع فرمایا ہے کہ کسی معاہد وغیرہ پر ظلم کروں''

یہودی یہ سب ماجرا دیکھ اور سن رہا تھا۔

صبح ہوتے ہی یہودی نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ اس طرح مشرف باسلام ہو کر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنا آدھا مال اللہ کے راستے میں دے دیا اور قسم ہے خدا تعالیٰ کی کہ میں نے اس وقت جو کچھ کیا اس کا مقصد صرف یہ امتحان لینا تھا کہ تورات میں جو آپ کی صفات بتلائی گئی ہیں وہ آپ میں صحیح طور پر موجود ہیں یا نہیں میں نے تورات میں آپ کے متعلق یہ الفاظ پڑھے ہیں۔

''محمد بن عبداللہ' ان کی ولادت مکہ میں ہوگی' اور ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہوگی۔

آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل دنیا آپ ﷺ کی منتظر تھی

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل ساری دنیا خصوصاً یہود و نصاریٰ بڑی بے چینی سے آپ ﷺ کے منتظر تھے اور آپ ﷺ کی مدح میں اشعار کہتے

تھے اور آپ کے توسل سے نصرت مانگتے تھے۔

وکانو من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر) اور آپ ﷺ کو بحیثیت رسول ایسے پہچان گئے تھے جیسے کوئی اول تا آخر اپنے بیٹے کو گود میں پال کر پہچانتا ہو یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم فلما جاء ما عرفو کفروا بہ فلعنت اللہ علی الکفرین (پھر جب پہنچا ان کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اس سے منکر ہو گئے سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر) (البقرۃ۔۸۹)

لیکن آپ ﷺ کی بعثت کے بعد جب یہود نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ حضرت عیسیٰ کے متعلق سچا نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور ان پر ایمان لانے کو اسلام کا جزو لاینفک قرار دیتے ہیں تو یہود کی اکثریت تعصب سے آگ بگولہ ہو کر مخالف ہو گئی اسی طرح عیسائیوں نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ ان کے خود ساختہ عقائد تثلیث کفارہ ابنیت وغیرہ (جن کو وہ صدیوں سے تسلیم کرتے چلے آئے تھے) کی تردید کر رہے ہیں تو اس وجہ سے بہت سے عیسائی بھی دشمن ہو گئے یہی وہ تعصب وعناد تھا جس کی وجہ سے ہر دو فریق کو ملعون قرار دیا گیا۔

عصر حاضر کی موجودہ تورات وانجیل میں آج بھی ایسے کلمات موجود ہیں جو آپ ﷺ کے اسم گرامی کا پتہ دیتے ہیں

جب کہ یہ بات بالکل ثابت ہے کہ چودہ سو سال پہلے بھی اہل کتاب نے تورات اور انجیل کے بہت سے احکام اور عقائد وغیرہ میں ترمیم وتبدیلی کی تھی تو اس وقت سے اب تک موجودہ تورات اور انجیل میں تحریفات کا کیا حال ہو گا لیکن اس کے باوجود سابقہ انبیاء کرام کے صحیفوں میں آج بھی ایسے کلمات موجود ہیں جس سے آپ ﷺ کی صفات اور علامات نمایاں طور سے واضح ہیں۔

تورات کی کتاب استثناء میں آپ ﷺ کے متعلق پیشن گوئی

موجودہ بائبل میں تورات کی کتاب استثناء میں ہے کہ: ''خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی سننا۔

اس باب کی آیت نمبر ۱۷ میں ہے کہ: ''اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا''

استثناء کے آخر میں ہے کہ:

''اور اس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کے مانند جس سے خداوند نے روبرو باتیں کیں نہیں اٹھا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور حواری پطرس کی گواہی

اور حضرت عیسیٰؑ تک کوئی نبی موسیٰ علیہ السلام جیسا نہیں آیا۔ اس کی گواہی خود حضرت مسیح کے مشہور حواری پطرس دے رہے ہیں۔ ''پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تا کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع میں آئے تھے چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کا نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔''

ان کلمات میں سے اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ جس نبی کی بشارت دی

گئی ہے وہ اسرائیل میں نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں (بنی اسماعیل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس کے نسبی رشتہ دار ہیں) میں مبعوث ہوگا اور باب ۱۸ آیت ۱۵ میں یہ لفظ ''تیرے ہی درمیان'' الحاقی ہے جیسا کہ بعد کے حوالوں سے ظاہر ہے اگر مراد بنی اسرائیل میں سے کسی نبی کی پیشین گوئی ہوتی تو زیادہ مناسب الفاظ یہ تھے کہ ''تمہارے لئے تم ہی میں سے ایک نبی برپا کروں گا'' صرف یہی نہیں ان کلمات کا ایک ایک جملہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خاص ہے'' اپنا کلام ان کے منہ میں ڈالنا'' آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہی خاصہ ہے' قرآن مجید کے سوا کتب سماویہ میں اور کوئی ایسی کتاب نہیں جس کی وحی لفظاً ومعنیً پہنچی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی (ان پڑھ) تھے انہیں خداوند کا کلام موسیٰ علیہ السلام کی طرح لکھا ہوا نہیں ملا تھا' بلکہ ان کے منہ ڈالا گیا اور یہی کلام پھر قرآن مجید کی صورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے جمع کر دیا' بس وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جن کے ذریعے ہمیں اللہ تعالیٰ کا کلام لفظاً ومعنیً پہنچا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وحی (ان ھو الا وحی یوحیٰ) کے مطابق کلام کرتے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت سے امور میں موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتے تھے مثلاً دونوں کا شادی شدہ ہونا اور دونوں کا صاحب ہجرت اور صاحب جہاد ہونا' دونوں کا صاحب شریعت ہونا الغرض اسی قسم کے اور بہت سے امور میں دونوں باہم مماثل تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو مسیح علیہ السلام کے نزول سے قبل مبعوث ہوئے کیونکہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کے لئے ضروری تھا کہ اس وقت تک آسمان میں رہیں جب تک کہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جس نے شرک وتثلیث اور بت پرستی کو مٹا دیا۔

اور اب حضرت عیسیٰؑ کا انتظار ہے وہ آ کر دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور ان کی علامات اور نشانیاں ایسی صاف طور پر مسلمانوں کے ہاں محفوظ ہیں کہ کسی جھوٹے کے لئے ایسا دعویٰ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

باب نمبر ۲۴

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

صداقت اسلام پر عیسائیوں کی شہادت

اگر ہم مسلمانوں کے حوالجات سے یہ ثابت کریں کہ اسلام اپنی حقانیت اور صداقت کی وجہ سے دنیا میں چمکا اور پھیلا ہے تو مسیحی اقوام کے لئے ان میں کوئی وزن نہ ہوگا کیونکہ وہ جب اسلام ہی کو (العیاذ باللہ) سچا نہیں سمجھتے تو وہ بھلا مسلمانوں کی باتوں کی کیا قدر و منزلت سمجھیں گے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود ان کے گھر کے حوالے پیش کئے جائیں تاکہ ان کو اپنی اصلاح کا موقعہ مل سکے اور اقل درجہ یہ ہے کہ ان کے لئے اتمام حجت ہو سکے۔

(۱) سر ولیم میور (لائف آف محمد ﷺ کا مصنف) جو اسلام کی مخالفت میں خاصی شہرت حاصل کر چکا ہے' یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ:

''اسلام نے ہمیشہ کے واسطے توہمات باطلہ کو جن کی تاریکی مدتوں سے چھا رہی تھی کالعدم کر دیا' مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔''

(۲) ڈاکٹر گستاولی بان فرانسیسی لکھتا ہے کہ:

''جس وقت ہم فتوحات عرب پر نظر ڈالیں گے اور ان کی کامیابی کے اسباب کو ابھار کر دکھائیں گے تو معلوم ہوگا کہ اشاعت مذہب میں تلوار سے مطلق کام نہیں لیا گیا کیوں کہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ اگر اقوام عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کر لیا اور بالآخر ان کی زبان کو بھی اختیار کیا

تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے جدید حاکموں کو ان قدیم حاکموں سے جن کی حکومت میں اس وقت تک تھے بہت زیادہ منصف پایا۔ ان کے مذہب کو اپنے مذہب سے بہت زیادہ سچا اور سادہ پایا یہ امر تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی مذہب بزور شمشیر نہیں پھیل سکتا۔ جس وقت عیسویوں نے اندلس کو عربوں سے فتح کیا اس وقت اس مفتوح قوم نے جان دینا تو قبول کیا لیکن مذہب کا بدلنا قبول کیا۔ فی الواقع دین اسلام بعوض اس کے کہ بزور شمشیر پھیلایا گیا ہو محض بہ ترغیب اور بزور تقریر شائع کیا گیا۔''

(منقول از تمدن عرب بحوالہ مقدمہ تاریخ ہند جلد دوم ۳۱۴،۳۱۵)

(۳) رابرٹس اپنی تاریخ چارلس پنجم میں لکھتا ہے:۔

''وہ مسلمان ہی تھے جن میں اشاعت مذہب کے جوش کے ساتھ رواداری ملی ہوئی تھی، ایک طرف تو وہ اپنے پیغمبر کے دین کو پھیلاتے تھے۔ دوسری طرف ان اشخاص کو جو اسے قبول نہیں کرتے، اپنے اصلی ادیان پر قائم رہنے دیتے تھے۔''

(۴) میشور رہبان اپنی کتاب سفر مشرق میں لکھتا ہے:۔

''عیسائیوں کے لئے نہایت افسوس کی بات ہے کہ مذہبی رواداری جو مختلف اقوام میں ایک بڑا قانون مروت ہے عیسائیوں کو مسلمانوں نے سکھایا۔ یہ بھی ایک ثواب کا کام ہے کہ انسان دوسرے کے مذہب کی عزت کرے اور کسی کو مذہب کے قبول کرنے پر مجبور نہ کرے۔'' (مقدمہ ۳۱۵)

(۵) میشور رہبان ''تاریخ جنگ صلیبی'' میں لکھتا ہے کہ:۔

''جس وقت حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کو فتح کیا تو انہوں نے عیسائیوں کو مطلق نہیں ستایا۔ برخلاف اس کے جب صلیبیوں نے اسی شہر مقدس کو لیا تو انہوں نے نہایت بے رحمی سے مسلمانوں کو قتل عام کیا اور یہودیوں کو جلا دیا۔''

(بحوالہ مقدمہ تاریخ ہند جلد ۲، ۳۱۵ از مولانا اکبر شاہ خان مرحوم)

(۶) ڈاکٹر گستاؤلی بان فتح بیت المقدس کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔

''بیت المقدس کی فتح کے وقت حضرت عمرؓ کا اخلاق ہم پر ثابت کرتا ہے کہ ملک گیران اسلام مفتوح اقوام کے ساتھ کیسا نرم سلوک کرتے تھے اور یہ سلوک اس مدارات کے مقابل جو صلیبیوں نے اس شہر کے باشندوں سے کئی صدی بعد نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے''۔

اور پھر آگے لکھا ہے کہ:۔

''جو سلوک عمرؓ و بن عاص نے مصریوں کے ساتھ کیا وہ اس سے کم نہ تھا اس نے باشندگان مصر سے وعدہ کیا کہ انہیں پوری مذہبی آزادی پورا انصاف بازور رعایت اور جائیداد کی ملکیت کے پورے حقوق دیئے جائیں گے۔ عمال اسلام اپنے عہدوں پر اس درجہ مستحکم رہے اور انہوں نے ان لوگوں کے ساتھ جو ہر روز شاہنشاہ قسطنطیہ کے عاملوں کے ہاتھ سے انواع اقسام کے مظالم سہا کرتے تھے اس طرح کا عمدہ برتاؤ کیا کہ سارے ملک نے بہ کشادہ پیشانی دین اسلام اور عربی زبان قبول کرلیا۔ میں بار بار کہوں گا کہ یہ وہ نتیجہ ہے جو ہرگز بزور شمشیر نہیں حاصل ہوسکتا۔ (بحوالہ مقدمہ صفحہ ۳۱۶)

(۷) کارلائل ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ میں لکھتا ہے کہ:۔

''جو لوگ محمد ﷺ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام بزور شمشیر پھیلایا وہ مجھ کو بتائیں کہ (حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ جیسے ناموران قریش کو کس تلوار نے زیر کیا تھا جو محمد ﷺ نے دوسروں کو بزور شمشیر مسلمان بنایا؟''

(بحوالہ بلاغ مبین صفحہ ۱۱۳ از مولانا سیوہاروی)

(۸) مصر کے مشہور اخبار اجیپٹ میں ایک مسیحی نے لکھا تھا کہ جس طرح عیسائیت علم

اور تمدن کے میدان میں اسلام کے دوش بدوش نہیں چل سکتی اسی طرح اخلاقی حیثیت سے بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(۹) ڈاکٹر ڈبلیو۔ ٹی۔ آرنلڈ کی کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' اس خاص موضوع پر لکھی گئی ہے کہ اسلام کی اشاعت ہرگز بزور شمشیر نہیں بلکہ صلح و آشتی کے ساتھ ہوئی ہے۔ یہ کتاب مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کے لئے قابل مطالعہ ہے۔ اس کا ترجمہ بھی دعوت اسلام کے نام سے عرصہ ہوا طبع ہو چکا ہے۔

(۱۰) مشہور مستشرق پروفیسر براؤن نے کہا کہ:۔

''تہذیب عالم میں مسلمانوں نے جس قدر شاندار اضافہ کیا وہ صرف اسلام کا طفیل تھا وہ اسلام جس کی سیدھی سادی مگر اعلیٰ تعلیم کو کوئی بھی تعصب محقق نظر انداز نہیں کر سکتا۔''

(۱۱) مشہور فلاسفر مسیو رینان مسجد میں جماعت کی تنظیم کو دیکھ کر اور اسے متاثر ہو کر کہتا ہے کہ:

''میں اپنی زندگی میں جب کبھی بھی مسلمانوں کی مسجد میں داخل ہوا ہوں میں اپنے اندر اسلام کی طرف ایک خاص کشش محسوس کی ہے بلکہ مجھے اپنے مسلمان نہ ہونے پر افسوس ہوا۔''

(منقول از اخبار کوثر لاہور ۲۵/دسمبر ۱۹۴۵ صفحہ ۷)

''عرب میں آنحضرت ﷺ نے جس توحیدی دین کی بنیاد ڈالی تھی، آگے چل کر اس نے ساری دنیا کو اپنے سائیہ عاطفت میں لے لیا۔ اسلام تمام مذاہب عالم میں آسان اور واضح ترین مذہب ہے اس کی تعلیمات میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے کوئی عقیدہ خلاف عقل نہیں ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ انہوں نے صاف لفظوں

میں کہا کہ میں تمہاری ہی طرح ایک بندہ بشر ہوں، مجھے اللہ (تعالیٰ) نے اپنا دین تم تک پہنچانے کے لئے منتخب فرمالیا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ ایک تاریخی شخصیت ہیں جن کی سیرت اور سوانح عمری ہمیں یقین کے ساتھ معلوم ہے۔ دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام کا آغاز تاریخ کی روشنی میں ہوا۔

اکثر مغربی مورخین یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی فتوحات کا سبب یہ تھا کہ عرب کے ہمسایہ ملکوں میں بدنظمی پھیلی ہوئی تھی اور مسلمان اعلیٰ درجے کی عسکری قوت کے مالک تھے۔ لیکن یہ مفروضہ بالکل غلط ہے۔

ان فتوحات کا اصل سبب یہ ہے کہ اسلام نے ان کے اندر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور شہادت حاصل کرنے کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا تھا۔

اسلام کے معنی ہیں مطیع ہو جانا یعنی اللہ (تعالیٰ) کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا۔ اس لئے ہر سچا مسلمان رضاالٰہی حاصل کرنے کے لئے تیار رہتا ہے نیز وہ اپنے خدا کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے جس کی رفاقت کا احساس اسے بے خوف بنا دیتا ہے۔

مسلمانوں کی نگاہ میں اسلام کو سیاست سے جدا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسلام ہمہ گیر نظام حیات ہے جو ان افکار اور اعمال کی ایسی رہنمائی کرتا ہے جس کی نظر اہل مغرب کے یہاں ناپید ہے۔

اسلام کی ناقابل انکار خوبیوں کا انکار کرنا حماقت کے سوا
کچھ نہیں اور اس پر غیر مسلم محققین بھی قائل ہیں

”دنیا بھر کے افراط زر کے مسئلے کو دین اسلام کا صرف ایک رکن زکوٰۃ تھوڑی سی

مدت میں حل کر سکتا ہے۔ یہ دنیا کا بہترین نظام ہے ار مغربی ممالک کو ٹھنڈے دل سے نظام زکوٰۃ کا مطالعہ کرنا چاہئے یہی وہ نظام ہے جو دنیا کو افراط زر سے بچا سکتا ہے۔

اسلام کی حقانیت اور مدار نجات ہونا اس کی تعلیمات میں بے انتہا خوبیاں عدل وانصاف اور نظم وضبط کی بے پناہ دولت جو داخلی وخارجی، عقلی ونقلی شہادتوں سے مسلم اور ناقابل انکار ہونے کے ساتھ مخالف ترین دشمن کو بھی تسلیم ہے۔ ان کو محض کسی لینِنی یا مارکسی یا کسی دوسرے متعصب کے محض جھوٹے پروپیگنڈے کی وجہ سے کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کا تو کام جھوٹ افترا پردازیاں اور عوام کو دھوکہ وفریب دینا ہے اور اپنے مدعا کو حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کی دروغ گوئی پر نہیں شرماتے، کیا کسی میں یہ شعور نہیں کہ آخر دیکھے تو سہی کہ اسلام دنیا کو کیا درس دے رہا ہے اور اس کا وہ کون سا قانون ہے جس میں ظلم یا وحشت پائی جاتی ہے کیا یہ کوئی انصاف اور عقل مندی ہے کہ کسی کی تنقید یا تنقیص کو صرف جھوٹے پروپیگنڈے کی بنیاد پر تسلیم کیا جائے۔

بلاشبہ جو کوئی تعلیمات اسلامیہ کا تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر غیر جانبداری سے مطالعہ کرے گا اسلام کی صداقت اور بے شمار خوبیاں اس پر کھل جائیں گی اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھے گا کہ ”اگر ہم قرآن مجید کی عظمت اور فضیلت اور حسن وخوبی سے انکار کریں تو ہم عقل ودانش سے بیگانہ ہوں گے“

نیر ایسٹ ہفت روزہ لندن ۱۱۳ پریل ۱۹۲۲ء

(۴۱) مشہور فرانسیسی مؤرخ والٹر تہذیب اسلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”میں پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور بے عقل ہوں گے جو مذہب اسلام پر اتہامات والزام عائد کرتے ہیں“

(محمد رسول اللہ ﷺ ص ۲۶۵)

(۴۲) مسٹر جارج برناڈ شاہ کہتے ہیں کہ:

''ازمنہ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے جہالت و تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی ہے بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی انہوں نے تو حضرت محمد ﷺ اور آپ کے مذہب کے خلاف باضابطہ تحریک چلائی انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو اچھے الفاظ میں یاد نہیں کیا میں نے ان باتوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ محمد (ﷺ) ایک ہستی عظیم اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔''

(ایضاً ص ۴۶۴)

(۴۳) پروفیسر کارلائل آنحضرت ﷺ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''بانی اسلام (ﷺ) کے ناقابل انکار فضائل کا انکار اصاف کا خون کرنا اور حق پسندی کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگانا ہے ہمارے خیال میں سرورکائنات (ﷺ) کا وجود جن کا مرتبہ انسانی عظمت کی بلندیوں سے کہیں ارفع ہے دنیا کی باعظمت ہستیوں میں فضائل اور صفات کے لحاظ سے بے مثال ہے وہ ذات خلوص وصداقت اور سچے اعتقادات کا خزانہ ہے آپ کا ہر فعل تصنع اور تکلیف سے مبرا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ کا کلام وحی آسمانی تھا ایسی مقدس ہستی کا وجود خالق کائنات کے وجود کی ایک زبردست اور روشن دلیل ہے۔

(۴۴) سر ولیم میور صحابہ کرام کی پختگی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''محمد (ﷺ) کے تیرہ برس موعظہ نے بمقابلہ کل زمانہ زندگی مسیح کی ایک ایسا انقلاب پیدا کیا جو ظاہر میں لوگوں کی نظر میں بہت معلوم ہوتا ہے۔

مسیح کے تمام پیرو خوف کی آہٹ معلوم ہوتے ہی بھاگ گئے اور ہمارے خداوند (عیسیٰ) کی تعلیم نے پانچ سو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے ان کو دیکھا تھا خواہ کیسا ہی گہرا اثر پیدا کیا ہو مگر آخر میں اس کا کچھ نتیجہ دکھائی نہیں دیا ان میں سے کسی نے بھی اپنی خوشی سے اپنا گھر نہیں چھوڑا اور نہ سینکڑوں مسلمانوں کی طرح بالاتفاق مہاجرت اختیار کی اور نہ ویسا پرجوش ارادہ ہی کسی سے ظاہر ہوا جیسا کہ غریب شہر (یثرب) کے نو

مسلموں نے اپنے خون کے عوض اپنے پیغمبر کے بچانے میں کیا چاروں خلفاء مجسمہ اخلاق تھے پہلے چاروں خلیفوں کے اطوار یکساں صاف اور ضرب المثل تھے ان کی سرگرمی وولد ہی اخلاص کے ساتھ تھی اور ثروت واختیار پا کر بھی انہوں نے اپنی عمریں ادائیگی فرائض واخلاق و مذہبی کاموں میں صرف کیں پس یہی لوگ محمد (ﷺ) کے ابتدائی جلسہ میں شریک تھے جو پیشتر اس سے کہ اس نے اقتدار حاصل کیا یعنی تلواریں پکڑیں اس کے جانب دار ہو گئے یعنی ایسے وقت میں کہ وہ ہدف آزار ہوا اور جان بچا کر اپنے ملک سے چلا گیا ان کے اول ہی اول تبدیل مذہب کرنے سے ان کی سچائی ثابت ہوتی ہے اور دنیا کی سلطنتوں کے فتح کرنے سے ان کی لیاقت کی قوت معلوم ہوتی ہے۔

باب نمبر ۲۵

دنیا میں اسلام سب سے تیز پھیلنے والا مذہب

اسلام امریکہ کا دوسرا بڑا مذہب بن جائے گا

واشنگٹن (این این آئی) پوری دنیا میں اسلام جس قدر تیزی سے پھیل رہا ہے اس کی ایک مثال ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بھی سامنے آرہی ہے امریکہ میں آباد ۹۴ فیصد لوگ کسی نہ کسی مذہب سے وابستہ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ مسیحی مذہب کے پیروکار ہیں اور اس کے بعد دوسرے نمبر پر یہودی آتے ہیں جن کی تعداد اس وقت ۵۷ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے لیکن گزشتہ ۳۰ سال کے دوران مسلمان تارکین وطن کی آمد کی رفتار جس تیزی سے رہی ہے اس کی وجہ سے اسلام بھی تیزی سے پھیل رہا ہے اور جلد ہی مسلمانوں کی تعداد یہودیوں کو پیچھے چھوڑ جانے والی ہے تفصیلات کے مطابق اس وقت امریکہ میں مسلمان تارکین وطن کی تعداد ۳۰ لاکھ سے بھی تجاوز کر چکی ہے اور تقریباً دس لاکھ افریقی اسلام قبول کر چکے ہیں امریکی سفید فاموں کی بھی ایک بہت بڑی تعداد مسلمان ہو چکی ہے جن کی تعداد ایک لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے امریکہ میں اسلام لانے والی مشہور شخصیات میں عالمی ہیوی ویٹ باکسر محمد علی کے علاوہ امریکی باسکٹ بال ٹیم کے سپر اسٹار عبدالجبار جیسی شخصیات بھی شامل ہیں اس وقت امریکہ میں مسلمانوں کی مذہبی فرائض کی بجا آوری کے لئے ایک ہزار سے زائد مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں اور سب سے بڑی مسجد نیویارک میں ہے جس کی تعمیر پر ایک کروڑ چالیس لاکھ ڈالر خرچ ہوئے۔ حلال گوشت کی دکانوں میں بھی تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے ۵۰ سے زائد نجی تعلیمی ادارے ہیں جہاں معیاری نصاب کے ساتھ ساتھ رسول عربی حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر مبنی اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ اس وقت امریکہ کے بیشتر قصبوں اور شہروں میں مسلمان آباد ہیں امریکی ریاست کیلی فورنیا میں آباد مسلمانوں کی تعداد ۱۰ لاکھ سے

تجاوز کر چکی ہے جب کہ نیو جرسی شکاگو فلاڈیلفیا اور واشنگٹن میں بھی مسلمان بھاری تعداد میں آباد ہیں مشی گن میں مسلمان آبادی بارہ ہزار عرب باشندوں پر مشتمل ہے اور ڈیٹرائٹ میں عرب مسلمانوں کی سہولت کے لئے عربی کلاسیں بھی شروع کر دی گئی ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد میں اضافے کی رفتار

اسلام ساری دنیا میں عیسائیت سے ۲۱،۵ گنا تیزی سے پھیل رہا ہے ورلڈ کرسچین انسائیکلو پیڈیا کی تازہ رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۰ء میں ساری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ۳،۷ بلین تھی' جو دنیا کی آبادی کا ۱۵،۳ فیصد بنتا ہے مگر اب مسلمانوں کی تعداد ۸۹،۵ بلین ہو چکی ہے جو دنیا کی آبادی کا ۹،۶ فیصد ہے اسلام اپنی اشاعت کے اعتبار سے ۱۹۷۰ اور ۱۹۹۷ء کے درمیان ۳،۴ گنا رفتار سے پھیل رہا ہے جب کہ عیسائی مذہب اس مدت کے درمیان ۳۳،۷ سے صرف ۳۳،۹ تک پہنچا ہے۔

ہر سال ۱۴۰۰ چرچ عیسائیت سے کنارہ کشی کر لیتے ہیں

گزشتہ بیس سالوں سے برطانیہ کے مسلمانوں کی تعداد حیرت انگیز طور سے بڑھ رہی ہے سیاسی میدان میں بھی وہ کافی سرگرم نظر آ رہے ہیں جس کی وجہ سے عام حکومت میں ان کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اس وقت برطانوی مسلمان جنگی جائے پیدائش برطانیہ ہی ہے کی تعداد دو ملین سے زائد ہے ان کا خاندانی تعلق پاکستان' ہندوستان اور بنگلہ دیش سے ہے وہاں موجود مسلمانوں میں سے سات لاکھ پچاس ہزار افراد ووٹ دینے کی اہلیت رکھتے ہیں برطانیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ محمد سرور نے وہاں کی پارلیمنٹ میں سیٹ حاصل کی ہے۔

C.R.A کا ماننا ہے کہ سن ۲۰۰۲ء میں ان کی تعداد وہاں موجود عیسائیوں سے زائد ہو جائے گی ڈاکٹر پیٹر کا کہنا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پھیلا ہے مائیکل براؤن کا ماننا ہے کہ رزانہ بیاسی ہزار کتابچے ایسے شائع ہوتے ہیں کہ جن میں اسلامی تعلیمات ہوتی ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عیسائی مذہب کے مقابلے میں اسلام مذہب زیادہ پھیلا ہے وہ کہتے ہیں کہ سن ۲۰۵۸ء تک

اسلام عیسائیت سے آگے بڑھ جائے گا کیونکہ ۱۹۹۵ء کے اعداد کا جائزہ لینے سے معلوم پڑتا ہے کہ ۳۲۰۰۰ مسلمان ہر سال مسجدوں سے وابستہ ہوتے ہیں جب کہ ۱۴۰۰۰ عیسائی چرچ سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

مقامی خبروں کے مطابق سن ۲۰۰۲ء تک ۶۰۰۰۰ ۷ مسلمان عبادت کرنے لگیں گے جب کہ عیسائی عبادت گزاروں کی تعداد صرف ۵۶۰۰۰ ۷ رہ جائے گی آئندہ تین سالوں میں ۱۰۰ نئی ماجد تعمیر ہو جائیں گی جو مسلمان عبادت گزاروں کی تعداد کے بڑھنے میں معاون ہوں گی اس وقت برطانیہ میں مساجد کی تعداد ۱۱۰۰ ہو جائے گی۔

(۲) عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (مفتی عام حکومت سعودیہ و صدر ادارہ بحوث علمیہ) نے اس بات پر زور دیا ہے کہ خادم حرمین شریفین اس بات کی پوری کوشش کیں کہ پورے عالم اسلام میں ویسے بھی اسلام کے قدم اب یورپ تک پہنچ چکے ہیں مگر ۲۰۰ سال بعد یورپی معاشرہ مکمل طور پر اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کرلے گا۔

اس رائے کا اظہار اٹلی سے شائع ہونے والے ایک مجلہ ''دی جرنل'' میں ایک مضمون کے تحت کیا گیا ہے جس کا عنوان ''یورپ اسلام کے سائے میں'' ہے مضمون نگار مزید لکھتا ہے کہ یورپ میں مساجد کی تعداد شمالی افریقہ میں پائے جانے والے گرجا گھروں سے کہیں زیادہ ہے صرف فرانس میں ایک ہزار مساجد اور چھوٹے سے ہالینڈ میں ۳۰۰ مساجد آباد ہیں چنانچہ اسلام اب عیسائیت کے بعد یورپ کا سب سے بڑا دین بن چکا ہے معروف پادری ماجو لینی کے بقول مستقبل اسلام کا ہے۔

مضمون نگار مزید لکھتا ہے کہ یورپ میں آباد مسلمانوں سے متعلق تمام اعداد و شمار حقائق پر مبنی ہیں چنانچہ متحدہ یورپ میں اس وقت دس ملین سے زیادہ مسلمان آباد ہیں جن کا تعلق بوسنیا، صومال، مراکش، البانیا، ترکی اور پاکستان سے ہے ویسے بھی ساری دنیا میں مسلمانوں کی آبادی ایک بلین سے زیادہ ہے جو پچاس مختلف ملکوں میں آباد ہیں اور کرہ ارضی کی ایک چوتھائی آبادی ان پر مشتمل ہے چنانچہ سیاسی ماہرین کے تجزیہ کے مطابق مستقبل قریب میں اسلام مراکش سے انڈونیشیا تک ساری دنیا میں چھا جائے گا۔

دنیا میں مسلمانوں کی آبادی

بحرین سے شائع ہونے والے میگزین ''الہدایہ'' نے دنیا بھر میں مسلمانوں کی آبادی کے اعداد و شمار شائع کیے ہیں اور دنیا میں مسلم آبادی کے سلسلے میں اسے تازہ ترین سروے قرار دیا ہے اس طرح کے اعداد و شمار مسلم یوتھ اسمبلی ریاض (سعودی عرب) کے ایک تحقیقی مقالے میں بھی پیش کیے گئے ہیں جس کے مطابق اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی آبادی میں ۳۱ اور ۳۵ ملین کے درمیان سالانہ اضافہ ہو رہا ہے۔

تازہ ترین اعداد و شمار کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کل مسلم آبادی	....	۱۰۶۶٫۲ ملین
ایشیا میں	....	۷۵۲ ملین
افریقہ میں	....	۲۹۳ ملین
یورپ میں	....	۱۷ ملین
جنوبی و شمالی امریکہ	....	۴ ملین
آسٹریلیا	....	۳ لاکھ

مختلف ملکوں میں مسلم آبادی کا تناسب:

چاڈ	۸۰ فیصد
بنگلہ دیش	۸۶ فیصد
مالی	۸۵ فیصد
یوگنڈا	۳۲ فیصد
بینین	۵۰ فیصد
بورکینا فاسو	۶۰ فیصد
صومالیہ	۹۹ فیصد
گیمبیا	۹۲ فیصد
سرالیون	۶۵ فیصد

نجر	۸۶ فیصد
جزر القمر	۹۴ فیصد
پاکستان	۹۷ فیصد
گمبیا	۸۴ فیصد
سوڈان	۸۲ فیصد
سینگال	۹۰ فیصد
شمالی یمن	۹۹ فیصد
جنوبی یمن	۹۸ فیصد
جیبوٹی	۹۶ فیصد
افغانستان	۹۹ فیصد
مالدیپ	۱۰۰ فیصد
موریتانیہ	۹۹ فیصد
انڈونیشیا	۹۰ فیصد
مصر	۹۳ فیصد
گیبیا بساو	۶۵ فیصد
مراکش	۹۶ فیصد
نائیجیریا	۷۰ فیصد
کیمرون	۵۵ فیصد
لبنان	۵۵ فیصد
تیونس	۹۵ فیصد
شام	۹۷ فیصد
ترکی	۹۸ فیصد
اردن	۹۳ فیصد
ملائشیا	۵۶ فیصد

الجزائر	۹۷ فیصد
گابون	۴۰ فیصد
اومان	۹۹ فیصد
سعودی عرب	۱۰۰ فیصد
کویت	۹۹ فیصد
عراق	۹۵ فیصد
برونائی	۷۷ فیصد
لیبیا	۹۸ فیصد
ایران	۹۸ فیصد
بحرین	۹۶ فیصد
قطر	۹۹ فیصد
متحدہ عرب امارات	۹۶ فیصد
فلسطین	۷۵ فیصد
زمبیا	۴،۳ فیصد
انگولا	۱۵ فیصد
نمیبیا	۴،۰ فیصد
لسوتو	۵ فید
جنوبی افریقہ	۳ فیصد
سوازی لینڈ	۵ فیصد
بوتسوانا	۵ فیصد
جزائر سلی	۱ فیصد
لاہیریا	۳۰ فیصد
گھانا	۳۰ فیصد
غینیا	۳۵ فیصد

کینیا	۳۵ فیصد
موزمبیق	۲۵ فیصد
کانگو	۶۰ فیصد
ملاوی	۲۰ فیصد
بورنڈی	۲۵ فیصد
زائر	۱۰ فیصد
روانڈا	۶ فیصد
مغربی افریقہ	ایک ملین
جزائر	۱ فیصد
سری لنکا	۶٫۸ فیصد
نیپال	۲ فیصد
فلپائن	۸ فیصد
برما	۴ فیصد
قوم پرست چین	۱٫۶ فیصد
یونان	۳ فیصد
سنگاپور	۱۶٫۹ فیصد
کمبوڈیا	۲٫۹ فیصد
منگولیا	۲٫۳ فیصد
لاؤس	۱٫۱ فیصد
تھائی لینڈ	۴ فیصد
البانیہ	۶۰ فیصد
فرانس	۴٫۵ فیصد
مغربی جرمنی	۲٫۷۵ فیصد
قبرص	۱۹ فیصد

جبل طارق	۱۰فیصد
برطانیہ	۴۳ء۱فیصد
بلغاریہ	۹فیصد
بیلجئم	۳ء۵فیصد
آسٹریا	۱۵ء۱فیصد
یوگوسلاویہ	۱۳ء۵فیصد
ہالینڈ	۳ء۱فیصد
امریکہ	۹فیصد
ٹرینڈاد	۶ء۶فیصد
ارجنٹائن	۱۵ء۱فیصد
سرینام	۲۲فیصد
گیاناامریکہ	۳۵ء۹فیصد
آسٹریلیا	۵ء۱فیصد
نیوکلوڈونیا	۳فیصد
فیجی	۷ء۷فیصد

آسٹریلیا کے بعض دوسرے علاقوں میں ایک فیصد کے قریب مسلمانوں کی آبادی ہے ان اعداد و شمار میں روس میں بسنے والے ۱۲ کروڑ سے زائد مسلمانوں اور ۱۰ کروڑ سے زائد چینی مسلمانوں اور اسی طرح بعض دوسرے کمیونسٹ ملکوں میں سلمانوں کی آبادی کا ذکر نہیں ہے شاید اس کی وجہ ان ملکوں میں مسلمانوں کے لئے مکمل آزادی کا فقدان اور بیرونی دنیا سے ان کے صحیح رابطے کا نہ ہونا ہے۔

نوٹ: ان اعداد و شمار کے بارے میں قارئین میں سے اگر کوئی صاحب تازہ ترین معلومات فراہم کریں یا کسی غلطی کی نشاندہی کریں تو ادارہ ان کا شکر گزار ہوگا۔

سعودی عرب میں ۱۱ہزار افراد کا قبول اسلام

ملازمت کی غرض سے سعودی عرب میں مقیم غیر مسلم افراد دین اسلام کی تعلیمات خصوصاً سعودی عرب میں اسلامی ماحول' امن وسلامتی اور آپسی ہم آہنگی سے متاثر ہو کر ہر سال ہزاروں کی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں' وزارت برائے اسلامی امور کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ چھ سال میں سعودی عرب میں ۱۱ہزار افراد نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ان میں سے ۶۰ فصد فلپائن' ۱۷فیصد بھارت' ۷فیصد سری لنکا اور باقی ۶ فیصد مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں اکثریت سعودی عرب کے دارالخلافہ ریاض میں اقامت پذیر افراد کی بتائی جاتی ہے۔

جرمنی کے صدر کے گھر میں اسلام داخل ہو رہا ہے

جرمنی کے چانسلر ہیلمٹ کوہل اپنی بھاری بھرکم شخصیت کی بدولت جرمنی میں بلکہ مغربی یورپ کے تمام ملکوں میں مرد آہن تصور کیے جاتے ہیں' اسلام اور مسلمانوں کے معاملے میں بھی وہ کچھ سخت گیر واقع ہوئے ہیں مگر اب ان کو اسلام اور مسلمانوں کے سلسلے میں نرم روی اختیار کرنی ہوگی' کیونکہ ان کے ایک صاحبزادے نے مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے جس نے امریکہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی بعد ازاں لندن کی ایک بین الاقوامی فرم میں بینکنگ کے امور کی پریکٹس کرتا رہا ترکی کی ایک مسلمان طالبہ سے شادی پر بضد ہے اس غرض سے وہ اسلام قبول کرنے پر اپنی رضامندی کا اظہار کر چکا ہے' فی الوقت ہیلمٹ کوہل اپنے لڑکے کو اس اقدام سے باز رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر یہ وہ آگ ہے جو بجھائے نہ بجھے۔

۸ ہزار جرمن خواتین کا قبول اسلام

کولون (اے این این) جرمن کی ایک ریسرچ اسکالر خاتون کے جائزے کے مطابق اس وقت جرمنی کی خواتین اسلام کی جانب انتہائی تیزی سے راغب ہو رہی

ہیں۔ گزشتہ چار سالوں کے دوران میں آٹھ ہزار سے زائد خواتین نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، جن میں اکثریت کالج میں پڑھنے والی طالبات کی ہے ان نومسلم خواتین نے باقاعدہ اپنی علیحدہ تنظیم ''جمعیت تعلیم القرآن'' کے نام سے کام کرنے کا اعلان کیا ہے مذکورہ ریسرچ اسکالر جو اس موضوع پر ایم اے کر رہی ہیں کا کہنا ہے کہ جرمنی میں اخلاقی انحطاط، روز بروز بڑھتی ہوئی عریانیت، اخلاقی اقدار کی پامالی اور انسانیت سے گری ہوئی حرکات نے ان نوجوان لڑکیوں کو اسلام کی آغوش میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا جو ایک عرصے تک محض سکون کی تلاش میں اس مافیا زدہ ماحول کا متحرک عنصر رہی ہیں اور اس عرصہ میں ان نوجوان لڑکیوں نے سکون اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے ہر وہ طریقہ آزمایا جو انسانیت کی تذلیل کا موجب بنتا تھا مگر پھر بھی ان کے دامن اس سکون سے خالی رہے جس کی وہ متلاشی تھیں۔

۴۰ افراد کا قبول اسلام

سوڈان کے پہاڑی علاقے نوبہ کے شہر برام میں چالیس مردوں اور عورتوں نے اجتماعی طور پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے انہوں نے اسلام ''افریقی تنظیم دعوت اسلامیہ'' کی کوششوں سے قبول کیا ہے اور اس کا بظاہر سبب ایک شادی کی تقریب میں حاضر ہوتا ہے جہاں ایک مبلغ نے اسلام کی اجتماعی اور عائلی زندگی کے محاسن بیان کئے جس سے متاثر ہو کر انہوں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا اس سے قبل یہ تمام افراد ایک بت پرست قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

یاد رہے کہ ''افریقی تنظیم دعوت اسلامی'' کے سربراہ سوڈان کے ایک سابق صدر جنرل عبدالرحمن سوار الذہب ہیں۔

کویت میں سترہ ہزار غیر مسلموں کا قبول اسلام

گزشتہ دنوں کویت میں قائم لجنۃ التعریف بالاسلام کی جانب سے ایک پروقار ایمانی جذبات سے بھرپور تقریب کا اہتمام کیا گیا، تقریب کے دوران اس بات کا

اعلان کیا گیا کہ اب تک اس کمیٹی کے ارکان اور علماء کی جدوجہد سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کویت میں مقیم مختلف ممالک کے سترہ ہزار غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

کمیٹی کے جنرل سیکریٹری محمد اسماعیل انصاری نے اسکا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ کمیٹی کی جانب سے اب تک تیرہ ہزار نو مسلم افراد کے لئے شرعی تعلیم کا مکمل بندوبست کیا جا چکا ہے اور ان کے لئے خصوصی کورسز کا بھی اجراء ہو چکا ہے' انہوں نے بتایا کہ کمیٹی نے اپنے قیام کی ابتداء ہی سے کویت کے مختلف علاقوں میں اپنی برانچیں قائم کر دی تھیں' تاکہ کویت میں مقیم مختلف مذاہب اور ملکوں سے تعلق رکھنے والے غیر ملکیوں سے قریبی رابطہ رکھا جا سکے اور انہیں اسلام کی دعوت دی جا سکے' انہوں نے بتایا کہ ۱۷ ہزار غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے میں جو کامیابی ہم نے حاصل کی اس کی وجہ وہ وسائل ہیں جو ہم نے استعمال کئے ان میں سے ملکی اور غیر ملکی مسلمانوں کی مخلصانہ کوششوں کے علاوہ وہ ۲۶ مبلغین بھی ہیں جو مختلف زبانوں پر عبور رکھتے ہیں' اسی طرح کمیٹی کی جانب سے مختلف زبانوں میں ۵ لاکھ اسلام کی تعریف پر مبنی کتابچے تقسیم کئے جا چکے ہیں نیز ہر سال غیر مسلم افراد سے ان کی قیام گاہوں میں ہم نے ہر سال ۳۶۰۰ دفعہ انفرادی ملاقاتوں کا اہتمام کیا اسی طرح جیل خانوں اور اسپتالوں میں بھی ان سے ملاقات کا اہتمام کیا جاتا رہا نیز اب تک ۲۰ ہزار اسلامی تقاریر اور خطبات پر مبنی کیسٹ بھی تقسیم کی جا چکی ہیں تین ہزار چھوٹے بڑے دینی اجتماعات کا انعقاد کیا جا چکا ہے جن میں لیکچرز بھی شامل ہیں انہوں نے بتایا کہ کمیٹی کی جانب سے ہر ماہ اسلام کے تعارف پر مبنی عربی اور انگریزی میں میگزین بھی شائع کیا جاتا ہے جس میں اسلام کے خلاف کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے' نیز آسان اسلوب میں اسلام کی حقانیت کو واضح کیا جاتا ہے' جو ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔

سنگاپور میں نو ہزار مشرف بہ اسلام

جناب عبدالرحیم عبدالناصر نے جو کہ ایک اسلامی مدرسہ میں تربیہ اسلامیہ کا

مضمون پڑھاتے ہیں بیان کیا ہے سنگاپور میں تقریباً ہر سال ایک ہزار افراد دین اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور گزشتہ آٹھ سالوں میں نو ہزار مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں سنگا پور میں مختلف اسلامی مراکز ہیں جو اسلامی نشر و اشاعت میں سرگرم کردار ادا کر رہے ہیں۔

دنیا میں ہر روز ۴ لاکھ ۳۲ ہزار افراد اسلام قبول کر لیتے ہیں

دیوار پر لگی گھڑی ٹک ٹک کرتی ہے تو اس کے ساتھ ہی کرہ ارض پر کہیں نہ کہیں ۵ افراد حلقہ بگوش اسلام ہو کر اس ملت کا ایک حصہ بن جاتے ہیں جو غلامان محمد پر مشتمل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ایک گھنٹہ میں ۱۱۸ افراد مسلمان ہوتے ہیں اور ایک دن میں ۴ لاکھ ۳۲ ہزار تک پہنچ جاتی ہے اگر اسی رفتار سے مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا تو ۲۰۰۰ء میں کرہ ارض پر اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہوگا اور مسلمانوں کی تعداد ۲ ارب ۲۵ کروڑ سے بھی بڑھ جائے گی۔

یہ کوئی تعلّی یا کسی مجذوب کی بڑ نہیں بلکہ یہ اعداد و شمار ایک مذہبی ادارے نے مرتب کئے ہیں جو گزشتہ دنوں نشر کئے گئے مغربی جرمنی کے اس ادارے کے مطابق اس وقت دنیا کا سب سے بڑا مذہب مسیحیت ہے اور عیسائیوں کی تعداد ایک ارب ۴۰ کروڑ ہے دوسرے نمبر پر اسلام ہے جس کے ماننے والوں کی تعداد ایک ارب دو کروڑ ہے تیسرے نمبر پر ہندومت ہے اس کے ماننے والوں کی تعداد ۶۱ کروڑ دس لاکھ کے لگ بھگ ہے اس کے بعد بدھ مت ہے جس کے ماننے والوں کی تعداد ۲۰ کروڑ کے لگ بھگ ہے ۲۰ کروڑ ایسے لوگ ہیں جو ملحدانہ نظریات رکھتے ہیں اس رپورٹ کے مطابق دنیا میں انسانوں کی کل تعداد ۴ ارب ۵۰ کروڑ ہے اس میں ہر سال پانچ فیصد اضافہ ہو رہا ہے عیسائیوں کی تعداد اس رپورٹ کے مطابق ایک ارب ۴۰ کروڑ ہے اس میں اکثریت کیتھولک عیسائیوں کی ہے اسی رپورٹ کے مطابق اسلام ہی واحد مذہب ہے جسے مقبولیت عام حاصل ہے اور ہر سال قبول اسلام کرنے والوں کی تعداد ۱۶ فیصد ہوتی ہے اس کے بعد ہندومت کا نمبر ہے اس کو قبول کرنے والوں کی تعداد ۱۳ فیصد ہے تیسرے نمبر

پر بدھ مت ہے اور چوتھے نمبر پر عیسائیت ہے عیسائیت قبول کرنے والوں کی تعداد گیارہ فیصد ہے۔

اس وقت اگر کوئی منظم طریقے سے اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں تو وہ عیسائی ہیں عیسائیوں کے ۲ لاکھ ۵۰ ہزار مبلغ تمام دنیا میں خصوصاً افریقی اور م ترقی یافتہ ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں جہاں وہ عیسائیت پھیلا رہے ہیں۔

دنیا میں ۴۳ ملک ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس کے علاوہ کئی ایسے ملک ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے مثال کے طور پر ہندوستان جہاں مسلمانوں کی تعداد اس وقت کم از کم بارہ کروڑ ہے آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا میں مسلمانوں کی آبادی ۱۶ کروڑ سے متجاوز ہے اس وقت دنیا بھر میں صرف عیسائیت ہی ایسا مذہب ہے جس کی تبلیغ و تشہیر ایک باعدہ پروگرام کے تحت ہو رہی ہے اور دنیا بھر میں مشنریوں کا جال پھیلا ہوا ہے ایک اندازے کے مطابق گرجوں اور کلیساؤں سے قطع نظر تقریباً دو لاکھ ۵۰ ہزار مبلغ اس وقت تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں بائبل کے لاکھوں نسخے چھاپ کر دنیا بھر میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں کروڑوں روپے خدمت خلق کے کاموں پر خرچ کیے جاتے ہیں جو براہ راست تو نہیں بالواسطہ تبلیغ اور عیسائیت کی نشر واشاعت کا ایک حصہ ہے اس کے علاوہ کسی خطے میں کوئی بیماری آفت آئے عیسائی مشنری اپنا لاؤ لشکر کر کے پہنچ جاتے ہیں یہ بھی ان کے دین کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوتا ہے ان تمام کوششوں کے باوجود عیسائیت قبول کرنے والے لوگوں کی تعداد صرف گیارہ فیصد ہے۔

اٹلی میں اسلام دوسری عظیم طاقت بن گیا

اٹلی کے ایک مشہور مجلّہ ''اسپر سو'' کی تحقیق کے مطابق گزشتہ تین سالوں میں مسلمانوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے اور وہ اطالوی باشندے جنہوں نے اپنے آبائی مذہب عیسائیت کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کر لیا ہے اس کی وجہ سے عیسائی مشنری بڑی پریشان ہے تحقیقی رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ رومن کیتھولک سے وابستہ افراد

کثرت سے اپنا مذہب تبدیل کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی مشکلات اور پریشانیوں کا حل دین اسلام میں تلاش کر لیا ہے۔

زامبیا میں بیک وقت انیس ہزار افراد نے اسلام قبول کر لیا

کویت سے شائع ہونے والے ''الکوثر،، میگزین کی ایک خبر کے مطابق ''کویت فاؤنڈیشن برائے حقوق انسانی'' کے تحت افریقی ملکوں میں کام کرنے والے مبلغین اور داعی حضرات انتہائی اخلاص اور محنت کے ساتھ دین کی تبلیغ کا کام بھی انجام دے رہے ہیں، چنانچہ مذکورہ فاؤنڈیشن کی جدوجہد کے نتیجے میں زامبیا میں اب تک انیس ہزار غیر مسلم دین اسلام قبول کر چکے ہیں یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان انیس ہزار افراد نے بیک وقت مسلمان ہونے کا اعلان کیا میگزین لکھتا ہے کہ اس قدر بڑی کامیابی ہمارے مبلّین کو اس طویل بحث و مباحثہ کے بعد حاصل ہوئی جو انہوں نے ''چباتا'' نامی علاقے کے صدر کے ساتھ جاری رکھی تھی چنانچہ اس صدر کے اسلامی تعلیمات پر مطمئن ہو جانے پر اس کے تحت تمام گاؤں کے افراد نے بھی اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

مسلمانوں کی آبادی ایک ارب ۳۰ کروڑ ہو گئی

اسلام آباد (اے این این) پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب ۳۰ کروڑ سے تجاوز کر گئی ہے ۲۰۰۰ء تک مسلمانوں کی تعداد ۱۶ ارب سے تجاوز کر جائے گی اقوام متحدہ اور دیگر تنظیموں کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے مسلمانوں کی آبادی بڑھ رہی ہے اس وقت مسلمان دنیا کی مجموعی آبادی کا ۲۷ فیصد حصہ شمار کیے جاتے ہیں رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی کل آبادی کا چھیالیس فیصد اقلیت کی شکل میں غیر مسلم ملکوں میں آباد ہیں جو زیادہ تر ایشیائی ممالک سے تعلق رکھتے ہیں جہاں ۳۰۰۰ ملین مسلمان آباد ہیں جب کہ براعظم افریقہ میں مسلمانوں کی تعداد ۱۵ املین ہے۔

امریکی جیلوں میں قید ۳ لاکھ افراد نے اسلام قبول کرلیا

امریکی جیلوں میں قید تقریباً ۳ لاکھ افراد نے اسلام قبول کرلیا ہے امریکن مسلم کونسل کے ایک سروے میں بتایا گیا ہے کہ ہر سال ساڑھے تین ہزار عیسائی قیدی مسلمان ہورہے ہیں، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مشہور عالمی باکسنگ چیمپئن مائک ٹائسن تین سال پہلے ایک کٹر عیسائی کی حیثیت سے جیل میں داخل ہوئے لیکن دو سال بعد وہ اسلام کے دائرہ امن میں داخل ہو گئے جب کہ دیگر مسلمان ہونے والے قیدیوں میں کئی دانشور، تاجر اور صنعت کار ہیں۔

☆ اسلام ☆

دنیا میں تیز ترین رفتار سے پھیلنے والا مذہب

اس وقت مسلمانوں کو انتہائی جابر اور کفر کی سفاک قوتوں کا سامنا ہے چین، روس، بھارت، فرانس، کسووا، بوسنیا، اراکان، کشمیر، فلسطین غرضیکہ ہر جگہ مسلمان تاریخ کے بدترین مظالم کا مقابلہ کررہے ہیں جو مسلمان ملک آزاد ہیں اور جہاں مسلمان حکمراں ہیں وہاں بھی مسلمانوں کو ظلم وجبر ہی کا سامنا ہے کیونکہ سوائے چند کے سارے مسلم ممالک پر عالم کفر کے کٹھ پتلی برسر اقتدار ہیں اس کے باوجود اسلام تیز ترین رفتار سے پھیل رہا ہے اور عیسائیت سمیت کوئی مذہب اس کا مقابلہ کرتا دکھائی نہیں دیتا حالانکہ لاکھوں عیسائی مشنریز کھربوں ڈالر کے بجٹ کے ساتھ پوری دنیا میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ اس مادہ پرست دور میں لالچ انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے اور صلیبی مشنریوں نے دنیا کے ہر خطے میں لالچ کے جال پھیلائے ہوئے ہیں اس کے باوجود

عیسائیوں کی نسبت نومسلموں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ اسلام کے بارے میں بیشتر مغرب والوں بلکہ بعض لبرل مسلمانوں کا بھی خیال تھا اور بعض کا اب بھی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اسلام کے پھیلاؤ کی تازہ تیز ترین رفتار نے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا ہے کیونکہ اس وقت دنیا پر صلیبی سپر پاور کی حکومت ہے، دیگر بڑی طاقتیں بھی اسلام سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں رکھتیں عالمی ذرائع ابلاغ پر بھی اسلام کے خلاف زبردست مہم جاری ہے عیسائیوں کو تمام سہولتیں حاصل ہیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کے وسائل تک استعمال کر رہے ہیں۔ بھارت میں ہندومت، برما میں بدھ مت وغیرہ کو بندوق کی نوک پر پھیلایا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود اسلام سب سے آگے ہے۔

امریکہ جو اس وقت مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے وہاں بھی اسلام دیگر مذاہب کی نسبت زیادہ تیز رفتاری سے پھیل رہا ہے مسلمانوں کی پوری دنیا میں اس وقت تعداد ایک ارب ۲۰ کروڑ سے زیادہ ہے اور ان کا تعلق کسی خاص نسل اور قوم سے نہیں ہے بلکہ یہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد ۶۰ لاکھ بتائی جاتی ہے امریکی مسلمانوں میں ہر سال اوسطاً ایک لاکھ ۳۵ ہزار کا اضافہ ہو رہا ہے ان نومسلموں کی اکثریت اپنے لئے Convret کے بجائے Revert کی اصطلاح استعمال کرتی ہے ان کا کہنا ہے کہ وہ مسلمان پیدا ہوئے تھے مگر ماں باپ کی مذہبی تعلیمات نے انہیں غلط راستے پر ڈال دیا تھا، اب وہ واپس اپنے مذہب (اسلام) کی طرف لوٹ آئے ہیں۔

امریکہ میں اسلام کی طرف لوٹنے والوں میں بڑی تعداد امریکی عورتوں کی ہے ڈینی بلیک جو ایک امریکن انڈین ہیف نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے دیگر اسلام قبول کرنے والوں کی طرح ڈینی بلیک نے بھی مذاہب کی تحقیق کی اور وہ کئی مذہبی گروپوں کی ممبر بھی بنی وہ کہتی ہے ''میں نے اپنی مذہبی زندگی کا آغاز کیتھولک (عیسائیت) سے کیا، اس کے بعد میں نے بدھ مت قبول کر لیا اور پھر میں Pentecostal تحریک میں شریک ہوگئی،، مگر سچائی کی تلاش کے سلسلہ میں اسے کسی مذہب میں بھی اطمینان حاصل نہ ہوا' آخر میں وہ اسلام کے قریب آئی'' آخر اللہ

تعالیٰ نے مجھے سچا راستہ دکھا دیا" مارچ ۱۹۹۷ء میں اس نے اسلام قبول کر لیا تھوڑی ہی عرصہ بعد ڈینی بلیک کا شوہر بھی مسلمان ہو گیا۔

ایک اندازے کے مطابق افریقین امریکن نومسلموں کی تعداد امریکہ میں کل نومسلموں کی تعداد کا تقریباً نصف ہے۔ جس رفتار سے اسلام پھیل رہا ہے اگلی صدی کے آغاز پر اسلام امریکہ کا دوسرا بڑا مذہب بن جائے گا گزشتہ دس سال میں جس تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے اسے دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ امریکہ میں اسلامی تنظیمیں اپنے اہداف میں کامیاب ہیں کئی سالوں تک امریکہ کے یہود و نصاریٰ معاشرے میں اسلام کو اچھی طرح پیش نہ کیا جا سکا اسلام کے بارے میں لوگ بہت کم جانتے ہیں گزشتہ چند برسوں میں کئی تنظیمیں معرض وجود میں آئیں جیسے "کونسل آن امریکن اسلامک ریلیشن" نے میڈیا تک رسائی حاصل کی اور امریکی عوام کو صحیح اسلام کے بارے میں بتایا امریکن مسلم الائنس نامی تنظیم نے مسلمانوں کو امریکہ کے سیاسی نظام میں لانے کی کوشش کی ہے امریکہ میں اس وقت تقریباً دو ہزار مساجد، اسلامک سینٹرز اور اسکول ہیں غیر مسلموں کو مساجد اور اسلامی سینٹرز میں بلایا جاتا ہے اور انہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

اندازہ ہے کہ ۲۰۲۵ء تک دنیا کا ہر چوتھا انسان مسلمان ہوگا اور جلد ہر فرد اس حقیقت کو تسلیم کرلے گا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اپنی سچائیوں اور طاقتور پیغام کے زور پر پھیلا ہے۔

امریکہ کی طرح یورپی ممالک میں بھی مساجد اور اسلامی مراکز میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے یہ مساجد اور مراکز مسلمان باہم چندہ اکٹھا کر کے تعمیر کر رہے ہیں۔ بعض اوقات عرب اور دیگر اسلامی ممالک بھی عطیات دے دیتے ہیں کہیں کہیں مقامی حکام مساجد کے لئے زمین بھی دے دیتے ہیں۔

براعظم یورپ کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ یہاں اسلام دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے یہ اضافہ باہر سے نئے آنے والوں اور پہلے سے آباد مسلمانوں کی آبادی میں اضافے کے باعث بھی ہے بڑی تعداد میں لوگ اسلام بھی قبول

کر رہے ہیں۔

برطانیہ میں کسی بھی غیر مسلم یورپی ملک کی نسبت مساجد کی تعداد کہیں زیادہ ہے لندن میں جب ایک بڑی مسجد بنائی گئی تو اس کی تعمیر میں عرب اور مسلم ممالک نے بھی حصہ ڈالا تھا اس کے ڈیزائن کے لئے سترہ ممالک سے ۵۰ آرکیٹیکٹس نے حصہ لیا تھا اور برطانوی آرکیٹیکٹ کے ڈیزائن کا انتخاب کیا گیا یہ مسجد ۱۹۵۰ء کی دہائی میں تعمیر ہوئی اس وقت برطانیہ میں مسلم آبادی کا تخمینہ ۶ لاکھ تھا اور اب یہ تعداد ۲۰ لاکھ سے بڑھ چکی ہے۔

اسلامک سوسائٹی آف برطانیہ جو ۱۹۷۳ء میں قائم کی گئی تھی، تحقیق، تعلیم، دعوت و تبلیغ، ثقافتی احیاء اور تربیت کے شعبوں میں بھرپور کام کر رہی ہے سوسائٹی نے اب تک ۲۰۰ کے قریب کتابیں شائع کی ہیں جب کہ کئی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس بھی تیار کی ہیں سوسائٹی بچوں کی اسلامی تعلیم و تربیت پر بھی بھرپور توجہ دے رہی ہے ڈاکٹر مناظر احسن سوسائٹی کے سیکریٹری جنرل ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ سوسائٹی کافی تعداد میں پرائمری، انٹرمیڈیٹ اور سیکنڈری اسکول قائم کر چکی ہے اور ''اسلامی مطالعہ'' کی درسی کتب بھی سوسائٹی نے شائع کی ہیں ڈاکٹر مناظر صاحب مزید بتاتے ہیں ''سوسائٹی کے دعوۃ ورکرز نے ۳۳۰۰۰ نو مسلموں کو اسلام کی طرف لانے کا کام کیا ہے سوسائٹی نے نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کے لئے کلاس رومز بھی فراہم کئے ہیں۔''

ڈاکٹر مناظر نے سعودی اخبار ''الجزیرہ'' سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ برطانیہ میں ایک ہزار مساجد ہیں جن میں ۱۲۰۰ اسلامی طرز پر تعمیر کی گئی ہیں انہوں نے مزید بتایا کہ برطانوی میڈیا یہودی کنٹرول میں ہے اس لئے میڈیا میں اسلام کو اس کا حلیہ بگاڑ کر پیش کیا جاتا ہے مگر مسلمانوں کے پاس اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی بھی طاقتور میڈیا چینل نہیں ہے۔

فرانس میں مسلمانوں کی تعداد ۲۵ لاکھ بتائی جاتی ہے جن میں تقریباً ۱۰ لاکھ الجزائری ہیں پیرس میں ایک بڑی مسجد بھی ہے جو نہ صرف یورپ کی خوبصورت ترین مسجد ہے بلکہ اہم تاریخی پس منظر بھی رکھتی ہے یہ سلطان عبدالحمید دوم کا خیال تھا کہ پیرس میں مسجد بنائی جائے۔

جنگ عظیم اول کے بعد ایک فرانسیسی اس خیال کے ساتھ آیا کہ پیرس میں ان ہزاروں الجزائری مسلمانوں کی یاد میں مسجد بنائی جانی چاہیئے جو فرانس کا دفاع کرتے ہوئے جاں بحق ہوئے ہیں۔ ۱۹ اگست ۱۹۲۰ء کو فرانسیسی حکام نے پیرس میں اسلامی تنظیم بنانے کی منظوری دی اور FF ۱۵۰۰۰۰۰ مسجد کی تعمیر کے لئے منظور کئے مسجد کے ساتھ اسلامی مطالعہ کا انسٹی ٹیوٹ، ایک ریسٹورنٹ، ایک شاپنگ مال اور خوبصورت باغ بھی ہے مسجد اندلس و مراکش کے فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے (یہ تو تھیں اس مسجد کے بارے میں "دعوۃ ہائی لائٹس" میں لکھی گئی باتیں مگر مشہور مؤرخ ثروت صولت نے بالکل مختلف لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ملک میں سب سے بڑی اور اہم مسجد پیرس میں ہے جو ۱۹۲۶ء میں شام میں ہونے والی بغاوت کو کچلنے کے بعد ۱۹۳۰ء میں تعمیر کی گئی اس بغاوت میں ۲۰ ہزار مسلمان شہید ہو گئے تھے بغاوت کو کچلنے کے بعد مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بلدیہ پیرس نے مسجد کے لئے زمین دی مسجد کے لئے مراکشی طرز کا نقشہ بنایا گیا۔

ڈاکٹر کتانی کے مطابق ۱۹۸۲ء میں فرانس میں مسلمانوں کی تعداد ۲۵ لاکھ تھی اس حساب سے اب مسلمانوں کی تعداد ۳۰ لاکھ سے زیادہ ہونی چاہیئے ڈاکٹر کتانی کے مطابق ۱۹۶۸ء تک فرانس میں عملاً مسلمانوں کی کوئی مذہبی تنظیم نہ تھی ۱۹۳۰ء میں جو مسجد بنائی گئی تھی وہ بھی مسلم کمیونٹی کے کنٹرول میں نہ تھی۔

پورے فرانس میں مسجدوں کی تعداد ۲۰۰ بتائی جاتی ہے جن میں ۸۰ پیرس اور اس کے مضافات میں ہیں یونین آف فرنچ مسلمز کے صدر ڈاکٹر محمد بشاری کہتے ہیں کہ "فرانس کے مسلمانوں کی صورت حال میں اب تبدیلی آچکی ہے پہلے ان کا کام صرف اپنے اور پیچھے گھر میں اپنی فیملی کے لئے سامان زیست کے حصول کو یقینی بنانا ہوتا تھا مگر اب بیشتر مسلمان فرانس کے مستقل رہائشی بن چکے ہیں اور یہ مسلمانوں کی دوسری نسل سے تعلق رکھتے ہیں فرانس میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہودی لابی کا دباؤ اور حکومت کا مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ رویہ ہے حکومت مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہے جیسے وہ غیر ملکی ہوں۔"

جرمنی میں بھی مسلمانوں اور مساجد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے خواتین کی بڑی تعداد اسلام قبول کر رہی ہے جرمن حکومت کا رویہ بھی مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ ہے اطلاعات کے مطابق بعض مساجد اور اسلامی مراکز کیمروں کی زد میں ہیں۔

بلقان تو اس وقت میدان جنگ بنا ہوا ہے پہلے بوسنیا میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور اب کسووا کے مسلمان تاریخ کے بدترین مظالم کا سامنا کر رہے ہیں اس تمام صورت حال کے باوجود مسلموں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اس لئے کہ مغرب اپنے عوام کو ترقی و خوشحالی کے ساتھ اخلاقیات نہ دے سکا عیسائیت خود ساختہ عقائد کا مذہب ہے جو کسی باشعور فرد کو مطمئن نہیں کر سکتا مادہ پرستی کے ماحول میں اہل مغرب کے پریشان حال اور حق کی جستجو کرنے والوں کے لئے اسلام مشعل راہ بن جاتا ہے حکومتوں کے معاندانہ رویوں اور اسلام کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈہ نے بھی تجسس میں اضافہ کیا ہے جس کے باعث لوگ اسلامی مطالعہ کی طرف راغب ہوئے ہیں اس اسلامی مطالعہ نے ہی مغرب کے لوگوں کے لئے اسلام کا راستہ روشن کیا ہے۔

برنارڈ شا کا ایک بیان جس سے یورپ خوفزدہ ہے

انگریزی زبان کے مشہور ڈرامہ نگار برنارڈ شا نے ڈرامائی انداز میں یہ بیان دیکر ساری دنیا کو چونکا دیا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جب پورا یورپ مشرف بہ اسلام ہو جائے گا اس بیان سے پورا یورپ غیر شعوری طور پر خوفزدہ ہے انگریزی زبان کا ایک دوسرا مصنف ایچ جی ویلس بھی اسلام کی تعلیمات سے اس حیثیت سے ہراساں رہا کہ جب اس کی تبلیغ شروع ہوئی تو معاشرہ میں ظلم و ستم کا دور دورہ تھا جس سے سوسائٹی دب کر رہ گئی تھی اسلام نے ایک ایسا معاشرتی نظام پیش کیا جس سے معاشرتی ستم آرائی ختم ہو گئی اس نے اس کا بھی اعتراف کیا ہے کہ اسلام میں لطف و کرم فیاضی و اخوت کی تعلیم بھری [illegible] قابل فہم مذہب [illegible] سمجھ لیتا ہے۔

جرمنی میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے

مغربی میڈیا کی اسلام کے خلاف یلغار کے باوجود پورے یورپ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ جرمنی میں اس وقت ۱۱۳ اسلامی تنظیمیں اپنا کام انتہائی جوش وخروش سے کررہی ہیں' ان تنظیموں کے ممبران کی تعداد ۳۲ ہزار ہے جب کہ پورے جرمنی میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۲۰ لاکھ سے زائد ہے' ایک جائزے کے مطابق جرمنی میں اسلام قبولکرنے میں خواتین پیش پیش ہیں' گزشتہ چار سالوں میں ۸ ہزار خواتین حلقہ بگوش اسلام ہوئیں جن میں سے اکثریت کا تعلق کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ہے ان خواتین نے یہاں کی بے لگام تہذیب کے برعکس اپنے آپ کو مکمل اسلامی رنگ میں رنگ لیا ہے' علاوہ ازیں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے انہوں نے الگ سے اپنی تنظیم ''جمعیت تعلیم القرآن'' بھی قائم کررکھی ہے۔

امریکہ میں ہر سال دو لاکھ مسلمانوں کا اضافہ

واشنگٹن (اے این این) امریکی یورنیورسٹی برانڈلیس کے صدر کی جانب سے امریکی مسلمانوں کے بارے میں ایک تازہ ترین رپورٹ میں امریکہ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر کھلم کھلا تشویش کا اظہار کیا گیا ہے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے امریکہ کے لئے بڑی مشکل پیدا کردی ہے رپورٹ کے مطابق ۱۹۶۰ء میں امریکہ میں صرف دو لاکھ مسلمان تھے لیکن اس وقت امریکہ میں باہر سے آباد ہونے والے لوگوں میں ۴۹ فیصد مسلمان ہوتے ہیں جب کہ امریکی باشندوں کی سب سے زیادہ تعداد اسلام کی طرف مائل ہورہی ہے پورے امریکہ میں جس طرف بھی نکل جائیں وہاں جا بجا مساجد کی تعداد بھی کو حیرت زدہ کردیتی ہے۔ رپورٹ میں صدر کلنٹن پر بھی تنقید کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ انہیں ان حالات میں زیب نہیں دیتا کہ عید کے موقع پر مسلمانوں کو ہدیہ تبریک پیش کریں۔ ۳۷ سال میں امریکہ میں ۶۸ لاکھ مسلمان بڑھے ہیں جن کی سالانہ اوسط تقریباً ایک لاکھ بیاسی ہزار بنتی ہے۔

مکتبہ ارسلان کی مقبول معیاری کتابیں

ا۔ دنیابھر میں مسلمانوں کا قتل عام

کتاب کی چند اہم خصوصیات ☆ دنیابھر میں ۵۰ لاکھ مسلمانوں کے قتل کے تفصیل ☆ دنیا کے ۲۰ ملکوں کے مسلمانوں کے قتل کے حالات ☆ اجتماعی قبروں سے سینکڑوں لاشیں برآمد ☆ مسلمانوں کے سر ہتھوڑوں سے توڑے گئے۔ ☆ مسلمانوں کی آنکھیں نکال دی گئیں جسم پر بجلی کا کرنٹ چھوڑا گیا۔ ☆ ۲۵ ہزار خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔

۲۔ امت مسلمہ پر کفار کے مظالم کے دلخراش حالات

☆ دنیا کے ۲۵ ملکوں میں مسلمانوں پر کے دلخراش حالات ☆ ۷۵ ہزار مسلمان لڑکیوں کی آبروریزی کی دلخراش تفصیل ☆ دنیابھر کی سینکڑوں جیلوں میں مسلمانوں پر مظالم ☆ کفار کے مسلمانوں کے خلاف ناپاک عزائم

۳۔ یورپی تہذیب تباہی کے دھانے پر

☆ یورپ کے عیاش معاشرے کی ایک جھلک ☆ بچوں اور عورتوں پر جنسی تشدد کے سینکڑوں واقعات ☆ آزادانہ جنسی تعلقات کی تباہ کاریاں ☆ یورپ کی ناکام شادیاں اور اولڈ ھوم کے دلخراش واقعات

۴۔ دنیاعیسائیت کی ذرد میں

☆ دنیا کے ۵۰ ملکوں میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں ☆ مسلمانوں کو مرتدبنانے کے اسباب وذرائع ☆ این جی اوز کے مشن، پادریوں کی جنسی زندگی ☆ عیسائیت کے تبلیغی کام کے طریقے

۵۔ نوجوان تباہی کے دھانے پر

☆ نوجوانوں کی تباہی کے ۲۵ ذرائع ☆ یورپی تہذیب کے تباہ کن اثرات ☆ فیشن پرستی کی تباہ کاریاں ☆ انٹرنیٹ اور خودکشی اور ایڈز، زنا بدفعلی، شراب نوشی، داڑھی منڈھانے گانے سننے، انگریز کی مشابہت اور اسکے میڈیکل نقصانات

۶۔ یورپ میں آزادی نسواں کے نقصانات

☆ یورپی عورتوں پر ظلم کی انتہا ☆ مغربی عورت نشان عبرت بن گئی ☆ یورپ میں تربیت اور اولاد ناکام ماں بیٹے کی شادی ☆ ناجائزبچوں اور خودکشیوں کا ہولناک تناسب

۷۔ ناقابل یقین واقعات

☆ اللہ کے عذابات کے دہشت ناک واقعات ☆ عجائبات قدرت۔ عذاب قبر کے واقعات ☆ مجاہدین

کے ساتھ اللہ کی مدد کے واقعات ☆ سنتوں کے جدید مشاھدات

۸۔ مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد کے واقعات

☆ کشمیری مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد☆ افغانستان میں مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد☆ عرب مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد☆ فلپائن کے مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد

۹۔ ہم کیوں کفر سے اسلام میں داخل ہوئے ؟۔

☆ ۱۰۰ غیر مسلم عورتوں کا قبول اسلام ☆ اداکاروں۔ دانشوریاپ سنگر عورتوں کے قبول اسلام کے ایمان افروز حالات ☆ عیسائیوں کے قبول اسلام کے واقعات ☆ یہودیوں اور ہندوؤں کے قبول اسلام کے واقعات

۱۰۔ ہم نے کیوں اسلام قبول کیا؟

☆ ۱۰۰ غیر مسلم مردوں کے قبول اسلام کے ایمان افروز حالات ☆ معروف سائنس دانوں۔ پوپ سنگروں اور غیر مسلموں کے قبول اسلام کے حالات ☆ عیسائیوں اور یہودیوں کا قبول اسلام ☆ قبول اسلام کی وجوہات

۱۱۔ وجوہات محبت (بندے کی اللہ سے محبت کی وجوہات)

پسند فرمودہ : عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم ☆ تقریظ : شیخ الحدیث حضرت مفتی نظام الدین شامزی مدظلہ العالی ☆ مولف : محمد ارسلان بن اختر میمن ☆ کتاب کی چند اہم خصوصیات ☆ بندے کی اللہ سے محبت کی وجوہات 'قرآن مجید واحادیث مبارکہ واقوال صوفیاء کی روشنی میں۔ ☆ انسانی جسم کے عجائبات قدرت پر ایک نایاب کتاب۔ ☆ انسانی کمپیوٹر پر غور و فکر ☆ انسانی جسم کی قدرتی دوربین پر غور و فکر ☆ ٹیلیفون کے نظام پر غور و فکر ☆ ناک کے نظام پر غور و فکر ☆ ذائقے کے نظام پر غور و فکر ☆ دل کے قدرتی پمپ اسٹیشن پر غور و فکر ☆ پتے کی عجائبات پر غور و فکر ☆ ہڈیوں کے نظام پر غور و فکر ☆ ہمارے جسم کی معدنی قیمت ☆ انسانی جسم کے حیران کن حقائق ایک نظر میں ☆ خون بنانے اور صاف کرنے کے نظام پر غور و فکر ☆ ہاتھ اور پاؤں کے قدرتی نظام پر غور فکر ☆ انسانی جسم پر اللہ کے ۹ عجیب و غریب انعامات پر غور و فکر

۱۲۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ ؟

☆ محبت الٰہی پر لکھی جانے والی پہلی مفصل کتاب کی ایک کوشش ☆ اسماء الحسنیٰ کی عاشقانہ شرح ☆ محبت الٰہی سے متعلق قرآنی آیات و (75) احادیث مبارکہ و (160) اقوال صوفیاء اور (28) واقعات ☆ معرفت الٰہی و قرب الٰہی سے متعلق قرآنی آیات واحادیث مع (24) اقوال صوفیاء

۱۳۔ اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر

☆ عشق الٰہی کی حقیقت واہمیت پر صوفیاء کے (55) اقوال ☆ عشق حقیقی پر آیات واحادیث اقوال صوفیاء ☆ عشاق حقیقی کے عشق پر (70 واقعات) عشق الٰہی کے اثرات ☆ عاشقوں کے آنسو ☆ عاشقوں کی موت وقبر کا منظر ☆ عشق مجازی کی مذمت پر (30) واقعات

۱۴۔ حصول ولایت اور محبت الٰہی کے ذرائع

☆ ولی اور ولایت کی حقیقت آیات واحادیث واقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆ کیا ولی سے گناہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ ولی کو اپنی ولایت کا پتہ چل جاتا ہے؟ ☆ حصول محبت الٰہی کے 18 ذرائع واسباب کی اثر انگیز تحقیق ☆ اقسام ولایت وعلامات ولایت ☆ کرامت وکشف والہام کی حقیقت، دلائل قرآن وحدیث واقوال صوفیا کی روشنی میں

۱۵۔ گناہوں کا سمندر اور رحمت الٰہی کی وسعت

☆ حصہ اول حقیقت توبہ ☆ درس توبہ واستغفار قرآن وحدیث اور اقول اصوفیا کی روشنی میں ☆ تائب سے اللہ کتنی محبت کرتے ہیں؟ ☆ واقعات توبہ 'توبہ نہ کرنے کی وجوہات ☆ شرائط توبہ، علامات توبہ، اقسام توبہ، چند گناہ کبیرہ مع تفصیل ☆ حصہ دوم اسماء رحمت کی عاشقانہ شرح ☆ درس رحمت قرآن وحدیث اور اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆ رحمت الٰہی کے (70) واقعات۔

۱۶۔ نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے طریقے:

☆ حقیقت خشوع وخضوع قرآنی آیات واحادیث مبارکہ اور اقوال صوفیاء مع واقعات کی روشنی میں ☆ بغیر خشوع وخضوع کے بغیر نماز ہوتی ہے کہ نہیں؟ ☆ نماز میں خشوع وخضوع حاصل کرنے کے ۱۶ محققانہ طریقے

۱۷۔ جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات

☆ مشت زنی کی مذمت پر لکھی جانے والی سب پہلی کتاب ☆ نوجوان نسل کے لئے انتہائی مفید تحفہ

۱۸۔ علامات محبت

☆ پسند فرمودہ: عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم ☆ پسند فرمودہ: حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ العالی ☆ تقریظ: حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامذئی صاحب مدظلہ ☆ مولف: محمد ارسلان بن اختر میمن ☆ کتاب کی چند اہم خصوصیات ☆ اللہ کی بندوں سے محبت کی 30 علامات قرآنی آیات واحادیث مبارکہ واقوال صوفیاء کی روشنی میں۔ ☆ حصول محبت الٰہی کے ذرائع کا مجموعہ ☆ اللہ کے دوستوں کی صفات کا مجموعہ ☆ بندہ نے اس کتاب میں ان تینوں مضامین کو جمع کرنے کے لئے کئی سو کتابوں کا مطالعہ کرکے تقریباً 400 کتابوں سے مواد نکال کر ان کو کتابی شکل دی ہے

بندہ اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے اس کا اندازہ قارئین خود ہی لگا سکتے ہیں۔

۱۹۔ اللہ کے دوستوں کے حالات

صفحات 104 قیمت 45 روپے ☆ ایسی نادر کتاب جسے پڑھ کر گناہوں کے سمندر میں غوطہ لگانے والے شخص کے دل میں بھی محبت الٰہی کی لہریں اٹھ جاتی ہیں اور زار و قطار آنسو بہہ پڑتے ہیں آج ہی اس کو خریدئے اور اللہ والوں کے حالات پڑھ کر ان جیسا بننے کی کوشش کیجئے۔

۲۰۔ مقالہ نگاری کے اصول

صفحات-117 انڈونیشین پیپر مجلد قیمت 70 روپے ☆ اس کتاب میں کتاب لکھنے کے طریقے کو انتہائی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو کہ ہر مصنف اور مقالہ نگار کی ضرورت ہے پسند فرمودہ: حضرت مفتی ابو لبابہ صاحب مدظلہ ☆ تقریظ: مفتی ابن الحسن عباسی صاحب مدظلہ ☆ مترجم: مفتی عقیل الرحمان صاحب

۲۱۔ فیشن پرستی اور اس کا علاج

صفحات 208 کارڈ ٹائٹل قیمت 75 روپے ☆ پسند فرمودہ: حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ خلیفہ حکیم الامت ☆ تقریظ: حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

☆ مولف: جناب پروفیسر حسن سعید صاحب

۲۲۔ سینما بینی اور اس کی تباہ کاریاں

صفحات -111 کارڈ ٹائٹل قیمت 45 روپے ☆ پسند فرمودہ: حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ خلیفہ حکیم الامت ☆ تقریظ: حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

مولف: جناب پروفیسر حسن سعید صاحب

۲۳۔ پہاڑوں جتنے اعمال

صفحات -144 کارڈ ٹائٹل قیمت 55 روپے ☆ حقوق العباد پر لکھی جانے والی انتہائی مفید کتاب

☆ پسند فرمودہ! فقیہ العصر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب

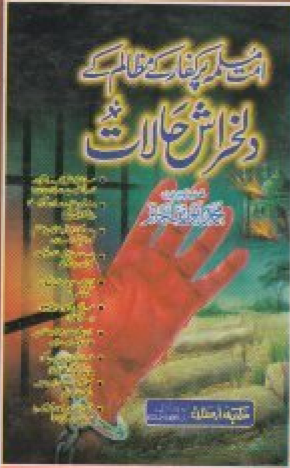
☆ تقریظ: حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ

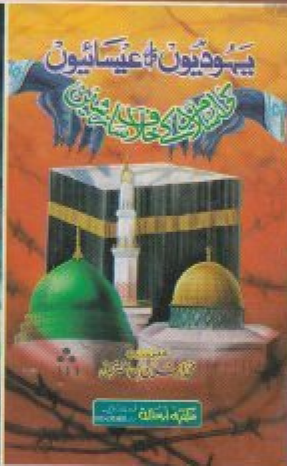
۲۴۔ اللہ کا پیارا بننے کا طریقہ (خدا کے بندوں کو خدا کا پیارا بنانا)

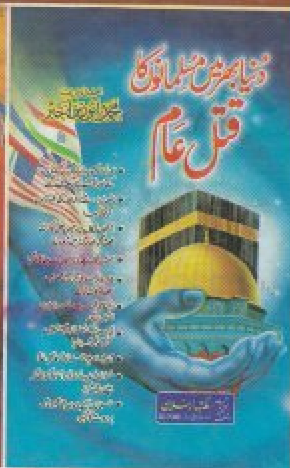
صفحات 160 مجلد قیمت 80 روپے ☆ دعوت و تبلیغ پر لکھی جانے والی بے مثال کتاب ☆ پسند فرمودہ! حکیم العصر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب ☆ مولف! ارسلان بن اختر

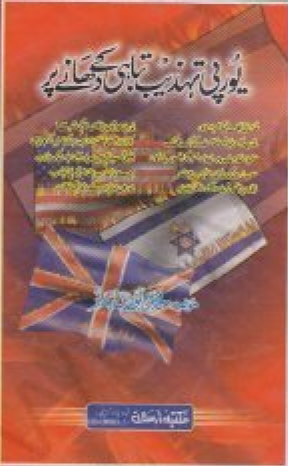
۲۵۔ اللہ سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ (نفسانی خواہشات سے بچنا)

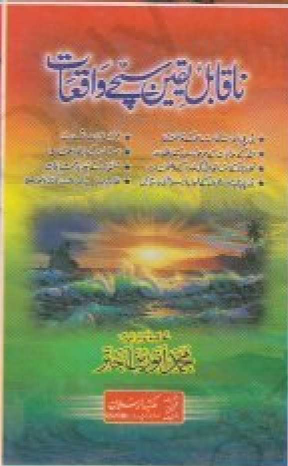
صفحات-144 مجلد قیمت 70 روپے ☆ نفسانی خواہشات کی مزمت پر لکھی جانے والی بے انتہا مفید کتاب پسند فرمودہ! حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحبؒ ☆ مولف: ارسلان بن اختر

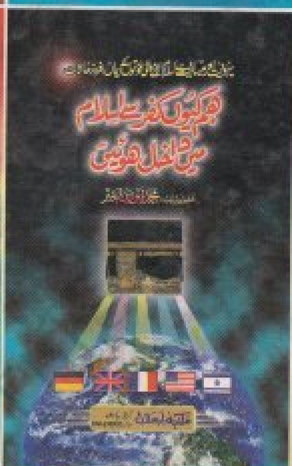

امت مسلمہ پر کفار کے مظالم کے
دلخراش حالات

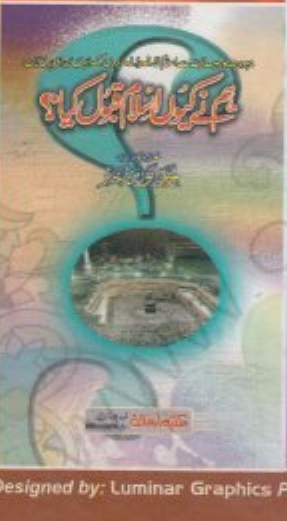

یہودیوں اور عیسائیوں

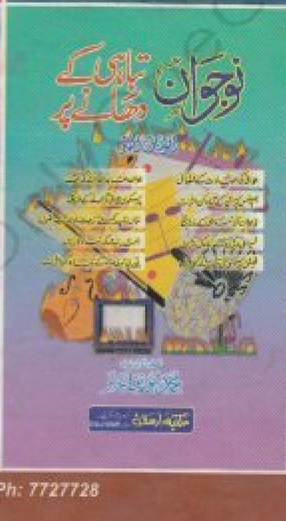

دنیا بھر میں مسلمانوں کا
قتل عام

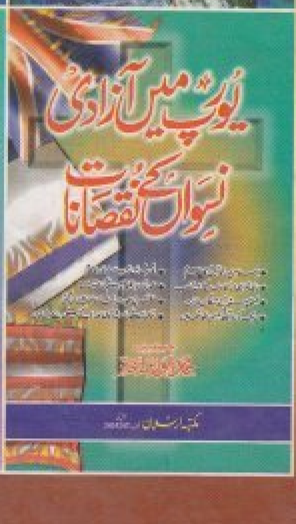

یورپی تہذیب تباہی کے دہانے پر


ناقابل یقین سچے واقعات


ہم کیوں کفر سے اسلام
میں شامل ہوئے


ہم نے کیوں اسلام قبول کیا؟


نوجوان
تباہی کے دہانے پر


یورپ میں آزادی
نسواں کے نقصانات